



وزارة الثقافة والإسلامي أمور، الكويت



موسوعة فقهاء

جلد - ۸

بئر - بیطرة

موسوعة فقهية

شائع كروه

وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت

© جملہ حقوق بحق وزارت اوقاف و اسلامی امور کویت محفوظ ہیں

پوسٹ بکس نمبر ۱۳، وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت

اردو ترجمہ

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)

161-F، جوگابائی، پوسٹ بکس 9746، جامعہ مگرئی دہلی - 110025

فون: 26982583, 26981779-11-91

Website: <http://www.ifa-india.org>

Email: ifa@vsnl.net

اشاعت اول : ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء

ناشر

جینوین پبلیکیشنز اینڈ میڈیا (پرائیویٹ لمیٹڈ)

Genuine Publications & Media Pvt. Ltd.

B-35, Basement, Opp. Mogra House

Nizamuddin West, New Delhi - 110 013

Tel: 24352732, 23259526,

وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت

موسوعه فقیهیه

اردو ترجمہ

جلد - ۸

بئر — بیطرة

مجمع الفقه الإسلامی الهند

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً
فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي
الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾

(سورہ قمر، ۱۳۲)

”اور مومنوں کو نہ چاہئے کہ (آئندہ) سب کے سب نکل کھڑے ہوں، یہ کیوں نہ ہو کہ
ہر گروہ میں سے ایک حصہ نکل کھڑا ہوا کرے، تاکہ (یہ باقی لوگ) دین کی سمجھ بوجھ
حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ اپنی قوم والوں کو جب وہ ان کے پاس واپس
آجائیں ڈراتے رہیں، عجب کیا کہ وہ محتاط رہیں!“

”من یرد اللہ بہ خیراً

یفقہہ فی الدین“

(بخاری، مسلم)

”اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے

اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔“

فہرست موسوعہ فقہیہ
جلد - ۸

صفحہ	عنوان	فقہ
۳۵	بر	دیکھئے: آبار
۳۵	بر بضاء	دیکھئے: آبار
۳۶-۳۵	باء ۳	۳-۱
۳۵		۱ تعریف
۳۵		۲ متعلقہ الفاظ
۳۶		۳ اجمالی حکم
۳۶	بادی	
		دیکھئے: بدو
۳۷-۳۷	بازلہ	۲-۱
۳۷		۱ تعریف
۳۷		۲ اجمالی حکم
۳۷	باسور	
		دیکھئے: اغذار

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۳۸-۳۸	بامعہ	۲-۱
۳۸	تعریف	۱
۳۸	اجمالی حکم	۲
۳۸	باطل	
	دیکھئے: بطلان	
۳۸	باغی	
	دیکھئے: بغاوت	
۳۹-۴۰	بیات	۳-۱
۳۹	تعریف	۱
۳۹	اجمالی حکم	۲
۴۰	بحث کے مقامات	۳
۴۱-۴۲	ہجر	۶-۱
۴۱	تعریف	۱
۴۱	اجمالی حکم	۲
۴۱	کے عضو کی طہارت	۳
۴۱	کسی ضرورت سے اعضاء کو کاٹنا	۴
۴۱	جنايات میں اعضاء کو کاٹنا	۵
۴۲	جانور کے کئے ہوئے اعضاء	۶
۴۲-۴۲	ہجاء	۴-۱
۴۲	تعریف	۱

صفحہ	عنوان	فقہ
۲۲	اجمالی حکم	۲
۲۳-۲۳	تبع	۲-۱
۲۳	تعریف	۱
۲۳	اجمالی حکم	۲
۲۴	بتلہ	
	دیکھئے: بتلہ	
۲۵-۲۴	بتلہ	۲-۱
۲۴	تعریف	۱
۲۴	اجمالی حکم	۲
۲۵	نسخ	
	دیکھئے: حکام	
۲۸-۲۵	بحر	۹-۱
۲۵	تعریف	۱
۲۵	متعلقہ الفاظ: نمبر: میں	۲-۲
۲۶	سمندر سے متعلق احکام	
۲۶	الف - سمندر کا پانی	۳
۲۶	ب - سمندر کا شکار	۵
۲۷	ج - سمندر کا مردار	۶
۲۷	د - کشتی میں نماز	۷
۲۷	ه - کشتی میں مر جانے والے کا حکم	۸

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۴۸	و۔ سمندر میں ڈوب کر مر جانا	۹
۴۹-۵۰	بخار	۴-۱
۴۹	تعریف	۱
۴۹	متعلقہ الفاظ: بخار	۲
۴۹	بخار (بھاپ) سے متعلق کلام	
۴۹	الف۔ جمع شدہ شبنم سے رفع حدیث	۳
۴۹	ب۔ جمع شدہ بھاپ سے رفع حدیث	۴
۵۱-۵۰	بخار	۲-۱
۵۰	تعریف	۱
۵۰	اجمالی حکم	۲
۵۱	بخس	
	دیکھئے: بخس	
۵۱-۵۲	بخیلہ	۳-۱
۵۱	تعریف	۱
۵۱	پہلا مسئلہ	۲
۵۱	دوسرا مسئلہ	۳
۵۲-۵۳	بدعت	۳۸-۱
۵۲	تعریف	۱
۵۳	پہلا نقطہ نظر	۲
۵۳	دوسرا نقطہ نظر	۳

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۵۶	معاذہ التناظر: محدثات، فطرت، سنت، معصیت، مصلحت مرسلہ	۸-۴
۵۸	بدعت کا شرعی حکم	۹
۵۸	عقیدہ میں بدعت	۱۰
۵۹	عبادات میں بدعت	
۵۹	الف: حرام بدعت	۱۱
۵۹	ب: مکروہ بدعت	۱۲
۶۰	عبادات میں بدعت	۱۳
۶۰	بدعت کے حرکات و اسباب	۱۴
۶۰	الف: مقاصد کے ذرائع سے ماواقیئت	۱۵
۶۰	ب: مقاصد سے ماواقیئت	۱۶
۶۱	ج: سنت سے ماواقیئت	۱۷
۶۲	د: عقل سے خوش گمان ہونا	۱۸
۶۳	ه: مشابہ کی اتباع	۱۹
۶۳	و: خویش کی اتباع	۲۰
۶۳	خواہشات کے درآئے کے مواقع	۲۱
۶۳	بدعت کی قسمیں	
۶۴	بدعت حقیقی	۲۲
۶۵	اضافی بدعت	۲۳
۶۵	کافر اندہ اور غیر کافر اندہ بدعت	۲۴
۶۶	غیر کافر اندہ بدعت کی گناہ صغیرہ اور کبیرہ میں تقسیم	۲۵
۶۷	داعی اور غیر داعی بدعتی	۲۷
۶۸	بدعتی کی روایت حدیث	۲۸
۶۸	مبتدع کی شہادت	۲۹
۶۹	مبتدع کے پیچھے نماز	۳۰
۷۰	مبتدع کی ولایت	۳۱

صفحہ	عنوان	فقرہ
۷۰	مبتدع کی نماز جنازہ	۳۲
۷۰	مبتدع کی توبہ	۳۳
۷۱	بدعت کے بارے میں مسلمانوں کی ذمہ داری	۳۴
۷۳	اہل بدعت کے تین مسلمانوں کی ذمہ داری	۳۵
۷۳	ازالہ بدعت کے لئے ہر بالمعروف اور بغی عن المنکر کے مراحل	۳۶
۷۴	مبتدع کے ساتھ معاملہ اور میل جول	۳۷
۷۴	مبتدع کی امانت	۳۸

بدل

دیکھئے: بدل

۷۹-۷۵	بدعت	۹-۱
۷۵	تعریف	۱
۷۹-۷۶	اجمالی حکم	۹-۲
۷۶	الف: بدعت کا پیشاب اور کوہر	۲
۷۶	ب: مہر و نسا	۳
۷۷	ج: بدعت کا جوٹھا	۴
۷۷	د: اونٹ اور بکریوں کے ہانہ ہٹنے کی جگہ میں نماز	۵
۷۸	ه: (جج میں) واجب ہونے والے دم	۶
۷۸	و: ہمدی	۷
۷۸	ز: بدعت کا دیکھ	۸
۷۹	ح: دیت: جان کا بدلہ دیت	۹

۸۳-۸۰	بدعت	۱۳-۱
۸۰	تعریف	

صفحہ	عنوان	فقرہ
۸۰	۱۔ سے متعلق احکام	۲
۸۰	۲۔ ایک باہر میں ۱۰ دن	۳
۸۰	۳۔ جمعہ اور عیدین کا قحط	۴
۸۱	۴۔ بقرہ بانی کا بقت	۵
۸۱	۵۔ بخیمہ کا عدم استحقاق	۶
۸۲	۶۔ دیہات والے شجر والوں کے عاقلہ میں داخل نہیں ہر ان طرح پر طس	۷
۸۲	۷۔ دیہاتی کی امامت	۸
۸۲	۸۔ لاوارث بچہ کو دیہات منتقل کرنا ہر اس کا حکم	۹
۸۲	۹۔ شہری کے خلاف دیہاتی کی شہادت	۱۰
۸۲	۱۰۔ حایل کھانے کی تعیین میں دیہات والوں کی عادات فیصلہ میں	۱۱
۸۳	۱۱۔ دیہات والوں میں سے عدت والی عورت کے کو بی کرنے کا حکم	۱۲
۸۳	۱۲۔ دیہاتی کا شہری ہو جانا	۱۳
۸۳-۸۴	بذر	۱-۳
۸۳	تعریف	۱
۸۳	اجمالی حکم	۲
۸۴	بحث کے مقامات	۳
۸۵-۸۵	بذر قحط	۱-۲
۸۵	تعریف	۱
۸۵	اجمالی حکم	۲
۸۸-۸۶	براءۃ	۱-۹
۸۶	تعریف	
۸۶	محتاجۃ النکاحۃ برأۃ و برأۃ، استبراء	۲-۳
۸۷	اجمالی حکم	۵

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۸۸	بحث کے مقامات	۹
۸۹-۸۹	مجموعہ	۲-۱
۸۹	تعریف	
۸۹	اجمالی حکم	۲
۹۰-۹۰	مجموعہ	۵-۱
۹۰	تعریف	
۹۰	متحدہ تناظر: تناظر: بال: نجات	۴-۲
۹۱	اجمالی حکم اور بحث کے مقامات	۵
۹۲-۹۱	مجموعہ	۳-۱
۹۱	تعریف	
۹۱	متحدہ تناظر: ۱۰	۲
۹۱	اجمالی حکم اور بحث کے مقامات	۳
۹۲	مجموعہ	
	۱۰ کیسے: سپرد	
۹۳-۹۳	مجموعہ	۲-۱
۹۳	تعریف	
۹۳	اجمالی حکم	۲
۹۸-۹۴	مجموعہ	۸-۱
۹۴	تعریف	
۹۴	اجمالی حکم	۲

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۹۵	والدین کے ساتھ حسن سلوک	۳
۹۶	بر اللہ رحمہ (صلہ رحمی)	۴
۹۷	قیہوں، ضعیفوں اور غریبوں کے ساتھ :	۵
۹۷	حج مبرور	۶
۹۷	نہج مبرور	۷
۹۸	بڑا ہمیں (قسم پوری کرنا)	۸
۹۹-۱۱۰	بڑا والدین	۱۵-۱
۹۹	تعریف	
۹۹	شرعی حکم	۲
۱۰۱	غیر مذہب، لے والدین کیلئے مانعہ داری	۳
۱۰۳	ماں کی اطاعت اور باپ کی اطاعت کے درمیان تعارض	۴
۱۰۵	والدین کے احکام کے ساتھ حسن سلوک	۶
۱۰۵	حسن سلوک کس طرح کیا جائے؟	۷
۱۰۷	تجارت یا غلبہ علم کے لئے سنائی خاطرہ والدین کی اجازت	۹
۱۰۷	نوفل کے ترک یا ان کو توڑے میں والدین کی اطاعت کا حکم	۱۰
۱۰۸	فرض کفایہ کے ترک میں ان کی اطاعت کا حکم	
۱۰۸	بیوی کو حلالی دینے کے مطالبہ میں ان کی اطاعت کا حکم	۲
۱۰۸	رتاب معصیت یا ترک واجب کے امر میں ان کی اطاعت کا حکم	۳
۱۰۹	والدین کی مفرمانی اور یاد آثرات میں اس کی ہزا	۴
۱۱۰	مفرمانی کی ہزا	۵
۱۱۱-۱۱۲	بہ نرہ	۴-۱
۱۱۱	تعریف	
۱۱۱	متعلقہ الفاظ: محمد رد (پرویش)	۲

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۱۱	اجمالی حکم	۳
۱۱۲	بحث کے مقامات	۴
۱۱۲ - ۱۱۳	برسام	۴ - ۱
۱۱۲	تعریف	
۱۱۲	متعلقہ الفاظ: مہد، جنون	۲
۱۱۳	اجمالی حکم اور بحث کے مقامات	۴
۱۱۳ - ۱۱۴	برص	۶ - ۱
۱۱۳	تعریف	
۱۱۳	متعلقہ الفاظ: جذام، سہی	۲
۱۱۳	برص کے مخصوص اقسام	
۱۱۳	برص کی وجہ سے فتح نکاح میں خیار کا ثبوت	۳
۱۱۳	مسجد میں برص کے آنے کا حکم	۴
۱۱۵	برص سے مصافحہ اور معافیت	۵
۱۱۵	برص کی لامست کا حکم	۶
۱۱۵	برکت	
	• دیکھیے: شہادت	
۱۱۵	برکت	
	• دیکھیے: مہد	
۱۱۶ - ۱۱۷	برماج	۴ - ۱
۱۱۶	تعریف	

صفحہ	عنوان	فقرہ
۱۱۶	متعلقہ التماثل رقم، نمونہ ج	۲
۱۱۶	جمالی حکم	۴
۱۱۸-۱۱۷	۴ پی	۲-۱
۱۱۷	تعریف	۱
۱۱۸	بحث کے مقامات	۲
۱۱۸	۴ پی	
	دیکھئے: حقائق	
۱۱۸	۲ اق	
	دیکھئے: مسائل	
۱۱۸-۱۱۹	بساط المسین	۳-۱
۱۱۸	تعریف	۱
۱۱۹	اجمالی حکم	۳
۱۲۰-۱۲۰	بمسلمہ	۱۲-۱
۱۲۰	تعریف	
۱۲۰	مسلمہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے	۲
۱۲۲	بغیر پاکی کے اسم اللہ پڑھنے کا حکم	۴
۱۲۳	نہار میں اسم اللہ پڑھنا	۵
۱۲۶	اسم اللہ پڑھنے کے دوسرے مواقع	
۱۲۶	لطف: بیت الخلاء میں، نخل پر، تہ وقت تہیہ	۶

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۲۶	بہ ہضو کے وقت تیمہ	۷
۱۲۷	نہ ہضو کے وقت تیمہ	۸
۱۲۸	نہ ہضو کے وقت تیمہ	۹
۱۲۹	نہ ہضو کے وقت تیمہ	۱۰
۱۲۹	نہ ہضو کے وقت تیمہ	
۱۲۹	نہ ہضو کے وقت تیمہ	۲
۱۳۱-۱۳۳	بشارت	۵-۱
۱۳۱	تعریف	
۱۳۱	متحدہ القادریہ (معارف)	۲
۱۳۱	جمالی علم	۳
۱۳۳	بحث کے مقامات	۵
۱۳۴-۱۳۵	بصاق	۴-۱
۱۳۴	تعریف	
۱۳۴	متحدہ القادریہ (معارف)	۲
۱۳۴	جمالی علم	۳
۱۳۶-۱۳۷	بصر	۶-۱
۱۳۶	تعریف	
۱۳۶	جمالی علم	۲
۱۳۶	آنکھ پر جماعت	۲
۱۳۶	نماز میں ہر ہر ہر ہر	۳
۱۳۷	نماز کے بارہ عامیں آمان کی جانب نگاہ اٹھانے کا حکم	۴
۱۳۷	ایسی چیز سے نگاہیں مبراہ جہرام ہے	۵
۱۳۷	بحث کے مقامات	۶

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۳۸	بخاعت	دیکھئے: اہسان
۱۳۸	بضع	دیکھئے: فزج
۱۳۸-۱۳۹	بطالتہ	۱-۷
۱۳۸	تعریف	
۱۳۸	ہس ہاٹ ہی حکم	۲
۱۳۹	توکل ہے روزگاری کا، اپنی نہیں	۳
۱۴۰	مبادت ہے روزگاری کے لئے وجہ ہوا نہیں	۴
۱۴۰	ہے روزگار کے نفقہ کے مطالبہ پر ہے روزگاری کا اثر	۵
۱۴۰	زکاۃ کا مستحق ہونے میں ہے روزگاری کا اثر	۶
	روزگار نہ ہونے کی وجہ سے حکومت اور معاشرہ کی جانب سے	۷
۱۴۱	ہے روزگاروں کی کفالت	
۱۴۱-۱۴۵	بطائتہ	۱-۷
۱۴۱	تعریف	
۱۴۲	متعلقہ، متاثرہ، حاشیہ، اہل شوری	۲
۱۴۲	بطائتہ سے متعلق مقام	
۱۴۲	اہل: بطائتہ بمعنی انسان کے خواہ	۳
۱۴۲	صالح خواہوں کا انتخاب	۴
۱۴۳	غیر مومنین میں سے خواہوں کا انتخاب	۵
۱۴۴	دوم: کپڑے کا اندرونی حصہ	۶

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۴۴	ایسے پڑے پر نماز جس کا امر وہی حصہ پاک ہو	۶
۱۴۴	مرد کے لئے ایسے کپڑے پہننے کا حکم جس کا امر وہی حصہ مردہ شمی ہو	۷
۱۶۳-۱۶۵	بطلان	۳۰-۱
۱۴۵	تعریف	۱
۱۴۶	معتقد، متاظن، نسا، بصحت، اعتقاد	۲-۴
	دنیا میں تعریف کے بطلان اور آخرت میں اس کے اثر کے	۵
۱۴۶	بطلان کے درمیان تا لازم کا نہ ہونا	
۱۴۸	جان پر جو کر یا لامی میں باطل تعریف پر قدم کا حکم	۷
۱۴۹	باطل عمل کرنے والے پر گنہگار کرنا	۹
۱۴۹	بطلان، نسا، کے درمیان فرق میں اختلاف اور اس کا سبب	۱۰
۱۵۱	تجوئی بطلان	۱۳
۱۵۲	کوئی شی باطل ہو تو جو اس کے ضمن میں ہے اور جو اس پر ہی ہے وہ بھی باطل ہوگا	۱۶
۱۵۳	باطل عقد کو صحیح بنانا	۱۸
۱۵۵	حویل مدت کدے یا حاکم کے فیصلہ سے باطل صحیح نہیں ہوگا	۲۲
۱۵۷	بطلان کے آثار	
۱۵۷	۱۔ مباہات میں	۲۴
۱۵۸	۲۔ معاملات میں بطلان کا اثر	۲۵
۱۵۹	ضمان	۲۶
۱۶۰	نکاح میں بطلان کا اثر	۲۸
۱۶۱	۳۔ نکاح میں	۲۹
۱۶۲	۴۔ عدت اور نسب	۳۰
۱۶۳	بعض	
	۱۔ کھینچنے، جھپٹنے	

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۶۷-۱۶۴	بعضیت	۹-۱
۱۶۴	تعریف	۱
۱۶۴	متعلقہ اناط	۲
۱۶۷-۱۶۴	جمالی حکم	۹-۳
۱۶۴	طہارت کے باب میں	۳
۱۶۵	نماز کے باب میں	۴
۱۶۶	زکوٰۃ کے باب میں	۵
۱۶۶	صدقہ " کے باب میں	۶
۱۶۶	طلاق بکبار اور "نی غایم کے باب میں	۷
۱۶۶	شہادت کے باب میں	۸
۱۶۷	بعضیت کی وجہ سے غایم کی آ رہی	۹
۱۶۸-۱۶۷	بغاء	۲-۱
۱۶۷	تعریف	
۱۶۸	رہنمورت کے لیے حکم	۲
۱۶۷-۱۶۸	بغاء	۳۹-۱
۱۶۸	تعریف	
۱۶۹	متعلقہ اناط: حوارق مجارین	۳-۲
۱۷۰	جی کاثر بنی حکم	۳
۱۷۱	بغاءت کے تعلق کی شرطیں	۶
۱۷۲	س امام کے خلاف شرمین بغاءت ہے	۷
۱۷۲	بغاءت کی علامات	۸
۱۷۳	اہل فتنہ سے تمیز کی فرہنگی	۹
۱۷۴	باغیوں کے تیس امام کی دہرہ دہی	۱۰

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۷۴	الف: قتال سے پہلے	۰
۱۷۶	ب: باغیوں سے قتال	
۱۷۸	باغیوں سے جنگ میں معاونت	۲
۱۷۹	باغیوں سے قتال کی ٹیڑھی اور اس کے امتیازات	۳
۱۷۹	باغیوں سے قتال کی کیفیت	۱۳
۱۸۱	برسرِ پیکار باغی عورت	۵
۱۸۱	باغیوں کے مہمل کو قیدی بنانا، ان کو ضائع کرنا اور ان کا نشان	۶
۱۸۲	اہل عدل کا باغیوں کو نقصان پہنچانا	۷
۱۸۲	باغیوں کا اہل عدل کو نقصان پہنچانا	۸
۱۸۳	باغی مقتولین کا مسئلہ رہا	۱۹
۱۸۴	باغی قیدی	۲۰
۱۸۵	قیدیوں کا مدد یہ	۲
۱۸۵	باغیوں سے مصالحت	۲۲
۱۸۶	کن باغیوں کا قتل جائز نہیں	۲۴
۱۸۶	قدرت کے باوجود جنگ نہ کرنے والوں کا باغیوں کے ساتھ شریک ہونا	۲۵
۱۸۷	باغیوں میں سے محرم سے قتال کا حکم	۲۶
۱۸۸	مقتول باغی سے عادل کی وراثت اور اس کے برعکس	۲۷
۱۸۹	باغیوں سے قتال کے لئے کن اسلحوں کا استعمال جائز ہے	۲۸
۱۸۹	باغیوں کا ان سے مقبوضہ ہتھیار سے مقابلہ	۲۹
۱۹۰	باغیوں سے قتال میں شریکین سے مدد	۳۰
۱۹۰	باغیوں سے معرکہ کے مقتولین اور ان کی مائیں و بنیاد	۳
۱۹۱	باغیوں کی باہمی لڑائی	۳۲
۱۹۲	باغیوں کا کنارہ سے مدد لینا	۳۳
۱۹۳	باغی کو عادل کی جانب سے لمان فرماہم کرنا	۳۴
۱۹۳	باغیوں کے نام کے تصریحات	۳۵

صفحہ	عنوان	فقرہ
۱۹۳	الحق: زکاۃ روزہ یہ عشر اور شریعت کی مصلحت	۳۵
۱۹۵	بہ: باغیوں کا ٹیبل اور اس کا نسخہ	۳۶
۱۹۶	حق: باغی تاشی کا خرچہ مال تاشی کے تمام	۳۷
۱۹۶	حق: باغیوں کا اثراے حدود اور ان پر حدود کا مہربان	۳۸
۱۹۷	باغیوں کی شہادت	۳۹

۱۹۷

حق

دیکھئے: بقاۃ

۲۰۶-۱۹۸

بقر

۱-۱۷

۱۹۸	تعریف	
۱۹۸	گائے کی رباۃ	۲
۱۹۸	بقر میں مہربان رباۃ کی شرط	۳
۱۹۹	چبے کی شرط	۴
۱۹۹	جنگلی گائے پر رباۃ	۵
۲۰۰	پالتو اور جنگلی سے مل کر پیدا ہونے والے جانوروں کی زکاۃ	۶
۲۰۰	گائے کی زکاۃ میں سال گزرنے کی شرط	۷
۲۰۱	نسب مکمل ہونے کی شرط	۸
۲۰۲	قرباتی میں کافی ہونے والے جانور	۱۰
۲۰۳	ہری میں گائے	۲
۲۰۴	تھلیہ (قاۃ، دنا، لٹے) کا حکم	۳
۲۰۴	گائے کا مٹ	۴
۲۰۴	ساری کے لئے گائے کا استعمال	۵
۲۰۵	گائے کا پیشاب مہربان	۶
۲۰۵	دیت میں گائے کا حکم	۷

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۰۶-۲۱۵	بکاء	۱-۱۹
۲۰۶	تعریف	
۲۰۷	متعلقہ الفاظ: صیاح، صراخ، نباح، مدب، عجب یا حیرت، غویل	۲-۶
۲۰۷	بکاء کے اسباب	۷
۲۰۷	مصیبت میں رونے کا شرعی حکم	۸
۲۰۸	اللہ کے خوف سے رونا	۹
۲۱۰	نماز میں رونا	۲
۲۱۱	قرآن پڑھتے وقت رونا	۳
۲۱۲	موت کے وقت اور اس کے بعد رونا	۴
۲۱۳	قبر کی زیارت کے وقت رونا	۵
۲۱۳	روئے کے لئے عورتوں کا جمع ہونا	۶
۲۱۳	ولادت کے وقت بچہ کے روئے کا اثر	۷
۲۱۳	کنواری لڑکی کا ثانی کے لئے اجازت ظنی کے وقت رونا	۸
۲۱۵	آدمی کا رونا کیا اس کے صدق گفتاری کی علامت ہے؟	۹

۲۱۶-۲۲۳	بکارت	۱-۱۳
۲۱۶	تعریف	
۲۱۶	متعلقہ الفاظ: عذرة، میوہ، بت	۲-۳
۲۱۷	اختلاف کے وقت بکارت کا ثبوت	۴
۲۱۷	عقد نکاح میں بکارت کا اثر	۵
۲۱۷	کنواری عورت کی اجازت کس طرح ہوگی	۵
۲۱۸	ولی کی شرط یا عدم شرط	۷
۲۱۹	بکارت کے باوجود ۱۰ بار کب شہم ہوگا؟	۸
۲۱۹	شہم کی جامب سے روچھنے کی بکارت کی شرط	۹
۲۲۱	صلی بکارت، نیز اجبار اور عورت کی اجازت فی معرفت میں اس کا اثر	۱۰

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۲۱	بغیر جراث کے بالتصد پر وہ کارت زائل کرنا اور اس کا اثر	
۲۲۲	جراث کے بغیر انگلی سے کارت و دربر، یہ کی صورت میں و کی مقدار	۲
۲۲۲	کارت کا، عوی «قسم لینے پر اس کا اثر	۳
۲۲۳	جراث	
	دیکھئے: تبلیغ	
۲۲۶-۲۲۴	بلعوم	۴-۱
۲۲۴	تعریف	
۲۲۴	بلعوم سے متعلق احکام	۲
۲۲۴	الف: روزہ اور اس کو توڑنے سے متعلق احکام	۲
۲۲۴	ب: تہ کیہ «خ سے متعلق احکام	۳
۲۲۵	ج: نہایت سے متعلق احکام	۴
۲۲۶	بلغم	
	دیکھئے: نہایت	
۲۲۵-۲۲۶	بلوغ	۴۴-۱
۲۲۶	تعریف	
۲۲۶	متعلقہ، اتنا ظہر، کبر، ادراک، حلم، اتمام، مردیت، ہمد، رشد	۷-۲
۲۲۸	مرد، عورت «رخصت میں بلوغ کی نظر کی حدائیں	۸
۲۲۸	اتمام	۹
۲۲۸	اباات	۱۰
۲۳۰	عورت کی مخصوص مامات بلوغ	۵
۲۳۱	رخصت کی نظر کی مامات بلوغ	۷

صفحہ	عنوان	فقرہ
۲۳۲	عمر کے ذریعہ بلوغ	۲۰
۲۳۳	بلوغ کی ادنیٰ عمر جس سے قبل دعوائے بلوغ درست نہیں	۲
۲۳۳	بلوغ کا ثبوت	۲۲
۲۳۳	پانچ طریقہ: ۱۔ ار	۲۲
۲۳۴	دوسرا طریقہ: ۲۔ نبات	۲۳
۲۳۵	فقہاء کے نزدیک احکام شرعیہ کے لزوم کے لئے بلوغ شرط ہے	۲۴
۲۳۶	جن احکام کے لئے بلوغ شرط ہے	۲۵
۲۳۶	الف: جن کے وجوب کے لئے بلوغ شرط ہے	۲۵
۲۳۷	ب: جن احکام کی صحت کے لئے بلوغ شرط ہے	۲۶
۲۳۷	بلوغ سے ثابت ہونے والے احکام	۲۷
۲۳۷	اول: طہارت کے باب میں	۲۸
۲۳۷	اعادہ: نجس	۲۸
۲۳۸	دوم: نهار کے باب میں	۲۹
۲۳۹	سوم: زکوٰۃ	۳۲
۲۴۰	چہارم: زکوٰۃ	۳۵
۲۴۱	پنجم: حج	۳۶
۲۴۲	ششم: خیار بلوغ	۳۹
۲۴۲	بچپن میں لڑکی یا لڑکے کی شادی پر اختیار	۳۹
۲۴۴	ہفتم: بلوغ کی وجہ سے ملایت علی التمس کا اختتام	۴۳
۲۴۵	ششم: ملایت علی التمس	۴۴
۲۴۶-۲۵۳	بناء	۲۵-۱
۲۴۶	تعریف	
۲۴۶	معاقدہ الفاظ: ترسیم، عمارۃ، اصل، مختار	۵۲
۲۴۷	جمالی حکم	۶

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۴۷	۱۔ بناء (بمعنی مکان بنانا)	۶
۲۴۷	مکان کی تعمیر کا بیان	۷
۲۴۸	بناء کے احکام	۸
۲۴۸	الحک: کیا تجارت متھوڑا شیا میں ہے؟	۸
۲۴۸	سب: تجارت پر قبضہ	۹
۲۴۸	ح: بئر ہست شدہ مکان میں شعو	۱۰
۲۴۸	د: مباح زمینوں میں تعمیر	
۲۴۹	ح: زمین کو تعمیر کے لئے قبضہ میں لینا	۱۲
۲۴۹	د: غصب کی ہوئی اراضی میں تعمیر	۱۳
۲۴۹	ز: کرایہ کی زمین پر تعمیر	۱۴
۲۵۰	ح: عاریہ لی ہوئی زمین میں تعمیر	۱۵
۲۵۱	ط: سقوطیہ اراضی میں تعمیر	۱۶
۲۵۱	ی: مساجد کی تعمیر	۱۷
۲۵۱	ک: نجاست آمیز اجنٹ سے تعمیر	۱۸
۲۵۲	ل: قبو میں پر تعمیر	۱۹
۲۵۲	م: مشقہ کی مقامات پر تعمیر	۲۰
۲۵۲	ن: حمام کی تعمیر	۲۱
۲۵۲	و: عبادت میں بناء	۲۲
۲۵۳	نماز میں بھول جانے والے کا اپنے یقین پر بناء سنا	۲۳
۲۵۳	جمعہ کے خطبہ میں بناء	۲۴
۲۵۳	طواف میں بناء	۲۵
۲۵۳	بناء بالترجہ	

۔ دیکھئے: دخول

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۵۳	بناء فی العبادات	دیکھئے: مختلف
۲۵۳	بنان	دیکھئے: واسع
۲۵۵-۲۵۴	بنت	۶-۱
۲۵۴	تعریف	۱
۲۵۴	اجمالی حکم اور بحث کے مقامات	۲
۲۵۴	الف - نکاح	۲
۲۵۴	نکاح میں ولایت	۴
۲۵۴	ب - بیٹی کی مراعت	۵
۲۵۵	ج - نفقہ	۶
۲۵۶-۲۵۵	بنت المومن	۴-۱
۲۵۵	تعریف	۱
۲۵۵	اجمالی حکم اور بحث کے مقامات	۲
۲۵۵	نکاح	۲
۲۵۶	زکاة	۳
۲۵۶	فرائض	۴
۲۵۶	بنت المؤمن	دیکھئے: بنت المؤمن

صفحہ	عنوان	فقرہ
۲۵۶	بنت مخاض	دیکھئے: ابن مخاض
۲۵۸-۲۵۷	بُخ	۷-۱
۲۵۷		تعریف
۲۵۷		۲-۲ متعلقہ اناطہ، قیون، شیشہ
۲۵۷		۴ جنگ استعمال کرنے کا شرعی حکم
۲۵۷		۵ جنگ استعمال کرنے کی سزا
۲۵۸		۶ جنگ کی طہارت کا حکم
۲۵۸		۷ بحث کے مقامات
۲۵۸	بندق	
		دیکھئے: صید
۲۵۸	بنوۃ	
		دیکھئے: اہل
۲۵۸	بہتان	
		دیکھئے: افتراء
۲۵۸	بیعت	
		دیکھئے: حیوان
۲۵۸	بول	
		دیکھئے: آساء، امانتہ

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۵۹	بیات	دیکھئے: میوہ
۲۵۹-۲۶۵	بیان	۱-۱۵
۲۵۹	تعریف	
۲۶۰	معتقدہ القاطنہ: تفسیر، تاویل	۲-۳
۲۶۰	اصولیں کے نزدیک بیان سے متعلق احکام	۴
۲۶۰	قول "فعل" کے ذریعہ بیان	۴
۲۶۱	بیان کے اقسام	۵
۲۶۱	بیان تفسیری	۶
۲۶۱	بیان تفسیری	۷
۲۶۲	بیان تعبیری	۸
۲۶۲	بیان تبدیلی	۹
۲۶۲	بیان صدمہ	۱۰
۲۶۳	صدمہ صدمت کے وقت سے بیان کی تاخیر	
۲۶۳	تعبیر کے نزدیک بیان سے متعلق احکام	۱۳
۲۶۳	قرآن کریم و مجہول میں کالیاں	۱۳
۲۶۵	مبہم طلاق میں بیان	۱۴
۲۶۵	غلام کی مبہم آراء کی کالیاں	۱۵
۲۶۶-۲۷۴	بیت	۱-۱۶
۲۶۶	تعریف	
۲۶۶	معتقدہ القاطنہ: در منزل	۲-۳
۲۶۷	گھر کی حیثیت پر رات گدہا	۴
۲۶۷	بیت سے متعلق احکام	۵

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۶۷	الحج بیت	۵
۲۶۷	بیت خیار بیت	۶
۲۶۸	بیت شہد	۷
۲۶۸	بیت چارو	۸
۲۶۹	گھر لی چیزوں میں پڑائی کے حق کی رعایت	۹
۲۶۹	گھر میں داخل ہونا	۱۰
۲۷۰	گھر میں داخل ہونے کی لاجت	۱۱
۲۷۱	بچے گھر میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے کی دعا	۱۲
۲۷۱	گھر میں مرد و عورت کی فرض نماز	۱۳
۲۷۳	گھر میں صل نماز	۱۴
۲۷۳	گھر میں استغاثہ	۱۵
۲۷۴	گھر میں رہنے کی قسم کا حکم	۱۶
۲۷۶-۲۷۴	البتیت الحرام	۲-۱
۲۷۴	تعریف	۱
۲۷۵	اجمالی حکم	۲
۲۷۵	بیت الخلاء	
	دیکھئے: تساءل	
۲۸۱-۲۷۵	بیت الزودیت	۱۰-۱
۲۷۵	تعریف	۱
۲۷۵	بیوی کی رہائش میں ملحوظ امور	۲
۲۷۶	بیوی کے گھر کے لئے شرائط	۳
۲۷۸	بیوی کے گھر میں شیر خوار بچہ کی رہائش	۴

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۷۸	بیوی کے لئے اپنے مخصوص گھر سے نکلنے کی اجازت	۵
۲۷۸	امف: اپنے گھر والوں سے ملاقات	۵
۲۷۹	بہ عورت کا عرس اور راسی گھر سے باہر رات گزارنا	۶
۲۸۰	ن: احتکاف	۷
۲۸۰	ن: محارم کی: یکجہ رنج	۸
۲۸۰	ن: ضروریات کی تکمیل کے لئے نکاح	۹
۲۸۱	رہائشی گھر میں رہائش سے بیوی کے انکار کے اثرات	۱۰
۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴	بیت المال	۲۹-۱
۲۸۲	تعریف	
۲۸۳	اسلام میں بیت المال کا آغاز	۳
۲۸۴	بیت المال کے ممول میں تصرف کا اختیار	۵
۲۸۵	بیت المال کے: رائج آمدنی	۶
۲۸۸	بیت المال کے شعبے: عربی شعبہ کے مصارف	۷
۲۸۸	۱۰: شعبہ: رباۃ کا شعبہ	۸
۲۸۸	۱۰: شعبہ: شمس کا شعبہ	۹
۲۸۹	تیسرے شعبہ: لاوارث ممول کا شعبہ	۱۰
۲۸۹	چوتھا شعبہ: بی کا شعبہ	
۲۹۰	مل کی کے مصارف	۲
۲۹۴	بیت المال کے اخراجات میں ترجیحات	۴
۲۹۴	بیت المال میں رائج ممول	۵
۲۹۵	گرم بیت المال سے حقوق کی: اہلی نہ ہوئے	۶
۲۹۶	بیت المال پر: یون کے سہ ماہ میں امام کے تصرفات	۷
۲۹۶	بیت المال کے ممول کا: من: دریں میں تصرف	۸
۲۹۷	جائیداد کے: ممالک بنانا	۹

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۹۸	استغاثہ و استغاثہ کے لئے جائزہ دینا	۲۰
۲۹۹	بیت المال کی جامعہ اور کافت	۲۱
۲۹۹	بیت المال کے حقوق بیت المال میں لانے سے قبل ملوث میں دینا	۲۲
۲۹۹	بیت المال کے یون	۲۳
۲۹۹	بیت المال کا نظام اور اس کا کار	۲۴
۳۰۱	بیت المال کے ممالک پر زیادت	۲۶
۳۰۲	بیت المال کے ممالک کے سلسلہ میں مقدمہ	۲۷
۳۰۲	ولایت کی نگرانی اور مصلحتیں کا محاسبہ	۲۸
۳۰۲-۳۰۴	بیت المقدس	۲-۱
۳۰۴	تعریف	
۳۰۴	دیہاتی حکم	۲
۳۰۴	بیت النار	
	نکبتہ و عذاب	
۳۰۴	بیوتہ	
	نکبتہ و عسیرت	
۳۰۵-۳۱۰	بیش	۱۰-۱
۳۰۵	تعریف	
۳۰۵	انڈے سے متعلق احکام	۲
۳۰۵	ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم جانوروں کے انڈے	۲
۳۰۵	حلالہ (نجاست کھائے و ملا جانور) کے انڈے	۳
۳۰۵	نخس پانی میں انڈے بائنا	۴
۳۰۶	شراب انڈے (جو عام صورت میں شراب ہو جائے)	۵
۳۰۶	موت کے بعد نکبتہ و عسیرت	۶

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۳۰۶	اندھے کاغذ جنگلی	۷
۳۰۸	اندھے میں بیج عالم	۸
۳۰۸	حرم میں اور حیاتِ اہم میں اندھے پر زیا، قی	۹
۳۱۰	اندھے کو نصب نما	۱۰
۳۱۱-۳۱۰	نظر	۱-۲
۳۱۰	تعریف	
۳۱۰	شرعی حکم	۲
۳۲۸-۳۱۵	تراجم فقہاء	



موسوعه فقهيہ

بَر

بَاۓ

دیکھئے ”اُبار“۔

تعریف:

۱- ”الباءۃ“ لغت میں نکاح کو کہتے ہیں (۱)، یہ جماعت (مباشرت) سے نمایا ہے یا تو اس لئے کہ عام طور پر یہ عمل گھر میں ہوتا ہے یا اس لئے کہ مرد اپنی زوجہ پر قابو یافتہ ہوتا ہے جس طرح بچہ گھر پر قابو یافتہ ہوتا ہے (۲)۔

بَر بَضَاء

دیکھئے ”اُبار“۔

حدیث شریف میں ہے: ”یا معشر الشباب! من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فإنه نصح لبصر و أحسن لمخرج و من لم یستطع فعلیہ بالصوم فإنه له وجاء“ (۳) (اے نوجوانو! تم میں سے جس کے اندر نکاح کی استطاعت ہو وہ شادی کر لے کہ یہ پست نکاحی اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے، اور جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا ہو وہ روزہ رکھے کہ روزہ اس کے لئے توڑ ہے)۔
تاریخ مشہد لکھتے ہیں: الباءۃ نکاح کے اتراجات کا نام ہے (۴)۔

متعلقہ الفاظ:

۲- الف- ”الباء“ دہلی کرنے کے معنی میں ہے۔



(۱) لسان العرب، المکیۃ مادہ ”اُبار“۔

(۲) المصباح الممیر: مادہ ”باء“۔

(۳) حدیث ”یا معشر الشباب“ .. کی روایت بخاری (اصح ۳۹۳۳ طبع

الترغیہ) اور مسلم (۱۰۱۸۲ طبع المکمل) نے کی ہے۔

(۴) المکمل علی المصباح الممیر، قلیوبی و میرہ ۲۰۱۲ طبع معصوفی پبلس۔

بایۃ ۳۰، بادی

ایسے شخص کے نکاح کی بابت فقہاء کی رائے میں مختلف ہیں جس کے پاس نکاح کی استطاعت تو ہو مین و بی کی رحمت و شوق دس میں نہ ہو، بعض فقہاء کے نزدیک اس کے سے نکاح افضل ہے، اگر وہ اور سے فقہاء کی رائے میں عبادت کے سے یکسوئی اس کے حق میں افضل ہے (۲)۔

اس مضمون کی تفصیلات فقہاء کرام کتاب النکاح کے آغاز میں دیا کرتے ہیں۔

بادی

دیکھئے ”بد“۔



ب۔ ”أهبة النکاح“ یعنی نکاح کے اخراجات مہر وغیرہ پر قدرت، پس یہ ”بایۃ“ کے معنی میں ہوا ان حضرات کی رائے کے مطابق جو حدیث بالا کی تشریح اس معنی سے کرتے ہیں (۱)۔

جموں حکم:

۳۔ ”البد“ معنی بد، کے مقام اسی موضوع کے تحت، لکھ جاتے ہیں، دیکھئے: ”مطالع“ ”بد“۔

گُر سے اثر جات نکاح کے معنی میں یا جائے تو جس شخص کے پاس یہ اثر جات ہو، وہ اس کے مدد بی کی رغبت ہو اور حرام کے رتباب کا مدیشہ نہ ہو تو اس کے لئے نکاح ”خب“ ہے (۲)۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا رثاء ہے: ”یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءة فلیتزوج“۔

میں گُر حرام کا ارتباب قی ہو تو، یہ شخص بے نکاح فرض ہے، کیونکہ نبی پاکہ مٹی اور حرام سے اپنا تعلق اس پر لازم ہے، ابن عابدین فرماتے ہیں: جس چیز کے بغیر ترک حرام تک رسائی ممکن نہ ہو وہ چیز فرض ہوگی (۳)۔

گُر استطاعت نکاح پائی جائے میں، سے کوئی مرض ہو جیسے بد حیا یا وغیرہ، تو بعض فقہاء سے اسے شخص کے لئے نکاح کو مکرہ و قرار دیا ہے (۴)، اور بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک عورت کو نقصان پہنچانے کی وجہ سے نکاح حرام ہے (۵)۔

(۱) لکھنؤ علی امجدی جاحظیہ و عمیرہ ۲۰۱۳ء، طباطبائی ۲۰۲۳ء۔

(۲) سہ قند مرجع، ایسی ۲۲۶/۱۔

(۳) ایسی ۲۲۶/۱، ابن عابدین ۲۶۰، شرح امجدی علیہ اقلیوبی ۲۰۱۳ء۔

(۴) لکھنؤ علی امجدی ۲۰۱۳ء۔

(۵) اہل حق و مشرک طباطبائی ۲۰۲۳ء۔

(۱) ایسی ۲۲۸/۱۔

(۲) حوالہ سابق، لکھنؤ علی امجدی ۲۰۱۳ء۔

باسور

بازلتہ

دیکھئے "انداز"۔

تعریف:

۱- "ہول" کا ایک معنی لغت میں "شق" (پھاڑا) ہے۔ کہا جاتا ہے: "ہول الوجہ الشی ہولہ ہولاً" یعنی اس شی کو پھاڑ دیا۔ بازلتہ ایک قسم کا زخم ہے جو جلد کو پھاڑ دیتا ہے، کہا جاتا ہے: "اہول الطبع" کلی کھیل گئی (۱)۔

فقہاء کی اصطلاح میں "بازلتہ" وہ زخم ہے جو کھال کو پھاڑ دے اور اس سے خون بہہ جائے۔ بعض فقہاء شمول حنیفہ سے "دمعہ" کہتے ہیں کہ دمعہ میں (کچھ کے "سو") کی مانند اس سے بھی کم خون نکلتا ہے۔ "دمعہ" بھی کہا گیا ہے۔

جہاں حکم:

۲- مہر فقہاء کی رائے ہے کہ "بارلتہ" (زخم) خوب جان و جوڑ ہو یا انچا ہے، اس میں "صومت عدل" (ماہرین جو اس کا معائنہ طے کریں) واجب ہے۔ ہالیدیہ کے نزدیک اگر عداوت ہے تو اس میں قصاص ہے۔ چونکہ "بارلتہ" جنایات کے باب میں زخم فی ایک قسم ہے، اس سے فقہاء سے قصاص و ردیات کے ابواب میں اس پر تنگی ملی ہے، جنایات و ردیات کے ابواب میں اس کی تفصیل ملے گی (۲)۔

(۱) مسال العرب: دار "نور"۔

(۲) فقہاء حنفیہ: الدرر السنی ۲/۵۱۳، جوہر والکیل ۲/۵۹۲، شرح روض

النب ۲/۲۳، فکھو بی ۳/۱۱۳، المنی ۸/۵۳ طبع اسودیب

باصعہ

تعریف:

۱- لغت میں "بصع" کا ایک معنی ہے پھاڑنا، کہا جاتا ہے: "بصع الوجہ الشیء یصعہ" جب کہ آدمی تیز کو پھاڑ دے، اس سے "باصعہ" ہے، یہ دوزخ میں ہے جو کھال کے بعد گوشت کو پھاڑ دے لیکن ہر کی تک نہ پہنچے، ورنہ ہی اس سے ٹوٹ جاتا ہے^(۱)۔
جمال حکم:

۲- "باصعہ" ہر کے رخم کی یک قسم ہے، اس کے حکم سے متعلق متاع، عے بنیادیت و رویت کے باب میں شکوک ہیں، اس کی تفسیلات بھی ان ہی دونوں بابوں میں ملے گی۔

چنانچہ صبور نقباء کی رائے ہے کہ "باصعہ" میں عمدہ و غیر عمدہ کی صورت میں "صومت عدل" ہے، اس کی مقدار دو ہونے کے اہل تجربہ جنایت کے عوض کے بطور متعین کر دیں جو اصل متاثرہ عضو کی ہمت سے رہ نہ ہو۔

ملاحظہ کیجئے: عمدہ کی صورت میں اس میں تسلسل ہوگا^(۲)۔



باطل

کہئے "تاس"۔

باغی

کہئے "بغاة"۔

(۱) سہل العرب: مادة "بصع"۔

(۲) الاختیار ۲۱/۵ طبع دار المعرفۃ مہینہ المشرق ۲۵۱۳، جوہر الکلیل ۲۵۹/۲ طبع المان شرح المروض ۲۲/۳ طبع المکتب الاسلامی، قلیوبی ۱۱۳۳ھ، ایسی ۵۲/۸ طبع المراسم۔

البتہ کا معنی ہے نیت کو پختہ کر دیا (۱)۔

فقہ میں ان الفاظ کے معانی لغوی معانی سے مختلف نہیں ہیں، البتہ ثانویہ لفظ "البتہ" سے طلاق کو رجوعی قرار دیتے ہیں مگر مطلقہ مرد خول بیاہو، اور شوہر نے تین طلاق سے کم کی نیت کی ہو (۲)۔

جیسا کہ متبادیہ سے عقد کے خالی ہونے کی تعبیر لفظ "البت" سے کرتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے: "البيع عسی البت" (۳) خیار سے خالی ہے۔

۱۔ یہ لغوی معنی کے اعتبار سے ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

اسی طرح جس عقد کو تین طلاق دی گئی ہو اس کے اور شوہر کے درمیان محبوب اور مہینہ وغیرہ ہونے کی وجہ سے تغریق کر دی گئی ہو اس کو "معتد البت" سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کے برخلاف ہے (۴)۔

اجمائی حکم:

۲۔ مالیہ اور تنابلیہ کی رائے ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو "ہیبتہ" کہہ کر طلاق دی تو تین طلاق منع ہوئی، اس سے کہ اس نے اپنی بیوی کو ایسے لفظ سے طلاق دی ہے جو بیہوش (مردائی) کا متقاضی ہے، اور "البت" کا ثناء ہے، گویا اس نے نکاح کو بالکل ہی کاٹ دیا، انہوں نے اس پر عمل صحابہ سے استدلال کیا ہے (۵)۔

(۱) جامع المعروس، المرجع للحدیثی (الموطات)، تہذیب و اسلام والصفات، لاہور، ۱۳۲۳ھ، ص ۲۳، تصحیح امیر المومنین، مدظلہ العالی۔

(۲) ابن ماجہ ص ۳۹۲، جوہر الاکلیل ص ۵۳، الشریعۃ ص ۸۷، ۸۸، مختصر المعرفۃ ص ۳۳، ۳۴، طبع مولانا محمد علی، قلیون ص ۲۵، ۲۶، طبع ۱۳۲۸ھ، ۲۲۰، طبع ۱۳۵۰ھ۔

(۳) البدیع ص ۱۶، طبع المکتبۃ۔

(۴) البحر الرائق ص ۱۶۳، ابن ماجہ ص ۳۹۲، ۳۹۳۔

(۵) جوہر الاکلیل ص ۵۳، ۵۴، طبع المکتبۃ۔

بتات

تعریف:

۱۔ لغت میں "بتات" کے معنی ہیں جو سے کاٹنا، کہا جاتا ہے: "بتت العجل" یعنی میں نے رسی کو پوری طرح سے کاٹ دیا، اور کہا جاتا ہے: "طلقتها ثلاثا بنة وبتات" (اس نے اسے تین بار طلاق دی) یعنی کاٹ دینے والی، جدا کر دینے والی، اس کا مطلب اس طرح کاٹنا ہے جس میں رجوع نہ ہو، اسی طرح کہا جاتا ہے: "الطلاق الواحدة بُتٌ بُتٌ بُتٌ" یعنی ایک طلاق نکاح کے رشتہ کو کاٹ دیتی ہے جبکہ عدت گزر جائے، جیسا کہ کہا جاتا ہے: "حلف علی دیک یعینا بنا وبتة وبتات" اس نے فلاں بیوی پر ایسی قسم کھائی جس کو پورا ہی کر دیا۔

"بتات" ہی کی طرح لفظ "ہبت" بھی ہے اور یہ "ہبت" فعل کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے: اس نے کاٹ دیا، کہا جاتا ہے: "بت الرجل طلاق امرأته، وبت امرأته" جب اپنی بیوی کو رجعت سے کاٹ دے، اور "البت طلاقها" کا بھی یہی معنی ہے۔

اسی طرح دونوں فعل "ہبت" اور "البت" لازم استعمال ہوتے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے: "بت طلاقها" اور "البت" اور "طلاق بات وبت"۔ اسی طرح "ہبت" لازم کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: "بت القاصی الحکم عیہ" جب قاضی قطع فیصلہ کرے تو حکم کو لازم کرے، اور "بت

بنات ۳

”شہادت“ کے باب میں فقہاء نے ”بیہ البت“ کا کرہ ہے جس کے مقابلہ میں ”بیہ السماع“ ہے اور کب پابلاویہ اور کب پر مقدم ہوگا^(۱)۔
”رجح“ کے باب میں ”البيع علی البت“ کا ردِ خیر و الیٰ بیع کے مقابلہ میں آیا ہے^(۲)۔

حنفیہ کے نزدیک طلاق بائن واقع ہوئی، اس لئے کہ اس نے طلاق کو یہ لفظ سے بیان کیا جو جہلی کا احتمال رکھتا ہے^(۱)، اور امام شافعی نے فرمایا: اس و نیت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ حنابلہ کی ایک روایت بھی یہی ہے، حنابلہ میں سے ابو الخطاب نے اس کو اختیار کیا ہے^(۲)۔

اس سلسلہ میں ہمیں بحث و جگہ ”کتاب الطلاق“ ہے۔

بحث کے مقدمات:

۳- فقہاء نے بنات - اور اس کے مثل بقیہ مصادر، مستحکات - پر کتاب الطلاق میں الفاظ طلاق کے سیاق میں تنکونہ مانی ہے جیسا کہ گذرا۔

اسی طرح کتاب العدة میں ”معتدة البت“ اور اس پر سوگ منانے کے وجوب کے ذیل میں بھی تنکونہ کی ہے^(۳)۔

اور ظہار کے باب میں ذکر کرتے ہیں کہ جہلی بیوی پر لازم ہو جاتی ہے اگر شوہر سے اس سے تنایہ کے لفظ سے ظہار کیا اور اس سے طلاق مروئی، اس سلسلہ میں مزید تفصیل بھی ہے^(۴)۔

۴- ”کیان“ میں فقہاء ”الحلف علی البت“ کا معنی ذکر کرتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں ”الحلف علی العلم“ یا ”علیٰ علیٰ نعمہ“ ہے، اور یہ ذکر کرتے ہیں کہ کس صورت میں قسم کھانے والے سے ”حب علی البت“ پایا جائے گا^(۵)۔

(۱) ابن ماجہ ص ۲۹۲

(۲) اشرو فی ۱/۸۷ ص ۲۸ طبع لیبویہ، مختصر لہری ص ۷۲ طبع مولہ وام ص ۱۶۲ اور اس کے بعد کے صفحات انہی ۱۲۸۔

(۳) البحر الرائق ص ۳۳۳، ابن ماجہ ص ۶۷۔

(۴) اشروح امیر ص ۳۹۲ طبع دار الفکر۔

(۵) مسمیٰ ص ۲۳۰ طبع دوم ۱۸/۱۲ طبع مولہ یزدی کتب خانہ مولیٰ ص ۲۹۲۔

(۱) اشروح امیر ص ۲۷۸ طبع دار الفکر۔

(۲) الدوسلی ص ۱۶۔

چانور کے کٹے ہوئے اعضاء:

۶- زردہ کول الہم جانور کے اعضاء میں سے جو حصہ کاٹ لیا یا ہو
وہ دکھانے اور نجاست یا طہارت میں مردار کے حکم میں ہے، چنانچہ
کبری کا کوئی حصہ کاٹ لیا یا ہو یا اس کی ران کاٹ لی گئی ہو تو یہ
حالت نہیں ہے، اور اگر کسی نے پچھلی کو مارا، اس کا ایک حصہ کاٹ لیا
تو اس کا کھانا حلال ہوگا اس لئے کہ اس کا مردار بھی حلال ہے۔ نبی
کریم ﷺ کا رشاء ہے: "ما قطع من البهيمة - وهي
حیة - فهو کمیت" (۱) (زردہ جانور کا جو حصہ کاٹ لیا ہو وہ
مردہ کی طرح ہے)۔

اس مسئلہ میں اختلاف اور تفصیل ہے جو اپنے مقام پر مذکور ہے۔
(دیکھئے: صید، ذبائح)۔

انسان کا جو حصہ کاٹ دیا گیا ہو اس کے شل، بٹھین (۲) اور تھین
کے وجہ ہونے اور اس کی طرف دیکھنے کے مسئلہ میں اس کا حکم
نبی مجید مردہ انسان کے حکم کی مانند ہے، (دیکھئے: جنازہ)۔



بتراء

تعریف:

۱- "بتر" کا لغوی معنی ہے: کاٹنا بکریوں میں "بتر" کا مکمل ہم آہی
کبری کو کہتے ہیں، مادہ کو "بتراء" و رز کو "بتر" کہہ جاتا ہے۔
اصطلاح میں اس کا معنی اس کے لغوی معنی سے مختلف نہیں
ہے (۱)۔

اجمائی حکم:

۲- علماء نے لفظ "بتر" کی تفسیر بکری کے سے استعمل کیا ہے،
چنانچہ اسوں نے مدی و قر بان کے باب میں اس کے تعلق سے گفتگو
کی ہے، منیہ، مالکیہ و شافعیہ کے نزدیک "بتر" ان عیوب میں سے
ہے جو مدی و قر بان کی تکمیل میں مانع ہوتے ہیں۔
وہ رتالہ نے اس کو دیا عیب میں شمار کیا ہے جو تکمیل میں مانع
ہو (۲)، (دیکھئے: خبیثہ، مردی)۔

(۱) حدیث: "ما قطع من البهيمة"۔ کی روایت احمد (۲۱۸/۵) طبع
المعجم (اور حاکم (۳۳۹/۳) طبع دائرة المعارف العلمیہ) کے کی ہے وہی
نے اس کی تصحیح و رد و تحقیق کی ہے۔

(۲) ابن ماجہ میں ۳۸، ۵۸۰، المدونہ میں ۵۳، کلینی میں ۵۲۸، ۵۲۲، ۵۲۳،
مسند میں ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶،

جیانشہ آور ہوتا ہے (۱)۔

خیر اس طرف گئے ہیں کہ "خمر" انگور کا کچا پانی ہے جب وہ جوش مارے اور تیز ہو جائے اور جھاگ پھینک دے، اور یہی حرم لعینہ ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "حرمات الحمور لعینا" (۲) ("خمر" لعینہ حرام ہے)۔ اس کے علاوہ دیگر شروبات حرام لعینہ ہیں۔

حسب نے کہا: "بتع" کا جیانشہ حرام میں ہوگا جب تک اس کا پینے والا اس سے نشہ میں نہ آتا ہو۔ جس جب نشہ کی حد تک پہنچ جائے تو حرام ہوگا، یہی وجہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے "بتع" کے بارے میں پوچھا یا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کل شراب اسکر فہو حرام" یعنی نشہ کی حد تک پہنچنے والے، لیکن انہوں نے اس کے پینے کو مکروہ قرار دیا ہے، اس لئے کہ یہ مکروہ شروبات میں سے ہے، اسی لئے امام ابو حنیفہ نے اس کے بارے میں فرمایا: "البتع حمور بمایہ" (۳) ("بتع" یعنی شراب ہے)، ان کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ اہل یمن اس کو نشہ کی حد تک پہنچا کرتے ہیں، اور جس کا جیانشہ حرام ہو اس کی بتع بھی حرام ہے۔

اس کی تفسیرات فقہاء "کتاب لا شربہ" میں بیان کرتے ہیں۔

بتع

تعریف:

۱۔ یمن میں شہد سے بنی جانے والی نبیہ کو "بتع" کہتے ہیں (۱)۔

جہاں حکم:

۲۔ محبوب فقہاء کی رائے ہے کہ ہر نشہ آور بتع "خمر" (شراب) ہے جس کا جیانشہ اور زہر و خست کرنا حرام ہے، اس پر انہوں نے اس حدیث کے عموم سے استدلال کیا ہے: "کل شراب اسکر فہو حرام" (۲) (ہر وہ شراب جو نشہ پیدا کرے حرام ہے)۔

نیز رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے کہ "ما اسکر کثیرہ ففہو حرام" (۳) (جس کی زیادہ مقدار کا جیانشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے)۔

اسی بنیاد پر (شہد کی بنی ہوئی نبیہ) "بتع" ان کے نزدیک حرام ہے، اس لئے کہ یہ ان شروبات میں سے ہے جس کی زیادہ مقدار کا

(۱) لسان العرب، المغرب، عمدة القاری ۶/۲۲۲ اور اس کے بعد کے صفحات، طبع مصر۔

(۲) حدیث: "کل شراب اسکر فہو حرام" کی روایت بخاری (۱۸۱۰ طبع النسخ) اور مسلم (۵۸۵ طبع النسخ) نے کی ہے۔

(۳) حدیث: "ما اسکر کثیرہ ففہو حرام" کی روایت ترمذی (۲۹۲ طبع النسخ) اور ابن حجر (۷۳۳ طبع شریک الحدیث) نے کی ہے اور کہا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

(۱) فتح الباری ۱۰/۲۲۲ شرح حاشائی ۱۵۸ طبع ۳۰۶۶ طبع الہند۔

(۲) حدیث: "حرمات الحمور لعینا" کی روایت قتیبہ نے ضعف میں روایات کی ہے جیسا کہ نصب الرازی میں ہے (۳۰۶ طبع کتب النسخ) ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱

بتلہ

دیکھئے "بتلہ"۔

بتلہ

تعریف:

۱- "بتل" لغت میں "قطع" (اس نے کاٹا) کے معنی میں ہے،
"المبتل" اللہ تعالیٰ کی عبادت کے سب سے کمزور ہونے
والا، "المبتلہ" کٹ جانے والی۔

طاق پونکدار... اس کی ری کو کاٹنے والی چیز ہے، یونکھ طاق کی
... سے یوں پنے شوم سے کٹ جاتی ہے، اسی سے کبھی کبھی اس لفظ
سے طاق مر "لی جاتی ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: انت مبتلہ" یعنی تو
طاق، ابلی ہے (۱)، اسی لئے فقہاء نے لفظ "مبتلہ" کو طاق کے ظہری
نایات میں مانا ہے، بین طاق کے سے یہ صریح نہیں ہے، اس سے
کہ اس سے کبھی نکاح کے حواہ و امری چیز میں سے پیچیدگی کا قصد
پایا جاتا ہے۔

اجمائی حکم:

۲- فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ لفظ "بتلہ" نسبت طاق میں سے
ہے، اور اس لفظ سے بغیر نیت کے طاق، قطع نہیں ہوں، جیسا کہ
نایات کا تکرار ہے، اور اگر اس لفظ کے، ریحہ یک طاق کی نیت کی
ہے تو ایک طاق پڑے گی اور اگر نیت کی ہے تو تین پڑے گی،
اور اگر مطلق رکھا، اسی عدولی نیت نہیں کی تو بعض فقہاء نے فرمایا: یک



(۱) المصباح المفہر، لسان العرب، أساس الملائکۃ، "بتل"، الخ، ص ۴۴۔

نح بحر ۱-۳

و قع ہوئی، ورجض نے کہا: تمس واقع ہوئی، اور اس کی تفصیل
"طریق" کی اصطلاح کے تحت دیکھی جائے (۱)۔

بحر

نح

تعریف:

۱- "بحر" ریا، دپائی، کنارہ، دیا شیریں، وریہ، برہ (شکلی) کے
برخلاف ہے، سمندر کو "بحر" اس کی وسعت و رچیدگی کی وجہ سے کہا
جاتا، اس کا ریا، جز استعمال کیا رہے پانی کے سے ہوتا ہے، یہاں تک
کہ قیاس پانی کے لئے اس لفظ کا استعمال بہت قلیل ہے (۲)۔

دیکھئے "کلام"۔

متعلقہ الفاظ:

الف سنہر:

۲- "نہر": جاری پانی، کہا جاتا ہے: نہر الماء "جب زمین میں
پانی رہا ہو جائے، اور ریا، دپائی جب بہنا شروع کرے تو کہتے
ہیں: "نہر و اسنہر" (۲)۔
بحر کے برخلاف لفظ "نہر" کا استعمال شاعریوں پانی کے سے
ہوتا ہے۔

ب- عین:

۳- "عین": پانی کا وہ چشمہ جو زمین سے اٹھ کر رہا ہو جائے (۳)۔



(۱) لسان العرب، الکلیات: مادہ "بحر" - ۳۹۰، حاشیہ المصنفین علی مرآی
الاصلاح ص ۱۳۔

(۲) لسان العرب، المصباح الحیر، المغرب: مادہ "نہر"۔

(۳) لسان العرب: مادہ "عین"، المعجم: مادہ "عین" ص ۱۳۳۔

(۴) الاقویہ ص ۱۳۳، لسان العرب ص ۲۸۱، کشف القناع ص ۵۱/۵، الخرش
ص ۲۳۴۔

وہ یہ مشرک النماظ میں سے ہے، اس لئے کہ اس کے ہر بھی نی معافی میں جیسے جاسوں، سوا اور دیکھنے والی آنکھ۔

ماہری نے حضرت عید بن المسیب سے نقل کیا ہے کہ جیسی یہ حضرات سمندر کے پانی سے وضو جاری نہیں سمجھتے تھے، دیکھئے: اصطلاح "طہارۃ" ماہ۔

سمندر سے متعلق حکام:

سمندر سے متعلق بعض احکام سمندر چہ ذیل ہیں:

ب۔ سمندر کا شکار:

۵۔ جمہور فقہاء کی رائے سمندر کے تمام جانوروں کے شکار کے جواز کی ہے۔ خواہ چھل ہو یا کچھ اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "أَحِلُّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ" (۱) (تمہارے سے دریائی شکار اور اس کا کھانا جائز یا گیا) یعنی سمندر کا شکار اور اس کا کھانا سب حلال ہے، اور اس لئے کہ سب نبی اکرم ﷺ سے سمندر کے پانی کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "هو الطہور ما وہ، الحل میتہ" (اس کا پانی پاک ہے، اس کا مردہ حلال ہے)۔ ثانیہ اور حنا بلہ نے گھڑیاں اور مینڈک کو مستثنیٰ کیا ہے، کیونکہ مینڈک کو قتل کرنا منہا ہے، یہاں تک کہ "ان السبی بھی عن قتله" (۲) (نبی اکرم نے اس کے قتل سے منع فرمایا ہے)۔

حضرت ابن عمرو سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ: "مینڈک کو مت قتل کرو، ان کا ٹرڑ کرنا شیخ ہے" (۳)، اور گھڑیاں میں خباثت ہے، اور اس لئے بھی کہ وہ اپنے دانتوں سے طاقت حاصل کرتا اور لوگوں کو کھاتا ہے۔

ن۔ سمندر کا پانی:

۴۔ جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ سمندر کا پانی پاک ہے اور اس سے پاکی حاصل کرنا جائز ہے اس لئے کہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! ہم لوگ سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا پانی لیتے ہیں، اگر ہم اس پانی سے وضو کر لیں تو کیا سے رو جائیں گے تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "هو الطہور ماء، الحل میتہ" (۱) (اس کا پانی پاک کرنے والا اور اس کا مردہ حلال ہے)۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: "جس کو سمندر کا پانی پاک نہ کرے تو اللہ اس کو پاک نہ کرے"، اس لئے بھی کہ وہ ایسا پانی ہے جو اپنی اصل صحت پر باقی ہے و شریک پانی کی طرح اس سے بھی وضو کرنا جائز ہوگا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے حکایت کی گئی ہے کہ ان دونوں حضرات نے سمندر کے بارے میں فرمایا: ہم کو تیمم کرنا اس (سمندر کے پانی سے وضو کرنے) سے زیادہ پسند ہے،

(۱) حدیث: "هو الطہور ماء، الحل میتہ" کی روایت ترمذی (۱۰۱/۱ طبع مجلس) سے کی ہے بخاری (۹/۱۸۱) و مشکوٰۃ (۱/۱۸۱) و معجم ترمذی (۱/۱۸۱) سے ہے جیسا کہ ان سے ابن حجرؒ نے انھیں نقل کیا ہے۔

(۱) جامع الطحاوی علی مرآۃ الاصلاح ص ۱۲-۱۳، جامع الدیوبی ص ۳۲، الطحاوی ص ۳۲، مفتی محمد حارث، کشف القناع ص ۲۶، مفتی ابن عربی ص ۸۔

(۲) سورۃ مائدہ ۹۶۔

(۳) حدیث: "ممنوع من قتل الضفدع" کی روایت احمد (۳/۵۳) طبع المصنف (۳/۵۳) و ترمذی (۳/۱۸۹) طبع دار الفکر (۳/۱۸۹) نے کی ہے بخاری (۳/۱۸۹) و ابن ماجہ (۳/۱۸۹) نے اس کی سند کو قوی بنایا ہے۔

(۴) عبد اللہ بن عمروؓ کے بڑے کی روایت بخاری (۳/۱۸۹) طبع دار الفکر (۳/۱۸۹) نے کی ہے بخاری (۳/۱۸۹) نے اس کی سند کو قوی بنایا ہے۔

ہے کہ اس کا پیتا ہو پر ہو جائے ”اس کی پیچہ“ پر ہو تو وہ ”حانی“ نہیں ہے۔ اور اس کو کھایا جائے گا“^(۱)۔
تفصیل کے لئے ”الطعمۃ“ کی اصطلاح دیکھئے۔

د- کشتی میں نماز:

۷- فقہاء کا اتفاق ہے کہ کشتی کے مدر نماز مجموعی حیثیت میں جائز ہے۔ شطیکہ مازی ماز شریعت کے تحت بوقت قبلہ رخ ہو، اور کشتی گر، صبری طرف مڑ جائے تو ماز پڑھنے والا قبلہ کی طرف مڑ جائے گر ممکن ہو، یونکہ قبلہ رخ ہونا واجب ہے، اس سلسلہ میں فرض اور نفل ماز کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، یونکہ قبلہ رخ ہونا آسان ہے۔

حنابلہ نے نوائل کے سلسلہ میں اختلاف کیا ہے، انہوں نے صرف فرائض کے اندر قبلہ کی طرف مڑنا ضروری قرار دیا ہے، نفل نماز میں مڑنا حرج اور مشقت کی وجہ سے ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح ان حضرات نے ماز کے لئے فرض میں بھی قبلہ کی طرف نہ مڑنا جائز قرار دیا ہے، اس لئے کہ اس کو کشتی چلاتے رہنے کی ضرورت ہے^(۲)۔
تفصیل کے لئے ”قبلہ“ کی اصطلاح دیکھئے۔

۵- کشتی میں مرجانے والے کا حکم:

۸- فقہاء کا اتفاق ہے کہ جو شخص سمندر میں کشتی کے اندر جا رہا ہو کشتی میں مرجانے اور خشکی قریب ہونے کی وجہ سے اس کا ڈن کرنا ممکن ہو اور کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو تو اہل کشتی پر ڈن میں تاخیر لازم ہے تاکہ خشکی

حاصل نہ (اس حرمت میں) سامپ کا مسافہ کیا ہے، شافعیہ میں سے ماویہ کے اس کے اور اس کے علاوہ دیگر سمندری زبیر، یلے جانوروں کے حرام ہونے کی صراحت کی ہے۔ شافعیہ نے صرف اس سامپ کو حرام قرار دیا ہے جو خشکی اور پانی دونوں میں زندہ رہتا ہے، اور جو سامپ صرف پانی میں رہتا ہے وہ حلال ہے۔

حنفیہ کے نزدیک سمندر کے شمار میں سے صرف مچھلی جائز ہے، اس کے علاوہ دوسرے سمندری جانور حلال نہیں ہیں^(۱)۔
تفصیل کے لئے ”الطعمۃ“ کی اصطلاح دیکھئے۔

ج- سمندر کا مردار:

۶- جمہور فقہاء کی رائے میں سمندر کا میتہ (مردار) مباح ہے، خواہ مچھلی ہو یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا سمندری جانور، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”أَحْلَلْتُ لَكُمْ صَيْدَ الْبَحْرِ وَطَعْمَهُ“^(۲) (تمہارے لئے دریائی شکار اور اس کا کھانا حلال کیا گیا)، اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”هُوَ الطَّيْبُورُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ“^(۳) (اس سمندر) کا پانی پاک اور اس کا میتہ (مردار) حلال ہے)۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ”جو جانور سمندر میں مرجائے، اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے اس کا تذکیہ فرمایا ہے“ (یعنی حلال کر دیا ہے)۔

حنفیہ نے صرف اس مردار مچھلی کو جائز قرار دیا ہے جو سی آفتابی وجہ سے مرئی ہو، اور جو مچھلی اپنی طبعی موت مرجائے اور ”حانی“ ہو جائے وہ جائز نہیں ہے، اور حنفیہ کے نزدیک ”حانی“ کی تعریف یہ

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۵/ ۱۹۲ اور اس کے بعد صفحات، حاشیہ ج ۵/ ۱۱۵، مفتی الکتاب ج ۲۹۷ اور اس کے بعد صفحات، کتاب الفتن ج ۱/ ۱۹۳، الاصاب ج ۱۰/ ۳۸۳۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱/ ۵۱۲، حاشیہ الدرر ج ۲۲۶، مفتی الکتاب ج ۲۳، کتاب الفتن ج ۱/ ۳۰۳، روح المعانی ج ۱۰/ ۲۱۰۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۵/ ۱۹۳، حاشیہ الدرر ج ۱۱۵، مفتی الکتاب ج ۲۹۷ اور اس کے بعد صفحات، کتاب الفتن ج ۱/ ۱۹۳۔

۲- سورہ مائدہ ۹۶۔

۳- اس حدیث کی تخریج کنز الدقائق (نثرہ نمبر ۳)۔

اور اگر لاش کا پتہ نہ ملے تو ٹافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی، مالکیہ نے اس کو ناپسند کیا ہے، اور حنفیہ نے اس سے منع کیا ہے، چونکہ اس کے نزدیک نماز جنازہ کے سے میت پر اس کے انشہاد یا تہنید ہر مرقی موجود کی شرط ہے، لہذا دیکھئے: ”طحاوی“ کی اصطلاح۔



میں اس کو دفن کر دیں، لیکن یہ اس صورت میں ہے جب لاش کے شراب ہونے کا مدیشتہ نہ ہو، ورنہ غسل، کھن اور نماز جنازہ کے بعد اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے گا۔

ٹافعیہ نے یہ اصرار کیا ہے کہ نماز جنازہ کے بعد لاش کو، چنگیوں (تاہوت) میں رکھا جائے تاکہ چولہ نہ جائے پھر اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے تاکہ سمندر اس کو ساحل کی طرف پھینک دے، یوستا ہے یہ تاہوت کی قوم کے ماتھنگ جائے اور وہ اس کو دفن کر دیں۔ اور اگر ساحل کا فز ہو تو تاہوت کو کسی چیز سے مرقی کر دیا جائے تاکہ نیچے چلا جائے اور تاہوت میں نہ رکھا جائے تو لاش کو کسی چیز کے ذریعہ جو تھیل کر دیا جائے تاکہ سمندر کی تہ میں نہ جائے، لاش کو وزنی کرنے کی رائے حنابلہ کی بھی ہے (۱)۔

و۔ سمندر میں ڈوب کر مر جانا:

۹۔ علماء کی رائے ہے کہ جو شخص سمندر میں ڈوب جائے کیونکہ وہ جب بحق ہو یا ہو وہ شہید ہے، چونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”الشهداء خمسة المطعون، والمبطون، والمغرق، وصاحب انهدام، والشہید فی سبیل اللہ“ (۲) (شہداء پانچ تیرہ حاکمون میں مرے، الاہیت کی تکلیف میں مرے، الاہیت ڈوب کر مرے، الاہیت انهدام میں ڈوب کر مرے، الاہیت اللہ کے راستہ میں شہادت حاصل کرے، الاہیت)۔

اور اگر نہ ہو تو لے کر لاش میں جائے تو عام میت کی طرح اس کو غسل دیا جائے گا، فن پٹایا جائے گا، اور نماز جنازہ پڑھی جائے گی،

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۵۹۹ اور اس کے بعد کے صفحات، حاشیہ الدوسلی ۲۹۱ ص ۵۵۵، الحاشیہ ص ۱۳۱، الحاشیہ ص ۵۰۰۔
(۲) حدیث: ”الشهداء خمسة المطعون“ کی روایت بخاری (الفتح ۳۹ ص ۳۹ طبع انتقادی) اور مسلم (۱۵۲ ص ۱۵۲ طبع مکتبہ) سے کی ہے۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۵۷۵، ۶۱۱، حاشیہ الطحاوی علی مرقی الصالح ص ۱۹ حاشیہ الدوسلی ص ۱۵۵ ص ۲۷ شرح وصال ص ۳۹۹ ص ۳، ص ۲۱ الحاشیہ ص ۵۱۳، ۵۳۶۔

جواز اسی پر مبنی ہے۔

الف۔ جمع شدہ شبنم سے رفع حدث:

۳۔ فقہاء کی رائے ہے کہ شبنم کے زہریدہ پاکی حاصل کرنا جائز ہے، شبنم وہ ہے جو درخت کے پتوں پر جمع ہو جائے جسے کٹھا کر لیا جائے، اس لئے کہ وہ "ماء مطلق" (خالص پانی) ہے۔

۴۔ بعض فقہاء سے جو یہ "ماء مطلق" دراصل ایک سمندری جانور کی سانس ہے، لہذا وہ پاک ہوگا یا ناپاک؟ تو اس کا کوئی اعتبار نہیں (۱)۔

ب۔ جمع شدہ بھاپ سے رفع حدث:

۴۔ جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ اس جمع کی نفی بھاپ سے پاکی حاصل کرنا "نجاست کو دور کرنا" جائز ہے جو پاک ایندھن سے جوش دئے گئے پاک پانی سے نکلے، اس لئے کہ وہ "ماء مطلق" ہے، اس لئے کہ وہ "ماء مطلق" ہے اور مٹانے کے نزدیک یہی معتقد ہے، لیکن ان میں سے رافعی نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے رائے دی ہے کہ یہی بھاپ حدث کو "نہیں" سکتی، اس لئے کہ اس کا نام پانی نہیں ہے، بلکہ وہ بھاپ ہے (۲)۔

نجاست کے دھوئیں سے متاثر بھاپ کی طہارت میں اختلاف ہے، اور اس کی بنیاد فقہاء کا یہ اختلاف ہے کہ نجاست کا دھواں پاک ہے یا ناپاک؟

پنابہ حنفیہ کا معنی ہے قول، مالکیہ کا معتدقوں، بعض حنابلہ کی

(۱) ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۰، طحاوی مع المواقیہ ج ۱ ص ۵۰، الدرر ج ۱ ص ۳۳

حلیہ المہاجر علی ابن قاسم ج ۱ ص ۲۷، مطالب توبی ج ۱ ص ۳۳، شافعی

الاعتقاد ج ۱ ص ۲۷

(۲) جوہر لکھنوی ج ۱ ص ۲۷، کشف الاعتقاد ج ۱ ص ۲۶

بخار

تعریف:

۱۔ "بخار" لغت و اصطلاح میں وہ (بھاپ) ہے جو پانی، شبنم یا کسی تر مادہ سے حرارت کے نتیجے میں برپا ہوتی ہے۔

"بخار" کا طبع مری وغیرہ کے دھوئیں پر بھی ہوتا ہے، اور گند کی برکتی اور چیز سے شقی ہوئی بدبو پر بھی اس کا طبع ہوتا ہے (۱)۔

معتقدہ غلط:

بخار:

۲۔ "بخار" منہ کی ہڈی ہوئی ہو ہے، امام ابو حنیفہ نے فرمایا: بخار وہ بدبو ہے جو منہ وغیرہ میں ہوتی ہے، ایسے شخص کو "بخار" اور ایسی عورت کو "بخار" کہتے ہیں (۲)۔

فقہاء کے نزدیک "بخار" کا استعمال صرف "بخار" کی بدبو کے لئے خاص ہے۔

بخار (بھاپ) سے متعلق احکام:

"بخار" کے کچھ خاص احکام ہیں، کبھی وہ پاک ہوتا ہے اور کبھی ناپاک، اور بخار کے تطہرات سے پاکی حاصل کرنے کا جواز اور عدم

(۱) المصباح المہیر، تاج المروسی، لسان العرب، متن اللغۃ، المعجم الوسیط، مادہ "بخار"، الاصحاح ج ۱ ص ۳۱۹

(۲) لسان العرب، المصباح المہیر

رے ہے کہ نجاست کا دھواں اور اس کی بھپ دھواں پاک ہیں،
حنفی نے کہا: یہ شخص کی بنیاد پر دفعہ حرج کے لئے ہے۔
اسی بنا پر نجس پانی سے ٹھکے والی بھپ پاک ہے جو مدت اور
نجاست دھواں کو دور کرتی ہے۔

بخـ

تعریف:

۱- بخ: گندنی دھواں کی وجہ سے منہ کی بدلی ہوتی ہے، کہا جاتا ہے: "بحر
اللحم بحر" باب صبح سے، جب منہ گندہ ہو جائے اور اس کی بو بدل
جائے۔ فقہاء کے نزدیک اس لفظ کا استعمال اسی معنی میں ہے (۱)۔

اجمالی حکم:

۲- چونکہ انسان میں منہ کا یہ دور ہونا نفرت و تکلیف کا باعث ہے،
اس لئے فقہاء نے اس کو عیب میں شمار کیا ہے، اور اس کا تعلق ہے کہ
یہ ان عیوب میں سے ہے جن کی وجہ سے بدبو کی فتح میں خیار
ثابت ہوتا ہے۔

نکاح کے باب میں "بخ" کی وجہ سے ثبوت خیار و فسخ نکاح
کے بارے میں فقہاء کا اتفاق ہے، حنفیہ، شافعیہ کہتے ہیں اور یہی
حنابلہ کا موقف ہے کہ اس کی وجہ سے خیار ثابت نہیں ہوگا، "رندی
رحمیں کے" زمین اس کی بنیاد پر غریق کی جائے گی (۲)۔
مالکیہ کہتے ہیں اور یہی حنابلہ کی بھی ایک رائے ہے کہ "بخ" کی
وجہ سے خیار و فسخ نکاح ثابت ہوگا۔

اس سلسلہ کی تفصیلات کتاب النکاح کے باب خیار العیوب اور

شافعیہ نیز حنفیہ میں سے امام ابو یوسف کی رائے اور حنابلہ کا مختار
مذہب یہ ہے کہ نجاست کی بھپ بھی اپنی اصل کی طرح نجس ہے اس
بنیاد پر نجاست کے دھواں سے متاثر ہو پ بھی نجس ہے جس کے
ذریعہ طہارت حاصل نہیں ہوتی ہے۔ بین شافعیہ کی رائے ہے کہ اس کا
قبیل حصہ معاف ہے (۱)۔

حمام دھواں سے ٹھکے والی بھپ، جیسے نجاست سے اٹھنے والی
کریہ تیس، جب پڑے کو لگ جائے تو حنفیہ کے مسلک میں صحیح قول
کے مطابق کپڑے میں ہوگا جیسا کہ انسان سے خارج ہوئے والی
ریح ناپاک میں سرتی، خود پانچامہ دھواں دتر ہو یا خشک، اور طہارہ یہ
ہے کہ اس مسئلہ میں دوسرے مذاہب کا حنفیہ کے مسلک سے اختلاف
نہیں ہے (۲)۔



(۱) ابن ماجہ ص ۲۱۶، مجمع الزوائد ص ۱۱۱، الدر منی ص ۵۷۵-۵۸۰، کتاب النکاح
ص ۳۸۸، رد المحتار ص ۹۹، فتح الباری ص ۱۷۷۔
(۲) ابن ماجہ ص ۲۱۶۔

(۱) لسان العرب، المصباح المفرد ص ۶۰۔
(۲) ابن ماجہ ص ۳۵۷، ص ۳۵۳، ص ۳۵۲، ص ۳۵۱، ص ۳۵۰، ص ۳۴۹، ص ۳۴۸، ص ۳۴۷، ص ۳۴۶، ص ۳۴۵، ص ۳۴۴، ص ۳۴۳، ص ۳۴۲، ص ۳۴۱، ص ۳۴۰، ص ۳۳۹، ص ۳۳۸، ص ۳۳۷، ص ۳۳۶، ص ۳۳۵، ص ۳۳۴، ص ۳۳۳، ص ۳۳۲، ص ۳۳۱، ص ۳۳۰، ص ۳۲۹، ص ۳۲۸، ص ۳۲۷، ص ۳۲۶، ص ۳۲۵، ص ۳۲۴، ص ۳۲۳، ص ۳۲۲، ص ۳۲۱، ص ۳۲۰، ص ۳۱۹، ص ۳۱۸، ص ۳۱۷، ص ۳۱۶، ص ۳۱۵، ص ۳۱۴، ص ۳۱۳، ص ۳۱۲، ص ۳۱۱، ص ۳۱۰، ص ۳۰۹، ص ۳۰۸، ص ۳۰۷، ص ۳۰۶، ص ۳۰۵، ص ۳۰۴، ص ۳۰۳، ص ۳۰۲، ص ۳۰۱، ص ۳۰۰، ص ۲۹۹، ص ۲۹۸، ص ۲۹۷، ص ۲۹۶، ص ۲۹۵، ص ۲۹۴، ص ۲۹۳، ص ۲۹۲، ص ۲۹۱، ص ۲۹۰، ص ۲۸۹، ص ۲۸۸، ص ۲۸۷، ص ۲۸۶، ص ۲۸۵، ص ۲۸۴، ص ۲۸۳، ص ۲۸۲، ص ۲۸۱، ص ۲۸۰، ص ۲۷۹، ص ۲۷۸، ص ۲۷۷، ص ۲۷۶، ص ۲۷۵، ص ۲۷۴، ص ۲۷۳، ص ۲۷۲، ص ۲۷۱، ص ۲۷۰، ص ۲۶۹، ص ۲۶۸، ص ۲۶۷، ص ۲۶۶، ص ۲۶۵، ص ۲۶۴، ص ۲۶۳، ص ۲۶۲، ص ۲۶۱، ص ۲۶۰، ص ۲۵۹، ص ۲۵۸، ص ۲۵۷، ص ۲۵۶، ص ۲۵۵، ص ۲۵۴، ص ۲۵۳، ص ۲۵۲، ص ۲۵۱، ص ۲۵۰، ص ۲۴۹، ص ۲۴۸، ص ۲۴۷، ص ۲۴۶، ص ۲۴۵، ص ۲۴۴، ص ۲۴۳، ص ۲۴۲، ص ۲۴۱، ص ۲۴۰، ص ۲۳۹، ص ۲۳۸، ص ۲۳۷، ص ۲۳۶، ص ۲۳۵، ص ۲۳۴، ص ۲۳۳، ص ۲۳۲، ص ۲۳۱، ص ۲۳۰، ص ۲۲۹، ص ۲۲۸، ص ۲۲۷، ص ۲۲۶، ص ۲۲۵، ص ۲۲۴، ص ۲۲۳، ص ۲۲۲، ص ۲۲۱، ص ۲۲۰، ص ۲۱۹، ص ۲۱۸، ص ۲۱۷، ص ۲۱۶، ص ۲۱۵، ص ۲۱۴، ص ۲۱۳، ص ۲۱۲، ص ۲۱۱، ص ۲۱۰، ص ۲۰۹، ص ۲۰۸، ص ۲۰۷، ص ۲۰۶، ص ۲۰۵، ص ۲۰۴، ص ۲۰۳، ص ۲۰۲، ص ۲۰۱، ص ۲۰۰، ص ۱۹۹، ص ۱۹۸، ص ۱۹۷، ص ۱۹۶، ص ۱۹۵، ص ۱۹۴، ص ۱۹۳، ص ۱۹۲، ص ۱۹۱، ص ۱۹۰، ص ۱۸۹، ص ۱۸۸، ص ۱۸۷، ص ۱۸۶، ص ۱۸۵، ص ۱۸۴، ص ۱۸۳، ص ۱۸۲، ص ۱۸۱، ص ۱۸۰، ص ۱۷۹، ص ۱۷۸، ص ۱۷۷، ص ۱۷۶، ص ۱۷۵، ص ۱۷۴، ص ۱۷۳، ص ۱۷۲، ص ۱۷۱، ص ۱۷۰، ص ۱۶۹، ص ۱۶۸، ص ۱۶۷، ص ۱۶۶، ص ۱۶۵، ص ۱۶۴، ص ۱۶۳، ص ۱۶۲، ص ۱۶۱، ص ۱۶۰، ص ۱۵۹، ص ۱۵۸، ص ۱۵۷، ص ۱۵۶، ص ۱۵۵، ص ۱۵۴، ص ۱۵۳، ص ۱۵۲، ص ۱۵۱، ص ۱۵۰، ص ۱۴۹، ص ۱۴۸، ص ۱۴۷، ص ۱۴۶، ص ۱۴۵، ص ۱۴۴، ص ۱۴۳، ص ۱۴۲، ص ۱۴۱، ص ۱۴۰، ص ۱۳۹، ص ۱۳۸، ص ۱۳۷، ص ۱۳۶، ص ۱۳۵، ص ۱۳۴، ص ۱۳۳، ص ۱۳۲، ص ۱۳۱، ص ۱۳۰، ص ۱۲۹، ص ۱۲۸، ص ۱۲۷، ص ۱۲۶، ص ۱۲۵، ص ۱۲۴، ص ۱۲۳، ص ۱۲۲، ص ۱۲۱، ص ۱۲۰، ص ۱۱۹، ص ۱۱۸، ص ۱۱۷، ص ۱۱۶، ص ۱۱۵، ص ۱۱۴، ص ۱۱۳، ص ۱۱۲، ص ۱۱۱، ص ۱۱۰، ص ۱۰۹، ص ۱۰۸، ص ۱۰۷، ص ۱۰۶، ص ۱۰۵، ص ۱۰۴، ص ۱۰۳، ص ۱۰۲، ص ۱۰۱، ص ۱۰۰، ص ۹۹، ص ۹۸، ص ۹۷، ص ۹۶، ص ۹۵، ص ۹۴، ص ۹۳، ص ۹۲، ص ۹۱، ص ۹۰، ص ۸۹، ص ۸۸، ص ۸۷، ص ۸۶، ص ۸۵، ص ۸۴، ص ۸۳، ص ۸۲، ص ۸۱، ص ۸۰، ص ۷۹، ص ۷۸، ص ۷۷، ص ۷۶، ص ۷۵، ص ۷۴، ص ۷۳، ص ۷۲، ص ۷۱، ص ۷۰، ص ۶۹، ص ۶۸، ص ۶۷، ص ۶۶، ص ۶۵، ص ۶۴، ص ۶۳، ص ۶۲، ص ۶۱، ص ۶۰، ص ۵۹، ص ۵۸، ص ۵۷، ص ۵۶، ص ۵۵، ص ۵۴، ص ۵۳، ص ۵۲، ص ۵۱، ص ۵۰، ص ۴۹، ص ۴۸، ص ۴۷، ص ۴۶، ص ۴۵، ص ۴۴، ص ۴۳، ص ۴۲، ص ۴۱، ص ۴۰، ص ۳۹، ص ۳۸، ص ۳۷، ص ۳۶، ص ۳۵، ص ۳۴، ص ۳۳، ص ۳۲، ص ۳۱، ص ۳۰، ص ۲۹، ص ۲۸، ص ۲۷، ص ۲۶، ص ۲۵، ص ۲۴، ص ۲۳، ص ۲۲، ص ۲۱، ص ۲۰، ص ۱۹، ص ۱۸، ص ۱۷، ص ۱۶، ص ۱۵، ص ۱۴، ص ۱۳، ص ۱۲، ص ۱۱، ص ۱۰، ص ۹، ص ۸، ص ۷، ص ۶، ص ۵، ص ۴، ص ۳، ص ۲، ص ۱، ص ۰، ص -۱، ص -۲، ص -۳، ص -۴، ص -۵، ص -۶، ص -۷، ص -۸، ص -۹، ص -۱۰، ص -۱۱، ص -۱۲، ص -۱۳، ص -۱۴، ص -۱۵، ص -۱۶، ص -۱۷، ص -۱۸، ص -۱۹، ص -۲۰، ص -۲۱، ص -۲۲، ص -۲۳، ص -۲۴، ص -۲۵، ص -۲۶، ص -۲۷، ص -۲۸، ص -۲۹، ص -۳۰، ص -۳۱، ص -۳۲، ص -۳۳، ص -۳۴، ص -۳۵، ص -۳۶، ص -۳۷، ص -۳۸، ص -۳۹، ص -۴۰، ص -۴۱، ص -۴۲، ص -۴۳، ص -۴۴، ص -۴۵، ص -۴۶، ص -۴۷، ص -۴۸، ص -۴۹، ص -۵۰، ص -۵۱، ص -۵۲، ص -۵۳، ص -۵۴، ص -۵۵، ص -۵۶، ص -۵۷، ص -۵۸، ص -۵۹، ص -۶۰، ص -۶۱، ص -۶۲، ص -۶۳، ص -۶۴، ص -۶۵، ص -۶۶، ص -۶۷، ص -۶۸، ص -۶۹، ص -۷۰، ص -۷۱، ص -۷۲، ص -۷۳، ص -۷۴، ص -۷۵، ص -۷۶، ص -۷۷، ص -۷۸، ص -۷۹، ص -۸۰، ص -۸۱، ص -۸۲، ص -۸۳، ص -۸۴، ص -۸۵، ص -۸۶، ص -۸۷، ص -۸۸، ص -۸۹، ص -۹۰، ص -۹۱، ص -۹۲، ص -۹۳، ص -۹۴، ص -۹۵، ص -۹۶، ص -۹۷، ص -۹۸، ص -۹۹، ص -۱۰۰، ص -۱۰۱، ص -۱۰۲، ص -۱۰۳، ص -۱۰۴، ص -۱۰۵، ص -۱۰۶، ص -۱۰۷، ص -۱۰۸، ص -۱۰۹، ص -۱۱۰، ص -۱۱۱، ص -۱۱۲، ص -۱۱۳، ص -۱۱۴، ص -۱۱۵، ص -۱۱۶، ص -۱۱۷، ص -۱۱۸، ص -۱۱۹، ص -۱۲۰، ص -۱۲۱، ص -۱۲۲، ص -۱۲۳، ص -۱۲۴، ص -۱۲۵، ص -۱۲۶، ص -۱۲۷، ص -۱۲۸، ص -۱۲۹، ص -۱۳۰، ص -۱۳۱، ص -۱۳۲، ص -۱۳۳، ص -۱۳۴، ص -۱۳۵، ص -۱۳۶، ص -۱۳۷، ص -۱۳۸، ص -۱۳۹، ص -۱۴۰، ص -۱۴۱، ص -۱۴۲، ص -۱۴۳، ص -۱۴۴، ص -۱۴۵، ص -۱۴۶، ص -۱۴۷، ص -۱۴۸، ص -۱۴۹، ص -۱۵۰، ص -۱۵۱، ص -۱۵۲، ص -۱۵۳، ص -۱۵۴، ص -۱۵۵، ص -۱۵۶، ص -۱۵۷، ص -۱۵۸، ص -۱۵۹، ص -۱۶۰، ص -۱۶۱، ص -۱۶۲، ص -۱۶۳، ص -۱۶۴، ص -۱۶۵، ص -۱۶۶، ص -۱۶۷، ص -۱۶۸، ص -۱۶۹، ص -۱۷۰، ص -۱۷۱، ص -۱۷۲، ص -۱۷۳، ص -۱۷۴، ص -۱۷۵، ص -۱۷۶، ص -۱۷۷، ص -۱۷۸، ص -۱۷۹، ص -۱۸۰، ص -۱۸۱، ص -۱۸۲، ص -۱۸۳، ص -۱۸۴، ص -۱۸۵، ص -۱۸۶، ص -۱۸۷، ص -۱۸۸، ص -۱۸۹، ص -۱۹۰، ص -۱۹۱، ص -۱۹۲، ص -۱۹۳، ص -۱۹۴، ص -۱۹۵، ص -۱۹۶، ص -۱۹۷، ص -۱۹۸، ص -۱۹۹، ص -۲۰۰، ص -۲۰۱، ص -۲۰۲، ص -۲۰۳، ص -۲۰۴، ص -۲۰۵، ص -۲۰۶، ص -۲۰۷، ص -۲۰۸، ص -۲۰۹، ص -۲۱۰، ص -۲۱۱، ص -۲۱۲، ص -۲۱۳، ص -۲۱۴، ص -۲۱۵، ص -۲۱۶، ص -۲۱۷، ص -۲۱۸، ص -۲۱۹، ص -۲۲۰، ص -۲۲۱، ص -۲۲۲، ص -۲۲۳، ص -۲۲۴، ص -۲۲۵، ص -۲۲۶، ص -۲۲۷، ص -۲۲۸، ص -۲۲۹، ص -۲۳۰، ص -۲۳۱، ص -۲۳۲، ص -۲۳۳، ص -۲۳۴، ص -۲۳۵، ص -۲۳۶، ص -۲۳۷، ص -۲۳۸، ص -۲۳۹، ص -۲۴۰، ص -۲۴۱، ص -۲۴۲، ص -۲۴۳، ص -۲۴۴، ص -۲۴۵، ص -۲۴۶، ص -۲۴۷، ص -۲۴۸، ص -۲۴۹، ص -۲۵۰، ص -۲۵۱، ص -۲۵۲، ص -۲۵۳، ص -۲۵۴، ص -۲۵۵، ص -۲۵۶، ص -۲۵۷، ص -۲۵۸، ص -۲۵۹، ص -۲۶۰، ص -۲۶۱، ص -۲۶۲، ص -۲۶۳، ص -۲۶۴، ص -۲۶۵، ص -۲۶۶، ص -۲۶۷، ص -۲۶۸، ص -۲۶۹، ص -۲۷۰، ص -۲۷۱، ص -۲۷۲، ص -۲۷۳، ص -۲۷۴، ص -۲۷۵، ص -۲۷۶، ص -۲۷۷، ص -۲۷۸، ص -۲۷۹، ص -۲۸۰، ص -۲۸۱، ص -۲۸۲، ص -۲۸۳، ص -۲۸۴، ص -۲۸۵، ص -۲۸۶، ص -۲۸۷، ص -۲۸۸، ص -۲۸۹، ص -۲۹۰، ص -۲۹۱، ص -۲۹۲، ص -۲۹۳، ص -۲۹۴، ص -۲۹۵، ص -۲۹۶، ص -۲۹۷، ص -۲۹۸، ص -۲۹۹، ص -۳۰۰، ص -۳۰۱، ص -۳۰۲، ص -۳۰۳، ص -۳۰۴، ص -۳۰۵، ص -۳۰۶، ص -۳۰۷، ص -۳۰۸، ص -۳۰۹، ص -۳۱۰، ص -۳۱۱، ص -۳۱۲، ص -۳۱۳، ص -۳۱۴، ص -۳۱۵، ص -۳۱۶، ص -۳۱۷، ص -۳۱۸، ص -۳۱۹، ص -۳۲۰، ص -۳۲۱، ص -۳۲۲، ص -۳۲۳، ص -۳۲۴، ص -۳۲۵، ص -۳۲۶، ص -۳۲۷، ص -۳۲۸، ص -۳۲۹، ص -۳۳۰، ص -۳۳۱، ص -۳۳۲، ص -۳۳۳، ص -۳۳۴، ص -۳۳۵، ص -۳۳۶، ص -۳۳۷، ص -۳۳۸، ص -۳۳۹، ص -۳۴۰، ص -۳۴۱، ص -۳۴۲، ص -۳۴۳، ص -۳۴۴، ص -۳۴۵، ص -۳۴۶، ص -۳۴۷، ص -۳۴۸، ص -۳۴۹، ص -۳۵۰، ص -۳۵۱، ص -۳۵۲، ص -۳۵۳، ص -۳۵۴، ص -۳۵۵، ص -۳۵۶، ص -۳۵۷، ص -۳۵۸، ص -۳۵۹، ص -۳۶۰، ص -۳۶۱، ص -۳۶۲، ص -۳۶۳، ص -۳۶۴، ص -۳۶۵، ص -۳۶۶، ص -۳۶۷، ص -۳۶۸، ص -۳۶۹، ص -۳۷۰، ص -۳۷۱، ص -۳۷۲، ص -۳۷۳، ص -۳۷۴، ص -۳۷۵، ص -۳۷۶، ص -۳۷۷، ص -۳۷۸، ص -۳۷۹، ص -۳۸۰، ص -۳۸۱، ص -۳۸۲، ص -۳۸۳، ص -۳۸۴، ص -۳۸۵، ص -۳۸۶، ص -۳۸۷، ص -۳۸۸، ص -۳۸۹، ص -۳۹۰، ص -۳۹۱، ص -۳۹۲، ص -۳۹۳، ص -۳۹۴، ص -۳۹۵، ص -۳۹۶، ص -۳۹۷، ص -۳۹۸، ص -۳۹۹، ص -۴۰۰، ص -۴۰۱، ص -۴۰۲، ص -۴۰۳، ص -۴۰۴، ص -۴۰۵، ص -۴۰۶، ص -۴۰۷، ص -۴۰۸، ص -۴۰۹، ص -۴۱۰، ص -۴۱۱، ص -۴۱۲، ص -۴۱۳، ص -۴۱۴، ص -۴۱۵، ص -۴۱۶، ص -۴۱۷، ص -۴۱۸، ص -۴۱۹، ص -۴۲۰، ص -۴۲۱، ص -۴۲۲، ص -۴۲۳، ص -۴۲۴، ص -۴۲۵، ص -۴۲۶، ص -۴۲۷، ص -۴۲۸، ص -۴۲۹، ص -۴۳۰، ص -۴۳۱، ص -۴۳۲، ص -۴۳۳، ص -۴۳۴، ص -۴۳۵، ص -۴۳۶، ص -۴۳۷، ص -۴۳۸، ص -۴۳۹، ص -۴۴۰، ص -۴۴۱، ص -۴۴۲، ص -۴۴۳، ص -۴۴۴، ص -۴۴۵، ص -۴۴۶، ص -۴۴۷، ص -۴۴۸، ص -۴۴۹، ص -۴۵۰، ص -۴۵۱، ص -۴۵۲، ص -۴۵۳، ص -۴۵۴، ص -۴۵۵، ص -۴۵۶، ص -۴۵۷، ص -۴۵۸، ص -۴۵۹، ص -۴۶۰، ص -۴۶۱، ص -۴۶۲، ص -۴۶۳، ص -۴۶۴، ص -۴۶۵، ص -۴۶۶، ص -۴۶۷، ص -۴۶۸، ص -۴۶۹، ص -۴۷۰، ص -۴۷۱، ص -۴۷۲، ص -۴۷۳، ص -۴۷۴، ص -۴۷۵، ص -۴۷۶، ص -۴۷۷، ص -۴۷۸، ص -۴۷۹، ص -۴۸۰، ص -۴۸۱، ص -۴۸۲، ص -۴۸۳، ص -۴۸۴، ص -۴۸۵، ص -۴۸۶، ص -۴۸۷، ص -۴۸۸، ص -۴۸۹، ص -۴۹۰، ص -۴۹۱، ص -۴۹۲، ص -۴۹۳، ص -۴۹۴، ص -۴۹۵، ص -۴۹۶، ص -۴۹۷، ص -۴۹۸، ص -۴۹۹، ص -۵۰۰، ص -۵۰۱، ص -۵۰۲، ص -۵۰۳، ص -۵۰۴، ص -۵۰۵، ص -۵۰۶، ص -۵۰۷، ص -۵۰۸، ص -۵۰۹، ص -۵۱۰، ص -۵۱۱، ص -۵۱۲، ص -۵۱۳، ص -۵۱۴، ص -۵۱۵، ص -۵۱۶، ص -۵۱۷، ص -۵۱۸، ص -۵۱۹، ص -۵۲۰، ص -۵۲۱، ص -۵۲۲، ص -۵۲۳، ص -۵۲۴، ص -۵۲۵، ص -۵۲۶، ص -۵۲۷، ص -۵۲۸، ص -۵۲۹، ص -۵۳۰، ص -۵۳۱، ص -۵۳۲، ص -۵۳۳، ص -۵۳۴، ص -۵۳۵، ص -۵۳۶، ص -۵۳۷، ص -۵۳۸، ص -۵۳۹، ص -۵۴۰، ص -۵۴۱، ص -۵۴۲، ص -۵۴۳، ص -۵۴۴، ص -۵۴۵، ص -۵۴۶، ص -۵۴۷، ص -۵۴۸، ص -۵۴۹، ص -۵۵۰، ص -۵۵۱، ص -۵۵۲، ص -۵۵۳، ص -۵۵۴، ص -۵۵۵، ص -۵۵۶، ص -۵۵۷، ص -۵۵۸، ص -۵۵۹، ص -۵۶۰، ص -۵۶۱، ص -۵۶۲، ص -۵۶۳، ص -۵۶۴، ص -۵۶۵، ص -۵۶۶، ص -۵۶۷، ص -۵۶۸، ص -۵۶۹، ص -۵۷۰، ص -۵۷۱، ص -۵۷۲، ص -۵۷۳، ص -۵۷۴، ص -۵۷۵، ص -۵۷۶، ص -۵۷۷، ص -۵۷۸، ص -۵۷۹، ص -۵۸۰، ص -۵۸۱، ص -۵۸۲، ص -۵۸۳، ص -۵۸۴، ص -۵۸۵، ص -۵۸۶، ص -۵۸۷، ص -۵۸۸، ص -۵۸۹، ص -۵۹۰، ص -۵۹۱، ص -۵۹۲، ص -۵۹۳، ص -۵۹۴، ص -۵۹۵، ص -۵۹۶، ص -۵۹۷، ص -۵۹۸، ص -۵۹۹، ص -۶۰۰، ص -۶۰۱، ص -۶۰۲، ص -۶۰۳، ص -۶۰۴، ص -۶۰۵، ص -۶۰۶، ص -۶۰۷، ص -۶۰۸، ص -۶۰۹، ص -۶۱۰، ص -۶۱۱، ص -۶۱۲، ص -۶۱۳، ص -۶۱۴، ص -۶۱۵، ص -۶۱۶، ص -۶۱۷، ص -۶۱۸، ص -۶۱۹، ص -۶۲۰، ص -۶۲۱، ص -۶۲۲، ص -۶۲۳، ص -۶۲۴، ص -۶۲۵، ص -۶۲۶، ص -۶۲۷، ص -۶۲۸، ص -۶۲۹، ص -۶۳۰، ص -۶۳۱، ص -۶۳۲، ص -۶۳۳، ص -۶۳۴، ص -۶۳۵، ص -۶۳۶، ص -۶۳۷، ص -۶۳۸، ص -۶۳۹، ص -۶۴۰، ص -۶۴۱، ص -۶۴۲، ص -۶۴۳، ص -۶۴۴، ص -۶۴۵، ص -۶۴۶، ص -۶۴۷، ص -۶۴۸، ص -۶۴۹، ص -۶۵۰، ص -۶۵۱، ص -۶۵۲، ص -۶۵۳، ص -۶۵۴، ص -۶۵۵، ص -۶۵۶، ص -۶۵۷، ص -۶۵۸، ص -۶۵۹، ص -۶۶۰، ص -۶۶۱، ص -۶۶۲، ص -۶۶۳، ص -۶۶۴، ص -۶۶۵، ص -۶۶۶، ص -۶۶۷، ص -۶۶۸، ص -۶۶۹، ص -۶۷۰، ص -۶۷۱، ص -۶۷۲، ص -۶۷۳، ص -۶۷۴، ص -۶۷۵، ص -۶۷۶، ص -۶۷۷، ص -۶۷۸، ص -۶۷۹، ص -۶۸۰، ص -۶۸۱، ص -۶۸۲، ص -۶۸۳، ص -۶۸۴، ص -۶۸۵، ص -۶۸۶، ص -۶۸۷، ص -۶۸۸، ص -۶۸۹، ص -۶۹۰، ص -۶۹۱، ص -۶۹۲، ص -۶۹۳، ص -۶۹۴، ص -۶۹۵، ص -۶۹۶، ص -۶۹۷، ص -۶۹۸، ص -۶۹۹، ص -۷۰۰، ص -۷۰۱، ص -۷۰۲، ص -۷۰۳، ص -۷۰۴، ص -۷۰۵، ص -۷۰۶، ص -۷۰۷، ص -۷۰۸، ص -۷۰۹، ص -۷۱۰، ص -۷۱۱، ص -۷۱۲، ص -۷۱۳، ص -۷۱۴، ص -۷۱۵، ص -۷۱۶، ص -۷۱۷، ص -۷۱۸، ص -۷۱۹، ص -۷۲۰، ص -۷۲۱، ص -۷۲۲، ص -۷۲۳، ص -۷۲۴، ص -۷۲۵، ص -۷۲۶، ص -۷۲۷، ص -۷۲۸، ص -۷۲۹، ص -۷۳۰، ص -۷۳۱، ص -۷۳۲، ص -۷۳۳، ص -۷۳۴، ص -۷۳۵، ص -۷۳۶، ص -۷۳۷، ص -۷۳۸، ص -۷۳۹، ص -۷۴۰، ص -۷۴۱، ص -۷۴۲، ص -۷۴۳، ص -۷۴۴، ص -۷۴۵، ص -۷۴۶، ص -۷۴۷، ص -۷۴۸، ص -۷۴۹، ص -۷۵۰، ص -۷۵۱، ص -۷۵۲، ص -۷۵۳، ص -۷۵۴، ص -۷۵۵، ص -۷۵۶، ص -۷۵۷، ص -۷۵۸، ص -۷۵۹، ص -۷۶۰، ص -۷۶۱، ص -۷۶۲، ص -۷۶۳، ص -۷۶۴، ص -۷۶۵، ص -۷۶۶، ص -۷۶۷، ص -۷۶۸، ص -۷۶۹، ص -۷۷۰، ص -۷۷۱، ص -۷۷۲، ص -۷۷۳، ص -۷۷۴، ص -۷۷۵، ص -۷۷۶، ص -۷۷۷، ص -۷۷۸، ص -۷۷۹، ص -۷۸۰، ص -۷۸۱، ص -۷۸۲، ص -۷۸۳، ص -۷۸۴، ص -۷۸۵، ص -۷۸۶، ص -۷۸۷، ص -۷۸۸، ص -۷۸۹، ص -۷۹۰، ص -۷۹۱، ص -۷۹۲، ص -۷۹۳، ص -۷۹۴، ص -۷۹۵، ص -۷۹۶، ص -۷۹۷، ص -۷۹۸، ص -۷۹۹، ص -۸۰۰، ص -۸۰۱، ص -۸۰۲، ص -۸۰۳، ص -۸۰۴، ص -۸۰۵، ص -۸۰۶، ص -۸۰۷، ص -۸۰۸، ص -۸۰۹، ص -۸۱۰، ص -۸۱۱، ص -۸۱۲، ص -۸۱۳، ص -۸۱۴، ص -۸۱۵، ص -۸۱۶، ص -۸۱۷، ص -۸۱۸، ص -۸۱۹، ص -۸۲۰، ص -۸۲۱، ص -۸۲۲، ص -۸۲۳، ص -۸۲۴، ص -۸۲۵، ص -۸۲۶، ص -۸۲۷، ص -۸۲۸، ص -۸۲۹، ص -۸۳۰، ص -۸۳۱، ص -۸۳۲، ص -۸۳۳، ص -۸۳۴، ص -۸۳۵، ص -۸۳۶، ص -۸۳۷، ص -۸۳۸، ص -۸۳۹، ص -۸۴۰، ص -۸۴۱، ص -۸۴۲، ص -۸۴۳، ص -۸۴۴، ص -۸۴۵، ص -۸۴۶، ص -۸۴۷، ص -۸۴۸، ص -۸۴۹، ص -۸۵۰، ص -۸۵۱، ص -۸۵۲، ص -۸۵۳، ص -۸۵۴، ص -۸۵۵، ص -۸۵۶، ص -۸۵۷، ص -۸۵۸، ص -۸۵۹، ص -۸۶۰، ص -۸۶۱، ص -۸۶۲، ص -۸۶۳، ص -۸۶۴، ص -۸۶۵، ص -۸۶۶، ص -۸۶۷، ص -۸۶۸، ص -۸۶۹، ص -۸۷۰، ص -۸۷۱، ص -۸۷۲، ص -۸۷۳، ص -۸۷۴، ص -۸۷۵، ص -۸۷۶، ص -۸۷۷، ص -۸۷۸، ص -۸۷۹، ص -۸۸۰، ص -۸۸۱، ص -۸۸۲، ص -۸۸۳، ص -۸۸۴، ص -۸۸۵، ص -۸۸۶، ص -۸۸۷، ص -۸۸۸، ص -۸۸۹، ص -۸۹۰، ص -۸۹۱، ص -۸۹۲، ص -۸۹۳، ص -۸۹۴، ص -۸۹۵، ص -۸۹۶، ص -۸۹۷، ص -۸۹۸، ص -۸۹۹، ص -۹۰۰، ص -۹۰۱، ص -۹۰۲، ص -۹۰۳، ص -۹۰۴، ص -۹۰۵، ص -۹۰۶، ص -۹۰۷، ص -۹۰۸، ص -۹۰۹، ص -۹۱۰، ص -۹۱۱، ص -۹۱۲، ص -۹۱۳، ص -۹۱۴، ص -۹۱۵، ص -۹۱۶، ص -

بخس، بخیلہ ۱-۳

کتاب النکاح کے باب ۱۱ صیب میں ملاحظہ کی جائیں۔

”بخز“ (منہ کی بدبو) والے انسان کے لئے جمعہ و جماعت میں

حاضری اور عدم حاضری کی اجازت کے بارے میں باب ”صلاۃ

الجماعت“ کی طرف رجوع کیا جائے۔

بخیلہ

تعریف:

۱- ”یہ“ میراث کے باب میں مسائل ”عول“ میں سے ہے۔ اس کو ”خیلہ“ اس لئے کہا گیا کہ اس میں سب سے کم ”عول“ ہوتا ہے۔

اس کو ”مہر یہ“ بھی کہتے ہیں، اس لئے کہ اس کے بارے میں حضرت علیؓ نے خبر کے ”پرہیز دریافت“ یا ”گیا تھا، اور یہ فرائض کے ان حصوں میں سے ہے جن میں ”عول“ ہوتا ہے، اور یہ ان دو مسئلوں میں آتا ہے جن میں ۲۴ اصل کا عول ۲۷ تک ہوتا ہے۔

۲- پہلا مسئلہ: وہ ہے جس میں ایک نصف (آدھا)، ایک ثمن (آٹھویں حصہ)، دو ثمن (دسواں حصہ) (چھٹا حصہ) کے حصہ ہوں، مثلاً: ایک بیوی، ایک بیٹی، والدین، اور ایک پوتی ہو تو بیوی کو ثمن ملے گا، بیٹی کے لئے نصف ہوگا، پوتی کے لئے دسواں حصہ، والدین کے لئے دسواں حصہ۔

۳- دوسرا مسئلہ: وہ ہے جس میں ثمن کے ساتھ، شمش، والدین ہوں، مثلاً: ایک بیوی، دو بیٹیاں، والدین ہوں، تو بیوی کے لئے ثمن ہوگا، بیٹیوں کے لئے دسواں حصہ، والدین کے لئے دسواں حصہ، اور اس کا مسئلہ ۲۴ کے بجائے ۲۷ سے ہوگا۔

اس میں مسئلوں میں سے ہر ایک کو ”بخیلہ“ کہتے ہیں، اس سے کہ ان میں عول کم ہوتا ہے، کیونکہ اس میں عول صرف ایک بار ہوتا ہے، اور دوسرے مسئلہ کو ”مہر یہ“ بھی کہتے ہیں، اس لئے کہ حضرت

بخس

دیکھئے ”مہر یہ“۔



بدعت ۱

مٹی سے یہ مسئلہ اس وقت دریافت کیا گیا جب آپ منبر پر تھے، پھر آپ نے جو بویا تھا^(۱)۔

تفصیل کے لئے ”پارٹ“ کے باب میں ”عول“ کی بحث دیکھی جائے۔

بدعت

تعریف:

۱۔ لغوی طور پر لفظ ”بدعة“ ”بدع الشيء بدعته بدعا“ اور ”بدعته“ سے بنا ہے، جب اس کو یہ آئے اور شروع کرے۔

”البدع“ وہ چیز جو اول (پہلی) ہو، اسی سے ارشاد ہوئی ہے: ”قل ما كنت بدعا من الرسل“^(۱) (آپ خدا کے پیغمبر ہیں۔ میں رسولوں میں کوئی انوکھا تو ہوں نہیں) یعنی میں لوگوں کی طرف بھیجے ہو پہلے رسول نہیں ہوں، بلکہ پہلے بھی بہت سے رسول چکے ہیں، لہذا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہوں جس کی کوئی نظیر نہ ہو۔ تم مجھے جھٹی سمجھو۔

البدعة کی چیز، اور میں مکمل ہونے کے بعد جو چیز اس میں ایجاد کی جائے۔

”لسان العرب“ میں ہے: ”مبتدع“ وہ شخص ہے جو کسی کام کو اس انداز سے کرے کہ اس طرح پہلے وہ کام نہیں کیا گیا، بلکہ اس نے اس کا آغاز کیا ہے۔

”بدع“، ”ابدع“ اور ”تبدع“ کا معنی ہے: نئی چیز لانا^(۲)، اسی معنی میں ارشاد ربانی ہے: ”ورهبانية ابدعوها ما كتبها عليهم الا اتباعا رصواي الله“^(۳) (اور رہبانیت کو انہوں نے خود ایجاد کر یا ہم نے ان پر واجب نہیں کیا تھا، بلکہ انہوں نے اللہ کی



(۱) سورۃ انفکادہ ۹۔

(۲) لسان العرب، الصحاح: ۱۰۸ ج ۱۔

(۳) سورۃ احزاب ۲۷۔

(۱) ابن ماجہ ص ۵۰۳، حاشیہ الدرس ص ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸

بدعت ۲

مصنوعی فی خاطر سے اختیار کیا تھا، اور بدعتہ اس کو بدعت کی طرف منسوب کیا، اور البدیع کو بھی نئی چیز، اور البدعت الشیء میں سے اس کو بغیر کسی (سابقہ) مثال کے ایجاد کیا، اور "البدیع" اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے، اور اس کا معنی ہے: "البدیع" (نئی چیز یہ پیدا کرنے والا) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ چیزوں کو پیدا کرتے ہیں اور ان کو جوہر میں لاتے ہیں۔

صحابہؓ میں بدعت کی تعریفیں الگ الگ اور کئی ایک ہیں۔ اس سے کہ اس کے مفہوم ہر ایک کے سلسلہ میں علماء کی رائیں مختلف ہیں۔ بعض علماء نے اس کے مفہوم کو بدعت دی ہے، یہاں تک کہ ہر نئی چیز پر اس کا طعن کیا ہے، اور بعض نے اس کی مراد کو تہذیب رکھا ہے، چنانچہ اس کے وہاں میں مرتبہ تمام متفق ہو گئے۔ ہم مختصر اس کو دو نقطہ نظر میں بیان کرتے ہیں:

پہلا نقطہ نظر:

۲- پہلے نقطہ نظر والے علماء "بدعت" کا اطلاق ہر ایسی نئی چیز پر کرتے ہیں جو کتاب و سنت میں نہیں ملتی ہو، خواہ اس کا تعلق عبادات سے ہو یا عادات سے، اور خواہ وہ مذہب یا غیر مذہب ہو۔

اس کے تاثر میں امام شافعی اور ان کے تابعین میں احمد بن عبد السلام، نووی، ابو ثامہ ہیں، مالکیہ میں سے قرانی اور رقائق ہیں، حنفیہ میں سے ابن عابدین، اور حنبلیہ میں سے ابن الجوزی، اور ظاہر یہ ہیں سے اس ترم ہیں۔

یہ نقطہ نظر ابن عبد السلام کی "بدعت" کی تعریف میں ظاہر ہوتا ہے، اور وہ یوں ہے: "بدعت" نام ہے ایسے کام کے کرنے کا جس کا وجود رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہ ہو، اور اس کی کئی قسمیں ہیں: بدعت واجبہ، حرام بدعت، مستحب بدعت، مکروہ بدعت، جائز

بدعت (۱)۔ ان لوگوں نے ان تمام قسموں کی مثالیں دی ہیں:

چنانچہ واجب بدعت: جیسے علم نحو میں مشغول ہونا، جس کے ذریعہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کلام سمجھا جاتا ہے، اور یہ واجب ہے، کیونکہ شریعت کی حفاظت کے لئے یہ ضروری ہے، اور جس کے بغیر واجب پورا نہ ہوتا ہو وہ بھی واجب ہے۔

حرام بدعت کی مثالوں میں سے قدریہ، جبرییہ، مہرجہ اور فوارج کا مذہب ہے۔

مستحب بدعت: مثلاً اس کھولنا، پل بنانا، اور اسی میں سے مسجد میں ایک امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ نماز کی نماز پڑھنا بھی ہے۔

مکروہ بدعت: مثلاً مساجد میں نقش و نگار اور مصاحف (قرآن) کو آراستہ کرنا۔

جائز بدعت: مثلاً نمازوں کے بعد مصافحہ اور لذت کھانے، پینے اور پہننے میں توسع کرنا (۲)۔

ان حضرات نے بدعت کو پانچ قسموں میں تقسیم کرنے کے سلسلہ میں چند دلائل پیش کئے ہیں، جن میں سے بعض یہ ہیں:

(الف) رمضان کے مہینہ میں مسجد کے اندر جماعت کے ساتھ نماز تراویح کے بارے میں حضرت عمر کا قول ہے: "نعمت البدعة هذه" (۳) (کتنی اچھی یہ بدعت ہے)، چنانچہ عبد الرحمن بن

(۱) قواعد الاحکام للرحمن عبد السلام ۲/۲۲ طبع دارالافتاء، القاوی سنیہ طبع ۱۳۹۹ھ طبع مکی الدین تہذیب الاسلام واللغات للوئی، ۱۲/۱ طبع الشان، طبع البصریہ طبع المسیح لابن الجوزی، ۱۶ طبع البصریہ ابن عابدین ۳۷۱ طبع بلاغہ المباحث علی الآثار البدعیہ والحوادث فی شامہ ۵۱۳، طبع المطبعہ العربیہ

(۲) قواعد الاحکام ۲/۲۲، الفروق ۲/۱۹۔

(۳) تراویح کے سلسلہ میں حضرت عمرو بن عبدیہ "نعمت البدعة هذه" روایت بخاری (صحیح ۲۵۰ طبع المنقح) سے ہے۔

(ب) کی تقسیم کا پتہ چلتا ہے، ان احادیث میں سے یہ مرفوع حدیث ہے: ”من من سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الى يوم القيامة، ومن من سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها الى يوم القيامة“^(۱) (جس شخص نے اچھے طریقہ پر عمل کیا اس کے لئے اس کا ثواب ہے، اور اس تمام لوگوں کا ثواب ہے جو اس پر عمل کرتے رہیں گے قیامت تک۔ اور جس شخص نے برے طریقہ پر عمل کیا اس کے لئے اس کا ثواب نہ ہو اور اس تمام لوگوں کا ثواب ہوگا جو اس پر عمل کرتے رہیں گے قیامت تک)۔

دوسرا نقطہ نظر:

۳- علماء کی ایک جماعت بدعت کے مذموم ہونے کی رائے رکھتی ہے، اسوں نے ثابت کیا کہ تمام تر بدعت گمراہی ہے، خواہ وہ عادات سے تعلق نہ یا عبادات سے، اس کے قائلین میں امام مالک، شافعی اور طحاوی ہیں۔ حنفی میں سے امام شافعی، ریشی، اور شافعیہ میں سے تہجدی، ابن جریر عسقلانی، ابن جریر ثعلبی، اور حنابلہ میں سے ابن رجب اور ابن تیمیہ ہیں^(۲)۔

اس نقطہ نظر کی تشریح کرنے والی سب سے صحیح تعریف شافعی نے کی ہے، اسوں نے ”بدعت“ کی تعریف کی ہے:

”بدعت“ یہ ہے کہ میں ایسا کر دوں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مباح نہ رہا ہو۔

(۱) حدیث ”من من سنة حسنة...“ کی روایت مسلم (۷/۵۸۲) طبع النجفی نے کی ہے۔

(۲) الاخصاص للعالمی ۱/۱۸، طبع انجاریہ، الاعتقاد علی مذاہب اربعہ، ص ۱۳، طبع دار الفکر، الجواز والبدع للخطوطی، ص ۸، طبع تونس، اقتضاء الصرط المستقیم لابن تیمیہ، ص ۲۲۸، ۲۲۹، طبع المکرم، جامع بیوں العلوم والحکم، ص ۱۶۰، طبع المکتب، جوہر الاکلیل، ص ۱۱۳، طبع معروض، عمدة القاری، ص ۲۷۲، طبع المکتب، بیئح الباری، ص ۵۶، طبع النجفی۔

عبد القاری سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: ”میں رمضان کی ایک رات میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے ساتھ مسجد گیا لوگ (وماں) الگ الگ ”رجد“ میں تھے، کوئی تنہا نماز پڑھ رہا تھا، اور کوئی نماز پڑھتا تھا اس کے پیچھے کچھ لوگ بھی شریک ہو جاتے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ اگر ان سب کو ایک قاری (مام) پڑھا سارے میں تو بہت بہتر ہو، پھر یہ خیال عزم میں بدلا، اور ان سب کو حضرت بنی بن عبہؓ پر جمع کر دیا، پھر میں اس کے ساتھ ایک دوسری رات کو نکلا، اور لوگ اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: کتنی اچھی بدعت ہے یہ۔ اور جس وقت لوگ سو رہے ہیں وہ وقت ریا و فضل ہے اس وقت سے جس میں نماز پڑھتے ہیں، ان کی مراد تھی رات کا ”شرعی حصہ“، لوگ رات کے ابتدائی حصہ میں نماز پڑھتے تھے۔“

(ب) مسجد میں جماعت کے ساتھ چاشت کی نماز کو حضرت ابن عمرؓ نے ”بدعت“ کا نام دیا، جب کہ یہ اچھے کاموں میں سے ہے۔

حضرت مجاہد سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: ”دخلت انا وعروة بن الزبير المسجد، فابدا عبد الله بن عمر حالس الى حجرة عائشة، واذا ناس يصلون في المسجد صلاة الصبح، فسالناه عن صلاتهم، فقال: بدعة“^(۱) (میں اور عروہ بن الزبیر مسجد میں گئے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہؓ کے کمرہ کے پاس پہنچے ہوئے تھے، اور لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے، ہم نے ان سے ان کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ ”بدعت“ (خارجی) ہے۔

(۲) ۱۰۵۰، بیئح ابن رجب سے بدعت کے حسنہ (اچھی) اور سیئہ

(۳) صفة نفی کے بارے میں حضرت ابن عمرؓ کے قول کی روایت بخاری (۱/۱۸۳) نے کی ہے۔

اور احسان میں نہ ملتی ہوں^(۱)، اس معنی میں ”محدثات“ ”بدعت“ سے مراد اس معنی کے اعتبار سے باہم مل جاتے ہیں۔

ب- سنت:

۵- فطرة: آغاز کربا، ایجاد کربا، ”فطر اللہ الحق“ (اللہ نے مخلوق کو از سر نو پیدا کیا)، اور کہا جاتا ہے: ”أنا فطرت الشيء“ (میں نے فلاں چیز پیدا کی) یعنی میں پہلا انسان ہوں جس نے اس چیز کا آغاز کیا^(۲)۔

اس مفہوم کے اعتبار سے ”بدعت“ کے ساتھ اس کے بعض لغوی معانی کے اندر دونوں لفظ باہم مل جاتے ہیں۔

ج- سنت:

۶- سنة: لغت میں ”طریقہ“ کو کہتے ہیں، خواہ اچھا ہو یا ر^(۳)، بنی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها إلى يوم القيامة، ومن سن سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها إلى يوم القيامة“^(۴) (جس نے اچھا طریقہ جاری کیا اس کے لئے اس کا اجر اور ان تمام لوگوں کا اجر ہے جو اس پر قیامت تک عمل کرتے رہیں گے، اور جس نے بُر طریقہ جاری کیا تو اس پر اس کا وزر اور ان تمام لوگوں کا وزر ہے جو اس پر قیامت تک عمل کرتے رہیں گے)۔

اسطلاح میں: ”سنت“، ان میں وہ قائل اتباع جاری طریقہ ہے جو اللہ کے رسول ﷺ یا ان کے صحابہ سے منقول ہو، ارشاد نبوی ہے:

(۱) لسان العرب، الصحاح للخبزري: ۱۵۸، ”حدث“۔

(۲) لسان العرب، الصحاح: ۱۵۸، ”فطر“۔

(۳) لسان العرب، الصحاح، المصباح، المغرب: ۱۵۸، ”سن“۔

(۴) حدیث: سنن مسند حسنة، ”الترغیب (قرن ۳ میں)“، کد: ۱۰۱۔

اولی الامر (حکام) کے مجمع وصاحت کی بصیرت کرتا ہوں، اگرچہ وہ جتنی غلام ہو، جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، تاہم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، ان سنتوں کو مضبوطی سے تمام لو، اور دانتوں سے دہالو، اور خیر، اور دین کی نئی چیزوں سے بچنا، اس لئے کہ نئی چیز بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے)۔

(د) اس سلسلہ میں صحابہ کے قول بھی ہیں، ان میں حضرت تمام کی یہ روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں عہدہ بن عمر کے ساتھ ایک مسجد میں داخل ہوا، اس میں اذان ہو چکی تھی، اور ہم اس میں نماز پڑھنا چاہ رہے تھے تو مود نے ”محبوب“ کی، تو عہدہ بن عمر مسجد سے نکل آئے اور کہا: ”اخرج بنا من عند هذا المبتدع“ (اس بدعتی کے پاس سے نکل چلو)، اور آپ نے اس میں نماز نہیں پڑھی^(۵)۔

متحدتہ غلط:

سب- محدثات:

۴- ”حدیث“ (نیا) ”قدیم“ (پرانا) کی ضد ہے، اور الحدوث: کسی چیز کا عدم سے وجود میں آنا ہے، ”محدثات الامور“ سلف صالحین پیروں پر قائم تھے ان کے علاوہ اہل ابواء (خویشاں والوں) سے نئی چیزوں کو ایجاد کیا ہو، حدیث میں ہے: ”یا کم ومحدثات الامور“^(۶) (دین کی نئی چیزوں سے بچو)، محدثات ”محدث“ کی جمع ہے، اور اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو کتاب، سنت

(۵) حضرت عبداللہ بن عمر کے مڑکی روایت طبرانی (مجمع المروءہ ۲/۲۰۲) نے کی ہے۔

(۶) حدیث: ”یا کم ومحدثات الامور“، ”الترغیب (قرن ۳ میں)“، کد: ۱۰۱۔

بدعت ۷-۸

میں سے کسی چیز کا قوت نہ ہونا یہ جب تک اس پر اصرار کرنے سے
اتر آیا جائے۔ ارشادِ خداوندی ہے: ”فَنَحْنُ اَوَّلٌ كُنَّا مَا
سُئِلُوهُ عَنِ عَهْدِ كُفْرٍ عَكُمْ سُبْحَانَكُمْ“ (۱) ”تم اس بڑے کاموں
سے جو تمہیں منع کئے گئے ہیں پھرتے رہے تو ہم تم سے تمہاری (چھوٹی)
برائیاں اور برائیاں گئے“، اس مفہوم میں ”بدعت“ معصیت سے
زیادہ عام ہوئی، چونکہ وہ معصیت کو بھی شامل ہوگی، جیسے حرام بدعت
اور مکروہ بدعت، اور یہ معصیت کو بھی شامل ہوں جیسے جب
بدعت، ”تجب بدعت“ اور جواز بدعت (۲)۔

۷- مصلحت مرسلہ:

۸- ”المصلحة“ لغت میں معنی ”اور ذرا“ ہوں، غبار سے منفعت
کی طرح ہے، جس پر مصدر ہے ”صالح“ (تعلی) کے معنی میں، یہ
”صالح“ کا واحد ہے۔

اصطلاح میں ”مصلحت مرسلہ“ پانچ ضروریات میں مختصر شریعت
کے مقاصد کی مخالفت کرنا ہے، جیسا کہ امام غزالی نے لکھا، یہ امام
شاخص کے نزدیک وہ ایسے مناسب امور کا اعتبار کرنا ہے جن کی تائید
نہیں ممکن اصل سے نہ ہوتی ہو، یا ”مصلحت مرسلہ“ یہ ہے کہ مجتہد کی
کام میں راجح منفعت محسوس کرے، اور شریعت میں اس کی کمی نہ ہو،
یہ تعریف ”ان تیس“ کے نزدیک ہے، یا ”مصلحت مرسلہ“ یہ ہے کہ کسی
امر کو ایسے مناسب کے اعتبار سے قطع کیا جائے کہ شریعت میں اس
کے اعتبار یا عدم اعتبار کی سرحاست نہ ہو، البتہ وہ تصرفات شرعیہ سے
مختلف ہو (۳)، اس کے علاوہ بھی دیگر تعریضیں ہیں جن کی

(۱) سورہ نساء ۱۳۵

(۲) انہی ابن قدیر، معجم الصحاح، ص ۱۲۷، معجم الصحاح، ص ۱۲۷

(۳) المحکم، ص ۲۸۶، المعجم، ص ۹۵/۲، فتاویٰ ابن تیمیہ، ص ۱۱/۲، ص ۱۱/۲

مجموع، ص ۲۲۲

”عیکم بستی و سة الحلفاء الراشدين من بعدی“ (میری
سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تمام لو)،
اس معنی میں ”سنت“ بدعت کے مقابلہ میں بالکل مخالف ہے۔

”سنت“ کے اور بھی دوسرے شرعی معانی ہیں جن میں وہ مشہور
ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں: اس کا اطلاق پوری شریعت پر بھی ہوتا
ہے جیسے کہتے ہیں: امامت کا مستحق وہ ہے جو سنت یعنی شریعت سے
سب سے زیادہ واقف ہو۔

ان میں سے وہ ”سنت“ بھی ہے جو چار اولیہ شریعہ میں سے ایک
ہے، اور اس سے مراد وہ چیز جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو
(قرآن کے علاوہ) خواہ قول ہو یا فعل ہو یا ”تقریر“ ہو۔ ان ہی معانی
میں سے ایک معنی ہے جو عمل کو عام ہو، اس سے مراد وہ کام ہے جو ہر شخص
یہ جب تو نہ ہو مگر اس کا کرنا اس کے چھوڑنے سے بہتر ہو (۱)۔

۷- معصیت:

۷- عصیان: طاعت کی ضد ہے، کہا جاتا ہے: ”عصى العبد
ربه“ جب بندہ اپنے رب کی نافرمانی کرے، ”عصى فلان
امره“ جب اس کے حکم کی مخالفت کرے۔

شریعت میں اس کا معنی ہے: شارع کے حکم کی تصدًا نافرمانی
کرنا، اور اس کا ایک ہی درجہ نہیں ہے۔

وہ تو گناہ ہوں گے، اور بار کہتے ہیں: ایسے گناہ جن پر نہ
جاری ہوتی ہو جن کے رتاب پر آگ یا عتیا غصب کی وعید ہو،
یہ وہ ہیں جن کے حرام ہونے پر تمام شریعتوں کا اتفاق ہو، اگرچہ ان کی
تحدید کے سلسلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

یہ وہ صغائر ہوں گے، اور صغائر: وہ گناہ ہیں جن پر مذکور دینیوں

(۱) انہی ابن قدیر، معجم الصحاح، ص ۱۲۷، معجم الصحاح، ص ۱۲۷

عبادات میں بدعت:

حجاء کا تہنق ہے کہ عبادات میں بدعت کی قسموں میں سے بعض وہ ہیں جو حرام اور گناہ ہیں اور بعض مکروہ ہیں۔

نہف- حرام بدعت:

۱۱- اس کی مثالوں میں سے: شادی نہ کرنا، دھوپ میں کھڑے ہونا، روزہ رکھنا شہوت جماع کو ختم کرنے اور عبادات کے لئے فارغ ہونے کی خاطر کسی کتا ہے (حمت کی دلیل) رسول اللہ ﷺ (یہ) حدیث ہے: "جاء ثلاثة رهط إلى بيوت أزواج رسول الله ﷺ، يسألون عن عبادته، فلما أخبروا كانوا ثلاثاً فقالوا: ولين نحن من النبي ﷺ، قد عمر الله له ما تقدم من دبه وما تأخر، قال أحدهم: أما أنا فإني أصلي الليل أبداً، وقال الآخر: أنا أصوم الدهر ولا أفطر، وقال الآخر: أنا أعتزل النساء فلا أتزوج أبداً، فجاء رسول الله ﷺ فقال: أنتم الذين قلتم كذا وكذا، أما والله إني لأخشاكم لله وأتقاكم له، لكني أصوم وأفطر، وأصلي وأرقد، وأتزوج النساء، فمن رغب عن سنتي فليس مني" (۱) (تین دی نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھر آئے اور اللہ کے رسول ﷺ کی عبادت کے بارے میں پوچھا، جب ان کو بتایا یا تو کو یہ نہیں ہے اس کو تم سمجھو، رہا نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں کہیں؟ اللہ سے آپ کے گئے پچھتے نہاد معاف کر دیے تیں، پھر ان میں سے ایک نے کہا: میں ہمیشہ رات کو نمازیں پڑھوں گا، اور نے کہا: میں پورے زمانہ روزہ رکھوں گا اور انکار نہیں کروں گا،

تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہی لوگوں نے دنیا دیا کہا ہے، اللہ کی قسم میں تم سب میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں، لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، تو جس نے میری سنت سے اعراض کیا، وہ مجھ سے نہیں۔

ب- مکروہ بدعت:

۱۲- عبادات میں بدعت بھی مکروہ ہوتی ہے، مثلاً یوم عرفہ کی شام کو غیر تہجد کے لئے دعا کی غرض سے جمع ہونا (۱)، جمعہ کے خطبہ میں تعظیماً سلاطین کا ذکر کرنا، دعا کے لئے ذکر ہوتا جا رہا ہے، اور مساجد میں نقش بنکارنا (۲)۔

محمد بن ابی القاسم سے مروی ہے، وہ ابو بکرؓ کی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کو بتایا کہ کچھ لوگ مغرب کے بعد مسجد میں بیٹھتے ہیں، ان میں ایک شخص کہتا ہے: اتنی بار "اللہ اکبر" کہو، اتنی بار "سبحان اللہ" کہو، اتنی بار "الحمد للہ" کہو، حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا: جب تم ان کو ایسا کرتے ہو تو میرے پاس آؤ، ان کی نشست گاہ مجھے بتاؤ، پھر وہ شخص آیا اور بیٹھ گیا، جب ان سب کو کہتے ہوئے سنا تو انہوں نے حضرت ابن مسعود کے پاس آیا، حضرت ابن مسعود تشریف لائے، (۱) وہ برے سنت آدمی تھے) اور فرمایا: میں عبد اللہ بن مسعود ہوں، قسم ہے

(۱) البدع وأعيانها للوضاح القرطبي، ص ۲۷۶، طبع دار الفکر، دمشق ۱۳۳۹ھ

(۲) قواعد الأحكام، ۲/۲۷۲، الإقحام، ۲/۲۷۲، طبع دار الفکر، دمشق ۱۳۳۹ھ

(۱) حدیث: "جاء ثلاثة رهط" کی روایت بخاری (تصحیح ۱۰۳/۹) طبع سنن ابی یوسف (۲/۱۰۳) طبع مجلسی کے ہے۔

اے اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تم لوگوں نے ظلماتِ بدعت پیدا کی، تم اسی ب محمد ﷺ سے علم میں نہ آ گئے، تو عمر و بن قتادہ نے کہا: "ستغفر اللہ" تو حضرت ابن مسعود نے فرمایا: تم لوگ اس رسم کو لازم پکڑو، ورنہ اس کے مطابق چلو، اُرتم، میں یا میں ہوے تو بہت دوری گری میں پڑ جاؤ گے" (۱)۔

عادت میں بدعت:

۱۳- عادت کی بدعتوں میں بعض مکروہ ہیں، مثلاً کھانے پینے کی چیزوں میں فضول شامل کرنا، بعض مباح (حلال) ہیں، مثلاً کھانے، پینے، پہننے، اور بے کی چیزوں میں لذت یہ چیزیں ہا اضافہ کرنا، جیسے پختا، شیشین چوڑی رکھنا، طیکہ، اف اور تکرار نہ ہو۔

ایک جماعت کی رسم ہے کہ دن عادت کا تعلق عبادات سے نہیں ہے ان میں نئی عادت کا اختیار کرنا جائز ہے، اس لئے کہ اگر نئی عادت کے اختیار کرنے پر مؤاخذہ کیا جائے تو نہ مری ہوگا کہ وہ اس کے بعد جتنی بھی نئی عادتیں کھائے، پیے، پہنے، چٹائی آمد و مسکن میں ظاہر ہو میں سب مکروہ بدعتیں قرار دی جائیں اور یہ باطل ہے، اس سے کسی سے یہ نہیں کہا کہ جو عادتیں، مرامل کے بعد، جو میں مانی ہیں وہ ان کے مخالف ہیں، اور اس لئے بھی کہ عادت ال چیزوں میں سے ہیں جو زمان و مکان کے ساتھ بدلتی رہتی ہیں (۲)۔

بدعت کے محرکات و اسباب:

۱۴- بدعت کے اسباب محرکات بہت زیادہ، متعدد ہیں، ان

- (۱) سنن ابی یوسف (۱۶-۱۷ طبع ۱۳۸۷ھ، الادب الشریعہ ۱۱۰ طبع المریضہ)
تاریخ الخلفاء الراشدين ۲۳-۲۴
(۲) قواعد الاحکام ۱۲۲-۱۲۳، الاقتصاد للمصنف ۱۲۲-۱۲۳

سب کا شمار کرنا ضروری ہے، اس لئے کہ وہ حالات، زمانہ، مقام اور اشخاص کے اعتبار سے بدلتے بھی رہتے ہیں، دین کے حکام اور اس کے فروغ (ترویج) بہت ہیں، ورنہ اس سے انحراف کرنے اور حکم میں شیطانی راتوں پر پڑ جانے کے سبب بھی متعدد ہوتے ہیں۔ باطل کے کسی بھی راستہ پر نکل جانے کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے، اس کے باوجود اگرچہ میل چیزیں بدعت کے سبب محرکات ہوتی ہیں:

الف- مقاصد کے ذرائع سے ناواقفیت:

۱۵- اللہ تعالیٰ نے قرآن کو عربی زبان میں ماریا ہے، ورنہ اس میں غیر عربیت بالکل نہیں ہے، مطلب یہ ہے کہ قرآن اپنے الفاظ، معانی اور اسلوب میں عرب کی زبان کے بالکل مطابق ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "انا انزلناه قرآنا عربیاً" (۱) (بے شک ہم نے اتار دیا ہے قرآن فصیح)، ورنہ ارشاد ہے: "قرآنا عربیاً غیر دی عوج" (۲) (قرآن فصیح جس میں کوئی کمی نہیں)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اس وقت تک نہیں کبھی جاسکتی جب تک عربی زبان نہ سمجھ لی جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وکملناک انزلناہ حکماً عربیاً" (۳) (اس طرح ہم نے اس کو عربی حکم مار لیا)، ورنہ اس (عربی زبان) کے بد کوئی کبھی بدعت کی طرف لے جاتی ہے۔

ب- مقاصد سے ناواقفیت:

۱۶- مقاصد میں سے وہ چیزیں ایسی ہیں جن کا جاننا اور ان سے

- (۱) سورہ یوسف ۲۸-
(۲) سورہ زمر ۲۸-
(۳) سورہ بقرہ ۱۷۷

واقف رہنا انسان کے لئے ضروری ہے:

(۱) شریعت کامل و مکمل ہو کر آئی اس میں نہ تو کوئی کمی ہے اور نہ زیادتی، و شریعت کو اعمال کی نگاہ سے دیکھنا ضروری ہے نہ کہ نفس کی نظر سے، و شریعت کی عبادت، عبادات اور معاملات کے بارے میں اس کے ساتھ عباد اور عین کا تعلق رکھنا ضروری ہے، اور اس سے ذرا بھی شریعت سے صحیح نہیں ہے، اسی چیز سے امتدین عائل رہے و شریعت میں کچھ اضافہ کر دیا، اور اللہ کے رسول ﷺ پر جھوٹ بولنے کا ارتکاب کیا، اور ان سے جب اس سلسلہ میں کہا گیا تو انہوں نے کہا: ہم اللہ کے رسول کے خلاف جھوٹ نہیں بولتے بلکہ اس کی حمایت میں جھوٹ بولتے ہیں۔ محمد بن حیدر رافعی سے نقل کیا گیا ہے کہ اس نے کہا کہ جب کوئی بات اچھی ہو تو میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ اس کو اللہ کے رسول ﷺ کی طرف منسوب کر دوں۔

(۲) اس کا پتہ یقین رکھنا چاہئے کہ قرآن کی آیات اور احادیث کے رموز و قرآنی آیات میں باہم یا احادیث میں باہم کوئی تعارض اور تضاد نہیں ہے، اس لئے کہ ہر چشمہ ایک ہی ہے، اور رسول اللہ ﷺ خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتے تھے، وہ بتی بتی تھے جو آپ پر اترتی تھی، اور کچھ لوگوں پر اس کی ماہی کی وجہ سے لاش تیزیوں مختلف ہو گئیں، یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يَحْجُورُ حَاجِرُهُمْ" (وہ قرآن پڑھیں گے میں قرآن ان کے گھٹے سے آگے نہیں بڑھے گا)۔ گدشیہ معروضات سے واضح ہے کہ شریعت کامل و مکمل ہے اور اس کے نصوص کے مابین کوئی تضاد و تعارض نہیں ہے۔

شریعت کے کمال کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمِي"

و دھیت لکم الاسلام دینا" (۱) آج میں نے تمہارے سے دین کو کامل کر دیا، و تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، و تمہارے لئے اسلام کو پورا کر دیا۔

واللہ یا معنی میں تشناکانہ ہونا تو اللہ تعالیٰ نے خیر ہی ہے کہ غور کرنے والا قرآن میں اختلاف نہیں پائے گا، اس لئے کہ اختلاف علم، قدرت اور حکمت کے منافی ہے (۲)، "أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا" (۳) کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ (کلام) اللہ کے سوا کسی (اور) کی طرف سے ہوتا تو اس کے اندر اختلاف پاتے۔

ج- سنت سے ماہ اقییت:

۱- بدعت کے اسباب میں سے سنت سے ماہ اقییت بھی ہے۔

سنت سے ماہ اقییت سے مراد وہ چیزیں ہیں:

(۱) اصل سنت سے لوگوں کی ماہ اقییت۔

(۲) صحیح اور غیر صحیح احادیث سے ان کا ماہ واقف ہونا جس کی وجہ سے ان پر مسئلہ گندہ ہو جاتا ہے۔

سنت صحیح سے ماہ اقییت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف غلط

منسوبی فی احادیث کو اختیار کرنے لگتے ہیں۔

قرآن و سنت کے بہت سے نصوص اس سے منع کرتے ہیں،

ارشاد ربانی ہے: "وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ، إِنَّ السَّمْعَ

والبصر والعواد كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَلَيْهِ مَسْنُورًا" (۴)۔

(۱) سورہ مائدہ ۳

(۲) الاقسام ۲/۳۶۸، الفخر الرازی ۱۰/۱۹۶، ۹۷۔

(۳) سورہ بقرہ ۸۲

(۴) سورہ اسراء ۳۶

اعتبار سے ہی "شرعیعت کے اعتبار سے بھی، اور اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی ہے، اور جو متناہی ہو وہ غیر متناہی کے برابر نہیں ہو سکتا، اس کا خلاصہ یہ نکالو:

(۱) عقل جب تک اس صورت پر باقی ہے، اس کو عقل الاطراق "حاکم" (فیصل) نہیں مانا جائے گا، اور عقل پر ایک مطلقاً "حاکم" ثابت ہو چکا ہے، اور وہ "شرعیعت" ہے، لہذا ضروری پھر کہ جس کا حق مقدم ہونا ہے اس کو مقدم رکھا جائے، اور جس کا حق موخر رہنا ہے اس کو موخر رکھا جائے۔

(۲) جب انسان شریعت میں ایسی باتیں پائے جو ظاہر معروضات کے خلاف ہوں یعنی ویسا اس سے پہلے انسان نے نہ دیکھا تھا اور نہ ہی صحیح علم کے ذریعہ اس کو معلوم ہوا تھا تو ایسے مواقع پر اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ فوراً اس کا انکار کر دے، بلکہ اس کے سامنے باتیں ہیں:

(۱) "ہل ینک اللہ تعالیٰ کے اس قول "وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ، كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا" (۱) (اور پختہ علم والے کہتے ہیں کہ ہم تو اس پر ایمان لے آئے) (وہ) سب ہی ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے) پر عمل کرتے ہوئے ان کی تصدیق کرے، نہ کہ عقلی علم کو رائیخین فی العلم اور ماہرین علماء کے حوالے کرے۔

(۲) دہم یہ کہ اس میں تاویل کرے اور ممکن حد تک ظاہر کے مطابق آراء پر محمول کرے (۲)، اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کا یہ توں رہتا ہے: "ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ النَّفْسِ لَا يَعْلمُونَ" (۳) (پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک

اس چیز کے پیچھے مت ہو کر جس کی بابت تجھے علم (صحیح) نہ ہو بے شک کا اور "نکھ" رسول کی پوچھ میں شخص سے ہوئی)۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار" (۱) (جو میرے اوپر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے)۔

سنت سے ماہ قنیت ہی میں سے قانون سازی میں سنت کے رہیں سے ماہ انفارمنا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ شریعت میں سنت کا کیا مقام ہو رہا ہے۔ ارشاد ہے: "وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" (۲) (اور رسول جو کچھ تمہیں دے دیا کریں وہ لے لیا کرو، اور جس سے وہ تمہیں روک دیں رک جا کر کرو)۔

د- عقل سے خوش گمان ہونا:

۱۸- بدعت کے اسباب میں سے علماء نے عقل سے خوش گمانی کو بھی شمار کیا ہے، وہ یوں ہوتا ہے کہ مبتدع اپنی عقل پر اعتماد کرتا ہے اور وحی اور معصوم نبی ﷺ کے بتانے پر اعتماد نہیں کرتا، خواں کی ماقص عقل صراط مستقیم (سیدھے راستہ) سے اس کو بہت دور ہٹا دیتی ہے، اور وہ عقل اور بدعت میں پڑ جاتا ہے، اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کی عقل اس کو منزل تک پہنچانے والی ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عقل اس کی دانت کا سبب بن جاتی ہے۔

۱۹- یہ اس سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کے سوچنے کی ایک نہ مقرر فرمادی ہے جس سے آگے وہ بڑھ ہی نہیں سکتی، کیت کے

(۱) حدیث: "من كذب علي متعمداً..." کی روایت بخاری (۲۰۲/۱) طبع (۲) وضع (تقریر) سے حضرت ابوبکرؓ سے اور مسلم (۳۲۹۸، ۳۲۹۹) طبع (۳) کہیں کہیں حضرت ابوسعیدؓ سے کی ہے۔

(۱) سورة آل عمران ۷۷

(۲) الاقسام للعلما ۲/۵۷۲، ۵۸۳، (علامہ الموقدین ۱/۷۷ طبع دار الفکر، بيروت ۱۹۷۷)

(۳) سورة جاثیہ ۱۸

خاص طریقہ پر رویہ سو آپ اسی پر چلے جائے اور بے علموں کی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے۔ رشتہ باری تعالیٰ ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَادَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ مَأْوِيلاً" (۱)۔ ایں آیہ واللہ کی اطاعت سرورہ رسول کی پیروی میں سے اہل اختیار کی اطاعت سرورہ پھر رتم میں باہم اختلاف ہو جائے کسی چیز میں تو اس کو رسول کی طرف لوٹا یا سرورہ اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہی بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی خوشتر ہے۔

فَيَعُونَ مَا نَشَابَهُمْ" (۱) (وہ بھی (حد) ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری ہے اس میں محکم آیتیں ہیں اور یہی کتاب حاصل ہو رہی ہے اور وہی آیتیں کتاب میں ہیں جو لوگ ان کے دلوں میں رکھی ہیں۔ وہ اس کے (اسی حصہ کے) پیچھے ہویتے ہیں جو کتاب ہے (تو دلیل کے اندر ان کی نگاہ تحقیق کرنے والے کی نگاہ کی طرح نہیں ہوتی کہ ان کی خواہش دلیل کے علم کے تابع ہو جائے بلکہ ان کی طرح اس شخص کی نظر کی طرح ہوتی ہے جو خواہش کے مطابق حکم لگاتا ہے، پھر اس کی تائید میں لائل فراہم کرتا ہے (۲)۔

و- خوانش (ہوی) کی اتباع:

۲۰- "ہوی" کا اطلاق نفس کے میلان اور کسی چیز کی طرف اس کے میلان پر ہوتا ہے، پھر اس کا استعمال اکثر بڑے میلان اور گندے رشتان پر ہونے لگا (۳)۔

"بدعت" کی نسبت "اُھواء" (خواہشات) کی طرف کی گئی، اور بدعتیوں کو "اھل الاھواء" (خواہشات والے) کہا گیا، اس لئے کہ انہوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی اور ایدوں کو بدعت اور بیاہنی حیثیت سے نہیں دیکھا، بلکہ اپنی خواہشات کو مقدم کیا اور اپنی رائے پر استقامت یا پھر شرعی لائل کو ناکامیہ بنایا۔

۲۱- خواہشات کے درآنے کے مواقع (۴):

الف- عادات اور آباء و اجداد کی پیروی کرنا اور ان سب کو دین بتا دینا، ان ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "مَا

ھ- کتاب کی اتباع:

۱۹- بعض علماء نے فرمایا: قرآن کے جن احکام میں اختلاف ہو وہ کتاب ہے، دوسرے حضرات نے کہا: کتاب وہ ہے جس میں دلائل متقابل ہوں (۲) کہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب کی اتباع سے منع فرمایا ہے: "إِذَا رَأَيْتُمُ النَّاسَ يَتَّبِعُونَ مَا نَشَابَهُمْ فَلَوْلَكُمْ الَّذِينَ سَمَى اللَّهُ فَاحْذَرُوهُمْ" (۳) (جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو قرآن کے کتاب کی پیروی کرتے ہیں تو یہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ نے کرنا یا ہے، تم ان سے بچتے رہنا)۔ اللہ نے ان کا ذکر اس آیت میں کیا ہے: "هَلْ أَدَّبْتُ الْقُرْآنَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ، فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ

(۱) سورہ نساء ۵۹۔

(۲) احکام القرآن للجصاص ۲/۳۷۳ طبع دارالکتب تعمیر الطبری ۱۴۳۳ھ طبع المجلس، الاعتصام ۱/۱۴۲۔

(۳) حدیث: "إِذَا رَأَيْتُمُ النَّاسَ يَتَّبِعُونَ مَا نَشَابَهُمْ" کی روایت بخاری، راجع ۲/۴۹۸ طبع التقریر اور مسلم (۲۰۵۳/۳ طبع المجلس) کے کی ہے اور لحاظ مسلم کے ہیں۔

(۱) سورہ آل عمران ۷۷۔

(۲) الاعتصام ۲/۵۵۱۔

(۳) المصباح فی المادف۔

(۴) الاعتصام ۲/۴۹۳، ۳۳۳، اعتصام ۲/۵۵۱، ۵۵۲۔

وَجَلَسْنَا آتَابَعًا عَلَى أُمَّةٍ وَابْنَا عَلَى أَثَرِهِمْ مُتَمَلِّكُونَ“ (۱) ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک خاص طریقہ پر پایا ہے اور ہم انہیں کے نقش پر قدم رکھ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبان سے مولاۃ: ”فَلَا تُؤْخَذُوا بِحُكْمِ يَاهُدى مِمَّا وَجَعَلَهُمْ عَلَيْهِ اِباءُكُمْ“ (۲) (اس پر ان کے پیہر نے) نہ کہ رچہ میں اس سے متہ طریقہ منزل پر پہنچا، اپنے کے اقتدار سے لایا ہوں جس پر تم نے اپنا پ: ”ا کو پایا ہے۔

ب۔ بعض مقلدین کا اپنے اثر کے بارے میں خاص رائے رکھنا اور اس کے لئے تعصب برتنا۔ کیونکہ تقلید کے مدد پر مبالغہ پسندی بعض عسوس و دلال کے نکار یہ اس کی تاویل اور اپنے مخالفین کو جماعت سے الگ قرار کرنے کا سبب بن جاتی ہے۔

ج۔ غلط تصوف اور متصوفین پر جاری ہوئے ۱۰ لے حالات یا ان سے منقول قول کو، یں شریعت کا درجہ دینا، اگرچہ وہ کتاب و سنت کے نصوص شریعہ کے خلاف ہوں۔

د۔ کسی مر کے جیسے یا رے ہوئے کا فیصلہ عقل کے وسیع کرنا، اس مذہب کا حاصل یہ ہے کہ شریعت کے بجائے انسانی عقول کو حاکم بنا دیا جائے، اور یہ ن بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے جس پر دین میں بدعت پیدا کرنے والوں کی عمارت کھڑی ہوتی ہے، اس طرح کہ شریعت اگر ان کی رائے کے موافق ہو تو اسے قبول یا مرنہ چھوڑ دی جاتی۔

ھ۔ خواب پر عمل کرنا، اس لئے کہ خواب کبھی شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، ”ا کبھی نفسانی ہوتوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی پر اگندہ خیالات کا نتیجہ ہوتا ہے، تو صاف ستھرا اچھا سچا خواب کب متعین

ہو سکتا ہے کہ اس کے مطابق حکم لگایا جائے؟

بدعت کی قسمیں:

۱۔ لال سے قربت اور دوری کے اعتبار سے بدعت کی دو قسمیں ہیں: حقیقی و انسانی۔

بدعت حقیقی:

۲۲۔ یہ وہ بدعت ہے جس کی کوئی دلیل شرعی نہ ہو، نہ کتاب و سنت میں، نہ اجتہاد میں، نہ عقل میں، نہ ایک معتبر تہذیب و تمدن میں، نہ فی الجملہ ”رہ تہذیب“ اس لئے سے حقیقی بدعت کہہ سکتے ہیں۔ یہ کسی نوید آشی ہے جس کی مثال پہلے نہ تھی، اگرچہ بدعتی پسند میں کہتا ہے کہ اس کی جانب شریعت سے شرم کی نسبت کی جائے، کیونکہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا استناد مقتضائے لال کے تحت ہے، مین حقیقت یہ ہے کہ یہ دعویٰ درست میں ہے، نہ حقیقت ورنہ ظاہر، حقیقت و دلائل کی رو سے غلط ہے، اور ظاہر ا یوں کہ اس کے دلائل شکوک و شبہات ہیں دلائل نہیں ہیں (۱)، مثال کے طور پر تقرب الی اللہ کے لئے رہبانیت اختیار کرنا، ثانی کا سبب پائے جانے اور کسی شرعی روادے کے نہ ہونے کے باوجود ثنادی نہ کرنا، جیسے اس میت کریمہ میں مذکور مسایوں کی رہبانیت اور ”ہدایۃ الہدایۃ ما کتبناھا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ“ (۲) (اور رہبانیت کو انہوں نے خواہش کیا، یا ہم نے اس پر جب میں یہ تھا، بلکہ نبیوں نے اللہ کی رضامندی کی خاطر (اسے اختیار کر لیا تھا)۔ یہ چیز ماقبل میں مذکور تھی، اسلام آنے کے بعد ہماری شریعت میں اس فرمان کے ذریعہ سے

(۱) الاقتصار ۲/۳۳۲۔

(۲) سورۃ فرقہ ص ۳۷۔

(۱) سورۃ فرقہ ص ۳۳۔

(۲) سورۃ فرقہ ص ۳۳۔

منسوخ کر دیا گیا: ”فمن دعب عن مسی فلیس مسی“^(۱) (جو میری سنت سے اعراض کرے وہ میرا سنت پر نہیں ہے)۔
 اس طرح مسلمان کا وہ کام رہا جو اہل نذر کرتے ہیں کہ نفس کو مختلف قسم کی تکلیفوں و عذاب میں مبتلا کرتے ہیں، ان طریقوں سے قتل کرتے ہیں جن سے دل و اہل جامیں اور وہ نکتے کھڑے ہو جائیں مثلاً گک سے جا کر جلدی موت لانا تاکہ برہم نہ ہو، لہذا قاتل اب اور بندہ درجات حاصل ہو۔

اس کے اضافی بدعت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نماز کی صل کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ جائز معلوم ہوتا ہے یہ نکتہ طہانی نے ”الاصط“ میں روایت کیا ہے کہ ”الصلاة حبر موضوع“^(۲) (نماز سب سے بہتر عمل ہے) لیکن اس کے لئے مخصوص وقت و مخصوص کیفیت کی پابندی کے اعتبار سے یہ شرعاً ہے۔
 یہ پابندی و امت کے اعتبار سے شرعاً ہے، اور پٹی کیفیت کے اعتبار سے بدعت ہے^(۳)۔

ضافی بدعت:

۲۳- اس بدعت کی دو حالتیں ہیں: ایک جست و دوپے جس سے دلال کا قتل ہے، اس جست سے یہ بدعت نہیں ہے، دوسری جست و دوپے جس کا نتیجہ بدعت کی مانند دلال سے قتل نہیں ہے، چونکہ اس عمل کے دونوں پہلو ہیں اور کسی ایک جست میں مکمل طور سے داخل نہیں ہے، اس سے اس کا یہ نام رکھا گیا، اس لئے کہ اپنی ایک جست کے اعتبار سے یہ سنت ہے کہ یہ لیل پر محی ہے، دوسری جست کے اعتبار سے یہ بدعت ہے کہ اس کی بنیاد لیل پر نہیں ہے، یا اس کی بنیاد کسی پر ہے ہی نہیں، بدعت کی یہی قسم بدعت و سنت پر تنگوارے والوں کے درمیان موضوع بحث و اختلاف ہے، اس کی بہت ساری مثالیں ہیں، جیسے ”صدقة امرغاب“، یعنی بار رجب کے پہلے جمعہ کی رات میں مخصوص کیفیت کے ساتھ بار و رعت نماز، علماء نے فرمایا ہے کہ یہ قبیح و منکر بدعت ہے، اسی طرح نصف شعبان کی رات میں نماز جو مخصوص کیفیت کے ساتھ ایک سو رکعات کی ہے اور ولیدین نے فرمایا کہ یہ بدعت کی نماز۔

کافرانہ اور نجیہ کافرانہ بدعت:

۲۴- بدعت کے مختلف درجات ہیں، یہ تین درجہ ہیں: بدعت کا ایک حکم ہے، خود صرف کراہت کا ہو یا صرف حرمت کا، یہ نکتہ ایک گیا ہے کہ بدعت کے احکام مختلف ہیں، کچھ تو صریح کفر ہیں جیسے جاہلیت کی بدعت جن پر قرآن نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا: ”وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا لِلّٰهِ بِرِغْمِهِمْ وَهٰذَا لَشُرِّكَائِنَا“^(۱) (اور ان لوگوں نے بھیجی اور مویشیوں میں سے جو (اللہ) نے پیدا کئے کچھ حصہ اللہ کا مقرر کر رکھا ہے، اور اپنے خیال کے مطابق کہتے ہیں کہ یہ (حصہ) اللہ کا ہے اور یہ (حصہ) ہمارے دیناؤں کا)، اور فرمایا: ”وَقَالُوا مَا فِيْ بَطْنِ هٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّدُكُوْرِنَا وَمَحْرُومٌ عَنِ أَرْوَاحِنَا وَإِنْ يَّكُنْ مِّنْهُ فَيُؤْتٰهُمُ فِيْهِ شُرَكَائِنَا“^(۲) (اور کہتے ہیں کہ ان

(۱) حدیث: ۴۴۱۱، عبیر موضوع کی روایت ابن حبان (سورہ اہلکار) ۲ ص ۵۲ طبع انتقادی نے کی ہے۔

(۲) ابن ماجہ ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ۲۱۸۰، ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، ۲۱۸۶، ۲۱۸۷، ۲۱۸۸، ۲۱۸۹، ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، ۲۱۹۲، ۲۱۹۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵، ۲۲۰۶، ۲۲۰۷، ۲۲۰۸، ۲۲۰۹، ۲۲۱۰، ۲۲۱۱، ۲۲۱۲، ۲۲۱۳، ۲۲۱

چوپایوں کے حکم میں جو کچھ ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لئے ہے، ہمارے بیویوں کے لئے حرام ہے، ہرگز ہر مرد و ہر عورت اس میں وہ سب شریک ہیں) "وَرَبَّنَا يَا أَرْسُلَ الْغَيْثِ مَا جَعَلَهُ اللَّهُ مِنْ مُحْضَرٍ وَلَا سَانِيَةٍ وَلَا وَصِيَّةٍ وَلَا حَامٍ" (۱) (اللہ نے نہ تو کوئی شریک یا ہے "وَرَبَّنَا يَا أَرْسُلَ الْغَيْثِ مَا جَعَلَهُ اللَّهُ مِنْ مُحْضَرٍ وَلَا سَانِيَةٍ وَلَا وَصِيَّةٍ وَلَا حَامٍ" (۱) (اللہ نے نہ تو کوئی شریک یا

کسی طرح منافقین کی بدعت بنوں نے، دین کو جان و مال و غیرہ کے تحفظ کا ذریعہ بنایا تھا: "يَقُولُونَ بَلْ كُفِّرُوهَ بَيْنَهُمَا لِيَجْزِيَ قُلُوبُهُمْ" (۲) (یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں) اس جیسے امور بدعت بدعت میں کی نص میں شریعت میں اس پر نیک ہے، ہر اس پر امید سنی گئی ہے۔

کچھ بدعت "ناؤ بیز" ہیں، غرض میں، یا ان کے غرضوں میں اختلاف ہے، جیسے گمراہ فرقوں کی بدعت۔ "کچھ بدعت بالاتفاق کفر نہیں ہیں صرف معصیت ہیں، جیسے نیا سے نادر دینی اور جوپ میں کھڑے ہو کر مزد رکھنا، شہوت جہاں کو ختم کر کے اے کسی کرنا کہ احادیث میں ان کی ممانعت وارد ہے، بعض ایسی احادیث گزر بھی چکی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا" (۳) (اور اپنی جانوں کو قتل مت کرو، بے شک اللہ تمہارے حق میں رحیم و مہربان ہے)۔

غیر کافرانہ بدعت کی گناہ صغیرہ، اور بیزہ میں تقسیم:

۲۵- معاصی کچھ صغائر ہوتے ہیں اور کچھ بزرگ، اس کا تعین اس بات سے ہوتا ہے کہ وہ ضروریات سے متعلق ہیں یا حاجیات سے یا

تسبیحات سے، اضرہ و ریات سے متعلق معصیت ہو تو وہ کفر نہ ہو ہے، اضرہ و ریات کے حق میں ہو تو وہ معصیت بلا شہہ دینی درجہ کی ہے، اور اضرہ و ریات سے اس کا تعلق ہو تو اس کا مقام، انوں بدعت درجہ کی ہے، اضرہ و ریات سے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ كِتَابَ الْإِسْلَامِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّغَمَ" (۱) (وہ لوگ ایسے ہیں جو بیزہ گناہوں اور بے حیائیوں سے بچ رہے ہیں، "ماں یہ" بلکہ بلکہ "ناؤ ہو جائیں)، اور ارشاد ہے: "لَنْ تَجْعَلُوا كِتَابَ مَا تَسْهَوْنَ عَمَّا كُنْتُمْ عَلَيْهِ سَيِّئَاتِكُمْ وَمَدْحَكُمْ مَدْحًا كَرِيمًا" (۲) (اگر تم اس بے کاموں سے جو تمہیں منع کئے گئے ہیں چپ رہو، تو تم تم سے تمہاری (چھوٹی) برائیاں اور برائی گئے "اور تمہیں ایک مقرر مقام پر افضل تر دیں گے)، جس جب معاصی ایک درجہ کے ہیں ہیں بلکہ اس میں قنات ثابت ہے تو بدعت میں بھی اسی طرح تصور کیا جائے گا، کیونکہ بدعت بھی مجملہ معاصی کے ہیں، کچھ بدعت کا تعلق اضرہ و ریات سے ہوگا، کچھ کا تعلق حاجیات سے، اور کچھ بدعت تسبیحات سے متعلق ہوں گی۔

ضروریات سے متعلق رہنے والی بدعت یا تو دین سے متعلق ہوں گی یا جان، نسل، عقل یا مال سے متعلق ہوں گی (۳)۔

دین سے متعلق بدعت کی مثال کفر کی آخرت "ملت ہر یہی میں ان کی جانب سے تبدیلی ہے، جیسے اللہ کا ارشاد ہے: "مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ مُحْضَرٍ وَلَا سَانِيَةٍ وَلَا وَصِيَّةٍ وَلَا حَامٍ" (۴) (اللہ نے نہ تو کوئی شریک یا ہے "وَرَبَّنَا يَا أَرْسُلَ الْغَيْثِ مَا جَعَلَهُ اللَّهُ مِنْ مُحْضَرٍ وَلَا سَانِيَةٍ وَلَا وَصِيَّةٍ وَلَا حَامٍ" (۴) (اللہ نے نہ تو کوئی شریک یا

(۱) سورہ بقرہ ۱۷۵

(۲) سورہ نساء ۷۵

(۳) عقداً للعلماء ۲/۱۲۱، قواعد الاحکام ۱/۱۹۱، ابن حبان ۱۰/۳۰۹، ۳۰۹

(۴) سورہ احکام ۳۹

(۱) سورہ بقرہ ۱۷۵، دیکھئے قرطبی ۷/۳۳۵، طبع دارالکتب المصری

۲۰۹/۱۳، ۲۰۹/۱۳، طبع عبد الرحمن محمد

۲، سورہ آل عمران ۱۶۷

(۳) سورہ نساء ۷۵، دیکھئے احکام اقل اللہ ۳/۱۷۳

کر وہ اشیاء کو حرام کیا گیا ہے، باوجود یہ وہ سابقہ شریعت میں بھی حال تھیں۔

جان سے متعلق بدعت کی مثال بعض ہندوستانی فرقوں کا بدعت خود مقام بلند حاصل کرنے کے لئے اپنی جانوں کو مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا کرنا اور مرنے میں جلدی کرنا ہے۔

نسل سے متعلق بدعت کی مثال عہد جاہلیت کے وہ نکاح تین دن کا معمول، روتہ وین کی مانند ان میں تھا، حالانکہ نہ تو شریعت نے یہی ال سے شنائی و رندہ و ہرے بنی کی شریعت، و شخص ان کی اختراعات تھیں، یہی نکاح کا و رخصت عاشر صی قہ منہا سے مرہ کی جاہلیت کے نکاحوں، ال حدیث میں ہے (۱)۔

عقل سے متعلق رکھنے والی بدعت کی مثال مشیات، رشتہ آمراشیاء، کارہ و بن کا استعمال بعض حارہ و اہات کی، انکی میں قوت اور اندر نوہ کے حصول کے عوتی سے یا جاتا ہے۔

ماں سے متعلق بدعت کی مثال قرآن کی زبان میں لوگوں کا قول ہے: "إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الْوَيْتِ" (بیج بھی تو سوہی کی طرح ہے) اس میں انہوں نے ایک قاسد قیاس سے استدلال یا ہے (۲) اسی طرح، ہوا کہ غرر اور خطرات پر مبنی وہ سارے خرید و فروخت کے معاملات جو لوگوں میں رواج پا جاتے ہیں۔

۲۶- بدعت کی کبیرہ اور صغیرہ کے اعتبار سے تقسیم چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے:

۱- اس پر بدعت نہ کی جائے، اس لئے کہ نہاد صغیرہ بدعت کرے، لے کے حق میں نہ ہو جاتے ہیں، نہ تکہ بدعت

اس پر ہر ارکانیج ہوتی ہے، و صغیرہ نہاد ہر کے تیج میں کبیرہ ہو جاتا ہے، ان لے ملاء کہتے ہیں کہ صغیرہ ہر کے ساتھ صغیرہ نہیں رتلا، اور یہ و استغفار کے ساتھ کبیرہ نہیں رتلا، یہی بدعت غیر فرق کے بدعت کے اندر بھی ہے۔

۲- اس کی طرف عوت نہ کی جائے، اگر کوئی فساد کسی بدعت میں پٹا ہو اور اس کی طرف عوت بھی دے تو اس کے گناہ کے ساتھ ہرہوں کے گناہ بھی اس کے سر آ میں گے، رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "مَنْ سَنَّ سُنَّةً ضَلَعِيَّةً وَرَدَّهَا وَوَزَرَ مِنْ عَمَلٍ بَهَا الی یوم القیامة" (۱) (جو شخص کوئی ر طریقہ رتے تو اس پر اس کا نہاد و قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کا نہاد ہوگا)۔

۳- اسے عمومی مقامات پر سے نہ نجام دیا جائے جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں، یا اسے مقامات جہاں سنتیں پر عمل ہوتا ہو، و شریعت کے شعار کا بول بالا ہو، اور بدعت کرنے والے شخص ایسا نہ ہو جس کی لوگ اقتداء کرتے ہوں یا جس سے حسن ظن رکھتے ہوں، اس لئے کہ عوام آنکھ بند کر کے ان کی اتباع کرتے ہیں جن پر انہیں عتاء ہو، جن سے حسن ظن ہو، یہی صورت میں عموم ہوئی ہوگا، و لوگوں کے لئے ان معاصی کا ارتکاب آسان ہوگا (۲)۔

داغی اور غیر داغی بدعتی:

۲۷- عرف میں بدعت کی جانب منسوب شخص یا تو اس بدعت میں مجتہد ہوگا یا مقلد، اور مقلد یا تو اپنے بدعتی مجتہد کی دلیل کا تکرار بھی کرنا ہوگا، یا ایک عامی مقلد ہوگا جو کسی غور و فکر کے بغیر محض صاحب بدعت

(۱) حدیث میں منسبہ سیف۔ "کی تریج (نور فہرہ ۲۲) مکرر ہوئی ہے۔
(۲) عقصام ۵۷/۲، ابن ماجہ ۱۳۰/۲، ابوداؤد ۱۱۰۱/۱، ترمذی ۱۱۰۱/۱، حاکم ۱۱۰۱/۱، ابن عبد السلام ۲۲/۲ طبع ۱۱۰۱/۱۔

(۱) حدیث میں منسبہ سیف کی روایت بخاری (۱۱۰۱/۱) طبع ۱۱۰۱/۱۔
(۲) لافضہ صغیرہ ۲۲/۲۔

سے حسن نظر کی بنا پر یہاں رہتا ہوگا، حسن نظر کے ساتھ اس بابت کوئی تفصیلی دلیل اس کے پاس نہیں ہوں جو ہم میں اس قسم کے لوگوں کی تعداد زیادہ ہے، پس جب واضح ہوا کہ بدعتی گناہ گار ہے تو اس پر مرتب گناہ ایک درجہ کا نہیں ہوگا، بلکہ اس کے بھی مختلف درجات اس اعتبار سے ہوں گے کہ صاحب بدعت اس کا، بدعتی بھی ہے یا نہیں، اس لئے کہ بدعتی کے دوس میں کئی عقیدے کی بہ نسبت زیادہ پائیدار ہوتی، اور اس لئے کہ اس نے "اذا اس طریقہ کو رائج کیا، اور اس لئے بھی کہ فرمان نبوی "من سن سنة حسنة فله اجر وزر و من عمل بها الى يوم القيامة" کے مطابق وہ اپنے قبچیس کے نادر کا بھی حصہ لے گا۔

اسی طرح نفیہ بدعت کا گناہ جلدیہ بدعت سے مختلف ہوگا، اس سے کہ نفیہ عمل کرنے والے حاضر اس کی بات تک محدود رہتا ہے، اس سے چاہے نہیں کرتا، جلدیہ کرنے والا اس کے برعکس ہوتا ہے۔

اسی طرح بدعت پر اصرار اور عدم اصرار، بدعت کے حقیقی اور اضافی ہونے اور بدعت کے گناہ نہ، وغیرہ کا فرق ہونے کے اعتبار سے بھی گناہ کے درجات مختلف ہوں گے (۱)۔

کے سلسلہ میں علماء کے تین اقوال ہیں:

اول: مطلقاً اس کی روایت سے استدلال نہیں کیا جائے گا، یہ امام مالک کی رائے ہے، اس لئے کہ بدعتی سے روایت اس کے کام کی تردید "اور اس کی عزت افزائی ہے، اور اس لئے کہ وہ اپنی بدعت کی وجہ سے فاسق ہو چکا ہے۔

دوم: اگر وہ اپنے مسلک کی تائید کے لئے جھوٹ کو روانہ سمجھتا ہو تو اس سے روایت کی جائے گی خواہ وہ بدعت کا واثق ہو یا نہیں، یہ امام شافعی، ابو یوسف اور ثوری کا قول ہے۔

سہم: کہا گیا ہے کہ اگر اپنی بدعت کا واثق نہ ہو تو استدلال کیا جائے گا، اگر واثق ہو تو نہیں کیا جائے گا۔

تو ہی اور سیوطی فرماتے ہیں کہ یہی قوس سب سے زیادہ ترین انصاف اور ظہر ہے، اور یہ بہت سے بلکہ سب لوگوں کا قول ہے، اور اسی رائے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ امام بخاری و مسلم نے اپنی مصنفین میں بہت سارے غیر داعی مبتدعین سے استدلال کیا ہے۔

مبتدع کی شہادت:

۲۹- مالکیہ اور حنابلہ نے مبتدع کی شہادت رد کردی ہے خواہ اس کی بدعت کی وجہ سے اس کی تکفیر کی گئی ہو یا نہیں، اور خواہ وہ بدعت کا واثق ہو یا نہیں، یہی رائے شریک، اسحاق، ابو حنیفہ اور ابو ثور کی ہے، ان حضرات نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ مبتدع فاسق ہے جس کی شہادت اس آیت پر رد کی گئی ہے: "واشہدوا دوی عدل فیکم" (۱) "اور اپنے میں سے دو معتبر شخص کو کو اور عدل لو"، اور اس آیت کی وجہ سے "ان حواء کم لاسق سباً فیسوا" (۲)۔

بدعتی کی روایت حدیث:

۲۸- اپنی بدعت کی وجہ سے اگر کتاب کفر کرنے والے کی روایت علماء نے رد کر دی ہے، اور روایت کی صحت میں اس سے استدلال نہیں کیا ہے۔

لیکن بدعت کی وجہ سے تکفیر کے لئے انہوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ صاحب بدعت شریعت کے کسی متواتر وہابین کے معروف معلوم امر کا انکار کرے۔

جس شخص کی بدعت کی وجہ سے تکفیر نہیں کی گئی ہو اس کی روایت

(۱) سورہ مائدہ ۲۴۔

(۲) سورہ حجرات ۶۔

(گر کوئی فاسق وہی تہارے پاس کوئی خبر لائے تو تم تحقیق کر یا کرہ)۔ حنفیہ نے اور شافعیہ نے اپنے رائج قول میں کہا ہے کہ مبتدع کی شہادت قبول نہیں جائے جب تک کہ اس کی بدعت کی وجہ سے اس کی تکفیر نہ ہو، مثلاً وہ اللہ کی صفات اور بندوں کے افعال کی تخلیق کا منکر ہو، اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ دلائل کی رو سے وہ حق پر ہیں۔

شافعیہ کا مرحوم قول یہ ہے کہ وہی بدعت مبتدع کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی (۱)۔

مبتدع کے پیچھے نماز:

۳۰۔ مبتدع کے پیچھے نماز کے حکم میں علماء کا اتفاق ہے، حنفیہ، شافعیہ کی رائے ہے، اور یہی مالکیہ کی ایک رائے ہے کہ جب تک مبتدع کی اس کی بدعت کی وجہ سے تکفیر نہ کی فی ہواں کے پیچھے نماز درست کے ساتھ جاری ہے، اگر اس کی بدعت کی وجہ سے تکفیر نہ کی فی ہواں کے پیچھے نماز جاری نہیں ہے، اس مقابلاً اس رائے پر مختلف دلائل سے استدلال کیا ہے، جن میں سے ایک نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ”صلوا خلف من قال لا اله الا الله“ (۲) (جو لا الہ الا اللہ کہے اس کے پیچھے نماز پڑھو)۔ ”فرمان نبوی ہے: ”صلوا“

خلف کل ہر و فلاح“ (۱) (ہر نیک و فلاح کے پیچھے نماز پڑھو)۔ اور مرہی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت عبداللہ بن زبیر کے زمانہ میں نماز پڑھتے تھے جب کہ وہ سر بیٹھا تھے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ ایسے ایسے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں جو ایک دوسرے سے قتال کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: جو کہتا ہے ”سبحی علی الصلاۃ“ (آؤ نماز کی طرف) میں سے قبول کرنا ہوں، اور جو کہتا ہے ”سبحی علی الصلاح“ (آؤ کامیابی کی طرف) میں اسے قبول کرنا ہوں، اور جو کہتا ہے آؤ اپنے مسلمان بھائی کو قتل کرنے اور اس کا مال لوٹنے کے لئے تو میں اس سے انکار کرتا ہوں۔ اور اس لئے کہ مبتدع مذکور کی نماز درست ہے تو اس کی قید بھی دوسرے کی اقتدا کی طرح درست ہوگی۔

مالکیہ اور حنابلہ کی رائے ہے کہ جو شخص ایسے مبتدع کے پیچھے نماز پڑھے جو اپنی بدعت کا اعلان کرنا اور اس کی دعوت دینا ہو تو وہ انتخاباً اپنی مار کا امداد کرے، لیکن اگر ایسے مبتدع کے پیچھے نماز پڑھی جو اپنی بدعت کو پوشیدہ رکھتا ہو تو اس پر نماز کا امداد نہیں ہے (۲)۔ اس رائے پر استدلال نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے کیا ہے: لا قوم من امۃ رجلا، ولا فاحر مؤمن الا ان یقہرہ بسطان او یخاف سوطہ نو سبۃ“ (۳) (کوئی عورت کسی مرد کی مامت نہ

(۱) حدیث: ”صلوا خلف کل ہر و فلاح“ کی روایت ابوداؤد (۱/۳۹۸ طبع عزت عید عباس) اور دارقطنی (۵۶/۲ طبع دارالحسن) نے کی ہے لفظ مؤخر فقہ کے ہیں ابن جریر نے فرمایا: منقطع ہے (الکلیں ۳۵/۲ طبع شرکت المطابع النعیمیہ)۔

(۲) ابن ابی شیبہ ۱۸۵/۲، معنی المحتاج ۲۳۲، فتح القدیر ۱/۳۰۳، حاشیہ ابن ماجہ ۱/۱۶۱، حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۱/۳۲۹۔

(۳) حدیث: ”لا قوم من امۃ رجلا، ولا فاحر مؤمن الا ان یقہرہ بسطان او یخاف سوطہ نو سبۃ“ کی روایت ابن ماجہ (۱/۳۳۳ طبع الکلیں) نے کی ہے ابوہریرہؓ میں ہے اس کی سند ضعیف ہے اس لئے کہ علی بن ابی جوحان اور عبداللہ بن محمد عوی سبیب ہیں۔

(۱) تدریب الروی شرح الترمذی للروی ص ۱۶، طبع مکتبۃ المطبعۃ، الکتاب فی علم الرویۃ للخطیب ابن عساکر ص ۱۲۵۔ ۳۲۲، تہذیب الفقہ ص ۱۹۳، ۱۹۵ طبع عمی النعمانی، الجمل شرح المنہج ص ۸۵، ۸۶، ۸۷، المعنی ۱۶۶، طبع سورہ مطبوعۃ الدسوقی ص ۱۶۵، طبع دار الفکر، الشرح الکبیر ص ۲۳۰، طبع ساریہ المجموع للروی ص ۲۵۳، طبع مکتبۃ المدینہ۔

(۲) حدیث: ”صلوا خلف من قال لا اله الا الله“ کی روایت دارقطنی (۵۶/۲ طبع دارالحسن) نے حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ ابن جریرؓ، عثمان بن عبد الرحمنؓ، حواص سندس ہیں، کی جی بن مہسن نے کتبہ کی ہے (الکلیں ۳۵/۲ طبع شرکت المطابع النعیمیہ)۔

ﷺ کا فرمان ہے: ”صلوا علی من قال لا إله إلا الله“ (لا إله إلا الله سنے والوں پر نماز پڑھو)۔

لیکن مالکیہ کی رائے ہے کہ اصحاب فضل کے لئے مبتدع پر نماز پڑھنا مکروہ ہے، تاکہ اس کا عمل دوسروں کے سے اس جیسی حالت سے روکنے کا سبب بنے۔ اور اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک ایسے شخص کو لایا گیا جس نے خوشی کی تھی تو آپ ﷺ نے اس پر نماز نہیں پڑھیں (۲)۔

متابکہ کی رائے ہے کہ مبتدع پر ہمارے جتنا رد نہیں پڑھیں جائے گی، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے مقربین اور خوشی کرنے والے پر نماز نہیں پڑھیں، حالانکہ ان دونوں کا جرم مبتدع سے کم ہے (۳)۔

مبتدع کی توہ: ۳۳

۳۳- ایسے مبتدع کی توہ کی قبولیت میں جس کی بدعت کی وجہ سے تکلیف کی گئی ہو، علماء کا اختلاف ہے، جمہور حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کے ایک اس کی توہ قبول کی جائے گی، لہذا ان کا رد کیا ہے: ”قل للذین کفروا ان ینصروا بعمر لہم ما قد سلف“ (۴) (پس کہہ دیجئے ان (کافروں) سے کہ اگر یہ لوگ ہار جائیں گے تو جو کچھ پہلے پہنچا ہے وہ (سب) تمیں معاف کر دیا جائے گا)۔

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”موت ن قاتل الناس حتی یقولوا: لا إله إلا الله، فإذا قالوها فقد عصموا منی“

(۱) حدیث: ”صلوا علی من قال لا إله إلا الله“ کی تخریج تفسیر ۳۰ میں گذر چکی ہے۔

(۲) حدیث: ”قلی یوجل قل لہم لعل یمصل علیہ“ کی روایت مسلم (۶۴۲/۳ طبع النسخ) میں کی ہے۔

(۳) حدیث: ”مروک الصلاة علی صاحب العین“ کی روایت بخاری (۲۴۳۷ طبع التفسیر) میں کی ہے۔

(۴) سورہ انفال ۳۸

کرے، اور نہ کوئی تاجر کسی مومن کی امامت کرے، لا یہ قوت سے سے مجبور کیا جائے، یا اس کو اس کے کوڑے یا اس کی تلوار کا اندیشہ ہو)۔

مبتدع کی ولایت:

۳۱- علماء کا اتفاق ہے کہ اصحاب ولایات عامہ جیسے امام اعظم، خلیفہ، صوبوں کے سربراہ اور قضاۃ وغیرہ کے لئے ضروری شرائط میں سے عادل ہونا بھی ہے، اور یہ کہ وہ خواہش پرست اور بدعتی نہ ہوں، تاکہ عدالت مصالح کے حصول اور مفاسد کے ازالہ میں کوتاہی پر اسے متنبہ کرے اور ہوا و ہوس اسے حق سے ہٹا کر باطل کی طرف نہ لے جائے، نہایت محبت انسان کو اندھا اور بہرہ مند ہوتی ہے (۱)، لیکن امامت پر ولایت پر کوئی زبردستی غائب آجائے تو اس کی ولایت منعقد ہو جاتی ہے، اور حاکم اور میں اس کے سرور نہیں، اور فیصلہ کی حالت بدعتی فقہاء واجب ہے، خواہ وہ اہل بدعت و بدعتی میں سے ہی ہو، بشرطیکہ اس کی بدعت کی وجہ سے اس کی تکلیف نہ کی گئی ہو، ایسا اس سے ہے تاکہ فتنہ کار اور بدعتی مسلمانوں میں وحدت باقی رہے، اور امت کا اتحاد برقرار رہے (۲)۔

مبتدع کی نماز جنازہ:

۳۲- مبتدع میت پر نماز جنازہ پڑھنے میں فقہاء کا اختلاف ہے، جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ جس مبتدع کی اس کی بدعت کی وجہ سے تکلیف نہ کی گئی ہو اس پر نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے، نبی کریم

(۱) قواعد الاحکام فی مصالح الامام ۵۴۳، نوحۃ افکار ۱۵۹، مفتی المساجد ۳۰، ۳۱، ۳۲، حاشیہ من ملوین ۳۹۸، انبی لابن قدامہ ۳۹۸، الاحکام مسطابہ لاوردی ص ۹۔

(۲) مفتی المساجد ۳۲، الاحکام مسطابہ لاوردی ص ۳۳۔

مبتدئ کی توبہ کی قبولیت کی بابت علماء کثرت اس کے حق میں
یاد ہی احکام سے متعلق ہے اللہ تعالیٰ کے اس کی توبہ قبول کرنے اور
اس کے نادمہ معاف کرنے کا جہاں تک تعلق ہے سرور مخلص ہو اور
اپنی توبہ میں صادق ہو تو اس کے قبول ہونے میں کوئی کثرت نہیں
ہے (۱)۔

بدعت کے بارے میں مسلمانوں کی ذمہ داری:

۳۴- بدعت کے تین مسلمانوں پر چند ذمہ داریاں اس سے احتراز
کی غرض سے عائد ہوتی ہیں:

الف۔ قرآن کریم سے لگاؤ، اس کا حفظ، اس کی تعلیم اور اس کے
احکام کا بیان، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَأَنذَرْنَا بِالْحِجَابِ الْكَافِرِينَ
لَعْنَةُ النَّاسِ مَا نَزَّلَ إِلَيْهِمْ“ (۲) (اور ہم نے آپ پر بھی یہ نصیحت
نامہ اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں پر ظاہر کریں جو کچھ ان کے پاس بھیجا
یا ہے)۔ اور رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”عبرکم من تعلم
القرآن وعلمہ“ (۳) (تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور
سکھائے)، اور ایک روایت میں ہے: ”الفضلکم من تعلم
القرآن وعلمہ“ (۴) (تم میں افضل وہ ہے جو قرآن سیکھے اور
سکھائے)، اور ارشاد نبوی ہے: ”تعاهدوا القرآن فواللہ
نفسی بیدہ لہو أشد تعصياً من الإبل فی عقیہا“ (۵)

(۱) الاقسام ۲/۲۳۰، الامام فی ۱/۶۵، الفی لابن تہامہ ۲/۲۶۸، مفتی
الکتاب ۳/۳۰، التحل شرح المنہج ۵/۱۲۶، حاشیہ اس مادہ ص ۳۷۷۔

(۲) سورہ نمل ۳۳۔

(۳) حدیث: ”عبرکم من تعلم القرآن وعلمہ“ کی روایت بخاری (صحیح
۵/۳۸ طبع استقبر) نے کی ہے۔

(۴) حدیث: ”الفضلکم من تعلم القرآن وعلمہ“ کی روایت بخاری (صحیح
۵/۳۸ طبع استقبر) نے کی ہے۔

(۵) حدیث: ”تعاهدوا القرآن فواللہ نفسی بیدہ لہو أشد تعصياً من الإبل فی عقیہا“ کی روایت بخاری

دعاء ہم وأموالہم إلا بحقیہا، وحسابہم علی اللہ“ (۱)
(مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال نہ کروں یہاں تک کہ وہ کلمہ کا
اتر کر کر لیں، اگر وہ کلمہ کا اتر کر کریں تو اپنے خون اور اپنے مال کو
سوے اس کے حق کے مجھ سے محفوظ کریں گے اور اس کا حساب اللہ
کے ذمہ ہے)۔

حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ و حنابلہ میں سے بعض لوگوں کی رائے ہے
کہ مبتدئ کی توبہ قبول نہیں کی جائے کی اگر وہ ظالم میں امام اور
باہن میں کفر پر عمل پیر ہو جیسے منافق، زندقہ، باطنی، اس لئے کہ
اس کی توبہ نہ کر کے مارے ہوئی ہے، اور اس لئے بھی کہ اس کی جانب
سے کسی کوئی مذمت ظاہر نہیں ہوئی جس سے اس کی توبہ کی صداقت
وضوح ہو، کیونکہ وہ ظہار تو اسلام کا کرتا تھا اور کفر بھی پوشیدہ رکھتا تھا،
پس جب وہ توبہ کا ظہار کرتا ہے تو اپنی سابق حالت میں کوئی اضافہ
نہیں کرتا ہے، ان لوگوں نے اس رائے پر بعض احادیث سے
استدلال کیا ہے، مثلاً نبی کریم ﷺ کا قول ہے: ”مخرج فی
امتی اقوام فجاری بہم فلک الہواء کما یجاری
الکلب بصاحبہ، لا یبقی مہ عرق ولا معصل إلا دخلہ“ (۲)
(عنقریب میری امت میں ایسے لوگ نکلیں گے جن کے اندر
خوشہشت اس طرح دوڑیں گی جس طرح کتا اپنے مالک کے ساتھ
دوڑتا پھرتا ہے، اس کی کوئی رگ، کوئی جوڑ نہیں ہے گا جہاں خوشہشت
داخل نہ ہو جائے)۔

(۱) حدیث: ”المرء ان اکل الناس۔“ کی روایت بخاری (صحیح ۱۱/۱۱۴
طبع استقبر) اور مسلم (۱/۵۳ طبع المنہج) نے کی ہے۔

(۲) حدیث: ”مخرج فی امتی اقوام۔“ کی روایت احمد (۱۰۲/۳ طبع
المکبہ) اور یورود (۵/۵ طبع عزت عید عباس) نے کی ہے ابن جریر نے
تخریج احادیث الکتاب (۲/۸۳ طبع در الکتاب العربی) میں اس کو حسن قرار
دیا ہے۔

(قرآن سے تعلق رکھو، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں یہی جان ہے وہ پٹی نکلیں میں بندھے اونٹ سے زیادہ تیزی سے نکل جاتا ہے)، اس لئے کہ قرآن کی تعلیم اور اس کے احکام کے بیان کی صورت میں احکام شریعت کا ظہور مبتدعین کا راستہ بند کر دیتا ہے۔

ب۔ سنت کا اعلان، اظہار اور اس کا تعارف، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا“^(۱) (تو رسول جو کچھ تمہیں دے دیا کریں وہ لے لیا کرو، اور جس سے وہ تمہیں روک دیں رک جائیا کرو)، اور ارشاد ہے: ”وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ وَفَّىٰ صَلَاتَهُ لُحُوبًا“^(۲) (اور کسی مومن یا مومنہ کے لئے یہ درست نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر کا حکم دے، یہ وہ پھر ان کو اپنے (اس) امر میں کوئی اختیار باقی نہ جائے، اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں جا پڑا)۔

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”نصرو الله امراً مسمع ما حديثاً فحفظه حتى يبلغه غيره“^(۳) (اللہ اس شخص کو ترغیب دے گا جو اس کے احکام کی خبر دے اور اس کے احکام کو رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی تو اسے یاد رکھا یہاں تک کہ دوسروں تک اسے پہنچایا)۔

۲۔ ابن ماجہ نے کہا ہے: ”ما أحدث قوم بدعة إلا رفع مثلها

من السنة“^(۱) (جب بھی کوئی قوم کوئی بدعت پیدا کرتی ہے تو اس کے برعکس سنت اچھلی جاتی ہے)۔

ج۔ سنا اہل شمس کے اذیتنا کو قبول نہ کیا جائے، وغیرہ مقبول مصداق ہے۔ گئے، میں میں اذیتنا کو برا کر دیا جائے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”فَسَلُّوا أَعْلَى الدَّكْرِ ان كَسِمَ لَا نَعْمُونَ“^(۲) (سو رستم لوہوں کو علم میں تو اہل علم سے پوچھ لیتے)، اور ارشاد ہے: ”لَا تَنَادِعُهُمْ فِي شَيْءٍ فَرَدَّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ“^(۳) (پھر رستم میں مانع اذیتنا ہو جائے کی چیز میں تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا لیا کرو)، اور ارشاد ہے: ”وَمَا يَعْصِيه لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسُخُونَ فِي الْعِلْمِ“^(۴) (اور آنحالیہ کوئی اس کا (صحیح) مطلب نہیں جانتا بجز اللہ کے، اور پختہ علم والے)۔

۱۔ جب تک کوئی رائے یا سنت ۱۰۰ لال شریعہ میں سے کسی دلیل سے مویہ نہ ہو اس کی مقصدناہ نہایت نہ کی جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ اتَّبَعَ هَوَاهُ بَعِيرٌ هَدَىٰ مِنَ اللَّهِ“^(۵) (اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو شخص اپنی نفسانی خواہش پر چلے بغیر اللہ کی طرف سے کسی ہدایت کے)۔

۲۔ عوام کو دین میں رائے زنی سے روکا جائے، ورنہ ان کی رائے کو اہمیت نہ دی جائے خود جو بھی ان کے عہدے، رشتہ صوبوں، اور جتنے بھی موجد ہوں، والا یہ کہ ان کی رائے کے ساتھ دلیل ہو،

(۱) حدیث: ”ما أحدث قوم بدعة إلا...“ کی روایت احمد (۵/۵۵۷ طبع المکتبہ) نے کی ہے، مگر اس میں ابو بکر بن عمر ہیں جو منکر حدیث ہیں (صحیح ابوداؤد ۱۸۸۸ طبع القدی)۔

(۲) سورہ نمل ۳۳

(۳) سورہ نساء ۵۹

(۴) سورہ آل عمران ۷۰

(۵) سورہ بقرہ ۵۰

۱۔ صحیح ۱۹۷۷ طبع المکتبہ) نے کی ہے

(۲) سورہ حشر ۷

(۳) سورہ الزمر ۳۶

(۴) حدیث: ”نصرو الله امراً مسمع ما حديثاً فحفظه...“ کی روایت ابوداؤد (۱۹/۸۳ طبع عزت عید دہلی) نے کی ہے، مگر اس میں عمر بن الخطاب کی ہے جس کی روایت احمد (۲۸۵/۱ طبع المکتبہ) نے کی ہے۔

اور یہ سطی کہتے ہیں: ”تم دیکھو کہ ایک شخص اس قدر مناسب نرعات ہے کہ وہ وہ میں اڑ رہا ہے تو بھی اس سے متاثر نہ کیا، بس تک یہ نہ دیکھ لو کہ اللہ کے حکام، حدود الہی کے تحت اور شریعت پر عمل میں وہ کس مرتبہ پر ہے“ (۱)۔

ابو عثمان حیر فرماتے ہیں: جس نے سنت کو توڑا اور عملاً اپنا رہا، وہ حاکم بنایا اس کی زبان سے حکمت، ”یہ وہی“ اور جس نے ٹوٹا شرف کو نہ حاکم بنایا وہ بدعت کی بدتمی زے گا“ (۲)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَلَا تَطْعَمُوهُ بِهِمْ“ (۳) اور اگر تم نے ان کی حاجت کر لی تو راہ سے چالگو گے۔

و۔ مگر ہر کن فکری رجحانات کا رد کرنا جو لوگوں میں دین کی بابت شکوک پیدا کرتے ہیں اور کچھ لوگوں کو بغیر دلیل کے تاویل کرے یہ تاوہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَصِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا، الْكِتَابَ بِرُذُوكُمْ بَعْدَ يُنَاصِيكُمْ كَالْطَّرِيقِ“ (۴) (اے ایمان والو! اگر تم ان لوگوں میں سے کسی گروہ کا کہنا مان لو گے جنہیں کتاب دی جا چکی ہے تو وہ تمہارے ایمان لانے کے پیچھے تمہیں کانفرنس چھوڑیں گے)۔

اہل بدعت کے تین مسلمانوں کی ذمہ داری:

۳۵- حکام، دہرے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ اہل بدعت کو معروف کا حکم دیں اور منکر سے روکیں، سنت کی اتباع اور بدعات سے نریہ ان سے دور رہنے پر انہیں آمادہ کریں کہ فرمان الہی ہے: ”وَلَنُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَنُنْزِلَنَّ إِلَى الْخَيْرِ وَنُفْرُونَ بِالْمَعْرُوفِ“

(۱) سورہ شوریہ ۸۲

(۲) خوالہ سابقہ

(۳) سورہ نور ۵۴

(۴) سورہ آل عمران ۱۰۰

وہیوں عن المنکر واولئک هم المفسحون“ (۱)۔
ضمہ ہر ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت رہے جو نیکی کی طرف بدیہ نرے اور سمانی کا حکم یا نرے وری سے روکا کرے وریوں کا سبب ہیں تین)۔ اور ارشاد ہے: ”وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ بِالْمَعْرُوفِ وَبِیْہِیوں عن المنکر“ (۲) (اور ایمان والے اور ایمان والیاں یک دہرے کے (۱) یعنی) رفق میں، نیک باتوں کا (آپس میں) حکم دیتے ہیں وری باتوں سے روکتے رہتے ہیں)۔

۳۶- ازالہ بدعت کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل:

الف۔ دلائل کے ساتھ صحیح اور غلط کی وضاحت کی جائے۔

ب۔ حسن حکام سے دخط کیا جائے جیسا کہ اللہ کا حکم ہے: ”أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ“ (۳)
(آپ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف بلائے حکمت سے وری صیحت سے)۔

ج۔ بدعت سے تعلق شرعی احکام بیان کر کے دنیاوی و اثر دی مرز او عتاب کا خوف دلایا جائے۔

د۔ جبرارہ کا جائے، مثلاً (غلط) لہو و لعب کے حالات توڑ دئے جائیں، کاغذات پھاڑنے جائیں، (سی) نشستوں کو دنم برنم کر دیا جائے۔

هـ۔ خوف، جہنمی کے طور پر مار جائے جو تعزیر کی حد تک ہو سکتا

(۱) سورہ آل عمران ۱۰۳

(۲) سورہ توبہ ۱۷

(۳) سورہ نمل ۱۲۵

ہے، لیکن یہ کام صرف امام یا اس کی اجازت سے ہی کیا جاسکتا ہے (۱) تاکہ اس کے نتیجے میں اس سے بڑا ضرر نہ پیدا ہو جائے۔ اس کی تفصیل کے لئے دیکھی جائے اصطلاح ”امر بالمعروف و نہی عن المنکر“۔

دلی ہوتی ہیں (۱)۔

حضرت ابن عمر سے مرفوعاً مروی ہے کہ ”لا تعالوا اهل القدر ولا تملکواھم“ (اہل قدر کی نام نشینی مت اختیار کرو اور نہ ان کے ساتھ نکاح کرو)۔

حضرت ابو قتادہ سے مروی ہے کہ ”اصحاب ہوی کے ساتھ میل جول نہ رکھو، مجھے اس بات سے اطمینان نہیں کہ وہ تمہیں اپنی گمراہیوں میں لالہ کر لیں یا تم پر تباہی بھری بعض پچی فی جبر وں کو بھی گزند دلا دیں (۲) امام احمد نے ان لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی جو خلق قرآن کے قائل تھے (۳)۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: اہل خیر و دین کو چاہئے کہ وہ مبتدع سے کنارہ کش رہیں خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ، اور اس سے بچوں کے لئے رک ہو تو اس کے جنازہ میں بھی شریک نہ ہوں (۴)۔

مبتدع کی ابانت:

۳۸- علماء نے صراحت کی ہے کہ مبتدع کی مات جاڑ ہے، اس طرح کہ اس کے پیچھے مار نہ پڑھی جائے، اس کی جنازہ نہ پڑھی جائے، اسی طرح مویا رہو تو میاوت نہ کی جائے، اس میں اختلاف بھی ہے۔

مبتدع کے ساتھ معاملہ اور میل جول:

۳۷- اگر مبتدع اپنی بدعت کا علی الامان اظہار نہ کرتا ہو تو اسے صحت کی جائے کی اس سے ریر نہیں کیا جائے گا۔ نہ اس کی تشبیہ کی جائے کی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”من ستر مسلماً سترہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ“ (۱) (جو شخص کسی مسلمان کی ستر پوشی کرے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی ستر پوشی فرمائے گا)۔

اگر عتقاد ہی، یہ قولی و عملی بدعات میں سے کسی ممنوعہ شئی کا وہ اظہار کرتا ہو اور اس بات کو وہ جانتا بھی ہو تو ایسا شخص سے کنارہ کشی مسنون ہے، علماء کے نزدیک یہ مشہور ہے، ”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لا تعالوا اهل القدر، ولا تملکواھم“ (۲) (اہل قدر کی نام نشینی مت اختیار کرو، اور نہ ان کے ساتھ گفتگو کا آغاز کرو)۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہو کہ اپنے دین کا آرام کرے سے چاہئے کہ شیطان سے میل جول نہ کرے، اصحاب ہوی کی نام نشینی سے جتناب کرے، اس کی مجالس جنگ سے ریا دینک جانے

(۱) حیات و علم الدین ص ۶۲، ۳۰۶، ۱۵۳ تاوی من تیبہ ۲۸/۲، ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۷، ۲۱۶، ۲۱۵، ۲۱۴، ۲۱۳، ۲۱۲، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۹، ۲۰۸، ۲۰۷، ۲۰۶، ۲۰۵، ۲۰۴، ۲۰۳، ۲۰۲، ۲۰۱، ۲۰۰، ۱۹۹، ۱۹۸، ۱۹۷، ۱۹۶، ۱۹۵، ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۹۰، ۱۸۹، ۱۸۸، ۱۸۷، ۱۸۶، ۱۸۵، ۱۸۴، ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۸۱، ۱۸۰، ۱۷۹، ۱۷۸، ۱۷۷، ۱۷۶، ۱۷۵، ۱۷۴، ۱۷۳، ۱۷۲، ۱۷۱، ۱۷۰، ۱۶۹، ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۶۶، ۱۶۵، ۱۶۴، ۱۶۳، ۱۶۲، ۱۶۱، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵، ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۵۰، ۱۴۹، ۱۴۸، ۱۴۷، ۱۴۶، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱۔

(۲) حدیث: ”من ستر مسلماً سترہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ“ (۱) (جو شخص کسی مسلمان کی ستر پوشی کرے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی ستر پوشی فرمائے گا)۔

(۳) حدیث: ”لا تعالوا اهل القدر، ولا تملکواھم“ (۲) (اہل قدر کی نام نشینی مت اختیار کرو، اور نہ ان کے ساتھ گفتگو کا آغاز کرو)۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہو کہ اپنے دین کا آرام کرے سے چاہئے کہ شیطان سے میل جول نہ کرے، اصحاب ہوی کی نام نشینی سے جتناب کرے، اس کی مجالس جنگ سے ریا دینک جانے

(۱) الاعتقاد علی مذاہب اسلام ص ۱۸۸۔

(۲) الاعتقاد علی مذاہب اسلام ص ۱۸۸۔

(۳) الآداب الشرعیہ ص ۲۵۸، ۲۶۱، الاعتقاد علی مذاہب اسلام ص ۱۸۸۔

(۴) تاوی من تیبہ ۲۸/۲، ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۷، ۲۱۶، ۲۱۵، ۲۱۴، ۲۱۳، ۲۱۲، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۹، ۲۰۸، ۲۰۷، ۲۰۶، ۲۰۵، ۲۰۴، ۲۰۳، ۲۰۲، ۲۰۱، ۲۰۰، ۱۹۹، ۱۹۸، ۱۹۷، ۱۹۶، ۱۹۵، ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۹۰، ۱۸۹، ۱۸۸، ۱۸۷، ۱۸۶، ۱۸۵، ۱۸۴، ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۸۱، ۱۸۰، ۱۷۹، ۱۷۸، ۱۷۷، ۱۷۶، ۱۷۵، ۱۷۴، ۱۷۳، ۱۷۲، ۱۷۱، ۱۷۰، ۱۶۹، ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۶۶، ۱۶۵، ۱۶۴، ۱۶۳، ۱۶۲، ۱۶۱، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵، ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۵۰، ۱۴۹، ۱۴۸، ۱۴۷، ۱۴۶، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱۔

بدل

دیکھئے ”بدل“۔

بُندہ

تعریف:

۱- ”بندہ“ لغت میں خاص اونٹ میں سے ہوتا ہے، اس لفظ کا اطلاق ز اور مادہ دونوں کے لئے ہوتا ہے، اس کی جمع ”بندوں“ ہے، اس کو بندہ اس کی شامت (بدن والے) کی وجہ سے کہا گیا۔

المصباح المنیر میں ہے: اہل لغت کہتے ہیں: بندہ ونحو ی گائے کو کہتے ہیں، ارم ہی نے اضافہ یا: یا ز اونٹ کو کہتے ہیں، انہوں نے کہا: بندہ کا اطلاق بڑی پرکھیں ہوتا ہے۔

اصطلاح میں بندہ اونٹ کے ساتھ مخصوص ہے، اہل لغت گائے چونکہ شریعت میں بندہ کے حکم میں ہے، اس سے وہ اس کے قائم مقام ہوئی، اس کی دلیل حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایت ہے: ”سبحوا مع رسول اللہ ﷺ عام الحادیبۃ البندۃ عن سبعۃ، والبقرة عن سبعۃ“^(۱) (م نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ بیس کے سال سات فر) ”اسی جانب سے بندہ کی قربانی کی، راستہ فر اوکی جانب سے گائے کی قربانی کی“ اس گائے بندہ کے حکم میں ہوئی، باوجودیکہ ان میں مغایرت ہے، اس لئے کہ لقرۃ کا عطف بندہ پر کیا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں مغایرت ہے^(۲)۔

(۱) حدیث حضرت جابر بن عبد اللہؓ صحیحاً مع رسول اللہ ﷺ ”ن روایت مسلم (۵۵۴ طبع النسخ) ۱ء کی ہے۔

(۲) الفروق فی الفہم ص ۳۰۰ طبع بیروت، المصباح المنیر، المغرب: ۱۵۵ ”بدن“۔



س کے باوجود بعض فقہاء نے ”بدنہ“ کا طاق اہمیت اور بقہ و
دونوں پر کیا ہے (۱)۔
جہانی حکم:

”بدنہ“ سے مخصوص حکام متعلق ہیں، جو رفق و اہل تیرہ

بعض مضمون نا:

۳- جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ مہ کا گوشت کھانے سے وضو
نہیں ٹوٹتا۔ لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”الوضوء مما خرج لا مما
دخل“ (۲) (وضو اس چیز سے لازم آتا ہے جو باہر نکلتی ہے نہ کہ ان
سے جو اندر داخل ہوں)، اور حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
ﷺ کا وضو اس میں سے آٹھ طریقہ پڑھتا تھا: ”گ“ سے پکی چیزوں (کی
۱۰) سے وضو نہیں فرماتے تھے (۳)، درہن سے بھی نہ وضو کھانی
جانے، بل چیز ہے جو دیگر ماکولات کے مشابہ ہے۔

یہی قول حضرت ابو ہریرہ، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت
علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابو طلحہ، حضرت
ابو الدرداء، حضرت ابن عباس، حضرت عامر بن رباح، حضرت
ابو امامہ سے مروی ہے۔ جمہور تابعین بھی اسی کے قائل ہیں، اور یہی

(۱) ابن ماجہ ص ۲۳۳، جامعہ الدیلمی ص ۵۱، مفتی الکتاب ص ۷۷، کتب
فتاویٰ ص ۱۴۳۔ حدیث: ”ان النبی ﷺ کان یغسل فی مراءہن
العین۔“ کی روایت بخاری (صحیح ۲۱۱ طبع استغیہ) نے کی ہے۔
(۲) حدیث: ”الوضوء مما خرج لا مما دخل۔“ کی روایت در تلمیذ
(۱۱۱ طبع شرکت المطابع الخیر) نے کی ہے ابن جریر نے فرمایا اس کی سند
میں فضل بن یحزاق بہت ضعیف ہیں، ابن عمر سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے
فرمایا: اصل یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔

(۳) حدیث: ”کان اعموالا عربیوں ترک الوضوء مما حسنت
الشار۔“ کی روایت ابو داؤد (۱۳۳ طبع ۶۷۷ حیدرآباد) نے کی ہے،
ابن جریر سے اس کو صحیح بتایا ہے (۲۸۱ طبع المطبعات الخیر)۔

غف۔ ”بدنہ“ کا پیشاب و رگویر:

۲- حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک جہاں کے گوشت اور پیشاب نفس میں
شورہ و دجا و ر حال ہو یہ حرام، ”بدنہ“ بھی حلال ہیں۔ لیکن
بخاری شریف کی روایت ہے کہ بنا کریم ﷺ کے پاس جب ۱۰
پتھر اور یک کویر استنجا کی غرض سے لائے گئے تو آپ ﷺ نے
وہ پتھر لے لے، ”رگویر“ نہیں کر دیا، اور فرمایا: ”هنا رکس“ (۲)
(یہ نفس ہے)، ”رکس“ نفس کو کہتے ہیں۔

جہاں تک پیشاب کی نجاست کا تعلق ہے تو اس کی دلیل رسول اللہ
ﷺ کے اس قول کا عموم ہے کہ: ”ممنہو من البول فان عامة
علامات القبر منه“ (۳) (پیشاب سے بچو، بے شک عذاب قبر عام
طور پر اسی سے ہوتا ہے)، اس میں تمام انواع کے پیشاب داخل ہیں۔
مالکئہ اور حنابلہ کی رائے ہے کہ حلال جانوروں کے پیشاب اور

گوشت پاک ہیں، اس لئے کہ حدیث ہے: ”ان النبی ﷺ امر
العربیین ان یمحقوا بابل الصدقة فیشربوا من ابوالہا
وایمالہا“ (۴) (بنا علیہ نے اہل عرب کو حکم دیا کہ صدقات کے

(۱) ابن ماجہ ص ۲۰۰/۵۔

(۲) حدیث: ”هنا رکس“ کی روایت بخاری (صحیح ۲۵۱۱ طبع استغیہ) نے کی ہے۔

(۳) حدیث: ”ممنہو من البول۔“ کی روایت در تلمیذ (۲۷۱ طبع شرکت
المطابع الخیر) نے دھڑلے سے کی ہے اور فرمایا: اس حدیث میں کوئی ترجیح
نہیں ہے۔

(۴) حدیث: ”ان النبی ﷺ امر العربیین۔“ کی روایت بخاری (صحیح
۲۳۵۱ طبع استغیہ) اور مسلم (۱۲۹۶ طبع الخیر) نے کی ہے۔

روایت کا اس کے پینے سے وضو نونے کی بہت حد تک
اور وہ کہتے ہیں:

ایک روایت ہے کہ وضو نونے جانے گا اس کی دلیل حضرت سید
بن تہیر کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "توضوا من
لحوم الإبل والباہیا" (۱) (سب کے گوشت اور اس کے دودھ
کھانے پینے کی وجہ سے وضو نہ کرو)۔

دوسری روایت یہ ہے کہ اس صورت میں وضو نہیں ہے، اس سے
کہ صحیح حدیث صرف گوشت کے سلسلہ میں وارد ہے، صاحب کشف
القناع نے اس قول کو راجح قرار دیا ہے (۲)۔

ج۔ بد نہ کا جوٹھا:

۴۔ تمام نماز کے یہاں اونٹ، گائے اور بکری سب کا جوٹھا پاک
ہے، اور ان کے جوٹھے میں کسی طرح کی کریت نہیں ہے، گائے یا بکری
دو گندگی خور ہوں۔

ابن المذہب فرماتے ہیں: اہل علم کا دھما ہے کہ حامل جانور کا
جوٹھا چھو اور اس سے وضو کرنا جائز ہے (۳)۔

۵۔ اونٹ اور بکریوں کے باندھنے کی جگہ میں نماز:

۵۔ جمہور علماء کی رائے ہے کہ اونٹ کے پاؤں میں نہ پڑھنا
مکروہ ہے۔

(۱) حدیث: "توضوا من لحوم الإبل والباہیا" کی روایت احمد (۳/۳۵۲) طبع
طبع لمبیر (۱/۱۶۶) ابن ماجہ (۱/۱۶۶) طبع المجلد (۱/۱۶۶) نے کی ہے پیر کی ہے کہ
جایز بن لوطا کے ضعف حدیث کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے۔

(۲) خطاوی علی مرقاۃ اصلاح رخص ۷۵۸-۵۸۸ جلد ۱۲، شرح
المروسی ۱/۵۵۸، المجموع ۲/۵۷۵ اور اس کے بعد کے صفحات، بعض ۱/۸۷،
۱۹۰، الکشاف القناع ۲/۱۳۰۔

(۳) انہی ۱/۵۰، جلد ۱۲ خطاوی علی مرقاۃ اصلاح رخص ۷۵۸۔

خفیہ و مالکیہ کا مسلک و شافعیہ کا صحیح مذہب ہے۔

حناہ کا مذہب نیز امام شافعی کا قدیم مسلک یہ ہے کہ اونٹ کا
گوشت کچا پکا ہو، جا بوجہ دیر یا بغیر جانے میں حال میں کھانے سے
وضو واجب ہوتا ہے، اس رائے کے قائل، حاکم بن راہویہ اور شیخ بن
یحییٰ ہیں، دوسری نے صحابہ کی ایک جماعت سے یہی رائے نقل کی ہے
ان میں زید بن ثابت، ابن عمر ابوسبیح اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہم ہیں۔
شافعیہ میں سے ابو بکر بن شریہ اور ابن المذہب نے اپنی کو اختیار کیا ہے،
شافعی نے اپنی رائے کی ترجیح اور اختیار کی جانب اشارہ کیا ہے، اور
نوی نے "المجموع" میں اس رائے کو رد کیا ہے۔

اس حضرات نے حضرت زید بن عازبؓ کی حدیث سے
استدلال کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے منہ کے
گوشت کی بہت حد تک دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
"توضوا منہا" (اس کو کھانے سے وضو نہ کرو)، اور بکری کے گوشت
کی بہت حد تک دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "لا بتوضا
منہا" (اس کے کھانے سے وضو نہیں کیا جائے گا)، ان کا
استدلال اس ارشاد نبوی سے بھی ہے: "توضوا من لحوم
الإبل، ولا توضوا من لحوم الغنم" (۴) (اونٹ کے گوشت
کھانے کی وجہ سے وضو کرو، بکری کے گوشت کھانے کی وجہ سے وضو
نہ کرو)۔

(۱) حدیث: "مثل من لحوم الإبل ولحوم الغنم..." کی روایت ابو داؤد
(۲/۲۸۸) طبع عزت حیدر عباسی (۱/۲۲۸) طبع المکتب الاسلامی
نے کی ہے اور ابن خزیمہ نے کہا: علماء محدثین کے درمیان اس بابت
تفاوت کا ہمیں علم نہیں کہ یہ حدیث اپنے روایت کی عدالت کی وجہ سے
اردو کے نقل صحیح ہے۔

(۲) حدیث: "توضوا من لحوم الإبل..." کی روایت ابن ماجہ (۱/۱۶۶) شیعین محمد
نور محمد بنی (۱/۱۶۶) نے کی ہے اس کی سند شیخ بن ولید نے نہیں لکھی ہے
سے روایت کیا ہے اس کے رجال ثقات ہیں خالد بن عمر مجہول الحال ہیں۔

حنفیہ نے اونٹ کے ساتھ گائے کو بھی کراہت کے حکم میں شامل کیا ہے۔
مالکیہ و شافعیہ کہتے ہیں کہ بکری کی طرح گائے کے بازو میں بھی نماز پر حنا جا رہا ہے۔

حنا بد کے نزدیک "امت" کے بازو میں نماز درست نہیں ہے۔ یعنی جب وہ منہ خیرتے و رہنا دیتے ہیں اہل بیت اپنے منہ میں حنا خیرتے ہیں وہ نماز پر سے ہیں کوئی حرج نہیں ہے^(۱)۔

۵۔ (حج میں) کو جب ہونے والے دم:

۶۔ (حج) قرآن اور تمتع میں قربانی میں، اور حج یا عمرہ کے احرام کی حالت میں کسی وجہ کے ترک یا کسی ممنوع کے ارتکاب میں سات لمحوں کی طرف سے ایک بدنہ کافی ہوگا۔

حنفیہ کے نزدیک اگر حاضہ یا نفاس و بی عورت طواف کر لے تو مکمل بدنہ جب ہوگا۔

جیسا کہ اگر محرم کسی بڑے شکار جیسے زراف یا شتر مرغ کو قتل کر دے تو اس اختیار کے مطابق جس کی تفصیل اپنے مقام پر لکھی ہے، مکمل بدنہ جب ہوگا۔

اسی طرح اس شخص پر (مکمل بدنہ) واجب ہوگا جو حج اور عمرہ کے احرام کی حالت میں تحلیل منفر سے پہلے جماع کر لے، اس مسئلہ میں اختلاف و تفصیل بھی ہے جس کے لئے "حرام"، "حج"، "ہدی"، "اور" صید کی اصطلاحات کی جانب رجوع کیا جائے۔

و۔ ہدی:

۷۔ فقہاء کا اتفاق ہے کہ ہدی (حج میں قربانی کا جانور) سنت ہے،
(۱) ابن ماجہ ص ۲۵۳-۲۵۵، حلیۃ الدوسقی ص ۱۸۸-۱۸۹، معنی الحج ص ۲۰۳، کتاب القباہ ص ۲۹۵-۲۹۳۔

صرف مذکر کی صورت میں واجب ہے یہ امت، گائے اور بکری سے ہوتا ہے، اونٹ میں ضروری ہے کہ وہ پانچ سال پورے کر کے چھٹے سال میں داخل ہو گیا ہو۔

صحیحین میں ہے: "اللہ مستحب الہدی فی حجة الوداع عذرة بدمه"^(۱) (ابن ارم علیہ السلام نے حجۃ الوداع میں ایک سو ہب ہدی میں بچھا)۔ "مستحب ہے کہ ہدی کا جانور فرہاد اور اچھا ہو یہ تکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَانُ اللّٰهِ لِحَاجَتِهِمْ مِنْ نَقْوَى الْقُلُوبِ"^(۲) (اور جو کوئی (دین) خدا کی یادگاروں کا دہ رکھے گا یہ (ب) لوں کی پرہیزگاری میں سے ہے)، حضرت ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر فرہاد اور اچھا ہونے سے کی ہے۔

ہدی میں بدنہ کے گلے میں قبا، دوا، مستحب ہے^(۳)، اس سلسلہ میں کچھ تفصیلات بھی ہیں جنہیں "حج"، "ہدی"، "حرام"، "قرآن" اور "تمتع" کی اصطلاحات میں دیکھا جائے۔

ز۔ بدنہ کا ذبح:

۸۔ اونٹ اور جس میں بدنہ بھی شامل ہے، کے ذبح کے لئے "نحر" کا طریقہ مخصوص ہے، جمہور فقہاء کے نزدیک اونٹ کا نحر کرنا مسنون ہے، اور مالکیہ کے نزدیک اس کا نحر واجب ہے، اور اہل حکم میں انہوں نے زرافہ کو بھی شامل کیا ہے۔

(۱) حلیۃ الدوسقی ص ۱۸۸-۱۸۹، معنی الحج ص ۲۰۳، کتاب القباہ ص ۲۹۵-۲۹۳۔
(۲) ابن ماجہ ص ۲۵۳-۲۵۵، حلیۃ الدوسقی ص ۱۸۸-۱۸۹، معنی الحج ص ۲۰۳، کتاب القباہ ص ۲۹۵-۲۹۳۔

(۳) ابن ماجہ ص ۲۵۳-۲۵۵، حلیۃ الدوسقی ص ۱۸۸-۱۸۹، معنی الحج ص ۲۰۳، کتاب القباہ ص ۲۹۵-۲۹۳۔
(۴) ابن ماجہ ص ۲۵۳-۲۵۵، حلیۃ الدوسقی ص ۱۸۸-۱۸۹، معنی الحج ص ۲۰۳، کتاب القباہ ص ۲۹۵-۲۹۳۔

ج- ویت، جان کا بدلہ ویت:

۹- اوست، سونا اور چاندی کی شکل میں ویت کی ادائیگی کے جو از پر
فتہا، کا اتفاق ہے، گھوڑا، گائے اور بکری میں اختلاف ہے، اس کی
”تفصیل کے لئے“ ویت“ کی اصطلاح دیکھی جائے۔



ویت کے دین کو شافعیہ و حنابلہ نے جاری قرار دیا ہے، حنفیہ
کے نزدیک اس کو دین قرار دیتے ہیں، جیسا کہ ابن عابدین
نے ابو سعید کے واسطے سے دیکھی سے نقل کیا ہے۔
مالکیہ کہتے ہیں کہ: ویت میں دین اور دھرمے چاندیوں میں
اختلاف قرار دیا جائے۔

پھر جیسا کہ ابن عابدین نے کہا ہے سید کے پاس برہن کے
بچے حصہ میں رکوں کے ہائے قائم ہے، ہر دین ویتوں، انھوں کے
نیچے گردن کے اوپر حصہ میں رکوں کا کانا ہے۔

ور چاندی کو کھڑا کر کے اس کے پاؤں پاؤں کو ہاندہ رنڈ کرنا
مسنوں ہے، یونکہ حضرت عبدالرحمن بن سابط سے مروی ہے: ”ان
انسی سببہ واصحابہ كانوا يمسحون بالبلية معقولة
المسرى، فاسمة على ما بقي من قوائمه“^(۱) (بن کریم
علیہ السلام اور ان کے اصحاب ہندہ کو پایاں پاؤں ہاندہ کر، بقیہ میں نہ
کھڑا کر کے رنڈ کرتے تھے، ”واللہ تعالیٰ اعلم“ ہے: ”فدا وحیث
جسویہا“^(۲) (پھر جب وہ رنڈ کے مل رہے ہیں) جو اس بات کی
دلیل ہے کہ چاندی کو کھڑا کر کے رنڈ کیا جائے۔

نح کا طریقہ یہ ہے کہ نیزہ سے اس وہرہ (گڈھا) میں مارا جائے
جو یہہ گردن کی جڑ میں ہے^(۳)۔

(۱) حدیث عبدالرحمن بن سابط: ”ان النبی ﷺ واصحابہ...“ کی
روایت ابو داؤد (۳۷۱/۲ طبع عزت حیدر دہاس) نے حضرت عبدالرحمن
بن سابط سے مروی اور حضرت جابر بن عبد اللہ کی تفصیل حدیث سے ظہور کی
ہے اس کی اصل صحیح بخاری (الصحیح ۵۵۳ طبع المستقیم) اور مسلم
(۵۸۸/۲ طبع المکتب) میں ہے۔

(۲) سورۃ حج ۳۶۔

(۳) ابن ماجہ ۵/۱۹۴، السنن ۲/۱۰۰، معنی لکھا ج ۳، ۱۷۱، کتاب الفتن
۳، ۷، اہم فی ہذا مکرر الکتاب ۲۲۰/۳۔

کی وجہ سے بعض احکام میں فرق ہوتا ہے، ایسے اہم احکام آگے دیے
ہوں گے۔

الف- باد یہ میں اذان:

۳- اذان کے لئے اپنے ایمات میں ہر نماز کے وقت وہ کہتا
مستنون ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو سعیدؓ سے
فرمایا: ”ایک رجل تعجب الغم والبادية، فإذا دخل وقت
الصلاة فاذن، وارفع صوتك بالنداء، فإنه لا يسمع
مدى صوت المؤذن جن ولا إنس ولا شيء إلا شهد له
يوم القيامة“^(۱) (تم بکری اور دیہات کو پسند کرنے والے شخص ہو تو
جب مار کا وقت آئے تو اذان دے، اور بلند آواز سے دے، اس سے کہ
مومن کی آواز جہاں تک بھی جس کی ذہن یا انسان یا کسی شے تک پہنچتی
ہے وہ قیامت کے دن اس کے سے کوئی نہ کی)، دیکھئے:
”دھ“۔

ب- جمعہ اور عیدین کا ستوت:

۴- یہ باتوں پر مار جمعہ ”جب کہیں ہے، اگر وہ چننا باد یہ میں نماز
جمعہ قائم کریں تو عدم مستیطان (یعنی نہ بنائے) کی وجہ سے جمعہ
درست نہیں ہوگا، یہ نکتہ مدینہ کے تراویح میں دیکھا گیا تھا، ورنہ
اسلام قبل کرنے والے قبائل کو جمعہ کا حکم میں دیا گیا تھا، ورنہ
اسوں نے جمعہ قائم کیا، اگر اسوں نے نماز جمعہ قائم کی ہوتی تو اسے
ضد منقل یا جانا، بدوئی جمعہ ماہگیرین طرف سے کافی نہیں ہوتی،

(۱) دیکھ علی شریح لمباح ۲۹۸، (اصناف ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵

میں گروہ کی جگہ مقیم ہوں جہاں شہ کی وہاں وہ سنتے ہوں تو ان پر نماز جمعہ جب ہوں (۱)۔

حج قربانی کا وقت:

۵- جمہور کے نزدیک قربانی کا وقت: یہاں کے لئے یہی ہے جو شہ یوں کے ہے، حنیف نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: چونکہ یہاں والوں پر نماز عید واجب نہیں۔ اس لئے جا رہے کہ عید کے دن صبح صادق کے بعد ہی وہ اپنی قربانی کریں، مین شہ والے نماز عید کے بعد ہی قربانی کا جانور ذبح کر سکتے ہیں، اس سے کہ عید کی نماز اس پر واجب ہے (۲)۔

۱- وظیفہ کا عدم تحقیق:

۶- وظیفہ شہ کے رہنے والوں کے ساتھ مخصوص ہے، یہاں والوں کے سے بیت المال سے کوئی وظیفہ جاری نہیں ہوتا، نہ ہی فوجی وظیفہ اور نہ پچوں کے اثراجات، حتیٰ کہ ابو حنیفہ نے فرمایا: ہم کو نہ رسول اللہ ﷺ اور نہ آپ کے بعد اثر میں سے کسی کے متعلق یہ معلوم ہے کہ انہوں نے ایسا کیا ہو یعنی دیہات والوں کو فوجی وظیفہ یا پچوں کے وظیفہ دئے ہوں، سوائے اس شہ والوں کے جو اسلام کی طرف سے دفاع کے مل ہیں، اس کی دلیل حضرت بریدہ دلی مرفوعاً حدیث ہے، فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ جب کسی فوج یا کھڑی پر کوئی سپہ سالار مقرر فرماتے تو اسے اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور

مسلمانوں کے حق میں خیر کی مصیبت فرماتے پھر فرماتے: اللہ کی راہ میں اللہ کے نام پر جنگ کرو۔ اس سے قبل کہ وہ جنوں نے اللہ کا نکار کیا، جنگ کرو، زیادتی نہ کرو، جھوٹ نہ دو، مشد نہ کرو، کسی بچہ کو قتل مت کرو، سب شرکین میں سے اپنے دشمن کا سامن ہو تو نہیں تیں باتوں کی طرف مائل، اس میں سے جو بھی ہتھیار کر لیں تو اسے تمہارا لوہو ان سے نہ کر لو، پھر انہیں اسلام کی دعوت دو، اگر قبول کر لیں تو اس کو اور ان سے جنگ کرنے سے رک جاؤ، پھر انہیں اپنے ملک سے منتقل ہو کر مہاجرین کے ملک آنے کی دعوت دو، اور انہیں بتاؤ کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو انہیں وہ حقوق ملیں گے جو مہاجرین کے ہیں، ورنہ اس پر مودہ اریاں ہوں گی جو مہاجرین پر ہیں، اگر وہاں سے منتقل ہونے سے انکار کریں تو انہیں بتاؤ کہ وہ عراب مسلمانوں کی طرح ہوں گے، اس پر اللہ کے وہ احکام جاری ہوں گے جو مومنین پر جاری ہوتے ہیں اور انہیں غنیمت اور فی میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا، بلا یہ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد کریں، اگر وہ انکار کریں تو ان سے یہ طلب کرو، اگر مان لیں تو قبل کر لو اور اگر نہ کرے، انکار کریں تو اللہ سے مدد طلب کرو، ان سے قبل کرو، اور جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرو، اور وہ تم سے مطالبہ کریں کہ تم ان کے سے اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ، یہ تو تم نہیں اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ مت دو، اس تم اپنا اور اپنے اصحاب کا وعدہ دو، اس سے کہ تم اپنے اپنے اپنے اصحاب کے وعدہ کی خلاف ورزی نہ کرو تو یہ اللہ اور اس کے رسول کے وعدہ کی خلاف ورزی کرنے سے آسان ہے، اور جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرو، اور وہ مطالبہ کریں کہ تم انہیں اللہ کے فیصلہ پر اترنے، یہ تو تم نہیں اللہ کے فیصلہ پر مت اترنا، بلکہ اپنے فیصلہ پر اترنے دو، یہ نہ کہ تم نہیں جانتے کہ تم اس کے حق میں اللہ کے فیصلہ کو

(۱) ابن ماجہ بن ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ۲۱۸۰، ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، ۲۱۸۶، ۲۱۸۷، ۲۱۸۸، ۲۱۸۹، ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، ۲۱۹۲، ۲۱۹۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵، ۲۲۰۶، ۲۲۰۷، ۲۲۰۸، ۲۲۰۹، ۲۲۱۰، ۲۲۱۱، ۲۲۱۲، ۲۲۱۳، ۲۲۱۴، ۲۲۱۵، ۲۲۱۶، ۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ۲۲۱۹، ۲۲۲۰، ۲۲۲۱، ۲۲۲۲، ۲۲۲۳، ۲۲۲۴، ۲۲۲۵، ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، ۲۲۲۸، ۲۲۲۹، ۲۲۳۰، ۲۲۳۱، ۲۲۳۲، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۲۳۵، ۲۲۳۶، ۲۲۳۷، ۲۲۳۸، ۲۲۳۹، ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، ۲۲۴۲، ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ۲۲۴۶، ۲۲۴۷، ۲۲۴۸، ۲۲۴۹، ۲۲۵۰، ۲۲۵۱، ۲۲۵۲، ۲۲۵۳، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵، ۲۲۵۶، ۲۲۵۷، ۲۲۵۸، ۲۲۵۹، ۲۲۶۰، ۲۲۶۱، ۲۲۶۲، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۶۵، ۲۲۶۶، ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، ۲۲۶۹، ۲۲۷۰، ۲۲۷۱، ۲۲۷۲، ۲۲۷۳، ۲۲۷۴، ۲۲۷۵، ۲۲۷۶، ۲۲۷۷، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱، ۲۲۸۲، ۲۲۸۳، ۲۲۸۴، ۲۲۸۵، ۲۲۸۶، ۲۲۸۷، ۲۲۸۸، ۲۲۸۹، ۲۲۹۰، ۲۲۹۱، ۲۲۹۲، ۲۲۹۳، ۲۲۹۴، ۲۲۹۵، ۲۲۹۶، ۲۲۹۷، ۲۲۹۸، ۲۲۹۹، ۲۳۰۰، ۲۳۰۱، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۲۳۰۴، ۲۳۰۵، ۲۳۰۶، ۲۳۰۷، ۲۳۰۸، ۲۳۰۹، ۲۳۱۰، ۲۳۱۱، ۲۳۱۲، ۲۳۱۳، ۲۳۱۴، ۲۳۱۵، ۲۳۱۶، ۲۳۱۷، ۲۳۱۸، ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، ۲۳۲۱، ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، ۲۳۲۴، ۲۳۲۵، ۲۳۲۶، ۲۳۲۷، ۲۳۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۰، ۲۳۳۱، ۲۳۳۲، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۳۵، ۲۳۳۶، ۲۳۳۷، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹، ۲۳۴۰، ۲۳۴۱، ۲۳۴۲، ۲۳۴۳، ۲۳۴۴، ۲۳۴۵، ۲۳۴۶، ۲۳۴۷، ۲۳۴۸، ۲۳۴۹، ۲۳۵۰، ۲۳۵۱، ۲۳۵۲، ۲۳۵۳، ۲۳۵۴، ۲۳۵۵، ۲۳۵۶، ۲۳۵۷، ۲۳۵۸، ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ۲۳۶۱، ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵، ۲۳۶۶، ۲۳۶۷، ۲۳۶۸، ۲۳۶۹، ۲۳۷۰، ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، ۲۳۷۳، ۲۳۷۴، ۲۳۷۵، ۲۳۷۶، ۲۳۷۷، ۲۳۷۸، ۲۳۷۹، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۲، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۳۸۵، ۲۳۸۶، ۲۳۸۷، ۲۳۸۸، ۲۳۸۹، ۲۳۹۰، ۲۳۹۱، ۲۳۹۲، ۲۳۹۳، ۲۳۹۴، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۳۹۷، ۲۳۹۸، ۲۳۹۹، ۲۴۰۰، ۲۴۰۱، ۲۴۰۲، ۲۴۰۳، ۲۴۰۴، ۲۴۰۵، ۲۴۰۶، ۲۴۰۷، ۲۴۰۸، ۲۴۰۹، ۲۴۱۰، ۲۴۱۱، ۲۴۱۲، ۲۴۱۳، ۲۴۱۴، ۲۴۱۵، ۲۴۱۶، ۲۴۱۷، ۲۴۱۸، ۲۴۱۹، ۲۴۲۰، ۲۴۲۱، ۲۴۲۲، ۲۴۲۳، ۲۴۲۴، ۲۴۲۵، ۲۴۲۶، ۲۴۲۷، ۲۴۲۸، ۲۴۲۹، ۲۴۳۰، ۲۴۳۱، ۲۴۳۲، ۲۴۳۳، ۲۴۳۴، ۲۴۳۵، ۲۴۳۶، ۲۴۳۷، ۲۴۳۸، ۲۴۳۹، ۲۴۴۰، ۲۴۴۱، ۲۴۴۲، ۲۴۴۳، ۲۴۴۴، ۲۴۴۵، ۲۴۴۶، ۲۴۴۷، ۲۴۴۸، ۲۴۴۹، ۲۴۵۰، ۲۴۵۱، ۲۴۵۲، ۲۴۵۳، ۲۴۵۴، ۲۴۵۵، ۲۴۵۶، ۲۴۵۷، ۲۴۵۸، ۲۴۵۹، ۲۴۶۰، ۲۴۶۱، ۲۴۶۲، ۲۴۶۳، ۲۴۶۴، ۲۴۶۵، ۲۴۶۶، ۲۴۶۷، ۲۴۶۸، ۲۴۶۹، ۲۴۷۰، ۲۴۷۱، ۲۴۷۲، ۲۴۷۳، ۲۴۷۴، ۲۴۷۵، ۲۴۷۶، ۲۴۷۷، ۲۴۷۸، ۲۴۷۹، ۲۴۸۰، ۲۴۸۱، ۲۴۸۲، ۲۴۸۳، ۲۴۸۴، ۲۴۸۵، ۲۴۸۶، ۲۴۸۷، ۲۴۸۸، ۲۴۸۹، ۲۴۹۰، ۲۴۹۱، ۲۴۹۲، ۲۴۹۳، ۲۴۹۴، ۲۴۹۵، ۲۴۹۶، ۲۴۹۷، ۲۴۹۸، ۲۴۹۹، ۲۵۰۰، ۲۵۰۱، ۲۵۰۲، ۲۵۰۳، ۲۵۰۴، ۲۵۰۵، ۲۵۰۶، ۲۵۰۷، ۲۵۰۸، ۲۵۰۹، ۲۵۱۰، ۲۵۱۱، ۲۵۱۲، ۲۵۱۳، ۲۵۱۴، ۲۵۱۵، ۲۵۱۶، ۲۵۱۷، ۲۵۱۸، ۲۵۱۹، ۲۵۲۰، ۲۵۲۱، ۲۵۲۲، ۲۵۲۳، ۲۵۲۴، ۲۵۲۵، ۲۵۲۶، ۲۵۲۷، ۲۵۲۸، ۲۵۲۹، ۲۵۳۰، ۲۵۳۱، ۲۵۳۲، ۲۵۳۳، ۲۵۳۴، ۲۵۳۵، ۲۵۳۶، ۲۵۳۷، ۲۵۳۸، ۲۵۳۹، ۲۵۴۰، ۲۵۴۱، ۲۵۴۲، ۲۵۴۳، ۲۵۴۴، ۲۵۴۵، ۲۵۴۶، ۲۵۴۷، ۲۵۴۸، ۲۵۴۹، ۲۵۵۰، ۲۵۵۱، ۲۵۵۲، ۲۵۵۳، ۲۵۵۴، ۲۵۵۵، ۲۵۵۶، ۲۵۵۷، ۲۵۵۸، ۲۵۵۹، ۲۵۶۰، ۲۵۶۱، ۲۵۶۲، ۲۵۶۳، ۲۵۶۴، ۲۵۶۵، ۲۵۶۶، ۲۵۶۷، ۲۵۶۸، ۲۵۶۹، ۲۵۷۰، ۲۵۷۱، ۲۵۷۲، ۲۵۷۳، ۲۵۷۴، ۲۵۷۵، ۲۵۷۶، ۲۵۷۷، ۲۵۷۸، ۲۵۷۹، ۲۵۸۰، ۲۵۸۱، ۲۵۸۲، ۲۵۸۳، ۲۵۸۴، ۲۵۸۵، ۲۵۸۶، ۲۵۸۷، ۲۵۸۸، ۲۵۸۹، ۲۵۹۰، ۲۵۹۱، ۲۵۹۲، ۲۵۹۳، ۲۵۹۴، ۲۵۹۵، ۲۵۹۶، ۲۵۹۷، ۲۵۹۸، ۲۵۹۹، ۲۶۰۰، ۲۶۰۱، ۲۶۰۲، ۲۶۰۳، ۲۶۰۴، ۲۶۰۵، ۲۶۰۶، ۲۶۰۷، ۲۶۰۸، ۲۶۰۹، ۲۶۱۰، ۲۶۱۱، ۲۶۱۲، ۲۶۱۳، ۲۶۱۴، ۲۶۱۵، ۲۶۱۶، ۲۶۱۷، ۲۶۱۸، ۲۶۱۹، ۲۶۲۰، ۲۶۲۱، ۲۶۲۲، ۲۶۲۳، ۲۶۲۴، ۲۶۲۵، ۲۶۲۶، ۲۶۲۷، ۲۶۲۸، ۲۶۲۹، ۲۶۳۰، ۲۶۳۱، ۲۶۳۲، ۲۶۳۳، ۲۶۳۴، ۲۶۳۵، ۲۶۳۶، ۲۶۳۷، ۲۶۳۸، ۲۶۳۹، ۲۶۴۰، ۲۶۴۱، ۲۶۴۲، ۲۶۴۳، ۲۶۴۴، ۲۶۴۵، ۲۶۴۶، ۲۶۴۷، ۲۶۴۸، ۲۶۴۹، ۲۶۵۰، ۲۶۵۱، ۲۶۵۲، ۲۶۵۳، ۲۶۵۴، ۲۶۵۵، ۲۶۵۶، ۲۶۵۷، ۲۶۵۸، ۲۶۵۹، ۲۶۶۰، ۲۶۶۱، ۲۶۶۲، ۲۶۶۳، ۲۶۶۴، ۲۶۶۵، ۲۶۶۶، ۲۶۶۷، ۲۶۶۸، ۲۶۶۹، ۲۶۷۰، ۲۶۷۱، ۲۶۷۲، ۲۶۷۳، ۲۶۷۴، ۲۶۷۵، ۲۶۷۶، ۲۶۷۷، ۲۶۷۸، ۲۶۷۹، ۲۶۸۰، ۲۶۸۱، ۲۶۸۲، ۲۶۸۳، ۲۶۸۴، ۲۶۸۵، ۲۶۸۶، ۲۶۸۷، ۲۶۸۸، ۲۶۸۹، ۲۶۹۰، ۲۶۹۱، ۲۶۹۲، ۲۶۹۳، ۲۶۹۴، ۲۶۹۵، ۲۶۹۶، ۲۶۹۷، ۲۶۹۸، ۲۶۹۹، ۲۷۰۰، ۲۷۰۱، ۲۷۰۲، ۲۷۰۳، ۲۷۰۴، ۲۷۰۵، ۲۷۰۶، ۲۷۰۷، ۲۷۰۸، ۲۷۰۹، ۲۷۱۰، ۲۷۱۱، ۲۷۱۲، ۲۷۱۳، ۲۷۱۴، ۲۷۱۵، ۲۷۱۶، ۲۷۱۷، ۲۷۱۸، ۲۷۱۹، ۲۷۲۰، ۲۷۲۱، ۲۷۲۲، ۲۷۲۳، ۲۷۲۴، ۲۷۲۵، ۲۷۲۶، ۲۷۲۷، ۲۷۲۸، ۲۷۲۹، ۲۷۳۰، ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ۲۷۳۳، ۲۷۳۴، ۲۷۳۵، ۲۷۳۶، ۲۷۳۷، ۲۷۳۸، ۲۷۳۹، ۲۷۴۰، ۲۷۴۱، ۲۷۴۲، ۲۷۴۳، ۲۷۴۴، ۲۷۴۵، ۲۷۴۶، ۲۷۴۷، ۲۷۴۸، ۲۷۴۹، ۲۷۵۰، ۲۷۵۱، ۲۷۵۲، ۲۷۵۳، ۲۷۵۴، ۲۷۵۵، ۲۷۵۶، ۲۷۵۷، ۲۷۵۸، ۲۷۵۹، ۲۷۶۰، ۲۷۶۱، ۲۷۶۲، ۲۷۶۳، ۲۷۶۴، ۲۷۶۵، ۲۷۶۶، ۲۷۶۷، ۲۷۶۸، ۲۷۶۹، ۲۷۷۰، ۲۷۷۱، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳، ۲۷۷۴، ۲۷۷۵، ۲۷۷۶، ۲۷۷۷، ۲۷۷۸، ۲۷۷۹، ۲۷۸۰، ۲۷۸۱، ۲۷۸۲، ۲۷۸۳، ۲۷۸۴، ۲۷۸۵، ۲۷۸۶، ۲۷۸۷، ۲۷۸۸، ۲۷۸۹، ۲۷۹۰، ۲۷۹۱، ۲۷۹۲، ۲۷۹۳، ۲۷۹۴، ۲۷۹۵، ۲۷۹۶، ۲۷۹۷، ۲۷۹۸، ۲۷۹۹، ۲۸۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۰۲، ۲۸۰۳، ۲۸۰۴، ۲۸۰۵، ۲۸۰۶، ۲۸۰۷، ۲۸۰۸، ۲۸۰۹، ۲۸۱۰، ۲۸۱۱، ۲۸۱۲، ۲۸۱۳، ۲۸۱۴، ۲۸۱۵، ۲۸۱۶، ۲۸۱۷، ۲۸۱۸، ۲۸۱۹، ۲۸۲۰، ۲۸۲۱، ۲۸۲۲، ۲۸۲۳، ۲۸۲۴، ۲۸۲۵، ۲۸۲۶، ۲۸۲۷، ۲۸۲۸، ۲۸۲۹، ۲۸۳۰، ۲۸۳۱، ۲۸۳۲، ۲۸۳۳، ۲۸۳۴، ۲۸۳۵، ۲۸۳۶، ۲۸۳۷، ۲۸۳۸، ۲۸۳۹، ۲۸۴۰، ۲۸۴۱، ۲۸۴۲، ۲۸۴۳، ۲۸۴۴، ۲۸۴۵، ۲۸۴۶، ۲۸۴۷، ۲۸۴۸، ۲۸۴۹، ۲۸۵۰، ۲۸۵۱، ۲۸۵۲، ۲۸۵۳، ۲۸۵۴، ۲۸۵۵، ۲۸۵۶، ۲۸۵۷، ۲۸۵۸، ۲۸۵۹، ۲۸۶۰، ۲۸۶۱، ۲۸۶۲، ۲۸۶۳، ۲۸۶۴، ۲۸۶۵، ۲۸۶۶، ۲۸۶۷، ۲۸۶۸، ۲۸۶۹، ۲۸۷۰، ۲۸۷۱، ۲۸۷۲، ۲۸۷۳، ۲۸۷۴، ۲۸۷۵، ۲۸۷۶، ۲۸۷۷، ۲۸۷۸، ۲۸۷۹، ۲۸۸۰، ۲۸۸۱، ۲۸۸۲، ۲۸۸۳، ۲۸۸۴، ۲۸۸۵، ۲۸۸۶، ۲۸۸۷، ۲۸۸۸، ۲۸۸۹، ۲۸۹۰، ۲۸۹۱، ۲۸۹۲، ۲۸۹۳، ۲۸۹۴، ۲۸۹۵، ۲۸۹۶، ۲۸۹۷، ۲۸۹۸، ۲۸۹۹، ۲۹۰۰، ۲۹۰۱، ۲۹۰۲، ۲۹۰۳، ۲۹۰۴، ۲۹۰۵، ۲۹۰۶، ۲۹۰۷، ۲۹۰۸، ۲۹۰۹، ۲۹۱۰، ۲۹۱۱، ۲۹۱۲، ۲۹۱۳، ۲۹۱۴، ۲۹۱۵، ۲۹۱۶، ۲۹۱۷، ۲۹۱۸، ۲۹۱۹، ۲۹۲۰، ۲۹۲۱، ۲۹۲۲، ۲۹۲۳، ۲۹۲۴، ۲۹۲۵، ۲۹۲۶، ۲۹۲۷، ۲۹۲۸، ۲۹۲۹، ۲۹۳۰، ۲۹۳۱، ۲۹۳۲، ۲۹۳۳، ۲۹۳۴، ۲۹۳۵، ۲۹۳۶، ۲۹۳۷، ۲۹۳۸، ۲۹۳۹، ۲۹۴۰، ۲۹۴۱، ۲۹۴۲، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۴۶، ۲۹۴۷، ۲۹۴۸، ۲۹۴۹، ۲۹۵۰، ۲۹۵۱، ۲۹۵۲، ۲۹۵۳، ۲۹۵۴، ۲۹۵۵، ۲۹۵۶، ۲۹۵۷، ۲۹۵۸، ۲۹۵۹، ۲۹۶۰، ۲۹۶

پاؤں گے یا نہیں“ (۱)۔

میں امام و عام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اگر دیہات والوں پر زیادتی کی جائے تو جاب و مال سے ان کی مدد کریں اور ان کا دفاع کریں، اور اگر کوئی مصیبت یا قحط مازل ہو تو اذیات اور غمخواری سے مدد کریں (۲)۔

دیہات منتقل نہیں رہتا، یہ تک (دیہات میں) دیں، علم و رہنمائی سے ضروری کا ضرر اس سے پہچانے گا، اگر وہ دیہات میں پائے تو شہر منتقل رہتا ہے، یہ تک یہ نقلی اس کے مفاد میں ہے، اور دیہات میں رہتا ہے، جیسا کہ شافعی نے اس کی صراحت کی ہے تفصیلات اصطلاح ”تبیح“ میں لکھی جائے (۳)۔

ح- دیہات و شہر و لوں کے مائلہ میں داخل نہیں، ہر سی طرح برعکس:

۷- دیہاتی شہری قافل کے مائلہ میں داخل نہیں، اور نہ شہری دیہاتی قافل کے مائلہ میں داخل ہے، اس لئے کہ، دونوں میں باہمی مرمت نہیں ہوتی جیسا کہ مالک کہتے ہیں (۴) تفصیل کے لئے، نکتہ: اصطلاح ”مائلہ“۔

ح- شہری کے خلاف دیہاتی کی شہادت: ۱۰- شہری کے خلاف، دیہاتی کی شہادت کے مسئلہ میں اختلاف ہے، جمہور نے اس کو درست قرار دیا ہے، اور مالک نے منع کیا ہے (۲)۔ یہ تک رسول اللہ ﷺ کا قول ہے: ”لا تجوز شہادۃ بدوی علی صاحب قریۃ“ (۳) (بدوی کی شہادت صاحب قریہ کے خلاف درست نہیں ہے)، اور اس لئے بھی کہ، وہ عموماً شہادت کو صحیح طریقہ پر دیتا نہیں رہتا۔

و- دیہاتی کی امامت:

۸- نماز میں اعرابی کی امامت مکروہ ہے جیسا کہ حنبلی کہتے ہیں، اس سے عموماً ان میں حتام سے اجتناب ہوتا ہے (۴)۔ فقہاء نے کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ جماعہ میں اس کا ذکر فرمایا ہے، (دیکھئے ”امتہ الصلاۃ“، ”صلاۃ جماعہ“).

ط- حلال کھانے کی تعیین میں دیہات والوں کی بات فیصل نہیں:

۱۱- جن کھانوں کے احکام شریعت میں منصوص نہیں ان کی بات خبیث اور طیب کی پہچان میں کن لوگوں کی طرف رجوع کیا جائے گا؟ شافعی اور حنابلہ کے نزدیک اس سلسلہ میں صرف شہر کے عربوں پر اکتفا کیا جائے گا، امام نووی فرماتے ہیں: اس سلسلہ میں رہیں،

ز- اگر رٹ بچہ کو دیہات منتقل کرنا اور اس کا حکم:

۹- اگر کوئی شہری یا دیہاتی شہر میں لاوارث کوئی بچہ پائے تو اسے

(۱) حاشیہ فیولی ۱۲۵/۵، اسنی الطالب ۲/۲۷۷۔

(۲) اسنی ۹/۱۷۷۔

(۳) حدیث ”لا تجوز شہادۃ بدوی“۔ ”کنز روایت ابو داؤد“ (۲/۲۷۷) ص ۴ عزت عید دماس) اور حاکم (۳/۹۹) طبع دائرة المعارف البیروتی) کے ہے ابن دقتی البیروتی کہتا ہے اس کے رجال انتہائی صحیح کے جاب ہیں (الامام ص ۵۲۰ طبع دارالافتاء اسلامیہ البیروتی)۔

(۴) حدیث بریدہ ”إذا ثبت غلوک...“ کی روایت مسلم (۳/۳۵۷) طبع نجفی) نے کی ہے۔

(۲) الا اذا بنی عید ص ۲۲۷ اور اس کے بعد کے صفحات طبع مصطفیٰ محمد۔

(۳) شرح صغیر ص ۲۰۲ طبع دارالطہارہ۔

(۴) الاقتیاد ص ۵۸ طبع دارالسر فیروت۔

جامد و لے مال و روختال عربوں کی جانب رجوت کیا جائے گا
نہ کہ دیہات کے رہنے والے گنہگار، فقر، اور محتاجوں کی طرف،
بن قہ امیر مانتے ہیں: اس لئے کہ یہ لوگ نہ ہر ت اور حکمرانی کی وجہ
سے جو پاتے ہیں کھیت ہیں^(۱)۔

بذر

کی۔ دیہات و روستوں میں سے عدت والی عورت کے کوچ
کرنے کا حکم:

۱۲۔ اہل دیہات کی زندگی میں اصل یہی ہے کہ شاداب علاقوں کی
تلاش میں ایک دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں، اس لئے یہ بات
عدت والی عورت کے اہل خانہ اگر منتقل ہوں تو وہ بھی ان کے
ساتھ منتقل ہوگی اور گنہگار نہیں ہوگی۔ چونکہ اہل خانہ کو چھوڑ کر تنہا
اس کا قیام باعث حرج ہے، اور اس لئے بھی کہ سفر ان کی رہائی کا
لازمہ ہے، کتب فقہ میں کتاب عدت کے تحت مقامائے اس پڑھنگو
فرمانی ہے^(۲)۔

ک۔ دیہاتی کا شہری ہو جانا:

۱۳۔ اگر دیہاتی شہر میں آکر آباد ہو جائے تو شیر والوں میں شمار ہوتا
اور شہر کے احکام اس پر جاری ہوں گے۔

تعریف:

۱۔ بدو رقت میں چھتی کے لئے زمین میں دانہ ڈالنے کا نام ہے، یہی
مصدر ہے، اور کبھی اس کا اطلاق بچ پر بھی ہوتا ہے، تو اس صورت میں
مصدر کا اطلاق اسم مفعول پر ہوتا ہے۔
فقہی استعمال اس مفہوم سے الگ نہیں ہے^(۱)۔

اجمائی حکم:

۲۔ کاشت کے لئے زمین میں بچ ڈالنے کی بہت صل یہ ہے کہ یہ
مباح ہے اور اس کی کاشت مباح ہو، لیکن قہت قرآنی ہے:
”فَإِنْ أَنْتُمْ مِمَّنْ تَحْرِفُونَ“ ”فَإِنْ تَرَدُّعُوهُ“ ”مِنْ الرَّاغِبِينَ“^(۲)
(چھاپہ یہ تھا کہ جو کچھ تم بولتے ہو سے تم گاتے ہو یا (اس کے)
اگانے والے ہیں)۔

یہ آیت احسان و امتنان کی جست سے کاشت کی بدعت پر دلالت
رہی ہے، چھتی کبھی صدقہ کی نیت کی وجہ سے مندوب ہوتی ہے،
اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”مَنْ سَمِعَ غَرَسَ يَغْرِسْ
غَرَسًا، أَوْ يَرْعَى رِعًا، فَلْيَاكُلْ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ“

(۱) لسان العرب، الکلیات، مادہ ”بذر“، طبع المکتبۃ المدینہ، ۲۰، تہذیبیہ ریہ

بر حاشیہ الفتاویٰ الہندیہ ۱/۸۸۔

(۲) سورۃ بقرہ ۳، ۵۴۔

(۱) مجموعہ ۲۵/۸، طبع المکتبۃ المدینہ، ۵۸/۸، طبع المکتبۃ المدینہ۔

(۲) مکتبۃ المدینہ، ۵۴/۷، طبع المکتبۃ المدینہ۔

۱۔ ہر کی رائے یہ ہے کہ وضامن نہیں ہوگا حقیقہ کے رد ایک یہی
زیادہ صحیح اور حقیقی ہے رائے ہے، اور یہی رائے مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ
کی ہے۔

اس اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ حاکم (محلی) لہجہ خاص ہے یہ
لہجہ عام، جن فقہاء نے اسے لہجہ خاص مانا سے وضامن نہیں قرار
دیا^(۱)، اور جنہوں نے اسے لہجہ عام مانا جیسے ابو یوسف اور محمد،
انہوں نے اسے وضامن قرار دیا۔

ان مقامات کی تفصیل کے لئے دیکھی جائیں اصطلاحات:
"اجارہ"، "ضمان"، (۲) "خفارہ" (۳)۔



بذرقہ

تعریف:

۱۔ بہذرقہ کا لفظ من خلو یہ کہتے ہیں کہ فارسی ہے جسے عربی کا حامد
پہنا دیا گیا ہے، اور نہ آیا ہے کہ یہ یہ خالص عربی لفظ ہے۔ اس کا
معنی: خفارہ (محفلت) ہے۔ یہی جماعت جو تافلہ کے آگے آئے
حفاظت کے سے چلتی ہے۔

اس لفظ کا تافلہ بعض حصرت "ول" سے رتے ہیں، اور بعض
حصرت "ول" سے، اور کچھ لوگ دونوں حروف سے تافلہ رتے ہیں۔
یہ لفظ اصطلاحاً بھی اسی معنی میں مستعمل ہے، بلکہ اس سے منہ
وغیرہ میں نگرانی و حفاظت مراد لی جاتی ہے^(۱)۔

جہان حکم:

۲۔ علماء نے بالاتفاق بذرقہ "خفارہ" (نگرانی) یا "حصرت" (حفاظت) کو
درست قرار دیا ہے، اور اس پر اتہاتے نیما جائز قرار دیا ہے۔

اُمیں وضامن قرار دینے میں متنباء کی ۱۰۰ را میں ہیں، اس اختلاف
کی بنیاد بذرقہ کی تصویر کشی پر ہے کہ آیا یہ اجارہ عام ہے یا اجارہ خاص۔
یہی رائے یہ ہے کہ وہ اس چیز کی قیمت کا وضامن ہوگا جو اس سے
کھو جائے، یہ رائے حنفیہ میں سے امام ابو یوسف اور محمد کی ہے۔

(۱) سنن العرب، المصباح المہر: "بذرقہ"، ابن ماجہ ص ۲۳/۵ طبع
بولاق، تحفۃ الکام بہامش فتح البعلی طہاک ۲۸۷/۲ طبع انجاریہ الکبری
قلیوبہ عمیرہ ص ۸۱ طبع المکتب، کتابہ ص ۳۲/۳

(۱) الہدایہ ص ۳۶۳ البدائع ص ۲۱۱، الہدایہ ص ۱۰۸، الہدایہ ص ۱۰۸، الہدایہ ص ۱۰۸،
کشاف ص ۳۵۵، الہدایہ ص ۱۰۸، الہدایہ ص ۱۰۸، الہدایہ ص ۱۰۸،
(۲) البدائع ص ۲۱۱، الہدایہ ص ۲۳۳، الہدایہ ص ۱۰۸، الہدایہ ص ۱۰۸،
ابن ماجہ ص ۳۰، الہدایہ ص ۲۸، الہدایہ ص ۱۰۵، الہدایہ ص ۱۰۵،
ص ۸۱

(۳) کتب کی رائے ہے کہ اگر حفاظ کسی شخص کا مال ہو تو اس پر اجیر خاص کے
احکام جاری ہونے چاہئیں، اور اگر حفاظ کا مال ہو تو اس پر اس راستہ سے
کدو سے ملے تمام مالوں کے لئے مشترک و غیرہ کا حکم جاری ہونا چاہئے۔

فارغ ہوا اور بری ہوا۔

اصطلاح میں ہر کسی شخص کا دوسرے کے ذمہ یا اس کے تیس ہذا حق ساتھ نہ رہا کہ کو کہتے ہیں، معاملات و رویوں میں اس کی تعریف آتی مالکی نے یوں کی ہے: اپنے مدیون کے ذمہ سے دین کو ساتھ نہ رہا کہ وہ اس سے ذمہ کو فارغ نہ رہا۔

یہ شرط خلوہ (ان) نے بری نہ رہا کہ مدیون کو اپنے مدیون کے ذمہ سے اس کو ساتھ نہ رہا کہ ذمہ کو فارغ نہ رہا کہ تو یہ امت حاصل ہوئی۔ اس طرح نہ رہا کہ دوسرے کے سبب میں سے ایک سبب ہے، نہ امت بھی نہ رہا کہ اپنے سے حاصل ہوتی ہے اور کبھی دوسرے سبب سے، جیسے کہ قرض خلوہ مدیون سے اپنا حق وصول کر لے، وضمان کا سبب ان کے فعل کے علاوہ کسی دوسرے عامل کی وجہ سے رال ہو جائے۔ نہ کبھی اس دونوں ("بر" "برمت") میں سے ایک لفظ دوسرے کی جگہ استعمال ہوتا ہے، اس لئے کہ اس دونوں کے درمیان اثر اور مؤثر کا تعلق ہے^(۱)، (دیکھئے: ہمدان)۔

ب- مباراة:

۳- مباراة لغت کی رو سے برادۃ سے مفالست کا صیغہ ہے، یہ وہ جانب سے برادۃ میں اشتراک کو کہتے ہیں^(۲)، اور یہ لفظ طلع میں شمار ہوتا ہے، اگرچہ اس کے درمیان مبارات، نفع ہوتا نکاح سے تعلق رکھنے والے ہر ایک کے دوسرے کے تین حقوق کو ساتھ نہ رہا کہ ہے، اس میں تفصیل بھی ہے، اس لفظ کا اکثر استعمال بیوی کا شوہر پر لازم اپنے حقوق کو طلاق کے عوض ساتھ نہ رہنے کے لئے ہوتا

براءة

تعریف:

۱- برادۃ لغت میں کسی شئی سے نکل جانے اور اس سے جدا ہو جانے کو کہتے ہیں، اس کی اصل "البرء" ہے جو "القطع" کے معنی میں ہے، پس برادۃ کے معنی تعلق قطع کرنے کے ہوئے، کہا جاتا ہے: "برئت من الشمس"، و البراء برادۃ "جب کسی شئی کو اپنی ذات سے دور کر دے، اور اس کے اسباب کا شددے، اور "برئت من اللہ" دین مجھ سے منقطع ہو گیا اور ہمارے درمیان تعلق نہیں رہا^(۱)۔

برادۃ کا اصطلاحی معنی اس کے لغوی معنی سے الگ نہیں ہے، چنانچہ فقہاء المتفاظ طلاق میں "برادۃ" سے جدا ہل مراد لیتے ہیں، دیون، معذرت، نہ جنایت کے جواب میں چھٹکارا اور بے قصور ہونے کا معنی مراد لیتے ہیں، و فقہاء کے یہاں بکثرت یہ حملہ ملتا ہے، "الاحل برادۃ اللہ" یعنی اصل ذمہ کا فارغ ہونا اور دوسرے کے حق کے ساتھ مشغول نہ ہونا ہے^(۲)۔

متعلقہ الفاظ:

نفس - برادۃ:

۲- برادۃ لغت میں "برئی" سے افعال کا صیغہ ہے، جس کا معنی ہے

(۱) لسان العرب: مادہ "برأ"، فتح القدیر ۳/۳۱۰، لسان العرب فی قواعد عربی

۸۱۱، جوہر لا کیل ۲/۲۲۲، انصاری ۵/۶۵۹۔

(۲) لسان العرب، اصطلاح مادہ "برئی"۔

(۱) لسان العرب، اصطلاح مادہ "برأ"، الکلیات فی الیقاع ۱/۳۲، لغوی فی

لغة العرب ۳/۳۱، تفسیر قرطبی ۸/۳۳، تفسیر الرازی ۱/۲۱۷۔

(۲) دررکام شرح مکملہ الاحکام ۲/۲۲۲، اختصار ۳/۳۲، قلیوبی ۳/۲۹۳۔

طرح اور نصب برائے مالک مرد و عورت کی مقدار کے بارے میں فریقین میں اختلاف ہوتا ہے۔ مقررہ ہونے کا قول معتبر ہوگا اس سے کہ اصل زمرہ مقدار سے بری ہوتا ہے (۱)۔

برائے کے لفظ سے مراد کا نصب ہونا یا جانا ہے، اس سے فقہاء نے سرائت فرمائی ہے کہ انہوں نے کا نصب برائے کے لفظ سے بیان نہیں ہوتا۔ ولایک برائے سے مراد برائی یا عورت سے برائی ہونا ہے (۲)۔

اس کے علاوہ معاملات و حیالات میں اس قاعدہ کی مختلف فروعات ہیں، ان کی تفصیل ”عرونی“ اور ”بیات“ کے مباحث میں دیکھا جائے۔

۶- پھر برائے ہونے کے لئے اصل کی طرح دلیل کی ضرورت نہیں ہے، اگر کسی عمل کے درمیان یا کسی معاملہ کی مہم ہی کی وجہ سے وہ مشغول ہو جائے تو اس کی مشغولیت اور مشاغل کے فرق کے لحاظ سے مختلف اسباب سے اس کی برائے حاصل ہوتی ہے۔

چنانچہ حقوق اللہ کے اندر وہ گنہگار نہ ہو، پر لازم ہوا جیسے زکوٰۃ اور صدقات و ایسے کے ساتھ مشغول ہونے کی ”تنگی“ سے ہی برائے حاصل ہوئی جب تک کہ وہ پیر ہو، اگر وہ بدلتی عبادت جیسے نماز اور روزہ کے ساتھ مشغول ہو تو ان کی ادائیگی سے اس کی برائے ہوئی، اور اگر وقت نکل جائے تو قضا سے ہوں بڑھ چیک، وہ اتنی قلیل ہوں کہ ان کی قضا ممکن ہو، ورنہ تو پھر مستغفر سے برائے ہوں اور اس کا معاملہ اللہ کے ہاتھ ہوگا۔

حقوق العباد میں اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا مال غصب

ہے (۱) جیسا کہ طلاق اور طلع کے مباحث میں اس کی وضاحت ہے۔ پس براءت برائے کے مقابلہ زیادہ خاص ہے۔

ج- استنباط:

۴- اعتبار کا لغوی معنی برائے طلب کرنا ہے، شرعاً اس کا استعمال وہ محض میں ہوتا ہے:

اول: طہارت میں گندگی سے دونوں مخرجوں (نجاست نکلنے کی جگہ) کی نظافت کے معنی میں۔

دوم: نسب میں عورت کا اصل برائے کے بارے میں یہ ہے کہ طلب برائے کے معنی میں، جیسا کہ فقہاء اس معنی کے لئے اعتبار رحم کا لفظ استعمال کرتے ہیں (۲)۔

جمہور حکم:

۵- برائے آدمی کی اصل حالت ہے، ہر شخص اس حال میں پیدا ہوتا ہے کہ اس کا ذمہ بری ہوتا ہے، اور بعد میں انجام دئے گئے معاملات اور افعال سے وہ مشغول ہوتا ہے تو اس اصل کے خلاف جو شخص عرونی کرے گا اس سے اس عرونی پر دلیل طلب کی جائے گی، لہذا اگر کوئی شخص کسی دوسرے پر کسی حق کا عرونی کرے تو مدعا علیہ کا قول معتبر ہوگا، کیونکہ اس کا قول اصل کے موافق ہے، ”برہانی“ سے وہ طلب یا جائے گا، کیونکہ وہ اصل کے خلاف عرونی کر رہا ہے، اگر وہ دینہ کے درمیان عرونی ثابت نہ کر سکے تو فقہی قاعدہ: ”اصل برائے ہوتا ہے“ کا اعتبار کرتے ہوئے مدعا علیہ کے بری ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا، اسی

(۱) ابن ماجہ ص ۵۶۰، اختیار ص ۱۶۰، قلیوبی ص ۱۰۳، انہی ص ۵۸/۷، بدیع المجمل ص ۶۶۔

(۲) سنن النسائي ص ۵۸، ابن ماجہ ص ۳۰، ص ۲۳۹، جوہر ص ۱۱۱، حاشیہ قلیوبی ص ۵۸، انہی ص ۱۶۱، ص ۵۱۲۔

(۱) لا شاہ مظاہر ابن نجیم ص ۵۹، لیسلی علی ص ۵۵، القوانین الفریہ ص ۳۰، ص ۳۰

(۲) ابن ماجہ ص ۳۰، ص ۷۲، حاشیہ قلیوبی ص ۳۰، شرح نسبی ص ۲۱، دولت ص ۵۲۱۔

بری ہو جائے گا، اسی طرح اگر کسی دوسری وجہ سے سبب ضام زائل ہو جائے، مثلاً کوئی شخص بیع کے ضمن (سامان کی قیمت) کا کفیل ہو، ورنہ جی بیع ہو جائے (و کفیل بری ہو جائے گا)، اس لئے کہ اس شخص کی برائت کفیل کی برائت کا موجب ہوتی ہے (۱)۔

اس کی تفصیل اصطلاح ”کفالت“ میں دیکھی جائے۔

لفظ برائت کا ایک اور استعمال بمعنی باطل عقائد و مذاہب سے دوری، ملاقاتی کے لئے ہوتا ہے، جیسے کوئی شخص اپنے اسلام کا اعلان کرے تو اس سے مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ دین اسلام کے مخالف مذاہب اور عقیدہ سے بری ہونے کا اقرار کرے (۲)، اس کی تفصیل اصطلاح ”اسلام“ میں دیکھی جائے۔

بحث کے مقامات:

۹- فقہاء نے برائت پر بحث دعویٰ اور بیعت کے ابواب میں کی ہے، کفالت کی بحث میں کفیل کے ذمہ کی برائت کا تذکرہ کیا جاتا ہے، حوالہ میں بیان ہوتا ہے کہ حوالہ مقروض کے ذمہ کی برائت کا موجب ہوتا ہے، بیوٹ میں فقہاء فرماتے ہیں: بالغ کی طرف سے عیوب سے بیع کے بری ہونے کی شرط خیار کے سقوط اور عقد کے لزوم کا سبب ہے، جیسا کہ اس کا تذکرہ امرامہ اور اس کے آثار یعنی برائت استیفاء اور برائت اسقاط کے باب میں فقہاء کرتے ہیں۔

کر لے یا، سے ضائع کر دے تو برائت کا حصول ضمان سے ہوگا، ضمان یہ ہے کہ اگر عین ثمن موجود ہو تو، سے برائت لیا جائے، یا اگر مثلی ہو تو اس کا مثل، اور ذمت التیم ہو تو اس کی قیمت دی جائے (۱)، ان مسائل کی تفصیل کے لئے اکتاف، غصب، ضمان کی اصطلاحات دیکھی جائیں۔

اسی طرح برائت یوں بھی حاصل ہو سکتی ہے کہ صلاب حق حق کی اسٹی یا بصوبہ یا بی کے بغیر اس کو بری کر دے اس کی جیہ فتناء، آرام برائت اسقاط یا امرامہ، نقاط سے کرتے ہیں (۲)، اس کی تفصیل اصطلاح ”امر“ میں دیکھی جائے۔

۷- اس کے علاوہ برائت کا حصول ہوا اوقات ایک ذمہ سے دوسرے ذمہ کی طرف ضام کے منتقل ہو جائے سے ہوتا ہے جیسا کہ حوالہ میں ہے کہ اگر مقرر میں قرض ہوا، قرض ہی تیسرے شخص (محال علیہ) کی طرف محول کر دیا، مقرر مکمل ہو یا تو محیل (مقرر میں) کا ذمہ دین سے بری ہو جائے گا، امرامہ اس کا کوئی ثبوت نہیں دیتا، ذمہ بھی بری ہو جائے گا، اس لئے کہ دین محال علیہ (جس کی طرف منتقل کیا گیا ہے) کے ذمہ کی طرف منتقل ہو گیا، اب اگر محال علیہ سے وصولی دیا رہو جائے (۳) کو، دین پھر محیل کے ذمہ کی طرف لوٹ آئے گا، اس مسئلہ میں اختلاف بھی ہے (دیکھیے: اصطلاح حوالہ)۔

۸- دیکھی برائت ضمان حاصل ہو جاتی ہے جیسا کہ کفالت میں ہے، اس طرح کہ مقرر ضامن کی برائت اور ایسی قرض کی وجہ سے یا قرض خود کے بری کر دے کی وجہ سے حاصل ہو جاتی ہے تو ثبوت کا امر بھی

(۱) مجتہد الأحکام، ص ۱۵۵، البدیع ۷/۷۹، الحاواک الدوینی ۸/۸۸، ۸۹، اروضہ ۳۲۵، الفی ۴۰۱/۴۰۲۔

(۲) بیج القدر ۱۰/۱۰۵، مجتہد الأحکام، ص ۱۵۶، البدوئی ۳۱۱/۳۱۲۔

(۳) ابن ماجہ ۳۱۰/۳۹۱، مجتہد الأحکام، ص ۱۵۸، جوامع الاکلیل ۱۰۸/۱۰۸، حاشیہ قلیونی ۳۲۱/۳۲۱، الفی ۵۲۵/۵۲۵۔

(۱) ابن ماجہ ۳۳۳/۴۴۳، مجتہد الأحکام، ص ۱۵۸، حاشیہ قلیونی

۳۳۱/۳۳۱، الفی ۵۲۸/۵۲۸۔

(۲) ابن ماجہ ۳۳۳/۴۴۳، الفی ۳۲۱/۳۲۱۔

فتا، براجم، برجم وغیرہ خصالِ نطرت پر تنگ و فضو، غسل و رخصت
نطرت کے تحت آتے ہیں (۱)۔

براجم

تعریف:

۱- برجم لغت میں برجمتہ کی جمع ہے یہ انگلیوں کی پشت پر جوڑوں اور
مٹھوں کو کہتے ہیں، جن میں میل پکیل جمع ہو جاتی ہے۔
اس لفظ کا اصطلاحی معنی نقوی معنی سے ملنا حد نہیں ہے (۱)۔

جمال حکم:

۲- طہارت یعنی وضو، غسل وغیرہ میں برجم کا جہاں مندوب
ہے (۲)، رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: "عشر من العطرة
وعند مسها: غسل البراجم" (۳) (دس اور نطرت میں سے
میں برجم سے نطرت میں غسل برجم کو بھی شمار کیا)۔
برجم کے حکم میں دو ترم مقامات آتے ہیں جن میں عاۓ میل
پکیل جمع ہو جاتی ہے، جیسے کاب، ڈاک، ماسن، مردن کے ایسے غیر
مقامات۔

یہ حکم اس صورت میں ہے جب میل پانی کو کمال تک پہنچنے سے
مانع نہ ہے، اگر کمال تک پانی کے پہنچنے میں دو رکعات بنے تو فی الجملہ
اس کا زوالہ حسب ہمتا طہارت میں وضو تک پانی پہنچے۔

(۱) اصطلاح، لسان العرب، مادۃ "برجم"۔

(۲) شرح مسلم بیرونی ۱۵۰ طبع لاہور، عن المعجم ۸۰ طبع انتقبیہ۔

(۳) حدیث: "عشر من العطرة" کی روایت مسلم (۱/۲۳۳ طبع کتب) سے کی ہے۔

(۱) حاشیہ الخطاوی علی رتق الفلاح ص ۲۰، معنی ۸۰ طبع حواہی
الدوسری ۸۹ طبع دار الفکر، شرح مسلم ص ۵۰-۸۹ طبع لاہور، عن
المعجم ۸۰ طبع انتقبیہ۔

کے لئے کرتے تھے۔ پھر دونوں میں قربت کی وجہ سے انس سے خارج ہونے والی نجاست کو غلط کہا جانے لگا^(۱)۔
یہ لفظ اس معنی میں براز (باز کے زیر کے ساتھ) سے کنایہٴ لالت میں مشتق ہو جاتا ہے، اس طور پر کہ ہر دو الفاظ سے غذا کے خارج ہونے والے فضالت مراد ہوتے ہیں۔

براز

تعریف:

۱- براز (زیر کے ساتھ) لغت کی رو سے "سجی نضا کا نام ہے، اور کنایہٴ سے نضا، حاجت کے معنی میں ہوتے ہیں، جیسا کہ اس سے خدا، (ہیت لگا)، بھی مراد لیتے ہیں، اس لئے کہ لوگ نضا حاجت کے لئے لوگوں سے خالی مقامات میں نکل جاتے تھے، کہا جاتا ہے: "ہوز" جب براز یعنی پاخانہ کے لئے نکلے، اور "تھوز الرجل" جب حاجت کے لئے براز کی طرف نکلے۔

یہ لفظ حرف باء کے زیر کے ساتھ "جنگ میں مہارزت" کا مصدر ہے، اور اس سے بھی پاخانہ کے لئے کنایہ کیا جاتا ہے^(۱)۔

اصطلاحی معنی میں یہ لفظ کنائی معنی سے خارج نہیں ہے، کیونکہ یہ غذائی فضالت یعنی سب عادت خارج ہونے والی نجاست (پاخانہ) کو کہتے ہیں۔

متحدہ الفاظ:

نفس - غلط:

۲- غلط اصل میں زمین کے نشیبی حصہ کو کہتے ہیں، اس کی جمع - بطن اور غوطہ ہے، اسی مفہم میں "غوطہ ذشق" کہا جاتا ہے، عرب اس قسم کے مقامات کا قصد لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رو کر نضا، حاجت

(لسان العرب: مادہ "ہوز")

ب- بول:

۳- بول: "بول" کا واحد ہے، کہا جاتا ہے: "ہال الإنسان والدابة، یبول بولاً ومبالاً" جب انسان یا جانور پیٹ بھر کرے، ایسا کرنے والا "بال" کہلاتا ہے، پھر بول کا استعمال عین کے لئے یعنی اگلی شرم گاہ سے نکلنے والے پانی کے لئے ہونے لگا، اس کی جمع "بول" ہے^(۲)۔

اس معنی میں یہ لفظ بھی "براز" (زیر کے ساتھ) کے حکم میں ہے، اس بنا پر کہ دونوں نجاست ہیں، سرچہ دونوں کے خارج (نکلنے کی راہ) ہیں۔

ج- نجاست:

۴- نجاست لغت میں ہر گندگی کو کہا جاتا ہے^(۳)، اصطلاح میں یہ ایسا کھنکھ ہے جو نجاست والے شخص کی نماز وغیرہ کے جواز سے رکاوٹ بنتا ہے^(۴)۔

اس معنی میں یہ لفظ براز (زیر کے ساتھ) کے کنائی معنی سے زیادہ عام ہے کہ یہ ہر اور ہر قسم کی نجاستوں جیسے خون، چھینٹا،

(۱) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۵/۲۲۰ طبع دارالکتب ۱۹۳۷ء

(۲) لسان العرب، الصحاح للمصباح لہیر: مادہ "بول"۔

(۳) لسان العرب، الصحاح للمصباح لہیر: مادہ "نجس"۔

(۴) التشریح للمصباح لہیر: ۳۲/۱

مذی، وہی شرب و روئے نجاتوں کو بھی شامل ہے۔

جہاں حکم اور بحث کے مقامات:

۵- مقبلاً جہاں ہے کہ برنجاست ہے اور یہ کہ اس سے چند احکام متعلق ہیں جیسے برزخ، کپڑا، رجبہ کو پاک کر دینا ہے، اور اس کو پاک کرنا جب ہے ثواب متعلقہ کے درمیان جو یا حور ہو، جس کی نصیحتیں پے مقام پر دیکھی جاتی ہیں۔

براز کی قائل معاف مقدم اور اس کی بیخ کے جواز میں اختلاف ہے (۱)۔

اس کی تفصیل طہارات کے ابواب اور اصطلاح "تقاء حاجت" میں دیکھی جائے۔

بروز

تعریف:

۱- "بروز" لغت میں "حر" (سُرمی) کی ضد ہے، اور "بروز" حرارت کا عکس ہے (۱)۔

فقہاء بھی اس لفظ کا استعمال فی احمد لغوی معنی میں ہی کرتے ہیں۔

متعلقہ الفاظ:

براز:

۲- لغت میں برا کا ایک معنی برز میں داخل ہونا اور دن کے آخری حصہ میں داخل ہونا ہے (۲)۔

فقہاء کے نزدیک اس کا معنی: ظہر کو برز کے وقت تک مؤخر کرنا ہے (۳)۔



اجمائی حکم اور بحث کے مقامات:

۳- فقہاء نے برز پر تفصیلات، جمع، جماعت، نمازوں کا جمع کرنا، نہ روزہ، تعزیر، ہر مار کے تحت فرمائی ہیں۔

الحق۔ تیمم کے سلسلہ میں: غت ہندک میں پانی موجود ہونے

(۱) الاثر شرح الفقہاء، ۱/۱۲، ۱۸، ۲۰، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷،

حنفی نے سردی میں نمازوں میں جمع کرنے کو خواہ جمع تقدیم ہو یا جمع تاخیر منع کیا ہے، ان کے نزدیک صرف دو مقامات مزدلفہ اور عرفہ میں جمع بین اصلاحتین کی اجازت منحصر ہے (۱)۔

۱۔ حدیث: "ورق عزیرات کے سلسلہ میں: حنفیہ مالکیہ اور شافعیہ نے فی اجماع تحت سردی میں قیل کے علاوہ دوسرے حدیث: "ورق عزیرات کو نافذ کرنے سے روکا ہے، اس لئے کہ یہ باعث حدت نہیں بلکہ باعث ملاکت ہے (۲)۔

۲۔ نماز کے سلسلہ میں: حنفیہ مالکیہ اور حنبلیہ نے مکمل ہوئی سردی زمین پر نماز پڑھتے ہوئے عمامہ کے پچ پر سجدہ کو ضرورتاً جائز قرار دیا ہے (۳)۔

بُرد

بُرد "میدہ"

کے باوجود اگر سے گرم رہنے کا سامان نہ ہو اور نہ رکاعہ پیشہ ہو تو حدیث اصغر اور حدیث اکبر سے تیمم کو مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ نے جاری قرار دیا ہے، دینی حنفیہ کی بھی ایک رائے ہے، اور حنفیہ نے اپنے مشہور قول میں حدیث اکبر سے تیمم کو جائز قرار دیا ہے نہ کہ حدیث اصغر سے، یہ نہ کہ حدیث اصغر میں عموماً ماضی کا تحقق نہیں ہوتا بین ارض و کا تحقق ہو جائے تو اس میں بھی بالاتفاق تیمم جائز ہے، جیسا کہ ابن عابدین نے تحقیق کی ہے، "وہ زمانے میں اس لئے کہ نص میں حدیث کے دوسرے کی ہدایت ہے اور یہی متاب کا خلاہ اتفاق بھی ہے۔ مالکیہ نے سخت سردی کی وجہ سے جو پانی کو سہذا کر کے، اگر صحت مند مقیم یا مسافر کو پانی کی تلاش اور اس کے گرم کرنے میں نماز کا وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو تو تیمم کو درست قرار دیا ہے (۱)۔

ب۔ جمعہ اور جماعت کی نماز کے سلسلہ میں: فقہاء نے سخت سردی میں جمعہ کی نماز سے ورنہ یا رات میں نماز جماعت سے پیچھے رہ جانے کو درست قرار دیا ہے (۲)۔

ج۔ نمازوں کو جمع کرنے کے سلسلہ میں: مالکیہ نے اجازت دی ہے، دینی حنبلیہ کی ایک رائے ہے کہ سخت سردی میں جو نو سردی پڑ رہی ہو یا پڑنے کا اندیشہ ہو صرف مغرب، عشاء کی نمازوں میں جمع تقدیم کی جاسکتی ہے۔

شافعیہ نے ظہر بخیر میں مغرب، عشاء میں چہرہ شیط کے ساتھ جو اپنے مقام پر یا ب ہوں ہیں، نماز جمع کرنے کی اجازت دی ہے۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۵۶، جامعہ الدوسقی علی الشرح الکبیر ص ۳۷۰ طبع انجمن، قلیوبی وغیرہ ص ۶۷۲، انجمن ص ۲۷۶ طبع المیزان۔

(۲) جامعہ الخطاوی علی الدر المنثور ص ۲۸۸، المعواک الدواقی علی رسالہ فقیر والی ص ۱۹۱، طبع بیروت، بدیع الجہد لابن رشد ص ۳۲۵، طبع تہذیب العرب ص ۲۷۱، طبع بیروت، قلیوبی وغیرہ ص ۷۳، طبع انجمن۔

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۵۳، طبع بیروت، جامعہ الدوسقی علی الشرح الکبیر ص ۲۵۳، طبع انجمن، انجمن ص ۵۱۸، طبع المیزان۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۵۶، طبع بیروت، جامعہ الدوسقی علی الشرح الکبیر ص ۵۰، بدیع الجہد لابن رشد ص ۶۷، طبع انجمن، المیزان ص ۳۵۱، طبع انجمن، ص ۲۶۱۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ص ۵۳۸، طبع بیروت، جامعہ الدوسقی علی الشرح الکبیر ص ۳۹۰، طبع انجمن، قلیوبی وغیرہ ص ۲۶۸، طبع انجمن، انجمن ص ۲۷۱، طبع المیزان۔

مقدار ایک صاٹ ہے، اور خفیہ کے رد ایک نصف صاٹ ہے، اس کی تحصیل صدقہ انظر کی اصطلاح میں دیکھی جائے۔

اگر گیسوں میں تجارت کی نیت کی گئی ہو تو عرض (تجارت کے سامان) کی طرح اس کی قیمت لگائی جائے گی، اور عرض کی مانند ہی اس کی زکاة بھی نکالی جائے گی، اس کی تحصیل زکاة کی اصطلاح میں ہے۔

گیسوں کا شمار قیمت رکھنے والے ہاں مبادل میں ہوتا ہے جن میں بیع، ہبہ اور سلم درست ہے، اگر اسے گیسوں کے ہی عوض فروخت کیا جائے تو اس میں مد با کا حکم جاری ہوگا، لہذا اس میں ہر ہری نقد و رنواری قبضہ کی شرط ہوگی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبر بالبر" (۱) (سونا سونا کے عوض، چاندی چاندی کے عوض اور گیسوں گیسوں کے عوض)۔

گیسوں کی "بیع محاذ" فی الجملة درست نہیں، یہ قلم یہ ہے کہ دلی میں رہتے ہوئے گیسوں کو ہی جیسے گیسوں سے بیچا جائے، خواہ اندازہ سے ہو، لہذا "بیع محاذ" جائز ہے، یعنی بد و صدح سے پہلے جب کہ بھتیجی ہر بیع منت لیا جائے، اس میں بعض ضمیمہ کا انتخاب ہے (۲)۔ اس کی تحصیل بیع، ربا، رمنوع بیع کی اصطلاحات میں دیکھی جائے۔

(۱) مہدی الخطاوی علی مرتبہ اصلاح ۳۹۵ھ میں طبع ہوا، ۶/۲، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳

حضرت نواس بن سمعان کی حدیث ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور نفاق کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”البر حسن الحق، والإثم ما حاك في نفسك، وكرهت أن يطلع عليه الناس“^(۱) (بر (نیکی) حسن اخلاق کا نام ہے اور اثم (گناہ) وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا تم کو پسند نہ ہو)۔

امام نووی اپنی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: خدا فرماتے ہیں: ہر صدر جس کے معنی میں ہوتا ہے، اور لطف و نیکی جس سمت و رہس جس کے معنی میں ہوتا ہے، اور اطاعت کے معنی میں ہوتا ہے، یہی امور حسن اخلاق کا مجموعہ ہیں، اور ”تمہارے دل میں کھٹکے“ کا مطلب ہے کہ تحریک مبرا ہو، انشراح نہ ہو، اس سے دل میں شک اور اس کے نفاق ہونے کا خوف ہو^(۲)۔

یہ کے ساتھ بہت سارے احکام تعلق ہیں بعض رت و دل ہیں:

والدین کے ساتھ حسن سلوک:

۳۔ الوالدین کا معنی والدین کی اطاعت، ان کے ساتھ صلہ رحمی، ان کی عدم ملامت، ان کے ساتھ احسان اور ساتھ ہی ان کی خواہش کی تکمیل کر کے انہیں خوش کرنا ہے بشرطیکہ نفاق نہ ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَقَصِي رَتْكَ إِلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا آيَاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا“^(۳) (اور تیرے پروردگار نے حکم دے رکھا ہے کہ بجز اسی (ایک رب) کے اور کسی کی پرستش نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک رکھنا)۔

تفسیر قرطبی میں ہے^(۱) کہ ”بر“ خیر کا جامع نام ہے، و فرماتے ہیں: تقدیر کلام یوں ہے: ”وَلَكِنْ الْبِرُّ مِنْ أَمْرٍ“ (لیکن نیکی اس شخص کی نیکی ہے جو یہاں لائے) یا تقدیر یوں ہے: ”وَلَكِنْ مَا الْبِرُّ مِنْ أَمْرٍ“ (لیکن نیکی والا وہ ہے جو یہاں لائے)۔ وہ اس لئے کہ جب بنی اسرائیل نے مدینہ ہجرت فرمائی، فرائض کا حکم ہو، قبیلہ کعب کی طرف رو پڑیا، حد و متعین ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ ہیئت مارل فرمائی اس سے معلوم ہو، کہ نیکی صرف نماز میں ہی نہیں ہے بلکہ اللہ پر ایمان لائے اور شریعت تک بیان ہوئے، ملی خیر کی جامع صفات میں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ“^(۲) (ایک دوسرے کی مدد نیکی و تقویٰ میں کرتے رہو، اور نفاق و ریاقتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو)۔

ماوردی کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے نیکی میں تعاون کی دعوت دی ہے، اور سے تقویٰ کے ساتھ جوڑ دیا، اس لئے کہ تقویٰ میں اللہ کی رضا ہے، اور نیکی میں لوگوں کی رضا ہے، اور جس سے اللہ کی رضا، لوگوں کی رضا کو کٹھا کر لیا اس کی سعادت مکمل ہوئی، برکت عام ہوئی۔

بن خویزمند کہتے ہیں: نیکی، تقویٰ پر تعاون مختلف شرطوں سے ہوتا ہے، جس عام کی مدد دہی ہے کہ اپنے علم سے لوگوں کا تعاون کرے، اور نہیں تعلیم دے، والد پر اپنی وصیت سے ان کا تعاون کرے، شجاعت مند اپنی شجاعت سے اللہ کی راہ میں تعاون کرے، اور مسدود ایک ہاتھ کی مانند ایک دوسرے کا تعاون کرنے والے ہوں^(۳)۔

(۱) حدیث نواس بن سمعان: ”البر حسن الحق، والإثم ما حاك في نفسك، وكرهت أن يطلع عليه الناس“ روایت مسلم (۳۸۰ طبع المجلد) نے کی ہے۔
(۲) انووی علی مسلم ۱/۱۱۱۔
(۳) سورہ بقرہ ۱۹۳۔

(۱) تفسیر القرطبی ۳/۳۸۸۔
(۲) سورہ مائدہ ۲۔
(۳) تفسیر القرطبی ۳/۳۶۶۔

اللہ ﷻ نے فرمایا: ”إِنَّ اللَّهَ نَعَالِي خَلْقِ الْحَقِّ، حَتَّى إِذَا فَرَّغَ مِنْهُمْ، قَامَتِ الرُّوحُ فَقَالَتْ هَذَا مَقَامُ الْعَابِدِ بِكَ مِنَ الْفَطِيئَةِ، قَالَ - نَعَمْ، أَمَا تَرْضِينَ أَنْ أَصِلَ مِنْ وَصْدِكَ، وَأَقْطَعَ مِنْ فَطْعِكَ؟“ قَالَتْ بَلَى، قَالَ فَبَدَا لَكَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفَرَّ وَابْنُ شَتَمٍ ﴿لَقَدْ عَسِيتُمْ أَنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تَقْسَلُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقْطَعُوا أَرْحَامَكُمْ، أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ﴾^(۱) (اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا، جب اس سے فارغ ہوا تو یہ تو جرم کھڑا ہوا اور عرض کیا: یہ قطع رحمی سے آپ کی پناہ طلب کرنے والے کا مقام ہے، اللہ نے فرمایا: ہاں، کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ میں اس کو جوڑوں جو تم کو جوڑے، اور اس کو قطع کروں جو تم کو قطع کرے، اس نے کہا: ہاں کیوں نہیں، اللہ نے فرمایا: تو تمہارے لیے یہی فیصلہ ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گر چاہو تو پناہ دو: ”لَقَدْ عَسِيتُمْ أَنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تَقْسَلُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقْطَعُوا أَرْحَامَكُمْ، أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ“ (اگر تم سنا رہو تو یہ تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم لوگ دنیا میں سنا بچا دو گے، اور آپس میں قطع قرابت کر لو گے، یہی لوگ تو میں نے پر اللہ نے لعنت کی ہے سو انہیں بہر اور پناہ دین کی آنکھوں کو مہر دیا۔)

یہ نصیحتیں ولادت رتی ہیں کہ صدر جمی، حسن سلوک، جب ہیں، اور قطع رحمی دنیا میں حرام ہے، عین اس کے مختلف درجات ہیں جن میں بعض درجات بعض سے بلند ہیں، سب سے اونچی درجہ قطع تحقیق کو چھوڑنا ہے، یہ تمام حکام کے رمیہ صدر جمی ہے۔

(۱) ۵۷/۸ طبع انتقہ (اور مسلم ۹۸/۳ طبع النسخ) سے ہے

(۱) سورۃ محمد ۲۲، ۲۳۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے فرمایا: ”الصَّلَاةُ عَلَى وَفْقِهَا، قُلْتُ - ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ - بِرُ الْوَالِدَيْنِ، قُلْتُ - ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ - الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ“^(۱) (بوقت پر نماز، میں نے پوچھا: پھر کون سا عمل؟ فرمایا: والدین کے ساتھ حسن سلوک، میں نے پوچھا: پھر کون سا؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد۔)

یہ نصیحتیں بتاتی ہیں کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کی تعظیم و سبب ہے، والدین کے حقوق اور ان کی فرمانبرداری سے تخلیق نصیحت کے سے صحیح ”بِرُ الْوَالِدَيْنِ“ دیکھیں جائے۔

بر لرحم (صلہ رحمی):

۴- بر الارحام کا معنی ان کے ساتھ صلہ رحمی، حسن سلوک، احوال کی تحقیق، ضرورت کی تکمیل اور مخواری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِأَنْوَاعٍ احْسَابًا زُيْدِي الْقُرْبَىٰ وَلِيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْأَخَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْأَخَارِ الْخُصْبِ وَالصَّاحِبِ بِالْخُصْبِ وَأَبْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ“^(۲) (اللہ کی عبادت نہ کرو اور چیز کو اس کا شریک نہ کرو، اور حسن سلوک رکھو والدین کے ساتھ اور قرابت داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور پاس والے پناہی اور اور لے پڑی و رحم مجلس اور لوگیر کے ساتھ اور جو تمہاری ملک میں ہے ان کے ساتھ)۔

حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ہے فرماتے ہیں (۳): رسول

(۱) حدیث عبداللہ بن مسعود: ”مَلَكَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ...“ کی روایت بخاری رتخ ۳۸ طبع انتقہ (اور مسلم ۹۸/۳ طبع النسخ) سے ہے

(۲) سورۃ ساء ۳۶

(۳) حدیث ۳۸ ابن اللہ نعالی خلق الخلق - کی روایت بخاری (التخ)

ضروت اور استطاعت کے فرق سے یہ درجات بھی مختلف ہوتے رہتے ہیں، بعض درجات واجب ہوتے ہیں اور بعض تنہا بہن کر کسی نے کچھ صدیقی پوری صدیقی نہیں کی تو اسے قاطع رحم نہیں کہا جائے گا، اور اگر اس حد میں کوتاہی کی جس کی وہ استطاعت رکھتا ہے، اور جو اسے کرنا چاہئے تو اسے صدیقی کرنے والا نہیں کہا جائے گا۔

وہ لوگ جن سے صدیقی واجب اور قطع رحمی حرام ہے، درشتے ہیں جو انسان کے اصول کی جانب سے ہوں جیسے والد، والدہ، اور ان سے پہلے وراثت کے فروغ کی جہت سے ہوں جیسے بیٹے، بیٹیاں اور ان سے بچے، وراثت و ہون جہتوں سے متصل رشتے جیسے بھائی، سہیلی، چچا، چچا بھائی، ماموں، خالہ، مرن کی "لا" میں سے گہرا رشتہ رکھنے والے لوگ۔

تفصیل کے لئے اصطلاح "ارحام" دیکھی جائے۔

قییموں، ضعیفوں، و غریبوں کے ساتھ برہ:

۵۔ قییموں، ضعیفوں اور غریبوں کے ساتھ برہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، ان کے معاملات، ان کے حقوق پورے کئے جائیں، ضائع نہ کئے جائیں، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اما وکافل الیتیم فی الجنة حکماء، وانشار بالسبابة والوسطی ولفرح بیہما" (۳) (میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں

(۱) دلیل لافکس ۳۶۳۔

(۲) السنوی کل موسم ۶۔

(۳) حدیث سہل بن سعدؓ کا وکافل الیتیم۔ کی روایت بخاری (صحیح ۱۰/۲۳۶ طبع انتقیر) نے کی ہے۔

اس طرح ہوں گے۔ آپ ﷺ نے شدت کی انگلی اور نرمی کی انگلی سے اشارہ فرمایا، اردنوں کے درمیان کشادگی فرمائی۔

حضرت ابو یوسف کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الساعي علی الأرملة والمسکین کالمجاهد فی سبیل اللہ، وأحسبہ قال: وکالقاتل للہی لا یقتل، وکالضامن للہی لا یقطر" (۱) (یواؤں اور مسکین کے لئے کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے، (روایت کرتے ہیں) میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وراثت نمازی کی طرح ہے جو (ماز سے) نکلتا نہیں، اور اس روڑہ کی طرح ہے جو (روڑہ سے) انچا نہیں کرتا)۔

حج مبرورہ:

۶۔ حج مبرورہ حج مقبول ہے جس میں کوئی نادرہ ہو نہ رہا (۲)۔

حضرت ابو یوسف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "العمرة الی العمرة کفارة لما بیہما، والحق المبرور لیس له جوار، إلا الجنة" (۳) (ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان کے لئے کفارہ ہے، اور حج مبرور کی جزا تو صرف جنت ہے)۔
تفصیل کے لئے اصطلاح "حج" دیکھی جائے۔

نق مبرورہ:

۷۔ نق مبرورہ ذریعہ فریخت ہے جس میں نہ اھوک ہو نہ خیریت۔

(۱) حدیث الساعي علی الأرملة۔ کی روایت بخاری (صحیح ۱۰/۲۳۶ طبع انتقیر) نے کی ہے۔

(۲) فتح الباری ۸/۷۷۔

(۳) حدیث العمرة الی العمرة کفارة۔ کی روایت بخاری (صحیح ۱۰/۲۳۶ طبع انتقیر) اور مسلم (۳/۳۳۶ طبع النسخ) نے کی ہے۔

اور اگر کسی نفل کے ترک کی قسم کھائی تو یہی یحیٰ بن مردہ ہے، اس کو پورا کرنا بھی مکروہ ہے، مسنون ہے کہ سے توڑ دے۔
 اور اگر کسی مباح فعل پر قسم کھائی تو ایسی قسم کا توڑنا بھی مباح ہے (۱)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”إِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ لِمَوْلَاكَ عَمْرًا خَيْرًا مِمَّا فَنَاتَ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَكَفَّرَ عَنْ يَمِينِكَ“ (۲) (اگر تم نے کسی قسم پر حلف کیا پھر اس کے برعکس کو اس سے بہتر سمجھی تو جو بہتر ہے وہ ذکر کرو اور اپنی قسم کا کفارہ کر دو)۔
 تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح ”ایمان“۔



حضرت ابو بردہ بن نیار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ سے دریافت کیا گیا کہ کون سی کمائی سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ، وَكَيْدٌ يَبِيعُ مِيرُودًا“ (۱) (آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور ہرج ہرجہ کرنا)۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح ”بیع“۔

برائیمین (قسم پوری کرنا):

۸۔ ”برائیمین“ کا معنی ہے کہ اپنی قسم میں چاہوں پس جس چیز پر قسم کھاؤں اس کو پورا کرے۔

اللہ تعالیٰ کا رٹنا ہے: ”وَلَا تَقْسُوا، الْإِيمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَعْمَلُونَ“ (۲)
 (اور قسموں کو بعد ان کے استحکام کے مت توڑ دو اور انہیں ایک تم اللہ کو کواو بنا چکے ہو بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرتے ہو)۔

واجب عمل کے کرنے یا حرام کے ترک پر کھائی گئی قسم کو پورا کرنا واجب ہے، یہی صورت میں نہیں حالت ہوئی جس کو اس طرح پورا کرنا ضروری ہے کہ جس چیز پر قسم کھائی ہے اس کی پابندی کرے اور اس قسم کو توڑنا حرام ہے۔

نرسی و حب کے ترک یا ہی حرام کام کے کرے کی قسم کھائی تو یہ یحیٰ بن مردہ ہے، اور اس کا توڑنا واجب ہے۔
 اگر کسی نفل کام مثلاً نفل نماز یا نفل صدقہ کی قسم کھائی تو قسم کی پابندی مستحب ہے، اور اس کی مخالفت مکروہ ہے۔

(۱) روایت ابوالحسن ۴۰۴، المغنی ۹/۳۳۳۔

(۲) حدیث ۱۱۱۱۱، حلف علی یمن۔ ”کی روایت بخاری (صحیح)۔
 ۶۰۸/ (طبع استغبر) اور مسلم (۳/۱۲۷۳ طبع المکتب) نے کی ہے، لفظ بخاری کے ہیں۔

(۱) حدیث ابی بردہ بن نیار عن رسول اللہ ﷺ ابی الکعب الفضل۔ ”کی روایت طبرانی نے الاوسط اور الکبیر میں کی ہے اس کے رجال ثقہ ہیں (مجمع المروءات ۱۱/۳۱۱ طبع المکتب)۔
 (۲) سورہ نحل ۹۱۔

میری "رہ" ماں باپ کی شہر گزری یا نہ میری ہی طرف رہا یہی ہے، (۱) یہاں کی نعمت پر اللہ کا "ترہیت کی نعمت پر والدین کا شکر" کیا جائے گا، غیب میں جہنم فرماتے ہیں: "جس نے پانچ چیزوں کی نماز پر تھی اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیا، یا، "جس نے نمازوں کے بعد پ۔ والدین کے لئے دعا کی اس نے والدین کا شکر ادا کیا۔"

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، "وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بنی علیؑ سے دریافت کیا کہ کون سا عمل اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: "الصلاة على وقتها" (وقت پر نماز) یہی نے پوچھا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "هو الوالدین" (والدین کے ساتھ حسن سلوک)، راوی نے دریافت کیا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "الجهاد في سبيل الله" (۱) (اللہ کی راہ میں جہاد)، نبی اکرم ﷺ نے نہ یہ کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک نماز کے بعد جو اسلام کا سب سے اہم تقویٰ ہے سب سے افضل عمل ہے (۲)۔

حدیث میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کو جہاد پر مقدم رکھا گیا، اس لئے کہ وہ فرض عین ہے جس کی انجام دہی ہی پر متعین ہے، کوئی دوسرا اس میں اس کی نیابت نہیں سہا، چنانچہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ میں نے نہ رہائی ہے کہ غزوہ روم میں شرکت کروں اور میرے والدین مجھے منع کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "پنے والدین کی بات مانو، روم کے غزوہ میں تمہارے علاوہ دوسرے بھی شریک ہو سکتے ہیں" (۳)۔

(۱) حدیث ابن مسعود "أحب الأعمال إلى الله -" کی روایت بخاری
 ریح، ۲۰۰۷ طبع انتقد اور مسلم (۹۰/۱ طبع مجلس) نے کی ہے۔
 (۲) جامع الاحکام القرآن للقرطبی ۱۰/۱۷۷، ۲۳۸۔
 ۳۔ اہل بیت علیہم السلام ۱۳۰۴۔

اور اللہ کی راہ میں جہاد فرض کیا یہ ہے، کچھ لوگ انجام دے لیں تو بقیہ لوگوں سے فریضہ ساتھ ہو جانے کا عین والدین کے ساتھ حسن سلوک فرض عین ہے، "فرض عین فرض کنا یہ سے زیادہ قوی ہے۔"

اس مہیوم میں بہت ساری حادثات مروی ہیں، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کرم ﷺ کے پاس آیا اور غزوہ میں شرکت کے لئے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "نعمي والدك؟" (کیا تمہارے والدین رضامند ہیں؟) اس نے کہا: "نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "فصبرهما فجاهدا" (۱) (تو ان ہی کی خدمت میں جہاد کرو)۔

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: میں آپ ﷺ سے ہوں کہ آپ سے ہجرت پر بیعت کروں، اور میں اپنے والدین کو روکا ہو چھوڑ کر آیا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ارجع إليهما فاصححهما كما أهيئهما" (۲) (ان کے پاس جا اور انہیں سنا جس طرح ان کو دلایا ہے)۔

ابو داؤد میں بھی حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص ہمیں سے ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے پوچھا: "هل لك أحد باليمن؟" (یہاں میں تمہارا کوئی ہے؟) اس نے کہا: "والدین ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا: "ادما لك؟" (یا ہوں نے تمہیں اجازت دی؟) کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "فارجع فاصححهما فإن أداما

(۱) حدیث مصنفہما لجاهدا -" کی روایت بخاری (صحیح ۲۰۳ طبع انتقد) نے کی ہے۔
 (۲) حدیث مصنفہما فاصححهما -" کی روایت ابوداؤد (۲۸/۳۸ طبع عزت عید عباس) اور حاکم (۱۵۲/۳ طبع درۃ العارفین) نے کی ہے وہی نے اس کی تصحیح کی ہے اور اس سے اتفاق کیا ہے۔

مک فِجَاهِدْ وَلَا فِرْهُمَا“^(۱) (تو جائ، ان دونوں سے اجازت مانگو، اگر وہ اجازت دیں تو جہاد کر، ورنہ ان کے ساتھ حسن سلوک کر)۔

یعنی یہ حکم اس وقت ہے جب نصیہ عام (عام منائی) نہ ہو، ورنہ اس صورت میں گھر سے نکلتا فرض میں ہوگا، یہ کہ اس وقت تمام لوگوں پر وہاں روٹھنا مقید ضروری ہوتا ہے^(۲)۔

اور جب والدین کے ساتھ حسن سلوک فرض میں ہے تو اس کے برعکس (یعنی ہنرمائی) حرام ہوگا بشرطیکہ کسی شرک یا معصیت کے کرنے کا حکم نہ ہو، کیونکہ خالق کی ہنرمائی کر کے مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی^(۳)۔

غیر مذہب و عہد دین کی فرمانبرداری:

۳۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک فرض میں ہے جیسا کہ گذرا، یہ حکم والدین کے مسلمان ہونے کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ اگر وہ کافر ہوں تو بھی ان کی فرمانبرداری اور ان کے ساتھ حسن سلوک واجب ہے بشرطیکہ وہ اپنے بیٹے کو شرک یا معصیت کے ارتکاب کا حکم نہ دیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ“^(۴) (اللہ تمہیں ان لوگوں کے

(۱) حدیث ”مہل ایک احمد مالکی۔۔۔“ کی روایت ابو داؤد (۳۹/۳۹ طبع عزت عید دہلی) اور حاکم (۱۰۳/۱۰۳ طبع دارۃ المعارف اسلامیہ) نے کی ہے وہابی نے کتبہ و ردوائی کزور ہے یعنی اس حدیث کا رد یہ اس حدیث کا ثابہ کر چکا ہے۔

(۲) فتح القدیر ۵/۹۳، جامع الاحکام القرآن للقرطبی ۱۰/۲۳۰۔

(۳) ابن ماجہ ۳/۲۲۰، شرح البیہقی ۳/۳۹۳، ۳۱۷، الفروق للقرطبی ۱۳۵۔

(۴) سورہ محمد ۳۸۔

ساتھ حسن سلوک اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، بے شک اللہ انصاف کا پتہ کرنے والوں کی کوہست رکھتا ہے)۔

یہ ضروری ہے کہ والدین کے ساتھ محبت میں نرم، لطیف و نرم میں خشک کرے، نفرت پیدا کرنے والی ترش بھائی سے پرہیز کرے، اپنے الفاظ سے انہیں پارے جو س کو پسند ہوں انہیں ہی بات کہے جو، یہ دنیا میں انہیں نفع پہنچائے، تحفہ دے، کتابت یا فائدہ کا اظہار نہ کرے، نہ انہیں جبر کے بلکہ اس کے ساتھ پیغمبروں کے لے۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے مروی ہے، فرماتی ہیں: میری والدہ آئیں، وہ مشرک تھیں قریش کے عہد اور ان کی مدت میں جب کہ انہوں نے حضرت ابو بکر کے ساتھ حضور ﷺ سے معاہدہ کیا تھا، میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میری والدہ آئی ہیں اور وہ اسلام سے بیزار تھیں، کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہم، صلی افک“^(۱) (ہاں، ہاں) (ان کے ساتھ صلہ رحمی کرو)۔

ان ہی سے ایک دوسری روایت میں ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں میری ماں راغب ہو کر میرے پاس آئیں میں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، ابن حبیہ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مازل فرمائی: ”لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ“^(۲) (اللہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور

(۱) حدیث اسناد صحیحہ تھی وہی مشرکہ۔۔۔“ کی روایت بخاری (صحیح ۱۰/۳۳۳ طبع التلخیص) نے کی ہے۔

(۲) سورہ محمد ۳۸، دیکھئے جامع الاحکام القرآن للقرطبی ۱۰/۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، فتح الباری شرح صحیح بخاری ۳۸۰، الفروق ۱۳۵، ابو کریم الدانی

انسان رے سے نہیں رہتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں
 ڈرے، تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔ (ہرانی بابت اللہ کا حکم
 ہے: ”وَضِیْعَةُ الْإِنْسَانِ بِوَالِدَيْهِ حَسْبًا وَإِنْ جَاهِدَاكَ
 لِشُرْكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا إِلَهِي
 مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ“ (۱) (ہر نام نے حکم
 دیا ہے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کا بین اُردو ترجمہ
 پروردگار ایسے کہ تو کسی چیز کو میرا شریک بنا جس کی کوئی مثل تیرے
 پاس نہیں تو تو بے گناہ نہ رہنا تم سب کو میرے ہی پاس آنا ہے میں
 تمہیں بتاؤں گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہتے تھے)۔ کہا گیا ہے کہ
 حضرت سعد بن وقاص کے سلسلہ میں یہ آیت مارل ہوئی، چنانچہ
 مرہ کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں اپنی والدہ کا رشتہ ارقاء میں نے
 سمجھا، قوموں کی یاد انہوں نے کہا: تم یا تو اس دین کو چھوڑ دو ورنہ میں نہ
 کھاؤں گی نہ کچھ پیوں گی یہاں تک کہ مر جاؤں، تو مجھے عار دلایا
 جائے اور کہا جائے: اے اپنی ماں کے قاتل۔ میری ماں ایک دن
 ”ارچہ“ مرا، وہ اسی محل میں رہی تو میں نے کہا: اے ماں! اگر آپ
 کی ساج میں ہوں ”ارچہ“ ایک کر کے ساری جائیں نکل جائیں تو بھی
 میں چنے اس دین کو میں چھوڑوں گا، آپ چائیں کھائیں یا نہ کھائیں،
 حب انہوں سے ایسا (میرا) دیکھا تو کہا یا“ (۲)۔

غیر مسلم والدین کے لئے اس کی رد کی میں دیا، یہی رحمت کے لئے
 دیا کرے کے مسئلہ میں اختلاف ہے جس کا ترجمہ دے دیا ہے۔
 میں ان کے سے متغیر مثنوی ہے، دلیل یہ قرآنی آیت ہے:

۳۸۴/۳، المشرع المصیر ۳۸۴، المرواجع من المرافد الکبار للعلامة محمد بن عبد الوہاب

طبع دار المشرق

(۲) سورہ عنکبوت ۲۸

(۳) المراجع لاحکام القرآن للقرطبی ۳۸۴/۳، المرواجع من المرافد الکبار للعلامة محمد بن عبد الوہاب، المشرع
 المصیر ۳۸۴، المرواجع من المرافد الکبار للعلامة محمد بن عبد الوہاب، المشرع
 المصیر ۳۸۴، المرواجع من المرافد الکبار للعلامة محمد بن عبد الوہاب، المشرع
 المصیر ۳۸۴، المرواجع من المرافد الکبار للعلامة محمد بن عبد الوہاب، المشرع

”مَا كَانَ لِلْبَنِيِّ وَالْبَنِيَّةِ آمُومًا أَنْ يَسْتَفْعِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ
 كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ“ (۱) (بن اور بیو لوگ یہاں لانے میں اس کے
 لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں اگرچہ وہ
 (شریکین) رشتہ داری ہو) یہ آیت نبی ﷺ کے اپنے چچا حضرت
 ابو طالب کے لئے استغفار کرنے اور بعض صحابہ کے بپے مشرک
 والدین کے لئے استغفار کرنے کے سلسلہ میں مارل ہوئی، ان کی
 وفات کے بعد ان کے لئے استغفار کی ممانعت اور اس کی حرمت اور
 ان کی روح پر صدق نہ کرنے پر اہل بیت منع ہو چکا (۲)۔

کاہرہ والدین کے لئے اس کی زندگی میں استغفار کے مسئلہ
 میں اتفاق ہے، چونکہ وہ اسلام لائے ہیں۔

اگر کاہرہ والدین فرض کن یہ جہاں میں نکلنے سے اس کو اس نے
 روکیں کہ اس پر اندیشہ ہو اور ان کو چھوڑ کر اس کے جانے سے چنے
 لئے مشقت محسوس کرتے ہوں تو حسب کے ”ارچہ“ کو اس کا حق
 ہے، والدین کی اطاعت فرماتے رہی کرتے ہوئے اس کی جہالت
 سے ہی وہ نکلے گا، میں اُردو سے جواب سے اس سے یہ کہ رہے
 ہوں کہ اپنے نام نہ سب لوگوں کے ساتھ حق کو دنا پسند کر رہے ہوں
 تو پھر وہ ان کی اطاعت نہیں کرے گا بلکہ جہاں میں نکل جائے گا (۳)۔

مالکیہ، ثانیہ ”مراۃ الطالبہ کے نزدیک ان کی اجازت کے بغیر جہاد
 کے لئے جانا جائز ہے، چونکہ وہ جنوں دین میں معجم ہیں، البتہ مالکیہ
 کے نزدیک اگر کسی قریہ سے شفقت وغیرہ کا پتہ چل رہا ہو (تو ان کی
 اجازت لی جائے گی)، ثوری فرماتے ہیں اگر جہاد فرض کن یہ ہو تو
 والدین کی اجازت سے ہی غزوہ میں شریک ہوگا۔

(۱) سورہ توبہ ۱۱۳

(۲) المراجع لاحکام القرآن للقرطبی ۳۸۴/۳، المرواجع من المرافد الکبار للعلامة محمد بن عبد الوہاب، المشرع
 المصیر ۳۸۴، المرواجع من المرافد الکبار للعلامة محمد بن عبد الوہاب، المشرع
 المصیر ۳۸۴، المرواجع من المرافد الکبار للعلامة محمد بن عبد الوہاب، المشرع

(۳) ابن ماجہ ۳۸۴/۳

یہاں رَجَبِ مَکَرَّم میں جو بڑے میدان جنگ میں صنفِ بندگی یا شہنشاہی کے محاصرہ یا امامِ مسلمین کی جانب سے احاطہ عام کی وجہ سے، تو اس وقت والدین کی جہالتِ سابقہ ہو جائے گی، اور ان کی اجازت کے بغیر اس پر جہادِ جب ہوگا، یہ تکہ اب تمام لوگوں پر جہاد کے فرض میں ہونے کی وجہ سے اس پر بھی نکلنا واجب ہوگا (۱)۔

بحس صحابتي؟ قال: "أمك" قال ثم من؟ قال
 "أمك" قال ثم من؟ قال "أمك" قال ثم من؟ قال
 "ابوك" (۱) (۱) افسہ کے رسول امیرے حسن سلوک کا سب سے
 زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں، اس نے
 پوچھا: بچہ کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں اس نے پوچھا:
 بچہ کون؟ آپ نے فرمایا: تمہاری ماں، اس نے پوچھا: پھر کون؟
 آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا باپ۔

ماں کی طاعت اور باپ کی اطاعت کے درمیان تعارض :
۴- اولاد پر والدین کا عظیم حق ہے، اسی لئے متعدد مقامات پر قرآن کریم میں اس کا حکم مازل ہو، اور احادیث مطہرہ میں بھی اس کی ہدایت دی گئی، اس کا تقاضا ہے کہ ان کی فرمانبرداری، اطاعت، ان کی دیکھ ریکھ اور ان کے حکم کی تعمیل غیر معصیت کے کاموں میں کی جائے جیسا کہ گذرا۔

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”اِنَّ الْمَرْءَ بِوَصِيكَهٖ بِأَمْرَاتِكُمْ، ثُمَّ بِوَصِيكَهٖ بِمَنْهَاتِكُمْ، ثُمَّ بِوَصِيكَهٖ بِأَمْوَالِكُمْ، ثُمَّ بِوَصِيكَهٖ بِأَنْفُسِكُمْ“ (۴)

(اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ماؤں کے حق میں وصیت کرنا ہے، پھر وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے سلسلہ میں وصیت کرنا ہے، پھر وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے بارے میں وصیت کرنا ہے، پھر وہ تمہیں تمہارے آباء (والد) کے بارے میں وصیت کرنا ہے، پھر وہ تمہیں بالترتیب اقرباء کے بارے میں وصیت کرنا ہے)۔

بچہ کی تربیت میں ماں کے بڑے رول کے پیش نظر شریعت نے والدین کی نرمانبرواری کے حکم کے بعد والدہ کے لئے خصوصی طور پر مزید نرمانبرواری کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَوَضِعْنَا الْإِنْسَانَ بُولَدِيهِ حَمِيَّةً ۖ ثُمَّ وَهَبْنَا عَلَىٰ وَهْبٍ وَفَصَلَّاهُ فِي عَمَامَتَيْنِ" (۲) (اور ہم نے انسان کو تاکید کی اس کے ماں باپ سے متعلق، اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دو عماموں میں اس کا دھوپھ چھوٹا ہے)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: ”ای الناس أعظم حقا عسی المرأة؟“ قال: ”روحها. قلت: فعلى الرجل؟ قال أمه“ (۳) (عورت پر سب

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: "یا رسول اللہ! میں انحق

(۱) حضرت امین احمی بحسن صحابی ... کی روایت بخاری (صحیح
۲۰۱/۱۰ طبع استغفر) نے کی ہے۔

(۲) حدیث: ”اِنَّ اللّٰهَ يُوَسِّطُكُمْ بَيْنَهُنَّكُم“۔۔۔ کی روایت بخاری نے (ادب المرء) (ص ۲۶ طبع انتقد) میں اور حاکم (۲/۵۱۳ طبع دار الفکر طبع الدار العلمیہ) نے کی ہے حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے، اور ابھی سے اسے اتفاق کیا ہے۔

(۳) حضرت امی الناس اعظم حقا علی المواقف... کی روایت حاکم (۵۰۳) طبع مکتبۃ طعار و ساجستانی نے کی ہے اس کی سند میں جہت ہے نیز من الاحوال کو بھی ۳۹۹ ۵۳ طبع لکھی۔

() المصنف : ٢٠١٤، تحت المجامع شرح المساجد، ٢٣٢، مطالب أولى أبي
٥٣٨، المصنف : ٢٥٩، طبع رياض المدونة، اشرح الكبير مع حاشية الدرر
٥٥٨، المصنف : ٢٥٩، طبع دار احكام القرآن القرطبي، ٢٠١٠.

٣ سورة طه ٣

جز الوالدین ۵

سے زیادہ اس شخص کا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے شوہر کا،
میں نے پوچھا، مرد پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی ماں کا۔
مذکورہ آیات، حدیث، اور اس کے ماہر و مجتہد بے شمار ہدایت
والدین کے مقام و مرتبہ پر ولایت رہتی ہیں۔ اور فرمانہ، اری کے
استحقاق میں باپ پر ماں کی فوقیت ثابت رہتی ہیں۔ چونکہ صل کی
صعوبت، چر وضع حمل، اور اس کی تکالیف پھر رضاعت اور اس کی
مشکلات، یہ وہ امور ہیں جن سے صرف ماں کو گذرنا اور انہیں
برداشت کرنا پڑتا ہے، اس کے بعد تربیت میں باپ کی شرکت ہوتی
ہے، اس لئے باپ کے مقابلہ میں ماں رعایت کی زیادہ مستحق ہے
خصوصاً بچہ صاپے میں (۱)۔

اس حق کی فوقیت کا مظہر یہ بھی ہے کہ اگر والد کے پاس کے والدین
کا نفقہ واجب ہو، اور وہ صرف کسی ایک کا نفقہ دینے کی استطاعت
رکھتا ہو تو مصیب، مالکیہ، وراثتیہ کی صحیح روایات کے مطابق باپ پر
ماں کو فوقیت حاصل ہوگی، یہی یک رائے تاجلہ کی بھی ہے (۲)۔ یہ اس
سے کہ صل، رضاعت، تربیت کی مشقت و دہشت کرتی ہے۔
اس میں شفقت بھی زیادہ ہوتی ہے نہ وہ زیادہ دگر مرد بچے بس ہوتی
ہے، یہ حکم اس وقت ہے جب اس دونوں کی فرمانہ، اری میں باہم
تعارض نہ ہو۔

۵۔ اگر اس میں تعارض ہو، اس طور پر کہ ایک کی اطاعت سے
دوسرے کی مانر مانی لازم آتی ہو تو یہ صورت میں، یکنا جائے گا، اگر
ایک کی اطاعت کا حکم، سے رہا ہو اور دوسرا معصیت کا حکم، سے رہا ہو تو

و اطاعت کا حکم، دینے والے کی فرمانہ، اری کے گام معصیت کا حکم
، دینے والے کی اطاعت میں معصیت کا کتاب نہیں لے گا اس سے
کہ رسول اللہ ﷺ کا قول ہے: "لا طاعة لمخلوق في معصية
المخالق" (۱) (خالق کی معصیت کے کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی
جائے گی)، البتہ اس پر ضروری ہے کہ حکم قرآنی "وَصَاحِبُهُمَا يَتَى
الَّذِي مَعْرُوفٌ" (۲) (اور دنیا میں اس کے ساتھ خوبی سے بسر کرے
جائے) کے مطابق ان کے ساتھ حسن سلوک کرے، یہ تک یہ تہیت گرچہ
کافر والدین کے سلسلہ میں مازل ہوئی ہے، لیکن تنسوس سبب اس
کے بجائے لفظ قرآنی کے عموم کا اعتبار کیا جائے گا۔

لیکن اگر والدین کی فرمانہ، اری میں تعارض کسی غیر معصیت میں
ہو، اس طور پر کہ ایک ساتھ دونوں کی فرمانہ، اری ممکن نہ ہو تو حضور
فرماتے ہیں کہ ماں کی اطاعت مقدم ہوگی، اس لئے کہ فرمانہ برداری
میں ماں کو باپ پر فوقیت حاصل ہے (۳)، اور کہا گیا ہے کہ
فرمانہ برداری میں دونوں برابر ہیں، چنانچہ مروی ہے کہ ایک شخص نے
امام مالک سے عرض کیا کہ میرے والد سوڈان میں ہیں، انہوں نے
مجھے لکھا ہے کہ میں ان کے پاس آ جاؤں، میری ماں مجھے جانے سے
روکتی ہیں، امام مالک نے اس سے فرمایا: اپنے باپ کی بات مانو اور
ماں کی مانر مانی نہ کرو، یعنی اپنے والد کے سے سر کر کے پی ماں کی
خوشی میں اضافہ کرے چاہے ماں کو اپنے ساتھ لے جا کر ہوتا کہ اپنے
والد کی اطاعت کر سکے اور ماں کی مانر مانی بھی نہ ہو۔

۶۔ مرد کی ہے کہ حضرت ایش سے خلیفہ کی مسئلہ دریافت کیا گیا تو

(۱) حدیث "لا طاعة لمخلوق في معصية الله" کی روایت ابن القادری نے صحیح
میں کیا ہے جو فرمایا کہ احمد و طبرانی نے اس کو روایت کیا ہے احمد کے رجال
صحیح کے رجال ہیں (صحیح الخوارزمی ۲۲۶/۵ طبع احمدی)۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۵۷۔

(۳) الخوارزمی ۲۲۶/۵۔

(۱) فتح الباری ۱۰/۱۰۳، شرح إحياء علوم الدين ۱۵/۱۶، الخوارزمی
مترجم الکبیر ۱۲/۱۷ طبع دار المعرفۃ، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۱۲/۱۵، ۱۳۔

(۲) در المنہج علی الدر المنہج ۱۲/۱۵۳، الخوارزمی ۲۲۶/۵، سورۃ بقرہ ۱۵۷، الخوارزمی
۱۵/۱۰۳، طبع المکتب الاسلامی، انجلی ۷/۵۳، طبع دار الفکر۔

ساتھ سعد رحمی، حسن سلوک اور مشرک اقا رب کے ساتھ صلہ رحمی کا کر ہے^(۱)۔

کافر والدین کے ساتھ حسن سلوک میں ان کے لئے وصیت بھی داخل ہے، اس لئے کہ وہ اپنے مسملاً کے کوارٹ نہیں ہوں گے۔
تفصیل کے لئے اصطلاح "وصیت" دیکھی جائے۔

حسن سلوک کس طرح کیا جائے؟

۷- والدین کے ساتھ حسن سلوک کے سے اس کے ساتھ رفق و محبت آمیز سرم سنگور سے نفرت پیدا کرنے و عار و ش کھائی نہ کرے، انہیں سے الفاظ سے پکارے جو انہیں پسند ہوں جیسے اے امی جان، اے ابو جان، انہیں ایسی بات کہے جو دین و دنیا میں ان کے لئے مایع ہو، ین کے دین امور کے دو محتاج ہوں ان کے بارے میں ان کو بتائے، ان کے ساتھ معروف کے مطابق زندگی گزارے یعنی جن امور کا جواز شریعت میں معروف ہے، چنانچہ واجب یا مندوب پر عمل کرنے میں اور جس چیز کے چھوڑنے میں اس کو ضرر نہ ہواں کے چھوڑنے میں ان کے حکم کی اطاعت کرے ان کے نہ وہ نہ چلے، ان سے آگے بڑھ کر چلنا تو کچا، بہتہ گر ضرر دہر ہو، مثلاً ادبیر ہو تو (ریشی کے سے) گئے چل سکتا ہے، ان کے پاس جائے تو ان کی عیارت سے نہیں، بھے تو ان کی عیارت لے کر نئے، نہ سنا پے یا مرض میں ان کے پیٹاب، غیر دہر، بے کوراندہ کھجے کہ اس سے ان کو فیت ہوگی، لہذا تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا"^(۲) (اللہ کی عبادت کر، اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ کر، اور حسن سلوک رکھو، والدین کے ساتھ)۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: ملاطفت اور نرم روی کے ساتھ

انہوں نے فرمایا: اپنی ماں کی حاجت نہ، یونکہ انہیں فرمانبراری کا وہ پہلی حق حاصل ہے، اسی طرح باجی نے غل یا بے کہ ایک خاتون کا حق اس کے شوہر پر تھا، تو بعض فقہاء نے اس کے لڑکے کو توئی، یا کہ پ، والد کے خد فاس کی طرف سے نکاست کرے، تو وہ مقدمہ کی محاکم میں اس کے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے باپ سے محاکمہ وری بحث کرتا تھا، بعض فقہاء نے اسے اس سے منع کیا، اور کہا کہ یہ باپ کی مانرہائی ہے، اور حضرت ابو یوسف مدنی حدیث صرف یہ بتاتی ہے کہ باپ کا حق ماں سے کم ہے، نہ یہ کہ باپ کی مانرہائی کی حارے محاکم نے جسٹ فائل یہ ہے فرمانبراری میں باپ پر ماں مقدم ہے^(۱)۔

درحرب میں مقیم و مدین و قارب کے ساتھ حسن سلوک:

۶- بن تدریر کہتے ہیں: اہل حرب میں سے ماں یا نیتہمیں کے ساتھ حسن سلوک خواہ اس سے لمبی قرابت ہو یا نہ ہو، نہ حرام ہے، اور نہ ممنوع، بشرطیکہ اس سے مسلمانوں کے خلاف کفار کی تقویت یا اہل اسلام کے پوشیدہ امور سے گائی، سامان جنگ، اسلحوں سے ان کی تقویت نہ ہوتی ہو^(۲)۔

یہی رائے "لادب اشربعید" میں ہیں، بجوری خنبلی سے "قول رائے کے موافق ہے، اور جو کچھ انہوں نے ذکر کیا ہے اس سے مختلف نہیں ہے، اور اس پر استدلال اس واقعہ سے کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے مشرک بھائی کو ریشی جوڑا ہد یہ یا تھا، اور حضرت اسماءؓ کی حدیث سے استدلال کیا ہے^(۳)، ان دونوں میں اہل حرب کے

(۱) الفروق ۳۳، تہذیب الفروق مع حاشیہ ص ۱۶۱، فتح المباری شرح صحیح البخاری ۱۰/۲۴۰۳۵۳۔

(۲) جامع لیبس للظہری ۶۶/۲۸، طبع مصطفیٰ لکھنؤ۔

(۳) حدیث اسماءؓ کی تخریج فقرہ نمبر ۳ میں گذر چکی ہے۔

(۱) الادب الشریعہ ۱/۹۲، ۹۳، ۹۴۔

(۲) سونے ناع ۳۶۔

اں سے حسن سلوک رہے، نہیں سخت جواب نہ دے نہ انہیں محکوم نہ دیکھے، ورنہ سارے پانی پر ہونچے رہے (۱)۔

۱۔ کے ساتھ حسن سلوک ۲۔ رز یہ بھی ہے کہ گالی گلوٹ یا کسی بھی قسم کی بیزارائی کے ذریعہ اس سے ہر سلوکی نہ کرے کہ یہ ماہِ انتہا فائدہ ناک و بیکار ہے صحیح مسہم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ مِنَ الْكِبَارِ شَتْمَ الرَّجُلِ وَالْمِيهَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَهَلْ يَشْتُمُ الرَّجُلُ وَالْمِيهَ؟ قَالَ: نَعَمْ، يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ" (کبیر و گناہوں میں سے ہے کہ انسان اپنے والدین کو گالی دے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا انسان اپنے والدین کو گالی بھی دے سکتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، ایک انسان دوسرے انسان کے والد کو گالی دیتا ہے تو دوسرے اس کے والد کو گالی دیتا ہے، اور وہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے تو دوسرا اس کی ماں کو گالی دیتا ہے)، ایک دوسری روایت میں ہے: "إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكِبَارِ أَنْ يَسُبَّ الرَّجُلُ وَالْمِيهَ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالْمِيهَ؟ قَالَ: يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ الرَّجُلَ، يَسُبُّ أُمَّهُ" (بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے والدین پر لعنت بھیجے، یا رسول اللہ! انسان اپنے والدین پر کس طرح لعنت بھیجتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی کے والد کو برا بھلا کہے گا تو دوسرے اس کے والد کو برا بھلا کہے گا)۔

۸- والدین کے ساتھ حسن سلوک میں یہ بھی داخل ہے کہ ان کے

۱۰ بتوں کے ساتھ صدر جمی کیا جائے، صحیح مسلم میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "ان من ابر البر صلة الرجل اهل و ذآبہ بعد ان یولی" (۱) (بڑی نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے والد کے جانے کے بعد ان کے ۱۰ بتوں کے ساتھ صدر جمی کرے)، اگر والد غائب ہو یا فوت ہو جائے تو ان کے ۱۰ بتوں کو یاد رکھے، ورنہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے کہ یہ بھی والد ہی کے ساتھ حسن سلوک کا ایک حصہ ہے۔

حضرت ابو اسید جوہدري صحابی ہیں روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا، آپ ﷺ کے پاس ایک انصاری آئے اور دریافت کیا: یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ وفات کے بعد ان کے لئے کچھ "بر" باقی ہے؟ میں سے انجام دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نعم، الصلوة علیہما، والاستغفار لہما، وإعطاء عہدہما من بعدہما، وإکرام صديقہما، وصلۃ الرحمۃ التي لا رحم لک إلا من فیہما، فہذا الذی بقی علیک" (۲) (ہاں، ان کے لئے دعا اور استغفار، ان کے بعد ان کے جدوں کی تحویل، ان کے دوستوں کا اکرام اور ان کے واسطے سے رشتہ میں آنے والوں کے ساتھ صلہ رحمی، یہ سب آپ باقی ہے)۔

خود رسول اللہ ﷺ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات پر حزن
 سلوک کے لئے ان کی کنایوں کو یاد پڑھتے تھے جو آپ کی زبردستی تھیں،

(۱) حدیث: ”اِنْ مِنْ لَبِوِ الْبِرِّ“ کی روایت مسلم (۴/۲۷۹) طبع النہضۃ
نے کی ہے۔

(۲) حدیث: "مَنْ بَقِيَ مِنْ بَنِي وَالدِيِّ" کی روایت ابو داؤد (۵۳۵۳ طبع عزت بیروت) اور حاکم (۵۵۴۴ طبع دار الفکر بیروت) نے نقل کی ہے اور وہ بھی اس کی تصحیح کی ہے اور اس کی روایت دیکھیں۔

() انصوحہ اللہ، فی ۸۴/۳ ۸۳/۳، احوال من قتراف اکبر ۶۶/۲۔

(۲) ابو جعفر اتراف الکبیر ۴۱۶، الخوارزمی ۸۳۴ الجامع
ما حکام القرآن مرقط ۱۰۹۱، ۲۳۸۔ حدیث ۳۱۸ من اکبر الکاتب
"کی روایت بخاری (فتح ۱۰/۳۰۳ طبع استغیہ) اور مسلم (۱/۹۲ طبع
بجلی) کے ہے۔

تو پھر والدین کے بارے میں تمہارا خیال ہے (۱)۔

تجارت یا طلب علم کے لئے سفر کی خاطر والدین کی اجازت:

۹- فقہ حنفی نے اس کے لئے یک قاعدہ مقرر فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر وہ سفر جس میں ملاکت سے اطمینان نہ ہو اور خطہ شدید ہو لڑکے کے لئے والدین کی اجازت کے بغیر اس میں نکلتا درست نہیں ہے اس سے کہ والدین کو اپنی بلا و پشیمانی ہوئی ہے تو انہیں اس صورت میں ضرر پہنچے گا، اور جس سفر میں خطرہ شدید نہ ہو والدین کی اجازت کے بغیر اس میں نکلتا بشرطیکہ والدین کو بے یار و مددگار نہ چھوڑے، جائز ہے کہ اس میں ضرر نہیں رہا۔

پس تعلیم کے سفر کے لئے والدین کی اجازت لازم نہیں ہوگی اگرچہ شہر میں قیام مہیا نہ ہو، راستہ پران ہو اور والدین کے ضیاع کا مدیشہ نہ ہو، اس سے کہ اس سفر سے انہیں ضرر نہیں بلکہ نفع ہوگا، اور سے مافرمائی کا عار لاحق نہیں ہوگا، لیکن اگر تجارت کا سفر ہو اور والدین چنے چنے کی خدمت سے مستغنی ہوں اور ان کے ضیاع کا مدیشہ نہ ہو تو بغیر اجازت اس سفر پر نکل سکتا ہے، لیکن اگر والدین اس کے اور اس کی خدمت کے محتاج ہوں تو ان کی اجازت کے بغیر سفر نہیں کرے گا (۲)۔

مالکیہ نے طلب علم کے سفر میں یہ تفصیل کی ہے کہ اگر اس مرتبہ کے علم کے حصول کے لئے سفر ہو جو اس کے شہر میں فراہم نہیں جیسے

(۱) الجامع باحكام القرآن للقرطبي ۱۰/۲۳۱ (دوہ مسئلہ) جاء علوم الدين ۱۶/۳۵ الفواكر الدوابي ۲/۸۳۳ طبع ۱۳۵۵ھ "كان يهتدي" کی روایت بخاری (اصح ۳۳ طبع المستقر) کے ہے۔
(۲) مجمع المصنف فی ترتیب الاشراف ۷/۹۸، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ۳/۲۳۲، ابن ماجہ ۲۲۰/۳۔

کتاب فقہ اور سنت رسول میں تھقہ جماعت و موانع حریف و مراتب قیاس کی معرفت، تو والدین کی اجازت کے بغیر وہ عزرائلتا ہے شیطانی اس کے اندر غور و تحقیق کی صداقت ہو، اور غریب و محتاج میں ان کی اطاعت نہیں کی جائے گی، اس لئے کہ مجتہدین کے مقام کا حصول فرض کفایہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" (۱) اور ضرور ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت رہے جو نیکی کی طرف بلالیا کرے اور بھلائی کا حکم دیا کرے اور بدی سے روکا کرے، لیکن اگر تھقیدی طریقہ پر تھقہ کے لئے سفر ہو اور اس کے شہر میں اس کا انتظام ہو تو اس کی اجازت کے بغیر سفر جائز میں ہوگا۔

۱۰- اگر اگر تجارت کے لئے سفر کا راہ ہو جس میں اس کو اتنی قدر حاصل ہونے کی امید ہو جتنی وہ اپنے وطن میں حاصل کرتا ہے تو ان کی اجازت کے بغیر نہیں نکلے گا (۲)۔

نوافل کے ترک یا ان کو توڑنے میں والدین کی اطاعت کا حکم:

۱۰- شیخ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ "بر الوالدین" میں فرماتے ہیں: کسی سنت مؤکدہ جیسے جماعت کی نماز میں حاضری، فجر کی دو رکعت اور وتر وغیرہ کے ترک میں والدین کی اطاعت نہیں ہوگی اگر وہ ہمیشہ انہیں ترک کرنے کا مطالبہ کرتے ہوں، اس کے برخلاف اگر وہ نماز کے اہل وقت میں بلا میں تو ان کی اطاعت کی جائے گی چاہے دل وقت کی فضیلت سے تھری ہو جائے (۳)۔

(۱) سورة آل عمران ۱۰۴۔
(۲) الفروق للقرطبي ۱/۵۱۳، الدبوقي ۲/۶۷۱، حاشیہ قرطبی ۲۵۲/۔
(۳) مطالب اولیٰ ائسی ۲/۵۳، انصاری قدس سرہ ۵/۵۵۸، شافعی القناع فی

فرضِ خانیہ کے ترک میں ن کی، طاعت کا حکم:

۱۱- صحیح مسلم میں حدیث کہ ایک شخص نے بیعت زنی چاہی اور اس کے والدین میں سے ایک باحیات تھے، گزر چکی ہے، اس سے واضح ہے کہ اس کی صحبت بن کریم علیہ السلام کی صحبت پر اور ان کی حد مت جو و جب میں ہے فرض کفایہ پر مقدم ہے اس لئے کہ ان کی طاعت اور س کے ساتھ حسن سلوک فرض میں ہے۔ اور جہاں فرض کفایہ ہے، وہ فرض میں توئی ہوتا ہے (۱)۔

بیوی کو طلاق دینے کے مطالبہ میں ان کی طاعت کا حکم:

۱۲- ترمذی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: میری ایک بیوی تھی جس سے میں محبت کرتا تھا میرے والد اس کو پسند نہیں کرتے تھے، انہوں نے مجھے اس کو طلاق دینے کا حکم دیا، میں نے انکار کر دیا، پھر میں نے بنا علیہ السلام سے اس کا راز یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یا عبد اللہ بن عمر طلق امراتک“ (۲) (۱)۔

عبداللہ بن عمر اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔

ایک شخص نے امام احمد سے پوچھا کہ میرے والد مجھے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیتے ہیں، انہوں نے فرمایا: اسے مت طلاق دے، اس سے بہتر یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر کو اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم نہیں دیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں جب تمہارے باپ بھی حضرت عمرؓ کی مانند ہو جائیں، یعنی اپنے باپ کے

حکم سے اسے طلاق مت دے، یہاں تک کہ وہ بھی حق و عدل تک رسائی اور اس جیسے معاملہ میں خواہش نفس کی عدم اتباع میں حضرت عمرؓ کی مانند ہو جائیں۔

منازلہ میں سے وہ بڑے نے یہ اختیار کیا ہے۔ (باپ کے تیسے پر بیٹے کا اپنی بیوی کو طلاق دینا) واجب ہے اس سے کہ (جب حضرت بن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دینے سے انکار کر دیا تو) بن کریم علیہ السلام نے ان کو طلاق دینے کا حکم دیا۔ ”شیخ تقی لدیں بن تیمیہ سے شخص کے بارے میں جس کی ماں اسے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے، فرماتے ہیں: اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے، بلکہ اس پر ماں کے ساتھ حسن سلوک واجب ہے، اور اپنی بیوی کو طلاق دینا ماں کے ساتھ حسن سلوک میں داخل نہیں (۱)۔

ارحباب معصیت یا ترک و جب کے مر میں ن کی طاعت کا حکم:

۳۳- ”لقد تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَوَضِعْنَا الْإِنْسَانَ بِالْأَدْنَىٰ حُسْنًا، وَإِنْ حَافِلَاكَ تَشْرُوكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطْعِمُهُمَا“ (۲) ”(۱)۔“ ہم نے حکم دیا ہے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ سلوک نیک کا میں اگر وہ تجھ پر رونا لیس کر تو کسی چیز کو میرا شریک بنا جسکی کوئی دلیل تیرے پاس میں تو تو ان کا کہنا نہ ماننا، اور ارشاد ہے: ”وَإِنْ حَافِلَاكَ عَلَىٰ أَنْ تَشْرُوكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطْعِمُهُمَا وَصَاحِبَهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا“ (۳) (در گرد و دیوار تجھ پر اس کا رونا لیس کر تو میرے ساتھ کسی چیز کو شریک

= متن الاذکار ۵۳۵، الفروق لفظی ۱۲۳-۱۲۲، المشرح المیر ۵۳۹، الفرائد والذوالی ۲/۳۸۳، الفروا ۲/۶۷۲، ۷۳۔

(۱) الفروق ۱/۱۲۲، ۱۲۵، ۱۵۰، الفروا ۲/۶۷۲، ۷۳۔

(۲) حدیث حضرت ابن عمرؓ ”کان لصی لعمراة“ کی روایت ترمذی (۳) ۲۸۶ طبع النسخ (۱) نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ سن صحیح ہے دیکھئے جامع احکام القرآن لفظی ۱۰/۲۳۹، الفروا ۲/۵۵۲۔

(۱) الآداب الشرعية والکلی لمرجه لابن مطیع المتصنی المسلسلی ۱/۵۰۳، الفروا ۲/۷۳۔

(۲) سورہ یحییٰ ۲۸۔

(۳) سورہ یحییٰ ۲۸۔

(۴) سورہ یحییٰ ۲۸۔

نہیں جسکی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں، تو تو ان کا بیانا مانا اور دیا
میں اس کے ساتھ خوبی سے رہے (جانا)، ان دونوں آیات میں ان
کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی اطاعت اور نافرمانی کا وجوب اور ان
کی نافرمانی اور مخالفت کی حرمت موجود ہے۔ والا یہ کہ وہ کسی شک یا
رتباب معصیت کا حکم دیتے تو اس وقت اس کی اطاعت اور ان کے حکم
کی تعمیل نہیں کرے گا کہ اس میں ان کی اطاعت حرام اور مخالفت
واجب ہے، جس کی تاکید رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے ہوتی
ہے کہ "لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق" (خالق کی
معصیت کر کے مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی)، اور حضرت سعد
بن ابی وقاص کی سابق میں گزری اس حدیث سے (۲) بھی ہوتی ہے
کہ ان کی والدہ سے نہ سے، نہ کو ترک کرنے کا مطالبہ یا تو ان
نے والدہ کی بات نہیں مانی، لیکن ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے
رہے اور خوبی سے بسر کرتے رہے ایسے امور میں والدہ کی نافرمانی
واجب ہے، لہذا نہ بات کو ترک کر کے والدہ کی اطاعت نہیں کی
جائے گی (۳)۔

و سیدین کی نافرمانی و ردنیہ آخرت میں اس کی نہ:

۱۳ - ن کے ساتھ حسن سلوک نہ کرنے کی وجہ سے جو نافرمانی ہوتی
ہے، اس کے علاوہ نافرمانی کی اور بھی صورتیں ہیں، جن میں سے بعض
کا تعمیل قول سے ہے، اور بعض کا عمل سے۔

نافرمانی میں یہ بھی داخل ہے کہ لڑکا اپنے والدین کے سامنے
کتابت، تکذیب، غصب کا ظہار کرے، اس کی رگیں پھول جائیں،

(۱) حدیث: "لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق" کی تخریج فقہ نمبر ۵ میں گزری ہے۔

(۲) دیکھئے فقہ نمبر ۳۔

(۳) شرح مصیر ۳۹۴، جامع الاحکام القرآن للقرطبی ۱۰/۳۸۸ (مختصر)۔

اور ۳۸۸/۳۹۴، تفسیر ۱۲/۶۵، ۱۳/۱۵۰، الترویق للقرطبی ۱/۳۵۔

فرزند کی کے ماز بخت سے اور دیانت و ریکی کی کی وجہ سے اس پر
زبان راری کرے، خصوصاً اس کے بڑھاپے میں، حالانکہ والا کو حکم
دیا گیا ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے اور محبت کا برتاؤ
کریں، اچھی اور پائیدار باتیں کریں، اللہ تعالیٰ کا رشتہ ہے: "بِأَنَّا
يَتْلَمَعَنَّ عَذَابُكَ الْكَبِيرَ أَخَذَهُمَا فَرَأَىٰ كِلَاهُمَا لَهَا تَقْلُ لَهَا
أُفٍّ" (۱) (اگر وہ تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں اس دونوں میں
سے ایک یا دونوں تو تو اس سے ہوں گی نہ کہنا)، اس کو اپنی تکلیف
کی بات سے سے بھی منع یا گیا ہے، اس دونوں میں سے کسی
ایک کی نافرمانی کا ضابطہ یہ ہے کہ "الا انتم مني بنو، یہی ہے کہ
اگر وہ کام میں دھرم کے ساتھ دھرم تو حرام و حلال وغیرہ دھرم،
لیکن والدین کی وجہ سے اپنی دھرم دھرم یا ہے (۲)۔

نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ "بِأَنَّا رِيحُ الْجَنَّةِ مِنْ
مَسِيرَةِ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ، وَلَا يَجِدُ رِيحَهَا مَنَانٌ بَعْدَهُ، وَلَا
عَاقٍ، وَلَا مَلَمَعٌ خَمْرٌ" (۳) (جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی
مسافت سے محسوس ہوگی، لیکن احسان جتانے والا، والدین کا
نافرمان، اور شرابی اس خوشبو کو نہیں پائے گا)، حضرت عبدالرحمن بن
ابی بکر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: "أَلَا أَبَيْتُكُمْ يَا كَبِيرَ الْكِبَانِ؟ فَنَسَا بَنِي رَسُولِ اللَّهِ!
قَالَ: ثَلَاثًا لَا شَرَاكَ بِاللَّهِ، وَعَفْوُ الْوَالِدَيْنِ، وَكَانَ
مَنْكَنَا فَحَلَسَ، فَقَالَ: أَلَا وَقَوْلُ الرُّورِ وَشَهَادَةُ الرُّورِ، أَلَا
وَقَوْلُ الرُّورِ وَشَهَادَةُ الرُّورِ، فَمَارِالَ يَقُولُهَا حَتَّى تَقْتُلَ لَا

(۱) سورہ اسراء ۲۳۔

(۲) الجامع الاحکام القرآن للقرطبی ۱۰/۳۸۸، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶۔

(۳) حدیث: "بِأَنَّا رِيحُ الْجَنَّةِ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ..." بطور کلی
المصیر میں روایت کیا ہے، بھی فرماتے ہیں اس میں رفق بن دہر اور تروک
ہے (مجمع الزوائد ۸/۳۸۸ طبع المکتبۃ)۔

تک اس کی بنیادی مداخلت ہے تو تعزیر کے باب سے ہے، اس کی مقدار فرمائی "فرمائی کرنے" والے کی حالت کے فرق سے مختلف ہوتی ہے۔

چنانچہ والدین یا کسی ایک پر ریائی گالی یا مار پیٹ کے رویہ کی تو والدین اس کی تعزیر کریں گے یا عام اس کی تعزیر کرے گا اس باتوں کے مطالبہ پر (اگر دونوں کو گالی یا مار پیٹ ایک ساتھ کی گئی ہو ایمان میں سے جس پر ریائی کی گئی ہے اس کے مطابق پر، اگر گالی یا مار کھانے والے نے معاف کر دیا تو اس کی معافی کے بعد بھی وہی ظاہر کو اختیار ہوگا کہ مناسب تعزیر کرے یا معاف کر دے، اگر نہ ہو تک معاملہ پہنچنے سے پہلے والدین گالی یا مار پیٹ کو معاف کر دیں تو تعزیر موقوف ہو جائے گی۔

اس کی تعزیر نہاد اور بدکلامی کے اعتبار سے رفقاری، یہ صریح (۱) یا سخت باتوں سے تنبیہ یا اس کے حدود سے دور سے ہو کی امن سے رہش تنبیہ ہوتی ہو (۱)۔



(۱) ابن ماجہ ج ۳ ص ۷۷۷-۷۷۸، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۶، ۷۸۹، کشف القناع
۱۲۱/۱-۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۵، الاحکام السلطیہ لعمادین ص ۶، ۸، ۱۲، ۱۳
الشرح الکبیر ص ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵

یسکت" (۱) یہاں میں تمہیں بڑے بڑے ذمہ داریوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا: خدا کے رسول کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں چیزیں ہیں، اللہ کے ساتھ ایک ٹھکانا، والدین کی فرمائی، آپ ﷺ ایک لکائے ہوئے تھے، انکو کرینچو گئے "فرمایا: سن لو جھوٹی بات، اور جھوٹی بات، سن لو جھوٹی بات اور جھوٹی بات، آپ ﷺ یہ جملہ لہ کہتے رہے یہاں تک کہ میں نے سوچا: آپ ﷺ خاموش نہیں ہوں گے)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رضی اللہ فی دینی والوالدین۔ وسخط اللہ فی سخط الوالدین" (۲) (اللہ کی رضا والدین کی رضا میں ہے، اور اللہ کی ناراضی والدین کی ناراضی میں ہے)۔

اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "کل المذنب یؤخر اللہ مہما ماشاء الی یوم القیامۃ الا عقوق الوالدین، فان اللہ یعجلہ نصاحبہ فی الحیاۃ قبل الممات" (۳) (تمام گناہوں میں سے جسے اللہ چاہتا ہے قیامت تک کے لئے مؤخر کر دیتا ہے، والدین کی فرمائی کے، اللہ تعالیٰ (اس کی راہ) نادار کو جلدی کر کے اس کے مرنے سے پہلے دنیا ہی میں دے دیتا ہے)۔

فرمائی کی سزا:

۱۵ - والدین کی فرمائی کی اثر وی سزا پر گفتگو گذر چکی ہے، جہاں

(۱) حدیث: "الا ابکم باکم الکبیر...." کی روایت بخاری (۱۸۳) ۳۰۵۱۰ طبع مصر (۱۸۱۱) اور مسلم (۱۸۱۱) طبع بکلیں نے کی ہے۔

(۲) حدیث: "رضی اللہ فی دینی والوالدین...." کی روایت ترمذی (۳۱۱۳) طبع بکلیں نے کی ہے اس کی سند میں جہالت ہے میزان الاعتدال ص ۸۳، ۸۴ طبع بکلیں)۔

(۳) حدیث: "کل المذنب یؤخر اللہ...." کی روایت حاکم (۱۵۶۳) طبع دار الفکر (۱۳۸۱) نے کی ہے وہی نے کہا ہے بخاری ص ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵

(1) ۱۰۰۰

اس مضمون کی رو سے محدثہ (پردہ نشین) بہ زود (بے پردہ) کی
ضد ہے۔

باز

اجمائی حکم:

۳- خیر، ثانیہ اور ثالثہ کی رائے ہے کہ کوئی دینے کے سے بے پروا قانون کی حاضری نہ دے، بشرطیکہ کسی شہادت اس نے حاصل کی ہو جس کی شہادت دینا اس کے سے جائز ہے، اور اس کی حاضری پر دعویٰ مقبوض ہو، اور کسی حالت میں اس کی شہادت پر شہادت قبول نہیں کی جائے گی، والا یہ کہ اس کی حاضری سے کوئی رکاوٹ پیسے مرض اور سفر پایا جائے، تو اس صورت میں قاضی اس کے پاس سے کوئی چیز گواہوں کی شہادت سے گا، اس کی تفصیل شہادت کی بحث میں ہے، لیکن تدریج (پروٹیشن) قانون کو مجھ میں حاصر کرنا نہ دے رہی ہیں۔

ماتلایہ عورت کی شہادت کی " نیکی میں بے پردہ " پر پردہ دشمن میں فرق نہیں کرتے، ان کے نزدیک حکم ہے کہ عورت کی شہادت نقل کی جائے گی، یونکہ اس کے لئے مشقت اور بے پردگی ہے (۴)۔

یہ تفصیل شرات سے متعلق ہے، اگر اس پر مقدمہ ہو تو حنا بلہ نے صراحت کی ہے کہ اگر بے پردہ عورت کے خلاف جمعی داریا گیا ہے

(۱) حاشیہ ابن عابدین ۳۶۲، ۳۹۳ طبع بیروت، کتب القباہ عن متن
الوقایع ۳۳۹، ۳۴۰ طبع المباحث، جامعہ المدنی علی مشرح الکبیر ۳۶۲، ۳۷۹
طبع الجلاس۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۱/۲۶۳، ۲۶۴ طبع مجلس، شرف القناع عن قس
القناع ۱/۲۳ طبع المراسم مطبعۃ اشرفیہ ۱۰۲۰ھ، ۱۰۲۱ھ، ۱۰۲۲ھ، ۱۰۲۳ھ
شرح لمجاہ ۱/۲۶۳، ۲۶۴ طبع بیروت وغیرہ ۱۰۲۹ھ، ۱۰۳۰ھ، ۱۰۳۱ھ طبع مجلس،
تجرۃ لکھنؤ ۱/۲۵۳ طبع مجلس۔

۴۰۰

۱۔ مرد و خاتون جس کے محسوس نمایاں ہو یا جو ہجیرہ عمر، باہتمام اور بے پردہ ہو لوگوں کے سامنے ملتی ہو لوگ اس کے پاس بیٹھتے رہیں سے شگوار کرتے ہو، لیکن وہ فہم نہ ہو۔

کہا جاتا ہے: ”امراۃ ہودۃ“ جب عورت اسی عمر کی ہو جائے،
 لوجون ثوثین کی طرح پردہ نہ کرے، اسکے ساتھ وہ بیٹھ کر رہے
 ہو، لوگوں کے ساتھ بیٹھتی رہے ان سے گفتگو کرتی ہو، یہ ایسا نہ رہے اور
 شروع سے ہے (۱)۔

فقہاء کے نزدیک یہ لفظ اسی لغوی معنی میں مستعمل ہے۔

مرتبه ششم حفظ:

مخدرة (پرودانشین):

۲۔ لغت میں محدود غارت ہے جو محدود (پرود) کو لازم پکڑے۔
حد ربحی متر (پرود) ہے۔

مطالع میں یہ پردہ کی پابند خاتون ہے، خود بائرد ہو یا شیبہ
(کنہ ری پوشہ دیدہ) جسے غیر حرم مرزا کیچ سکیں چاہے وہ نہ مرت

۱) المصباح المیر، القاموس المحیط، لبنان العربی، ترتیب القاموس المحیط:
 مادة "یر"؛ کتاب التتبع عن متن: ۱/۲۳۹ طبع بیاض حاشیہ
 ابن ماجہ ج ۱ ص ۳۴۳ طبع بیروت۔

(٣) ليس العرب بأمة "عذرة"

برسام

تعریف:

۱- برسام لغت و اصطلاح میں ایسی عقلی بیماری ہے جس سے ہڈیوں کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، یہ بنون کے مشابہ ہوتی ہے (۱)۔

متعلقہ الفاظ:

الف- عتہ:

۲- عتہ لغت میں ایسا عقلی نقص ہے جس میں بنون یا کمرہ کی نہ ہو۔ اصطلاح میں یہ ایسی بیماری ہے جو عقل میں خلل پیدا کرتی ہے، اور دھمیں، انتہائی عقل کا شمار ہو جاتا ہے، اس کی کچھ باتیں تو اصحاب عقل کی طرح ہوتی ہیں، اور کچھ باتیں پاگلوں کی مانند، معتود شخص پر با شعور بچہ کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

میرسم (ہڈیاتی شمس) پر اس کی ہڈیاتی حالت کے دوران بنون کے احکام جاری ہوتے ہیں (۲)۔

ب- بنون:

۳- بنون جیسا کہ شریعتی نے تعریف کی ہے: ایسا مرض ہے جو عقل کو رائل کرتا ہے، اور قوت میں ضائع کرتا ہے (۳)۔

تو تاضی اس کو طیب کرے گا کہ اس میں مذ نہیں ہے، اس کی طبی کے سے اس میں خرم کا عنصر بھی نہیں لیا جائے گا، اس لئے کہ اس پر ضرر وری ہے، ورنہ اس لئے بھی کہ یہ انسان کا حق ہے جو عقل ونگی پر مبنی ہے، بنون اگر مدعیہ محمد رو (پردہ نشین) ہو تو اسے اپنا وکیل بنانے کا حکم دیا جائے گا اس کی حاضری ضروری نہیں ہوگی اس میں اس کے سے ضرر و مشقت ہے، اگر اس سے قسم لی جاتی ہو تو تاضی ایک مین کو جس کے ساتھ وہ کو وہ ہوں گے پیچے گا جو وہ بنوں کو انہوں کی موجودگی میں اس سے حلف لے گا (۱)۔

بحث کے مقامات:

۴- فقہاء نے بے پردہ و حجاب کی، تنگی شہادت، بنون اور میں اس کے سے شہادت دینا جائز ہے، پر شگور مانی ہے جس کا طریقہ اپنے مقام پر مفصل بیان ہوا ہے۔



(۱) تاج العروس، المصباح المیر فی المادۃ، ص ۲۶۱، ۲۶۲۔

(۲) فتح القدیر، ص ۳۳۳، ص ۳۶۱، ص ۳۶۲، تخریجات الخرجانی۔

(۳) مرقی الخلال، ص ۵۰، دیکھئے: المصباح الماسن العرب: مادہ بنون۔

یہ فی جملہ برص میں سے ہے جن سے تکلیف (شری
فمدوری) ساتھ ہو جاتی ہے، اور طبیعت باطل ہو جاتی ہے۔

برص

تعریف:

۱- برص لغت میں ایک معروف مرض کا نام ہے، وہ ایسی سفیدی ہے
جو جلد کے پرغاء ہوتی ہے، جلد کا رنگ بدل جاتا ہے اور اس کی
ہویت (جوئی رشت) زائل ہو جاتی ہے، کما جاتا ہے، برص برصا
فہو، برص ہواٹ کے لئے برصا لفظ ہے (۱)۔
فقد استعمال بھی اس معنی میں ہے۔

متعلقہ الفاظ:

الف- جذام:

۲- یہ لفظ جذم سے ماخوذ ہے جس کا معنی قطع (کاٹنا) ہے، اس مرض
کا پیام اس لئے ہے کہ اس کی وجہ سے اعضا کٹنے لگتے ہیں۔
جذام ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے جسم سرخ ہو جاتا ہے، پھر
سیاہ ہو جاتا ہے، پھر بدبو دار ہو جاتا ہے، اور کٹنے اور رتنے لگتا ہے، یہ
بیماری عضو میں ہوتی ہے، پس چہ میں عموماً ہوتی ہے (۲)۔

ب- سبقت:

سبقت لغت میں برص سے کم درجہ کی سفیدی ہے جو جسم میں اس

(۱) لسان العرب، المعرب للطبری، مادة "برص"، حاشیہ ۲، ج ۲، ص ۵۹۷
طبع المکتبۃ الاسلامیہ، قلیو، مصر، ۱۳۰۳ھ، طبع المکتبۃ الاسلامیہ، قلیو، مصر، ۱۳۰۶ھ
طبع المکتبۃ الاسلامیہ۔

(۲) لسان العرب، مادة "جذام"، حاشیہ ۱، ج ۲، ص ۳۰۳، طبع المکتبۃ الاسلامیہ۔

جہد حکم اور بحث کے مقامات:

۳- ہر صم کے مخصوص احکام ہیں، برسام کے شکار ہونے کی حالت
میں اس کے غنود غیر معتبر ہوں گے، اس کا قراہت درست نہیں ہوگا، اس
کے قولی تصرفات شرعاً غیر معتبر ہوں گے، ان امور میں وہ مجنون کی
طرح ہوگا۔

اس حالت میں اس کے فعلی تصرفات کے سلسلہ میں اس پر کماؤ
نہیں ہوگا، اگر اس کے فعل کے نتیجے میں کسی کا مال یا جان ضائع
ہو جائے تو اس کے مال میں ضمان اور اس پر ویت یا اس کے مال سے
عوض کی قیمت واجب ہوگی۔

فقہاء نے ۳ باب وغیرہ پر بحث کرتے ہوئے اور اصل میں سے
ہویت اور اس کے عوارض کے ذیل میں اس پر فعلی منکوفز مانی
ہے (۱)۔

(۱) ابن عابدین ۲/۲۶۶-۲۷۵، فتح القدیر ۳/۳۲۳-۳۲۴، ۴/۳۰۱، الفتاوی
الہندیہ ۳/۵۰، الفتاویٰ المیزان ۲/۳۱۱، صفحہ ۲۷۵ کے حاشیہ پر، جوہر لا کلیل
۲/۳۳-۳۴، المشرع الکبیر، رد المحتار مع حاشیہ الدرر، ج ۳، ص ۴۰۲، الخرش
علی مختصر سیدی خلیل ۳/۳۳، المراج و لا کلیل للرواق ۳/۲۳، طبع البجارج
قلیونی و عمیرہ ۳/۳۳، شرح روض الطالب من اسکی الطالب ۲/۴۹۹،
۳/۸۰، المقتح ۳/۲۲، المغنی لابن قدامہ ۵/۴۹۹، ۵/۵۰، ۵/۵۱، ۵/۵۲،
۵/۵۳، طبع المراسم المرحۃ۔

امام محمد فرماتے ہیں: برص کی وجہ سے صرف بیوی کو اہتیا حاصل ہوگا شہر کو نہیں، اس لئے کہ طلاق کے ذریعہ سے دور رہتا ہے، اس کی تحصیل اس کے مقام پر کی گئی جائے۔

برص کی وجہ سے خیار کے ثبوت پر تہذیب و تمدن حضرات عید بن المسوب سے مراد اس روایت سے یہ کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا: اگر کسی شخص نے کسی خاتون سے نکاح کیا اور اس سے دخول یا تو اس میں برص یا سے مجنونہ یا جذبی پیدا تو دخول کی وجہ سے عورت کو بھرتے گئے گا، اور شوہر مہر اس شخص سے وصول کرے گا جس نے اسے عورت کے تئیں دھوکا دیا^(۱)۔

اور حضرت زید بن کعب بن جرحہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو غفار کی ایک خاتون سے نکاح فرمایا تو اس کے پہلو میں سفیدی دیکھی، تو ان سے فرمایا: ”عبدی عبدک ثابک“ (طلاق سے کنایہ ہے) اور جو انہیں دیا تھا ان میں سے کچھ نہیں یا^(۲)۔

مسجد میں برص کے آنے کا حکم:

۳- مالکیہ کی رائے ہے کہ برص کے لئے جمعہ اور جماعت کا ترک مباح ہے جب کہ اس کا برص شدید ہو، اور برص والوں کے لئے

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۷۷ طبع بیروت، الاختیار ص ۵۳۳، شرح فتح القدیر ص ۳۲۲ طبع بیروت۔

(۲) حدیث: ”علیہما رجل فزوج امرأه فدخل بها فوجد برصاً“ کی روایت سعید بن منصور (۲۰۳ طبع طبعی پریس ہندوستان) نے کی ہے اس کی سند میں سعید بن المسوب اور عمر بن خطاب کے درمیان نقطہ ہے جامع التحصیل ص ۲۲۲ طبع دار الفکر، طبع دار الفکر عرق۔

(۳) حدیث: ”علیہما رجل فزوج امرأه فدخل بها فوجد برصاً“ کی روایت احمد (۳۹۳ طبع بیروت) نے کی ہے شیخ نے مجمع (۳۰۰ طبع احمدی) میں اس کا ذکر کیا ہے وہ کہا ہے اسے امام احمد نے روایت کیا ہے اور ذیل ضعیف ہے۔

کے رنگ کے حذف ہوتی ہے، یہ برص نہیں ہے^(۱)۔

صالح کے غبار سے حلد کے رنگ میں تبدیلی ہوتی ہے۔ اور اس پر نکلنے والا بول سیاہ ہو جاتا ہے، جب کہ برص پر نکلنے والا مال سفید ہوتا ہے^(۲)۔

برص کے مخصوص احکام

برص کی وجہ سے فسخ نکاح میں خیار کا ثبوت:

۳- مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ نے مستحکم برص (جو پکڑے ہوئے برص) کی وجہ سے فی الجملہ فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق دیا ہے:

مالکیہ نے صرف بیوی کو عقد نکاح کے بعد ہونے والے ضرر رساں برص کی وجہ سے فسخ نکاح کے مطالبہ کی اجازت دی ہے، خواہ مرض دخول سے پہلے ہوا ہو یا اس کے بعد، اور اگر شفا کی امید ہو تو ایک سال کی تاخیر کے بعد یہ حق ہوگا۔

شافعیہ اور حنابلہ نے بیوی اور شوہر دونوں کو دخول سے پہلے یا بعد برص کی وجہ سے فسخ کے مطالبہ کی اجازت دی ہے، اور ان تمام امور میں اسی طرح خیار کی شرائط کی رعایت کی جائے گی جس طرح نکاح میں بیان ہو ہے^(۳)۔

حنفی نے سوائے امام محمد کے، زمین میں سے کسی ایک کو دوسرے کے عیب کی وجہ سے خواہ بہت بر، بوجیسے برص، اختیار نہیں دیا ہے۔

(۱) صواب العرب: ”ما لا یصح“۔
(۲) حاشیہ الدسوقی علی المشرح الکبیر ص ۲۷۷ طبع لکھنؤ۔
(۳) المشرح البصیر ص ۳۶۸-۳۶۹ جوہر المکمل ص ۲۹۹ طبع بیروت، اسل مدارک ص ۹۳-۹۵ طبع لکھنؤ، حاشیہ الدسوقی علی المشرح الکبیر ص ۲۷۷-۲۷۹ طبع لکھنؤ، المہدایہ ص ۳۰۳-۳۰۶ طبع المکتبۃ الاسلامیہ، المہدایہ ص ۲۹۲ طبع بیروت، تلمیذی وغیرہ ص ۲۶۱ طبع لکھنؤ، انہی ص ۶۵۱-۶۵۲ طبع المریض، کتاب الفتن ص ۱۰۹-۱۱۰ طبع المریض۔

برص ۵-۶، بركتہ، بركتہ

مذہب کوئی جگہ مخصوص نہ روی گئی ہو کہ دوسروں کو ان سے نہ بچے،
اس کی تفصیل بھی پے مقام پر ہوگی (۱)۔

حنا بد کے نزدیک جمعہ اور جماعت کے لئے مسجد میں آنا ایسے
شخص کے لئے مکروہ ہے جس کا برص تکلیف دہ ہو۔

اور شافعیہ نے مشقت کی وجہ سے برص کے لئے ترک جماعت
کی رخصت دی ہے (۲)۔

بركتہ

، نیکسے "تشیہ" اور "تہیہ"۔

برص سے مصافحہ اور معافیت:

۵- شافعیہ کے نزدیک برص جیسے مرض والے سے مصافحہ اور معافیت
مکروہ ہے، اس لئے کہ اس میں اپنے ارسائی ہے، اور اللہ بیشہ ہے کہ
دوسرے، چھ شخص کو یہ منتقل ہو جائے (۳)۔

بركتہ

برص کی مامت کا حکم:

۶- مالکیہ نے ایسے امام کی اقتداء جائز بتائی ہے جس کو برص ہو، والا
یہ کہ وہ شہید ہو، تو اس وقت اسے لوگوں سے بالکل دور رہے گا۔ جو با
حکم، یا جائے گا، نہ رہے تو اس پر اس کو مجبور کیا جائے گا۔

حنفیہ کے نزدیک ایسے برص کی مامت مکروہ ہے جس کا برص
جیل یا ہو، یہی حکم اس کے پیچھے نماز کا ہے نفرت کی وجہ سے، اور اس
کے علاوہ کی اقتداء، اولیٰ ہے (۴)۔

، نیکسے "میدان"۔



(۱) حاشیہ المدنی علی المشرع الکبیر ۳۸۹/۱ طبع المجلی، مع الجلیل علی مختصر
طبع ۲۷۲/۱ طبع مکتبہ اہل حلیہ۔

(۲) نہیہ الکناج ۱۵۵/۲ طبع المکتبہ الاسلامیہ بیروت، المدخل علی شرح المنہج
۵۹/۱ طبع دار احیاء التراث الاسلامیہ بیروت، کتاب الفتاویٰ ۲۹۸/۱ طبع
مکتبہ العصر حداد۔

(۳) قلیوبی عمیرہ ۳۴۳، فتح المبارک ۱۰/۱۳۰، ۳۱۔

(۴) حاشیہ من ہادیہ ۲۸۱/۱ طبع بیروت، جوہر الجلیل ۸۰/۱ طبع بیروت۔

اصطلاح میں رقم ایسی علامت کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ ہونے والی
چٹ کی مقدار جانی جاتی ہے جیسا کہ حنفیہ نے اس کی تعریف کی ہے (۱)۔
مثال کے تعریف کی ہے کہ پڑے پر بھی ہوئی قیمت کو کہتے ہیں (۲)۔

ب۔ نمونہ ج:

۳۔ اس کو نمونہ ج بھی کہا جاتا ہے، یہ معرب ہے، صنعتی لڑاتے
ہیں: نمونہ ج شی کی مثال جس پر عمل کیا جائے (۳)۔

لغت میں اس کے معانی میں سے ایک یہ ہے کہ وہ شی کی قیمت پر
دلائل آئے، مثلاً گیسوں کے ڈھیر سے یک صاع اکھڑے، وہ اس
سے پورا ڈھیر مہمت آئے کہ یہ ڈھیر اس صاع میں موجود گیسوں
کے جس سے ہے۔

اس کے اقسام کی تفصیل اصطلاح "نمونہ ج" میں دیکھی جائے۔

اجمائی حکم:

۴۔ مالک نے برنائج (جلی) دیکھ کر بیچ کرنے کی جارت دی ہے،
چنانچہ سی خر میں بندھے کپڑوں کی خریداری کاغذ میں لکھے ہوئے
اس کے اوصاف پر اتفاق کرتے ہوئے چار ہے، اگرچہ ان اوصاف
کے مطابق نکال تو بیچ لازم ہوئی، مگر نہ اس کے اوصاف تھیں تو
مشتی کو اختیار ہوگا، اور اگر تعدد کم نکلے تو اسی کے مطابق قیمت میں
سے بیع کر یا جائے گا، اگرچہ نصف سے بھی کم نکلے تو بیع لازم
نہیں ہوگی اور اسے حق ہوگا کہ بیچ رد کر دے، اگرچہ کپڑے کی تعدد
زائد ہو تو زائد مقدار کی حد تک بائع اس کے ساتھ شریک تصور کی

برنائج

تعریف:

۱۔ برنائج: حساب کا جامع ورق ہے، یہ لفظ "برنامہ" کا معرب ہے،
المعرب میں ہے: پڑچہ (پڑہ) جس میں ایک شخص سے دوسرے
شخص کے پاس بیچے گئے کپڑوں اور سامانوں کی اقسام، اوزان اور
ان کی تعداد لکھی ہو، یہ کاغذ برنائج ہے جس میں بیچے گئے سامان کی
مقدار بتائی ہے، اسی مفہوم میں دلال کا یہ تملک ہوتا ہے: "برنائج میں
سامان کا وزن، تپا ہے" (۱)۔

فقہاء مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ برنائج وہ رجسٹر ہے جس میں
پیکٹ میں رکھے فروخت شدہ کپڑوں کے اوصاف درج ہوتے
ہیں (۲)۔

مستند غلط:

غ۔ رقم:

۲۔ رقم لغت میں "رقعت الشی" سے ہے، یعنی مٹی میں ایسی
علامت سے نشان دینا جو اسے دوسرے سے ممتاز کر دے، جیسے تحریر
وغیرہ (۳)۔

(۱) تاج العروس ۳/۳۲۲، اس میں لکھا ہے کہ براء اور میم پرورد ہے اور کہا گیا ہے
کہ میم پرورد ہے اور کہا گیا ہے کہ دونوں پرورد ہے لہذا بہت بار "برنائج"۔

ابن ماجہ ۳/۳۲۲

(۲) شرح الصغیر ۳/۳

(۳) اصطلاح الصغیر: بارہ رقم۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ۳/۳۲۲

(۲) المنی لابن قدامہ ۳/۳۰۷ طبع بیس حدیث مطابق اولیٰ ۳/۳۰۳

(۳) اصطلاح الصغیر ۳/۳۲۲، حاشیہ ابن ماجہ ۳/۳۲۲، قلیوبی و میر ۳/۶۵۰

کشاف اصطلاحات الفنون ۳/۳۲۲

جائے گا، اور کہا گیا ہے کہ زائد کو لوٹا دے گا، اس کا اسم فرماتے ہیں:
پہلی رائے مجھے زیادہ پسند ہے۔

ترشید رائے اس پر قبضہ فرمایا اور لے کر چلا آیا اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ مباح میں خرید سے یہ کم یا ناقص ہے تو بائ کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا کہ نخر میں جو کچھ ہے وہ خرید کے مطابق ہے، چونکہ دہشتہ ی کے دعویٰ کا انکار رہا ہے، تر و دہشم سے انکار رہا ہے اور طرف نہ اٹھائے تو دہشتہ کی طرف لے گا، اور سامان وہیں رہے گا۔ دہشتہ ی طرف یہ لے گا کہ اس نے سامان میں تبدیلی نہیں کی ہے، اور یہ کہ یہی بعید خرید ہو سامان ہے تر و دہشم بھی بائ کی طرح قسم سے انکار کرے تو اس پر فقہ لازم ہوگی (۱)۔

برید

تعریف:

۱- لغت کی رو سے برید کا ایک معنی ”رسول“ (قاصد) ہے، اسی معنی میں عرب کہتے ہیں: ”الحمی برید الموت“ (بخار موت کا قاصد ہے) ”ابود بریداً“ یعنی اس نے قاصد بھیجا۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”إذا أهدتكم إلی بریداً فاجعلوه حسن الوجه، حسن الاسم“ (۱) (جب تم میرے پاس کوئی قاصد بھیجو تو خوبصورت اور اچھے نام والے کو منتخب کرو)۔ اور دہم معنی ارسال ہے۔

زنجیری فرماتے ہیں: ”برید“ فارسی لفظ، بمعرب ہے، برید (اک) کے ٹپر میں کے لئے بولتے تھے، پھر اس قاصد کو برید کہا گیا جو ٹپر پر سوار ہوتا ہے، اور سلتیں (و منزل) کے درمیان کی مسافت کو برید کہا گیا، اور مسکة (منزل)، و مقام، گھری قبہ یا سرائے ہے جہاں اس کام کے لئے مقرر شدہ فرار رہتے ہیں ہر منزل میں ٹپر یا دروہے تھے، و منزل کے درمیان کی مسافت دو یا چار فرسخ ہوتی ہے، یک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے، اور ایک میل چار فرسخ کا، کتب فقہ



(۱) حرمۃ إذا لم یضربہ۔۔۔ کی روایت بزار نے (۲۱۲/۲ طبع ۱۳۰۲ھ) ارسال (میں حضرت بریدؓ سے کیا ہے دعویٰ کے شرح ابنہ) (۱۲/۳ طبع دارالکتب اسلامی) میں ان سے حدیث بریدؓ سے روایت کیا ہے دعویٰ کے قاصد (ص ۸۲ طبع دارالکتب العلمیہ) میں کہا ہے یک سے دوسرے کی تصویر ہو جاتی ہے یعنی حضرت بریدؓ کی روایت حدیث حضرت ابوہریرہؓ کی روایت۔

(۲) شرح المغیر مع حلیۃ الصلوٰۃ ص ۱۳۱ ط ۲۰۰۲ شرح الکبیر مع حلیۃ الصلوٰۃ ص ۲۲-۲۵، جوہر لا لیل ۹۲۔

۴۲ بریتہ، بزاق، بساط الیمین ۱-۲

میں ہے کہ جس سر میں تھ جڑ ہوتا ہے وہ چارٹر کا ہوتا ہے جو ۲۸
ہانگی میل کی مسافت کے برابر ہے (۱)۔

بساط الیمین

بحث کے مقدمات:

۲- برید اصطلاح ہے جس کا فقہاء مسافت قصر کی مقدار کے سلسلہ
میں ذکر کرتے ہیں جس میں قصر اور رمضان میں افطار کی اجازت
ہے۔ اس کے علاوہ سفر کے دوسرے مقام ذکر کرتے ہیں (۲)۔
قصر (مدا، ص ۵۰ مسافر) اور کہتے: ”مقابر“۔

تعریف:

۱- یہ اصطلاح دو لفظوں سے مرکب ہے، پہلا لفظ ”بساط“ ہے اور
”الیمین“ ہے، پہلا لفظ دوسرے لفظ کی طرف مضاف ہے،
یہ دونوں الفاظ حائے استعمال ہوتے ہیں، اس صورت میں اس
دونوں کا استعمال صرف فقہاء مالکیہ نے کیا ہے، اس لفظ کی
تعریف ضروری ہے تاکہ مرکب اضافی کی تعریف معلوم ہو سکے۔

لفظ میں یمین کے معانی میں قسم اور حلف بھی ہے، یہی یہاں
مراد ہے (۱)۔

فقہاء مالکیہ کی اصطلاح میں: اللہ کا نام یا اس کی صفات میں سے
کسی صفت کا ذکر کر کے جو واجب نہیں ہے اسے ثابت کرنا ہے (۲)۔
یہ انتہائی دقیق اور مختصر ترین تعریف ہے، یمین کی وجہ تعریف بھی
میں جو اس معنی سے خارج نہیں ہیں۔

۲- لفظ ”بساط“ یمین پر آنا اور کرنے والا جب ہے، کیونکہ جہاں سبب
ہوگا، میں یمین ہوگی، تو اس میں نیت معدوم نہیں ہے بلکہ یہ نیت کو بھی
مقصود ہے۔

اس کا شاہد یہ ہے کہ یمین کو اس لفظ کو اس رmqیہ مراد درست ہے
کہ جب تک یمین پر آنا اور کرنے والا سبب موجود ہو (۳)۔

بریتہ

دیکھئے ”طاق“۔

بزاق

دیکھئے ”بصاق“۔

(۱) اصطلاح لسان العرب۔

(۲) جوہر لا لیل، ۲۲۳۔

(۳) لشرح الکبیر ۳۹۲، ۳۰۰۔

(۲) تاج العروس، لسان العرب، المصباح المہر: مادہ ”برؤ“۔ شکل لسانی کا بیان
ہے جس قدر ہم زبان میں چارٹر لفظ دیا گیا ہے اور اس کی تحدید ۶۰ علی را
سے کی گئی ہے (انجم الوسیط ۲/۹۰۱)۔

بساط البیمیں ۳

جہاں حکم:

۳۔ ”بساط البیمیں“ مالکیہ کے نزدیک جو اس تعبیر میں منفرد، میں قسم کا باعث ہے اور اس پر تادم کرنے والا ہے۔

یہ مطلق بیمیں کے لئے مقید یا اس کے عموم کے لئے جھٹھ بن سکتا ہے مثلاً بازار میں کوئی عالم بھی ہو تو یوں کہے: حد کی قسم میں اس بازار سے گوشت نہیں خریدوں گا، تو وہ اپنی بیمیں میں ”اس عالم کے وجود“ کی قید کا سنتا ہے اور سب یہ نظام نہ رہے تو اس بازار سے اس کے سے گوشت خریدنا جائز ہوگا اور وہ قسم میں حائل نہیں ہوگا۔

یہی طرح اگر مسجد کا خادم بد اخلاق ہو اور کوئی یوں قسم کھائے بخدا میں اس مسجد میں داخل نہیں ہوں گا، پھر وہ خادم نہ رہے تو اگر وہ مسجد میں داخل ہوگا تو حائل نہیں ہوگا، اس لئے کہ وہ بیمیں کو یہ نہ رہے مقید کر سکتا ہے کہ: ”جب تک یہ خادم موجود ہے۔“

اس ”بساط“ میں شرط ہے کہ قسم کھانے والے کی کوئی نیت نہ ہو اور اس سبب میں اس کا کوئی دخل نہ ہو، قسم کی تکلیف یا تخصیص اس سبب کے زوال کے بعد ہی ہوتی ہے۔

حنابلہ کے نزدیک ”بساط البیمیں“ کے بائناطل ”بیمیں مذکر“ ہے، مثلاً کسی شخص سے پی پیو کی کو جو باہر نکلنے کے لئے تیار ہے، کہتا ہے: ”حد کی قسم تم نہیں نکلو“ اب اگر وہ کچھ دیر بیٹھ جاتی ہے تو نکلتی ہے تو ہر دفعہ کے نزدیک امتحان نامہ حائل نہیں ہوگا، امام زفر کا اس سے اختلاف ہے، وہ قیاس کے مطابق اس کو حائل قرار دیتے ہیں۔

شافعیہ کے نزدیک بیمیں کے سبب کا کوئی دخل نہیں ہے، الا یہ کہ اس کی نیت ہو، اس کے نزدیک ظاہر اللہ کا اعتبار ہے، اگر عام ہے تو عام ہوگا، مطلق ہے تو مطلق اور خاص ہے تو خاص۔

حنابلہ نے ”بساط البیمیں“ کو ”سبب البیمیں“ اور وہ امور جو بیمیں پر ابھریں، کا نام دیا ہے، اور انہوں نے اسے مطلق بیمیں ملا ہے اگر

قسم کھانے والے نے کسی چیز کی نیت نہ کی ہو،
اس کی تفصیل کے حاسب کو صحت ”بیمیں“ کی طرف رجوع
کرنا چاہیے۔



(۱) فتح القدیر ج ۳ ص ۴۲۲ بدائع الصنائع ج ۳ ص ۴۳، المشرع الکبیر ج ۱ ص ۲۶۲ -
۴۰، المشرع البصیر ج ۱ ص ۴۲۸، ۴۲۹، اسی مطالب ج ۳ ص ۴۵۰، ۴۵۲،
مطالب ولی ائیں ج ۱ ص ۸۱، ۸۲ ص ۹۰۔

الرحمن الرحیم“ (۱) وہ سلیمان کی طرف سے ہے، اور وہ یہ ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم) کا جزء ہے۔

اس کے سوروناقح اور سورت کی ایک آیت ہونے میں فقہی و اختلاف ہے۔ حنفیہ کے نزدیک مشہور کتابد کے نزدیک صحیح، وراثت میں قول یہ ہے کہ سملہ سوروناقح اور سورت کی آیت نہیں ہے، بلکہ وہ پورے قرآن کی ایک آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فصل کے لئے مازل ہوئی ہے، اور سورہ فاتحہ فی ہدائش و ترقی کی ہے۔

ان حضرات کی ایک دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”يقول الله تعالى: قسمت الصلاة بيني وبين عبدي نصفين، فإذا قال العبد: الحمد لله رب العالمين، قال الله تعالى: حمدني عبدي، فإذا قال: الرحمن الرحيم، قال الله تعالى: مجدني عبدي، وإذا قال: مالك يوم الدين، قال الله تعالى: أثني عني عبدي، وإذا قال: إياك نعبد وإياك نستعين، قال الله تعالى: هذا بيني وبين عبدي نصفين، ولعبدي ما سأل“ (۲) (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے، پس جب بندہ کہتا ہے: ”الحمد لله رب العالمين“ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندہ نے میری حمد بیان کی، پھر جب کہتا ہے: ”الرحمن الرحيم“ تو اللہ کہتا ہے: میرے بندہ نے میری مدح بیان کی، اور جب کہتا ہے: ”إياك نعبد وإياك نستعين“ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے اور میرے بندہ کے درمیان نصف نصف

(۱) سورہ نحل ۷۰

(۲) حدیث ”يقول الله تعالى قسمت الصلاة بيني وبين عبدي“ کی روایت مسلم (۲۹۶۸ طبع عیسیٰ المابانی النسخ) نے کی ہے۔

بسملة

تعریف:

۱- بسملة لغت اور اصطلاح میں ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کہتا ہے۔

کہا جاتا ہے: ”بسم بسملة“ جب ”بسم اللہ“ بولے یا لکھے، اور کہا جاتا ہے: ”اکثر من البسملة“ جب کثرت سے ”بسم اللہ“ کہے (۱)۔

طبرانی فرماتے ہیں: پیش اللہ تعالیٰ ہے۔ جس کا، کر مند اور جس کے، پائیہ وہیں۔ اپنے بانی محمد ﷺ کو کام سے پہلے اپنے اچھے ناموں کو پینے کی تمہیم، کر چھا برب سلحا یا، تمام مخلوق کے لئے سے ایک سنت بنا دی جس کی وہ ثابت کرے، راہب راہت بنا دیا جس پر وہ چلے، چنانچہ ہی سورت کی، ت کا آغاز کرتے ہوئے ہی ہمیں کا ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کہنا اس کی اس مراد کی تباری رہتا ہے کہ میں اللہ کے نام سے پڑھتا ہوں، یہی بات تمام افعال میں ہے (۲)۔

بسملة قرآن کریم کا جز ہے:

۲- فقہاء کا اتفاق ہے کہ بسملة (بسم اللہ الرحمن الرحیم) قرآن کریم کی اس آیت: ”انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن

(۱) لسان العرب، لمصباح المیز: مادة ”بسم“ بتخیر القرطبی ۷۷۰۔

(۲) القرطبی ۷۷۰، ۷۷۱۔

ہے، اور میرے بندہ کے لئے وہ ہے جو اس نے مانگا۔

پس اس میں ”الحمد لله رب العالمین“ سے آغاز کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ تسمیہ سورۃ فاتحہ کی ابتدائی آیت نہیں ہے، کیونکہ اگر وہ سورۃ فاتحہ کی آیت ہوتی تو اسی سے آغاز ہوتا، اور اس لئے بھی کہ بسم اللہ اگر آیت ہوتی تو نصف نصف (کی تقسیم) نہیں ہوتی۔ نصف دل میں ساڑھے تین آیات ہوتیں، حالانکہ (مناصفہ) نصف نصف کی صراحت ہے، اور اس لئے بھی کہ سلف کا اتفاق ہے کہ سورۃ کوثر میں تین آیات ہیں، اور یہ تین آیات بغیر بسم اللہ ہوتی ہیں اور مذہب اہل حدیث (حنفی، مالکی، جمہلی) میں سے ہر مذہب میں اس کے بارہا بھی وارد ہوئے۔

چنانچہ مذہب حنفی میں ہے کہ حلی فرماتے ہیں: میں نے امام محمد سے عرض کیا، تسمیہ قرآن کی آیت ہے یا نہیں؟ اسوں نے فرمایا: وہ وہ بقیوں کے درمیان جو کچھ ہے، وہ سب قرآن ہے۔ پس یہ امام محمد کی جانب سے بیان ہے کہ یہ سورتوں کے درمیان فصل کے لئے آیت ہے، اسی لئے علاحدہ رسم الخط میں اسے لکھا گیا، امام محمد فرماتے ہیں: حاکمہ اور جنسی کے لئے قرآن قرآن کے بطور تسمیہ پڑھا، مگر وہ ہے، اس لئے کہ قرآن ہونے کا لازمی تقاضا حاکمہ اور جنسی پر اس کی قراءت کی حرمت ہے، لیکن قرآن ہونے کا لازمی تقاضا یہ نہیں کہ سورۃ فاتحہ کی طرح اسے جبراً پڑھا جائے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ سے دریافت کیا کہ: سورۃ کوثر اور سورۃ انفال کے درمیان تسمیہ کیوں نہیں لکھا گیا؟ انہوں نے فرمایا: اس لئے کہ سورۃ کوثر سب سے آخر میں نازل ہوئی، رسول اللہ ﷺ وفات پانچ گھنٹے اور اس کے بارے میں ہمیں بوضاحت نہیں فرمائی، تو میں نے محسوس کیا کہ اس سورت کا ابتدائی حصہ سورۃ انفال کے اواخر کے مشابہ ہے، لہذا میں نے اس کو اس سے ملا دیا، پس ان دونوں صحابیوں

کی جانب سے یہ اس بات کی وضاحت ہے کہ تسمیہ سورتوں کے درمیان فصل کے لئے لکھا گیا ہے۔ (۱)

مالکیہ کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ بسم اللہ صرف سورۃ نمل کی یک قرآنی آیت ہے جو ایک آیت کا جزء ہے اور فرض نماز میں امام اور غیہ امام کے لئے سورۃ فاتحہ یا اس کے بعد کی سورت سے قبل پڑھنا مکروہ ہے۔ اور مالکیہ کے نزدیک سورۃ فاتحہ میں اس کی بوضاحت، انتخاب ”ردہ یوب کا قول بھی ہے“ (۲)۔

امام احمد سے مروی ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ میں سے ہے، کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم سورۃ فاتحہ پڑھو تو ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ بھی پڑھو، یہ تک یہ ”ام القرآن“ اور ”الموع الثانی“ ہے، اور ”بسم الرحمن الرحیم“ اس کی ایک آیت ہے (۳)، اور اس سے کہ صحابہ کرام نے مصاحف میں اسے اسی رسم الخط میں درج کیا ہے، حالانکہ اسوں نے، جلدوں کے درمیان سوائے قرآن کے دوسری چیز درج نہیں کی، اور فقیم البحر سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، انہوں نے ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ پڑھا پھر ”ام القرآن“ پڑھا، اور ابن المذہب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں ”بسم

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۳۲۹-۳۳۰ طبع بیروت، بدائع الصنائع ص ۲۰۳ طبع مکتبہ المصطفیٰ طبع، حاشیہ البدوق علی المشرح الکبیر ص ۲۵۲ طبع دار الفکر شرح المرقا ص ۲۱۶-۲۱۷ طبع دار الفکر بیروت، کتب القناع ص ۳۳۵-۳۳۶ مکتبہ العصر المدنی، المصنف ص ۶۱۷ طبع ۱۴۰۷ھ، مکتبہ العصر ص ۸ طبع مکتبہ العصر المدنی، المصنف ص ۳۰۰ طبع ۱۴۰۷ھ، مکتبہ العصر ص ۱۶ طبع دار الفکر بیروت۔

(۲) حاشیہ البدوق علی المشرح الکبیر ص ۲۵۱، شرح المرقا ص ۲۱۶، ۲۱۷۔

(۳) حاشیہ البدوق علی المشرح الکبیر ص ۳۱۲ طبع مکتبہ المدنی (۱) حاشیہ البدوق علی المشرح الکبیر ص ۳۱۲ طبع مکتبہ المدنی (۲) حاشیہ البدوق علی المشرح الکبیر ص ۳۱۲ طبع مکتبہ المدنی (۳) حاشیہ البدوق علی المشرح الکبیر ص ۳۱۲ طبع مکتبہ المدنی (۴) حاشیہ البدوق علی المشرح الکبیر ص ۳۱۲ طبع مکتبہ المدنی (۵) حاشیہ البدوق علی المشرح الکبیر ص ۳۱۲ طبع مکتبہ المدنی (۶) حاشیہ البدوق علی المشرح الکبیر ص ۳۱۲ طبع مکتبہ المدنی (۷) حاشیہ البدوق علی المشرح الکبیر ص ۳۱۲ طبع مکتبہ المدنی (۸) حاشیہ البدوق علی المشرح الکبیر ص ۳۱۲ طبع مکتبہ المدنی (۹) حاشیہ البدوق علی المشرح الکبیر ص ۳۱۲ طبع مکتبہ المدنی (۱۰) حاشیہ البدوق علی المشرح الکبیر ص ۳۱۲ طبع مکتبہ المدنی

بسم الرحمن الرحیم پر حاء، وعر "ام القرآن" پر حاء، اور
 سے (بسم اللہ خ) کو یک آیت شمار کیا اور "الحمد لله رب العالمین" کو
 وہ آیت (۱) اس امر کا فرماتے ہیں جس نے "بسم اللہ الرحمن
 الرحیم" پچھڑا دیا اس نے یک سو تیرہ آیتیں چھوڑ دیں۔

امام احمد سے مروی ہے کہ بسملہ ایک مستقل آیت ہے جو
 وہ سورتوں کے درمیان مارل ہوئی تھی سورتوں میں فصل کے لئے اور
 اس سے پہلے مروی ہے کہ یہ سورتوں کی ایک آیت کا حصہ ہے اور
 صرف اسی سورت میں وہ نازل ہوا ہے (۲) اس سے یہ بھی مروی ہے
 کہ بسملہ صرف سورہ فاتحہ کی ایک آیت ہے۔

۳- ثانیہ کا مسلک یہ ہے کہ بسملہ سورہ فاتحہ اور ہر سورت کی ایک
 مکمل آیت ہے، اس لئے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت
 ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھا تو
 سے یک آیت شمار فرمایا (۳)، اور اس لئے کہ حضرت ابوہریرہؓ سے
 مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الحمد لله سبع
 آیات، إحداهن بسم الله الرحمن الرحيم" (۴) (الحمد لله
 سات آیت ہیں، ان میں سے یک "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہے)،
 حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جب وہ نماز میں کسی سورت کا آغاز

(۱) حدیث "ان رسول الله ﷺ" کو حاکم (۳۲۸) متابع کردہ
 در کتاب لمربی نے روایت کیا ہے اس کی سند میں عمر بن ہارث ہیں
 حاکم نے کہا ہے: سند کے اساطین میں سے ہیں وہی نے کہا اس کے
 ضعف پر مانا ہوا ہے اس نے کہا متروک ہے زبانی نے نصب الراية
 (۱۰۵۰) متابع کردہ المکتب الاسلامی (۱) میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(۲) بحوالہ لا من قبلہ ۲۶۲ طبع مکتبہ کبیرہ۔

(۳) حدیث کی تخریج فقہ نمبر ۲ میں گذر چکی۔

(۴) حدیث "سبع آیات" کو بیہقی نے اسنن الکبریٰ (۲۵۲) طبع
 در لمربی نے روایت کیا ہے بیہقی نے جمع المروک (۱۰۹۴) متابع کردہ
 مکتبہ القدی (۱) میں کہا اسے طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا ہے اس کے
 رجال ثقات ہیں۔

کرتے تھے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھتے حضرت ابوہریرہؓ روایت
 کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "إذا قرأتم الحمد لله
 رب العالمین، فافروا: بسم الله الرحمن الرحيم، بها
 ام القرآن والسبع المثاني، وبسم الله الرحمن الرحيم
 إحدى آياتها" (۱) (جب تم سورہ فاتحہ پڑھو تو "بسم اللہ الرحمن
 الرحیم" پڑھو یہ "ام القرآن" اور "سبع المثانی" ہے اور "بسم اللہ
 الرحمن الرحیم" اس کی ایک آیت ہے) اور اس سے کہ صحابہ کرام نے
 اپنے جمع کردہ قرآن میں سورتوں کے اوائل میں سے لکھا ہے اور وہ
 قرآن کے رسم الخط میں مکتوب ہے، اور جو کچھ بھی غیر قرآن تھا
 قرآن کے رسم الخط میں نہیں لکھا گیا، اور مسلمانوں کا یہ دعویٰ ہے کہ
 وہ جیوں کے درمیان جو کچھ ہے وہ کلام ہی ہے، اور بسملہ ان دونوں
 جیوں کے درمیان میں ہے تو ضروری ہو کہ اسے بھی قرآن میں
 سمجھا جائے (۲) اور چاروں فقہی مذاہب کے ائمہ کا اتفاق ہے کہ جو
 شخص اس بات کا انکار کر دے کہ بسملہ سورتوں کے اوائل میں یک
 آیت ہے اسے کافر نہیں سمجھا جائے گا (۳)، اس لئے کہ فقہی مذاہب
 میں اس بابت اختلاف ہے جو مذکور ہوا۔

بغیر پاکی کے بسم اللہ پڑھنے کا حکم:

۴- علماء کے مابین اختلاف نہیں ہے کہ بسملہ قرآن میں سے ہے،
 جمہور کی رائے ہے کہ جیسی "در حیض و نفاس" کی عورت کے سے
 "بسم اللہ" بغرض تمامت پڑھنا مکروہ ہے، چونکہ ترمذی شریف وغیرہ
 کی حدیث ہے: "لا یقرأ الحیض ولا الحائض شینا من

(۱) حدیث "بسم الله الرحمن الرحيم" کی تخریج فقہ نمبر ۲ میں گذر چکی۔

(۲) المہذب ۱۷۷ طبع دار المعرفہ نہایت لکھا، ۱۷۷۵ ۲۶۰ طبع المکتبۃ
 الاسلامیہ المریض، فقہ القریطی ۱۷۳ طبع المکتبۃ فیہ المصریہ۔

(۳) ماہدہ مراجع۔

بسملہ ۵

اللہ رب العالمین“ سے قرأت تہیہ، قرأت فاتحہ اور سورۃ فاتحہ میں ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ نہیں پڑھتے تھے^(۱)۔

فرض نماز میں سورۃ فاتحہ یا اس کے بعد کی سورت سے قبل اس کا پڑھنا مکروہ ہے، مالکیہ کا ایک قول یہ ہے کہ (اس کا پڑھنا) واجب ہے، اور ایک قول جواز کا ہے۔

امام مالک کے مسلک میں ایک روایت کی رو سے نفل نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورہ سے پہلے سرایا جبراً بسملہ پڑھنا جائز ہے۔

نماز میں بسملہ پڑھنے کے حکم میں اختلاف سے نکلتے ہوئے امام قرطبی نے فرمایا: احتیاط یہ ہے کہ اول فاتحہ میں بسملہ پڑھا جائے، مزید فرمایا: بسملہ پڑھنے میں کراہت کا محل وہ ہے جب کہ مسلک میں اختلاف سے کام لیا گیا ہو، نہ ہو، اگر یہ مقصود ہو تو کراہت نہیں ہے^(۲)۔

تأفیہ کے نزدیک اظہار یہ ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ سے قبل بسملہ پڑھنا امام، مقتدی اور منفرد پر واجب ہے، خواہ نفل فرض ہو یا نفل، سری ہو یا جبری، اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فاتحة الكتاب سبع آيات، إحداها بسم الله الرحمن الرحيم“ (سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہیں، ایک آیت ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ ہے)^(۳)، اور اس روایت کی وجہ سے کہ ”لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة“

اس بسملہ میں حنفیہ کے مسلک کا حاصل یہ ہے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے آغاز میں امام، منفرد دونوں کے لئے سزا ”بسم اللہ“ پڑھنا مستحب ہے، اور سورۃ فاتحہ اور سورہ کے درمیان اس کا پڑھنا امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک مطلقاً مستحب نہیں ہے۔ اس لئے کہ بسملہ سورۃ فاتحہ میں سے نہیں ہے تمہارا اس کے آغاز میں نہ آیا ہے مطلقاً فرماتے ہیں: یہ سب احتیاط سے زیادہ قریب ہے۔ اس سے کہ اس کے سورۃ فاتحہ کی آیت ہونے میں ملأ کا اختلاف ہے اور ”بسم“ بھی مختلف ہیں، ابن ابی رجا امام محمد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: غیر جبری نماز میں فاتحہ اور سورہ کے درمیان سزا بسملہ پڑھنا مستحب ہے، اس لئے کہ یہ مصحف کی جہات سے زیادہ قریب ہے، اور اگر قراوت جبری ہو تو فاتحہ اور سورہ کے درمیان بسملہ نہیں پڑھا جائے گا۔ اس لئے کہ اگر اس سے پڑھے گا تو آیت پڑھے گا جس سے قرأت کے درمیان شک (شوشی) لازم آئے گا جو بقول نہیں ہے۔

مسلک حنفی کا دوسرا قول ہے کہ نماز میں بسملہ سے قرأت کا آغاز واجب ہے، اس لئے کہ وہ سورۃ فاتحہ کی ایک آیت ہے، حنفیہ کے نزدیک مقتدی کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ نہیں پڑھے گا، اس لئے کہ اس کا امام اس کی جانب سے ذمہ دار ہوتا ہے، سزا یا جبراً سورۃ فاتحہ اور سورہ کی قرأت کے درمیان بالاتفاق بسملہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے^(۱)۔

مالکیہ کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ بسملہ سورۃ فاتحہ میں سے نہیں ہے، لہذا امام یا مقتدی یا منفرد فرض نماز میں سرایا جبراً بسملہ نہیں پڑھے گا، اس لئے کہ حضرت انسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ: میں سے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی، وقرأت کا آغاز الحمد

(۱) حدیث: مصیبت علی رسول اللہ ﷺ۔۔۔ کی روایت بخاری (۲۲۶/۲-۲۲۷/۲ طبع استغیہ) اور مسلم (۲۹۹/۱ طبع المکتب) کے ہے اور القاضی مسلم کے ہیں۔

(۲) مہدیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۲۵۱/۱، شرح الرقابی علی مختصر غیل ۴/۶، ۲۱۷ طبع دار الفکر، جوہر لا کلل ۱/۳۳ طبع دار المعرفہ۔

(۳) حدیث: ۴۱۷۷۷، کی تخریج فقہہ نمبر ۳ میں کہ روایت ہے۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱/۳۲۹، ۳۳۰، حاشیہ الخطاوی علی مرآۃ الاصلاح ۳۳۲-۳۳۵، المکتبۃ الشیخانیہ۔

گر ہمنور نہ ہو، لے کو درمیان ہمنو تسمیہ یا آجائے تو بسم اللہ پڑھ کر ہمنو رہے گا۔ اور اگر عدا چھوڑ دے تو طہارت درست نہیں ہوگی، اس کے اس نے پی طہارت پر اللہ کا نام نہیں یا ہے، کوٹکا "ارمکتہ الا ثارو سے پر ہے گا" (۱)۔

ج- ذبح کے وقت تسمیہ:

۸- حنفیہ مالکیہ و حنابلہ نے مشہور قول میں اس طرف کے تیس ذبح کے وقت تسمیہ واجب ہے (۲) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا نَمُ يَذْكُرُ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ" (۳) (اور اس (جانور) میں سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ یا گیا ہو)، بول جانے والے، کوٹکے اور مجبور کر دے گئے شخص پر تسمیہ واجب نہیں ہے، کوٹکا کے لئے کافی ہے کہ آسمان کی طرف اشارہ کر دے، اس لئے کہ اس کا اشارہ دہلے والے کے بول کے قائم مقام ہے۔

شافعیہ اس طرف گئے ہیں اور یہی امام احمد کی ایک روایت ہے کہ ذبح کے وقت تسمیہ مسنون ہے، تسمیہ کا طریقہ یہ ہے کہ فعل (ذبح) کے وقت "بسم اللہ" کہے، اس لئے کہ یہی نے نبی کریم ﷺ کے قربانی کا جانور ذبح کرنے کا وصف یوں بیان کیا ہے کہ: "صَحِيحٌ اَنَسِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: بَسْمُ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ أَصْبَحَ الْآخِرُ فَقَالَ: بَسْمُ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُمَّ هَذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَأَمْتِهِ مَعْنَى شَهِدَ لَكَ

بالتوحيد، وشهد لي بالبعث" (۱) (نبی کریم ﷺ نے قربانی فرمانی، آپ ﷺ کے پاس دو چترے، سینگ والے، لڑ پھنسی کر دو مینڈھے لائے گئے، آپ ﷺ نے ایک کوٹکا پر پڑھا: "بسم الله والله أكبر، اللهم هذا عن محمد" (بسم اللہ، اللہ اکبر، اے اللہ یہ محمد کی طرف سے ہے)، پھر دوسرے کوٹکا پر فرمایا: "بسم الله والله أكبر، اللهم هذا عن محمد وأمتي ممن شهد لك بالتوحيد وشهد لي بالبعث" (بسم اللہ، اللہ اکبر، اے اللہ یہ محمد اور اس کی امت کی طرف سے ہے جنہوں نے آپ نبی وحدانیت اور میری رسالت رسالتی کی گواہی دی)۔

شافعیہ کے نزدیک عدا ترک تسمیہ مکروہ ہے، لیکن اگر عدا اسے ترک کر دے تو اس کا مذبحہ حلال ہے اور اسے کھایا جائے گا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے ذبائح کو مباح قرار دیا ہے، ارشاد ہے: "وَأَطْعَمُوا الْفَقِيرَ لَوْ تَوَدَّ الْكَافِرُ أَن يَكْفُرَ بِهِ" (۲) (اور جو لوگ اہل کتاب میں ان کا کھانا تیار کرے گا، ان سے چاہئے کہ وہ تسمیہ نہیں پڑھتے، "اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا نَمُ يَذْكُرُ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَتَنَسَوْنَ" (۳) (اور اس (جانور) میں سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ یا گیا ہو، بے شک یہ بے شک ہے) ہے۔ "یہ ہے جس پر اللہ کا نام نہ یا گیا ہو، یعنی بتوں کے نام پر دیا گیا ہو، اس لئے کہ قرآن میں ہے: "وَمَا أَهْلُ لَعْنِ اللَّهِ بِهِ" (۴) (آیت کا سیاق جس اس پر دلالت کرتا ہے، یہ تو کہہ کیا گیا:)

(۱) حدیث ۳۱۱۱ بحوالہ ابن ماجہ "لی روایت بخاری (۹) ۳۶۸ تاخ کرنا دارالعرف (۲) اور ابو یوسف (۳) ۳۲۷ طبع دارالطحاوی (۴) کے ہے، بخاری ۲۲۲ تاخ کرنا مکتبہ القدسی (۵) میں کہا ہے ابو یوسف نے اس کو روایت کیا ہے اس کی سند حسن ہے۔

(۲) سورۃ مائدہ ۵۸

(۳) سورۃ مائدہ ۱۲۱

(۴) سورۃ مائدہ ۵۸

(۱) کتاب القباہ ۱۹۱

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۱۹۰/۵، ۱۹۲، جوہر لا لیل ۱/۱۲، شرح الترمذی ۲/۳۳، مجمع ۳/۵۳۰، الفی ۸/۵۶۵، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳۔

(۳) سورۃ مائدہ ۵۸

تحقق سے قبل ہمس پر خطیب کے چڑھتے وقت، سونے اور نفل نماز کے "نماز سے قبل، برتر کوڑھا چلتے وقت، کتابوں کے آغاز میں، میت کی "کھ بند کرنے، وراثت کو قلم میں اتارنے کے وقت، جسم میں تکلیف کے مقام پر ہاتھ رکھتے وقت تمیہ کہا جائے گا، اس کے الفاظ "باسم اللہ" ہیں، اور مکمل "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہے۔ اگر تمیہ بھول جائے یا عمدہ آچھوڑ دے تو کوئی حرج نہیں البتہ سنے پر شائبہ ہوگا۔

اس سلسلہ کی احادیث میں سے یہ حدیث ہے: "کل امر دی بال لا یبدأ فیہ باسم اللہ فیو ابتر" (۱)۔ اہم کام جس کے آغاز میں بسم اللہ نہ کہا جائے وہ ابتر (دم کٹا) ہے، ایک روایت میں ہے: "فیو اقصع" (تو دکھ ہو ہے)۔ اور ایک روایت میں "فیو احمم" (۲) (وہ اہمزم) (کہا ہو ہے) کے الفاظ ہیں، اور رسول کریم ﷺ سے مروی ہے: "ضع یدک علی الذی نکلہ من جسدک وقل: باسم اللہ ثلاثا..." (۳) (اپنے جسم کے جس مقام پر تکلیف محسوس کرو وہاں ہاتھ رکھو اور تین بار "باسم اللہ" کہو...)۔

وریک حدیث ہے: "أعلق بابک واذکر اسم اللہ، فإن الشیطان لا یفتح باباً مغلقاً، وأطعن مصباحک واذکر اسم اللہ، وحقر إناءک" (۴) (اپنا دروازہ بند کر۔ اور تھکا نام لہو، اس لئے کہ شیطان ایسے بند دروازہ کو نہیں کھولتا، اور اپنا تہان

بجاء "بسم اللہ ہو، اور اپنا برتن چاہیے)۔

اور ایک حدیث ہے کہ: "إذا عثرت بک الدابة فلا تقل لعن الشیطان، فإنه یعظم، حتی یصیر مثل البیت، ویقول: بقوتی صرعتہ، ولكن قل بسم اللہ الرحمن الرحیم، فإنه یصاعر، حتی یصیر مثل الدباب" (۵) (گر جانور تجھ سے ٹکرائے تو مت کہو: شیطان ملاک ہو، کہ وہ پھول کر گھر کی مانند ہو جاتا ہے، اور کہتا ہے: میں نے پٹی قوت سے اسے پچھا ڈالا، بلکہ کہو: "بسم اللہ الرحمن الرحیم"، تو وہ چھوٹا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بھی کی مانند ہو جاتا ہے)۔



(۱) حدیث، "کل امر دی مال...." بخاری نے عتبات الخافیه (۱/۶) طبع دار الفکر، میں روایت کیا ہے سیوطی نے الجامع البیہر میں اس حدیث کو عبد القادر دہلوی کی طرف لکھیں میں منسوب کیا ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے (فیض البقاعہ ۵/۳ طبع المکتبۃ البجاریہ)۔

(۲) حدیث "ضع یدک" کی روایت مسلم (۳/۱۷۲۸) طبع عینی امری کے کی ہے۔

(۳) حدیث ۴۱ علی بابک واذکر اسم اللہ کی روایت بخاری (۱/۱۱۳) طبع ۸۸۱۰ طبع المستقیم، مسلم (۳/۱۵۹۳) طبع عینی ابوابی الخلی، اور احمد (۳/۳۱۹) طبع المکتب الاسلامی کے کی ہے اور بیاق بن عی کا ہے۔

(۱) تفسیر القرطبی ۱/۹۲، ح ۹۸، حاشیہ ابن ماجہ ۱/۶۱۶، حاشیہ الدیلمی علی المشرح الکبیر ۱/۱۰۳، شرح البرزغانی ۱/۳۸، تہذیب لکھنؤ ۱/۱۶۸، التہذیب ۱/۳۸، حدیث ۳۸۱ لا تقل لعن الشیطان... کی روایت ابوداؤد (۲۶۰/۵) طبع عزت عید عباس، احمد (۵/۵۹) طبع المکتب الاسلامی، اور حاکم (۳/۲۹۲) طبع دارالکتب العربی کے کی ہے حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

معلقۃ الفاظ:

الف-خبر:

۲- خبر مجزئہ اول اور اس کے بعد والے کی طرف سے ہوتی ہے، بشارت صرف مجزئہ اول کی طرف سے ہوتی ہے^(۱)، خبر چھٹی اور چھوٹی ہوتی ہے۔ خوش کن ہو یا ناخوش کن، جب کہ بشارت عموماً چھٹی خوش کن خبر کے ساتھ خاص ہوتی ہے^(۲)۔

بشارت

تعریف:

۱- بشارۃ (ب کے زیر کے ساتھ) انسان و ہرے کو جس چیز کے ذریعہ بشارت دے، اور (ب کے پیش کے ساتھ) کسی امر کی بشارت دینے والے شخص کو جو چیز کی جائے جیسے کام کرے والے کی بشارت کو ملکہ کہتے ہیں، بن الاثر فرماتے ہیں: بشارۃ (پیش کے ساتھ) جو شیر (بشارت دینے والے) کو دیا جائے، عرب کے سرور کے ساتھ سم ہے، بشر یعنی سرور سے یہ لفظ اس لئے بنایا گیا ہے کہ یہ انسان کی آمد و پیٹائی کو نمایاں کرتا ہے، عرب لوگ اس کے ذریعہ باہم خوشخبری حاصل کرتے ہیں، یعنی بفضل بفضل کو بشارت دیتے ہیں، بشارت جب مطلق بولا جائے تو اس سے خبر کی بشارت مراد ہوتی ہے، قید انکار سے کی بشارت کے لئے بھی اس کا استعمال درست ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "الْبَشِيرُ لَهُمْ بِغَنَابٍ اَلَيْهِمْ"^(۱) (پس آپ ان میں مذاب و رفد کی خوش خبری سن دیجئے)۔

فقہاء کی اصطلاح میں اس لفظ کا استعمال اس معنی سے الگ نہیں ہے^(۲)۔

(۱) سورۃ آل عمران ۴۳

(۲) سبب العرب، تاج العرب، المصباح المہیر: مادہ "بشر"، المجلد ۳، ص ۵۲ طبع اوس ۱۳۴۷ھ، حاشیہ ابن عابدین ۱۱۲ طبع بیروت، کتاب الفہام ۵، ۳، ۴، مکتبۃ العصر لحدیث المریض، المہذب ۸، ۷، ۶ طبع دار المعرفۃ بیروت، تفسیر القرطبی ۸، ۳ طبع دار المکتب المہرب ۵۳، ۱۳۵۵ھ، ۱۹۳۵ء طبع المکتبہ المدینہ ۵۹۔

ب- جعل (معاوضہ):

۳- جعل لغت میں اس چیز کا نام ہے جو ایک سے دوسرے کے سے اس کے عمل پر متعین کرتا ہے۔ جعل اصطلاح میں اس متعین، معصوم مشقت میں عمل پر طے شدہ متعین غرض کا نام ہے^(۳)۔

بشارت (ب کے پیش کے ساتھ) کسی امر کی بشارت دینے والے کو جو کچھ دیا جائے، اس معنی میں یہ لفظ "جعل" کے مشابہ ہوا، ہایہ التماثل میں ہے: جس عمل پر بحال دیا جائے ضروری ہے کہ اس میں مشقت اور شرج ہو، جیسے بھگے ہوئے عامر کی، پس یہ کسی خبر، یا خاص میں غرض ہو، خبر دینے والا سچا ہو^(۴)۔

اجمائی حکم:

۴- لوگوں کو ایسی بات کی خبر دینا جو ان میں خوش کرے مرستجب ہے، اس لئے کہ اس بابت قرآن کریم کی آیت: "وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ" اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ اَمْوَا وَعَمَلُوا الصَّالِحَاتِ اِنَّ لَهُمْ

(۱) تفسیر فخر الرازی ۲/۱۲ طبع المکتبۃ المدینہ مصر

(۲) المہذب ۸، ۷، ۶ طبع دار المعرفۃ بیروت، المصباح المہیر فی الفہام

(۳) شرح المصباح ۵/۲۶ طبع المکتبۃ الاسلامیہ المریض

(۴) نہایۃ المحتاج ۵/۲۶ طبع المکتبۃ الاسلامیہ المریض

بشارت ۴

قبول کرو۔

حضرت کعب کے قصہ میں ہے کہ جب قبولیت تو پہ کی خوشخبری
 دینے والا آیا تو آپ نے اپنے ہاتھوں پڑے اتار کر بشارت دینے
 والے کو اس کی بشارت کے بدلہ میں پہنا دیا۔ نبی نے قاضی عیاض
 سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا اور
 آخرت کے یہی خوش کن امر کی بشارت و مبارک بادی دینا، اور
 بشارت دینے والے کو عمل (نعام) دینا چاہیے۔^(۱)

حضرت کعب کی حدیث میں خبر کی بشارت دینے میں سبقت
 لینے کے جو اذکاریاں ہے۔^(۲)

جس شخص کو کسی خوش کن امر کی بشارت دی جائے، اس کے لئے
 مستحب ہے کہ اللہ کی حمد و ثناء بیان کرے، اس لئے کہ حضرت عمرو بن
 میمون سے روایت ہے جو حضرت عمر بن خطاب کے قتل کے واقعہ
 کے ذکر میں مقام دُفن کے بارے میں مشورہ سے متعلق طویل حدیث
 میں امام بخاری نے روایت کی ہے، کہ حضرت عمرؓ نے اپنے صاحب
 زاد عبد اللہ کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا کہ کہیں بھی ن کے
 ہاتھوں رخصتا ہو (حضور انور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ) کے ساتھ
 دُفن ہونے کی اجازت دے دیں، جب حضرت عبد اللہؓ آئے تو
 حضرت عمرؓ نے پوچھا: یا جو اب لائے؟ عرض کیا جو آپؐ پسند کر رہے
 تھے اے میرے اہل عیال، اس نے اجازت مرحمت فرمادی ہے، تو
 حضرت عمرؓ نے فرمایا: الحمد للہ میرے سے کوئی چیز اس سے زیادہ نام نہ
 تھی۔^(۳)

جناب تجری من تحبہ الا یہاں کلمہ ردقوا میں من ثمرہ
 ردقوا قلوا ہما الہدی ردقوا من قبل و انوا بہ مشابہا ولیم
 فیہا ارواح مطہرۃ و ہم فیہا خائفون^(۱) (اور ان لوگوں کو
 خوشخبری سے پہنچنے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ ان کے لئے
 (بہشت کے) بارش ہیں کہ ان کے نیچے، ریابہر رہے ہوں گے انیس
 جب کوئی شخص کھانے کو دیا جائے گا تو وہ بول نہیں گے کہ یہ میہی ہے
 جو ہمیں (اس سے) قبل مل چکا ہے اور نہیں وہ (واقعی) یا ہی حارے گا
 ملتا جلتا ہو اور ان کے لئے پاکیزہ دیوایاں ہوں گی اور وہ ان (بہشتوں)
 میں ہمیشہ کے لئے ہوں گے۔ اور اسی طرح احادیث بھی وارد ہیں،
 مثلاً بخاری و مسند میں مروی حضرت کعب بن مالک کی تو پہ کے قصہ و علی
 حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں: ”میں نے پکارنے والے کو سنا جو بلند آواز
 سے کہہ رہا تھا: اے کعب بن مالک خوشخبری لو، پھر لوگ ہمیں خوشخبری
 دینے آئے لگے، میں رسول اللہ ﷺ کا قصد کر کے نکلا، لوگ مجھ سے
 جوق در جوق ملتے، تو پہ پر مبارک باد پیش کرتے، کہتے: مبارک ہو
 کہ اللہ تعالیٰ سے آپ کی تو پہ قبول فرمائی ہے، یہاں تک کہ میں مسجد
 نبویؐ میں داخل ہوا، دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے، ارشاد فرما
 صحیح پر ام میں، حضرت طلحہؓ میں جید اللہ انورؓ روتے ہوئے آئے، مجھ
 سے مصافحہ کیا، مبارک باد دی، حضرت کعبؓ حضرت طلحہؓ کی اس نرم
 ہوشی کو میں بہوتے تھے، حضرت کعبؓ فرماتے تھے: پھر جب میں نے
 رسول اللہ ﷺ کو سہم کیا تو آپؐ علیہ السلام کا رخسارے انور خوشی سے
 منور ہو رہا تھا، فرمایا: ”ابشر بخیر یوم مر علیک صد وللتک
 امک“^(۲) (تم یہی رمدی کے سب سے بہتر دن کی خوشخبری

(۱) سورہ بقرہ ۲۵۵

(۲) الفتوحات المربیہ ۱/۱۶۱ ص ۳۱۷ طبع المکتبۃ الاسلامیہ، حدیث حضرت
 کعب بن مالک کی روایت بخاری (صحیح ۸/۱۱۳۱ طبع المکتبۃ) اور مسلم
 (صحیح ۲۱۲۸، ۲۱۳۰ طبع المکتبۃ) نے کی ہے۔

(۱) صحیح مسلم مع شرح لابی ۱/۷۳ طبع مطبعہ المعادہ مصر۔

(۲) فتح الباری ۸/۱۲۳ طبع المکتبۃ

(۳) الفتوحات المربیہ ۱/۱۶۱ طبع المکتبۃ الاسلامیہ، عمر بن خطاب کے قتل کے
 قصہ میں حضرت عمرو بن میمون کی حدیث کی روایت بخاری (صحیح ۷/۶۱ طبع
 المکتبۃ) نے کی ہے۔

بشارت ۵

بحث کے مقامات:

۵۔ قرآن کریم میں بشارت کا ارتقا ہے، حدیث نبوی میں بھی بشارت کے کچھ احکام، بشارت دینے والے کے ساتھ مستحب عمل کا بیان آیا ہے، فقہاء نے انہیں کے باب میں اس کا ارتقا ہے۔ کتب آداب شریعہ میں بھی بشارت کا حکم اور کسی امر کی بشارت دینے والے کے ساتھ مستحب عمل بیان ہوا ہے۔



معاذ کا جہاٹ ہے کہ بشارت مجھ اول سے ہوتی ہے خود وہ تنہا ہوا دہم سے کے ساتھ جس نے کسی شخص نے بشارت میرے غاموں میں سے جو مجھے یہی خوش خبری دے گا وہ آزاہ ہے۔ پھر اس کے غاموں میں سے ایک یا چند نے سے خوش خبری دی تو سب سے پہلے (خوش خبری دینے والے) آزاہ ہوگا (۱) فقہاء نے متعدد مقامات پر بشارت دینے کی ترغیب دی ہے (۲)۔

اس کی دلیل وہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابن مسعود کے پاس سے گذرے، وہ اس پر پڑھ رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: "من أحب أن يقرأ القرآن عصا طربها كما نزل فليقرأ بقراءه ابن أم عبد، فابتدأ إليه أبو بكر وعمر رضي الله عنهما بالمشارة، فسبق أبو بكر عمر، فكان ابن مسعود يقول بشروني أبو بكر، وأخبرني عمر" (۳) (جو چاہے قرآن اس طرح ترغیظ پڑھے جس طرح نازل ہوا ہے تو ابن ام عبد کی طرح پڑھے، تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما انہیں بشارت دینے کی ترغیب دی، حضرت ابو بکر حضرت عمر سے پہلے پہنچ گئے، تو حضرت ابن مسعود مانتے تھے، ابو بکر نے مجھے بشارت دی، عمر نے مجھے خبر دی)۔ بشارت دینے کی طرح مستحب ہے اگر اس سے اللہ کی رضا مقسم ہو (۴)۔

(۱) تفسیر القرطبی: آیت "وَنَسُورُ الْاٰیٰتِ الْاٰتِیٰتِ" کے تحت ۱۳۸/۱ طبع دار لکھنؤ مصر یہ ۱۳۵۲ھ تفسیر قرطبی ۱۳۶/۲، المکتبۃ المصیریہ مصر (۲) حاشیہ ابن ماجہ بن ۱۱۲-۱۱۳ طبع بیروت، المکتبۃ المصیریہ مصر ۸۸ طبع دار المعرفۃ بیروت، کشاف القناع ۳۱۳-۳۱۴ طبع مکتبۃ المصیریہ مصر المصیریہ (۳) حاشیہ ابن ماجہ بن ۱۱۲ طبع بیروت۔ حدیث "من أحب أن یقرأ القرآن" کی روایت احمد (۱/۱ طبع المصیریہ) وورعاکم (۳/۱۸ طبع دار المعرفۃ المصیریہ) نے کی ہے ذہبی نے اس کی تصحیح کی ہے وورعاکم سے تعلق کیا ہے۔ (۴) کشاف القناع ۳۱۸-۳۱۹ مکتبۃ المصیریہ مصر المصیریہ

اجمان حکم:

۴- انسان کے منہ کے پانی کے بارے میں اصل یہ ہے کہ وہ پاک ہے جب تک کہ کوئی نجاست اسے پاک نہ کر دے (۱)۔

بصاق (تھوک) کے بعض محسوس حکام میں، تھوک پینٹن مسجد میں حرام ہے۔ اور اس کی پودوں پر ضرر دہ ہے (۲)۔

جس نے مازنی مسجد میں تھوک اے تو ضروری ہے کہ وہ اسے دُفن کرے، اس لیے کہ مسجد میں تھوک نا مطہی ہے جس کا کن رو اس کو اُن نرینا ہے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے: "البصاق فی المسجد خطیئة، و کھارتھا دفنھا" (۳) (مسجد میں تھوک نہ خطا ہے اور اس کا کفارہ اس کا دُفن ہے)۔

اس سلسلہ میں مشہور یہ ہے کہ تھوک کو مسجد کی مٹی اور ریت میں دُفن کرے۔ اگر مسجد میں مٹی یا ریت وغیرہ ہو، اگر نہ ہو تو لکڑی یا کپڑے کے ٹکڑے وغیرہ سے یا ماتھ سے اٹھا کر اس کو باہر نکال دے (۴)۔

اسی طرح مسجد کی پودوں پر، اپنے سانسے کٹا، یوں پر، پنڈلیوں کے پر یا ان کے نیچے تھوک کے، بلکہ اپنے کپڑے کے ایک کنارہ میں تھوک رکھنے کو ملے، اس سے ماریں ہوتی ہے لہذا یہ کاربہ اور عیبت سے دیا کرے۔ اگر مسجد کی مٹی میں تھوک ہو تو ضروری ہے کہ اسے دُفن کرے۔ اگر ماریں کی حالت میں ہو تو پنڈلی کے اوپر تھوٹا اس کے نیچے تھوٹنے کی بہت بلکا ہے، اس سے کہ پنڈلی تو مسجد نہیں ہے لیکن پنڈلی کے نیچے کا حصہ مسجد ہے، اور اگر مسجد میں پنڈلیاں نہ ہوں تو اسے مٹی میں اُن درجے، زمیں کے اوپر نہ

بصاق

تعریف:

۱- بصاق: منہ کا پانی جب دہر نکل آئے (تھوک) کہا جاتا ہے: "بصق یبصق بصاقاً" "بصاق" "بزاقل" "بزاقل" "بزاقل" بھی کہتے ہیں جو اہل کی قبیل سے ہے (۱)۔

متعدتہ لحاظ:

نہ- تفل:

۲- تفل لغت میں صق (تھوکنے) کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے: "تفل یتفل ویتفل تفللاً" جب تھوک دے۔

تفل ہائیم کا مطلب اس طرح پھونکنا کہ کچھ تھوک بھی نکل آئے، اگر صرف پھونک ہو تو تھوک نہ ہو تو اسے "تفل" کہیں گے۔ تفل بھی براق (تھوک) کے مشابہ ہے، میں اس سے کم ہوتا ہے، سب سے پٹے براق ہوتا ہے، پھر تفل پھر (پھونک) (۲)۔

سبب- سبب:

۳- تھوک جو منہ سے بہ جائے (۳)۔

(۱) سار العرب، ترتیب القاموس المحیط، لمصباح الحیر، بخار الصحاح مادہ "بصق" و "بزاقل"۔

(۲) سار العرب مادہ "تفل" مجمع مسلم ص ۳۳۳ المجموع شرح طہر ب ص ۲۰۹۔

(۳) الصحاح بخار الصحاح، ترتیب القاموس المحیط، لمصباح الحیر، لسان العرب مادہ "تفل"۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۹۳۔

(۲) الاشیاء و الظاہر لابن کیم ص ۵۷ اعلام المساجد ص ۳۰۸۔

(۳) حدیث البصاق فی المسجد "فی صحتہ" بخار ص ۵۔

طبع التقریر اور مسلم (۱) ص ۳۹۰ طبع الحیر ص ۲۰۹۔

(۴) المجموع شرح لمہدب ص ۱۰۱ اعلام المساجد ص ۳۰۸۔

بصاق ۳

چھوڑ دے^(۱)۔

گر مسجد کے علاوہ مقام پر ہوتا ہے اپنے سامنے یا دائیں جانب نہ تھو کے بلکہ پیپ یا پائے کے نیچے یا بائیں جانب تھو کے^(۲)۔
 اگر کوئی شخص کسی دھرم کے مسجد کے اندر تھوتا، دیکھتا ہے کہ اس پر ضروری ہے کہ تھو کرے، اور اگر تھو کرے تو تھو کرے، اور اگر کوئی شخص مسجد میں تھوک وغیرہ دیکھتے تو مسنون ہے کہ اس کو بائیں رخ یا دایرہ چھینک دے، اور مستحب ہے کہ اس کی جگہ ٹوٹا دیا جائے۔

اور یہ جو بہت سارے لوگ کرتے ہیں کہ اگر تھوک یا یا تھوک دیکھ تو اس کو اس جوتے کے چلے حصہ سے ریزہ پیتے ہیں جس سے گندگیوں اور نجاستوں کو روکا ہو، یہ حرام ہے اس لئے کہ اس صورت میں مسجد کی مزا یا پاکیزگی کی لازم آتی ہے۔

ایسا کام کسی کو کرتے ہوئے دیکھنے والے شخص پر اس کی تکفیر اپنی شرط کے ساتھ ضروری ہے^(۳)۔

قرآن شریف یا اس کے کسی حصہ کو تھوک سے چھو جانا نہیں ہے، اور بچوں کے معصوم کی ذمہ داری ہے کہ ان کو ایسا کرنے سے منع کرے^(۴)۔

روزہ دار کے حق میں اس کے احکام میں سے یہ ہے کہ اگر کوئی تھو یا تھوک جو منہ کے اندر رہی ہو، باہر نکلنے سے پہلے نکل جائے تو اس کا روبرو میں ٹوٹنے کا حتیٰ کہ اگر وہ منہ میں جمع بھی کر لے اور نکل جائے^(۵)۔ اور اگر تھوک منہ سے باہر نکل جائے اور منہ سے جدا

ہو جائے۔ پھر اس کو منہ میں دیکھ لائے اور نکل جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ

جائے گا، جیسا کہ اگر کوئی کسی دھرم کے تھوک نکل جائے کہ

اگر عسکوں نے یا پڑھنے وغیرہ کے وقت اپنے لب سے دھنوں

ہو کر ہو جائیں اور اسے نکل جائے تو ضرورت کی وجہ سے اس کا

روزہ فاسد نہیں ہوگا^(۲)، اور اگر قلی کرنے کے بعد منہ میں تری باقی

رہے اور اس کو تھوک کے ساتھ نکل جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا^(۳)۔

اور روزی نے اپنے تھوک سے اچھا گھوڑا یا بھڑی سے حسب

عامت اسلامی کے اور اس منہ میں دوبارہ الا تھو کر اچھا گھوڑا یا بھڑی

جو واحد ہو جائے یا تھو اپنے تھوک کے نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا،

بخلاف اس کے کہ تری جدا ہو جائے والی ہو^(۴)۔



(۱) الفتاویٰ الہندیہ ۱/۱۱۱، بیروت، طبع ۱۴۱۶ھ۔

(۲) بعضی لائن قدس سرہ ۲/۲۱۳، طبع ریاض المصنف، قلیوبی و عمیرہ ۱/۹۳، المجموع شرح المہرب ۳/۱۰۰۔

(۳) المجموع شرح المہرب ۳/۱۰۱، اعلام المساجد احکام المساجد ص ۳۰۸۔

(۴) حاشیہ لسانی علی شرح الترمذی علی مختصر قلیل ۱/۹۳۔

(۵) شرح الترمذی علی مختصر قلیل ۲/۲۰۵، حاشیہ الدسوقی علی المشرح الکبیر

۱/۵۳۵، المعواک الدروانی ۲/۵۵۹، الفتاویٰ الہندیہ ۱/۲۰۳۔

(۱) الفتاویٰ الہندیہ ۱/۲۰۳۔

(۲) الفتاویٰ الہندیہ ۱/۲۰۳، رد المحتار علی الدر المختار ۲/۱۰۱، طبع دار احیاء التراث العربی۔

(۳) الفتاویٰ الہندیہ ۱/۲۰۳، رد المحتار علی الدر المختار ۲/۹۸، طبع دار احیاء التراث العربی۔

(۴) الفتاویٰ الہندیہ ۱/۲۰۳، رد المحتار علی الدر المختار حاشیہ من طبع دار احیاء التراث العربی ۲/۹۸، طبع

دار احیاء التراث العربی، المجموع شرح المہرب ۳/۱۰۱، قلیوبی و عمیرہ ۱/۹۳۔

تیز ہوں سے نگاہ چچی رکنا، سبب ہے اس سے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

”قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ بَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَبَعْضُوا لِرِوَحِهِمْ
 ذَلِكُمْ أَرْكَىٰ لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ، وَقُلْ
 لِّلْمُؤْمِنَاتِ بَعْضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ“ (۱) (آپ یہاں ولوں
 سے کہہ دیتے تھے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت
 کریں یہاں کے حق میں زیادہ معافی کی بات ہے بے شک اللہ کو سب
 کچھ خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں، اور آپ کہہ دیجئے یہاں
 ولوں سے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح ”نظر“ و ”عورة“۔

بحث کے مقامات:

۶- نگاہ کے احکام متعدد مقامات پر ہیں، چند یہ ہیں: نگاہ پر نہایت
 اس سلسلہ میں آیات، روئے کے چہنا ہونے کی شرط، ماہیت کی شہادت،
 اس کا جنس، اور اس کی، منصب تشہارہ پر لازم ہونے، لے کے سے چہنا
 ہونا اور ہمیشہ چہنا رہنا، جو قاضی ماہیت ہو جائے اس کے حکم کا نفاذ،
 مار میں اور متوجہ ہونا، مار کے باہر دعا میں آسمان کی طرف
 دیکھنا، پیغام نکاح جسے دینے کا ارادہ ہو اسے دیکھنے کا جواز و حرام
 تیز ہوں سے نگاہ چچی رکنا۔

مقامات نگاہ کے احکام کی تفصیل ”جنسیت، آیات، شہادت، تشہارہ،
 نماز، نکاح“ کے مباحث میں اس طرز پر کرتے ہیں جو جہاں حکم اور
 اس کے مقامات میں مذکور ہوں۔

تحتفظ ابصارہم“ (۲) (اس لوگوں کو سبب ہو گیا ہے جو اپنی نمازوں
 میں آسمان کی جانب اپنی نگاہیں اٹھاتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ کا یہ
 جملہ اس قدر سخت ہو گیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یا تو وہ اس سے
 بالکل باز آجائیں ورنہ اس کی نگاہیں، چک لی جائیں گی۔

ملاحظہ فرماتے ہیں: ”اس کی جانب نگاہ اٹھا کر آسمان کی
 ستاروں سے سمیت ہمت حاصل کرے کے لئے ہوتا مکرہ دیکھیں
 ہے“ (۳)۔

نماز میں بلا ضرورت آنکھیں موندنا بھی مکروہ ہے، اس بابت کسی
 اختلاف کا علم نہیں ہے۔

نماز کے باہر دعا میں آسمان کی جانب نگاہ اٹھانے کا حکم:
 ۴- شافعیہ نے صراحت کی ہے کہ نماز کے باہر دعا میں آسمان کی جانب
 نگاہ اٹھانا اولیٰ ہے، شافعیہ میں سے امام غزالی فرماتے ہیں: دعا کرنے
 والا اپنی نگاہ آسمان کی طرف نہیں اٹھائے گا (۴)۔

کسی چیز سے نگاہ نیچی کرنا جو حرام ہے:

۵- اللہ سے نہ تعالیٰ سے مومن مردوں اور عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ
 اپنی نگاہیں ان سے نیچی رکھیں جو ان پر حرام ہیں، سوائے ان حصوں
 کے جن کا دیکھنا ان کے سے مباح ہے، پس اگر اتفاقاً طور پر بغیر
 ارادے کے کسی چیز پر نگاہ پڑ جائے جس کا دیکھنا حرام ہے تو اس
 سے تیزی کے ساتھ پیٹھ پھیر لینی چاہیے، اس لئے کہ نگاہ ہی مل کا
 پہلا درہ زہر رشتہ ہے، تمام خرمات اور فتنہ کا مدیہ رکھنے والی

(۱) حدیث: ”ما مانی الکوام“ کی روایت بخاری (التح ۲۳۳/۲ طبع
 مشرق) کے ہے۔

(۲) السنن ۲/۵۵۳۔

(۳) نہایت لکھ ج ۱، ۸۰، ۸۱، ۵۵۴۔

(۱) سورہ نور ۲۹-۳۰ دیکھئے: القرطبی ۲/۲۷۷۔

بضاعت

دیکھئے "ابضات"۔

بُضْع

دیکھئے "فزع"۔

بطالانہ

تعریف:

۱- بطلانہ لغت میں بے روزگاری کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے: "بطل
العامل، أو الأجير عن العمل" یعنی کارکن یا مزدور بے روزگار
ہو گیا، ایسے شخص کو "بطل" یعنی بے روزگار کہا جاتا ہے جس کی
"بطلانہ" بے روزگاری (باہر پرزہ کے ساتھ) واضح ہو، درملاقات
کے بعض شامین نے (باہر پر بھی) نقل کیا ہے اور سے ہی زیادہ
فہم بتایا ہے، "بطل الأجير من العمل، بطل
بطلانہ وبطلانہ" یعنی مزدور بے روزگار رہا، اور ایسا شخص "بطل"
کہلاتا ہے^(۱)۔

اصطلاحی معنی لغوی معنی سے الگ ہیں۔

اس کا شرعی حکم:

۲- بے روزگاری کا حکم مختلف احوال کے مطابق حد، حد، حد ہے،
مثلاً:

نام کی قدرت نیچے دینی اور اپنے زیرِ کمر مت فرار کی غذا کے سے
آمدنی کی ضرورت کے باوجود بے روزگاری، خواہ یہ عبادت کے سے
فرغت کی خاطر ہو، حرام ہوگی، حدیث میں ہے: "إن الله يكره



(۱) المصباح الحیر، لسان العرب، مفردات، اربع الاصحاح فی ماہ بطل۔

توکل بے روزگاری کا داعی نہیں:

۳- توکل بے روزگاری کی دعوت نہیں دیتا، توکل تو ضروری ہے، لیکن اس کے ساتھ اسباب اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔

مرہی ہے کہ ایک عربی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اب اللہ کے رسولؐ کیا میں اپنی ہمتی چھوڑ دوں اور توکل کر لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اعفها وسوكل“ (اس کو بدمعہ لو اور توکل کرو)، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان الله يحب المؤمن المحترف“ (۱) بے شک اللہ روزگار کرنے والے مومن سے محبت کرتا ہے۔

حضرت عمرؓ کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے تو پوچھا: تم لوگ کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم لوگ توکل کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: نہیں بلکہ تم لوگ توکل سے عاری ہو، توکل کرنے والا تو وہ ہے جو زمین میں اپنا دانہ ڈال دے پھر اپنے رب پر بھروسہ کرے، لہذا طلب معاش اورتہ پر الہی کے مطابق اسباب اختیار کرنا ترک توکل نہیں ہے، توکل تو دل سے ہوتا ہے، اور ترک توکل یہ ہے کہ انسان اللہ سے غافل ہو کر اسباب ہی پر پورا تکیہ کر لے، اسباب اسباب کو بھول بیٹھے، حضرت عمرؓ جب کسی خاص خدمت کے لئے شخص کو دیکھتے تو پوچھتے: کیا اس کا کوئی پیشہ ہے؟ اگر کہا جاتا: نہیں، تو وہ دن کی نگاہ سے راجاتا (۲)۔

(۱) حدیث، ”اعفها وسوكل“ کی روایت ترمذی (۶۶۸/۳ طبع مجلس) سے حضرت انسؓ سے کی ہے اور ابن حبان (۳۰۸۰/۲ طبع) نے حضرت عمرو بن امیہ سے کی ہے عرفی نے کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے (فیض القدیر ۸/۲ طبع المکتبۃ التجاریہ)۔

(۲) اس حدیث کی تخریج گذریگی ہے (دیکھئے: غفرہ نمبر ۲)۔
(۳) فیض القدیر ۲۹۰-۲۹۱، رقم: ۱۸۷۳، محترف وہ شخص ہے جو صنعت، تجارت اور روایت وغیرہ کے ذریعہ طلب حاشیے کے کوشش کرے یہ توکل کے معانی نہیں ہے۔

الرجل البطل“ (۱) (بے شک اللہ بے روزگاری کو پسند کرتا ہے)، اور حضرت ابن عمرؓ سے مرہی ہے کہ: ”ان الله يحب العبد المؤمن المحترف“ (۲) (بے شک اللہ پیشہ ور مومن بندہ کو محبوب رکھتا ہے)، اور حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ”انني لأمقت الرجل لاوعاً ليس في شيء من عمل الدنيا ولا آخرة“ (۳) (میں ایسے بے کار شخص سے نفرت کرتا ہوں جو دنیا یا آخرت کے کسی کام میں نہ ہو) شعب تنقی میں ہے کہ حضرت عمرو بن ربیع سے پوچھا گیا: دنیا میں سب سے بڑی چیز کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: بطلانہ (بے روزگاری)۔

مدنی کی عدم ضرورت کے باوجود سستی و لاپرواہی کی وجہ سے بے روزگاری اختیار کرنا بھی مکروہ ہے، اور بے روزگار کے لئے باعث عیب ہے، کسی عذر مثلاً پیرانہ سالی اور کسی آفت کے سبب عدم استطاعت کی وجہ سے اگر بے روزگاری ہو تو اس میں نہ نادم ہے، نہ گراہت، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”لَا يَكْلَفُ اللَّهُ نَفْسًا أَلَا وَنَفْسًا“ (۴) (اللہ کسی کو ذمہ دار نہیں بناتا مگر اس کی بساط کے مطابق)۔

(۱) حدیث ”ان الله يكره الرجل البطل“ کے بارے میں زرکشی نے کہا: مجھے نہیں ملی، اسی کے مثل الاالی میں ہے (كشف الخفاء للمحبوني ۲۹۱ طبع مؤسسۃ المدینہ)۔

(۲) حدیث ”ان الله يحب العبد المؤمن المحترف“ کوئی شی نے الجمع میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ طبرانی نے الکبیر اور الوسيط میں اس کو روایت کیا ہے اس میں حاکم بن محمد اللہ راوی صریح ہے (معجم المروک ۶۲/۳ طبع القدی)۔

(۳) حضرت ابن مسعودؓ کے اثر ”انني لأمقت الرجل لاوعاً“ کو شی نے الجمع میں درج کیا ہے اور کہا کہ طبرانی نے الکبیر میں اس کو روایت کیا ہے اس میں ایک روایت کا انہیں لیا گیا ہے بغیر روایت ”ہیں“ (معجم المروک ۶۲/۳ طبع القدی)۔

عبادت بے روزگاری کے لئے وجہ جواز نہیں:

۴- فقہاء کی رائے ہے کہ عبادت بے روزگاری کے لئے وجہ جواز نہیں، اور مسام عبادت کے لئے فراغت کے مقصد سے بے روزگاری کو نہ نہیں کرتا، بلکہ اس میں دنیا کو بے کار چھوڑنا ہے۔ حالانکہ اس میں سعی و جہد کا اللہ نے پابندی کو حکم فرمایا ہے، ارشاد ماری تعالیٰ ہے: "لَا تَمْسُوا فِي مَنَاصِبِهَا وَكُلُوا مِنْ ذَرْقِهِ" (۱) (سو تم اس کے راستوں میں چلو پھرو، اور اللہ کی (وہی ہوتی) روزی میں سے کھاؤ (پو)) اور ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا بُدِيَ لَكُمْ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ" (اے ایمان والو جب جمعہ کے دن " اس کی جائے قیام پر آ رہے اللہ کی یا کی طرف، اور ٹھہر کر دست چھوڑ دیا کرو)، اور اس کے بعد فرمایا: "إِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ" (۲) (پھر جب نماز پوری ہو چکے تو زمین پر چلا پھرو، اور اللہ کی روزی تلاش کرو)۔

اور مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا گدہ ایک شخص کے پاس سے ہوا، صحابہ کرام نے اس کے متعلق آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ وہ راتوں کو نماز پڑھتا ہے، اور دن میں روزے رکھتا ہے، اور پوری طرح عبادت کے لئے یکسو ہے، رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ کون اس کی کفالت کرتا ہے؟ صحابہ نے کہا کہ ہم سب، آپ ﷺ نے فرمایا: "كُنْكُمْ الْفَصْلُ مَد" (۳) (تم میں سے ایک اس سے بہتر ہے)۔

(۱) سورہ لک ۵۱۔

(۲) سورہ بقرہ ۶۰۔

(۳) حدیث "كُنْكُمْ الْفَصْلُ مَد" کی روایت ابن خثیر نے عمود الأخبار ۲/۱۶۱ طبع مطبعہ دارالکتب المصریہ میں حضرت مسلم بن یار سے کی ہے اور ان کے اور ساتھی کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے۔

بے روزگاری کے نفع کے مطالبہ پر بے روزگاری کا اثر:

۵- متباہا کا افاق ہے کہ کمانے کی صلاحیت کے باوجود بے روزگاری رہنے والے بیٹے کا نفع اس کے باپ پر واجب نہیں ہے، اس سے کہ وجوب نفع کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ وہ مانے سے عاجز ہو، اور مانے سے عاجز ہو شمس کما لے گا جس کے سے عاجز ہو، وہ اس کے درمیان اپنی معیشت کا حصول ناممکن ہو، اور قدرت رکھنے والا شخص اپنی قدرت کی وجہ سے بے نیاز ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ کمانے اور اپنی امت پر شریعت کرنے کی استطاعت رکھتا ہے اور ایسی مجبوری کی حالت میں نہیں ہوتا جس میں مائت ارتقاء ہو (۱)۔

زکاۃ کا مستحق ہونے میں بے روزگاری کا اثر:

۶- کمانے کی قدرت رکھنے والا شخص کام کا مکلف ہوتا ہے تاکہ اپنی ضروریات خود پوری کرے اگر کوئی شخص اپنی ذاتی کمزوری کی وجہ سے کمانے سے عاجز ہو، بچہ ہو، عورت یا کم عقل یا بوڑھا یا مریض ہو، اور اس کے پاس موردی مال بھی نہ ہو جس سے اس کی ضرورت پوری ہوئے تو دینا شخص اپنے خوش حال اقارب کے زیر کفالت رہے گا، اور اگر اس کی ضرورت کے بعد کفالت کرنے والا کوئی شخص نہ ہو تو اس کے لئے رفاۃ بجا جاز ہوگا، اللہ کے دین میں اس کے سے کوئی تنقی نہیں ہے (۲)۔

اس کی تفصیل کے لئے، کیجئے: اصحاح "زکاۃ"۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ۲/۱۷۰ اور اس کے بعد کے صفحات، طبع دار حدیث و التراث العربی بیروت، حاشیہ المدنی علی بشرح البیہ ۲/۵۱۸، ۵۲۳ طبع مکتبۃ المدنی مصر، نہایت المحتاج ۲/۲۰۹، ۲۰۱ طبع مکتبۃ المدنی مصر، ۲/۲۸۱، ۲۸۵ طبع مکتبۃ المدنی مصر۔

(۲) البدیع ۲/۵۸۲، الخیر ۲/۲۱۵، المجموع ۲/۱۹۲، المغنی ۲/۵۲۵، (۱) اس کی تفصیل ۵۵۶۔

روزگار نہ ہونے کی وجہ سے حکومت اور معاشرہ کی جانب

سے بے روزگاروں کی کثرت:

۷۔ فقہاء نے صورت کی ہے کہ میں خیر مسلمانوں کی کثرت
حکومت کی فمدوری ہے جو بے س لا اورت۔ یا قیدی ہوں، اور نہ تو
اب کے پاس ہے وہ شرفی رہنے کے لئے کچھ ہے۔ اور نہ اتنا قرب
میں جن پر اب کے نقد کا بار ہے تو اس کے شرفی کچھ ہے۔ اما ان
کی فیس ورمیت کی چیز بتلیس وغیرہ کی فراہمی بیت المال سے کی
جائے گی (تفصیل کے لئے دیکھئے: ”بیت المال“ کی اصطلاح۔

بطائے

تعریف:

۱۔ بطائے: ”بطائے الثوب“، وہ کچھ جسے در سے حفاظت کے
لئے لٹایا جائے (ستر)، یہ لفظ ”ظہارۃ“ (اہتہ پڑے کے پر کا
حصہ) کے برعکس ہے۔ ”بطائے الرجل“: کسی شخص کے حاشیہ نشیں
یا قریبی لوگ، ”ابططت الرجل“ کا مطلب ہے تم نے اسے اپنے
خوہ میں بنالیا، حدیث شریف میں ہے: ”ما بعث اللہ من نبی
ولا استخلف من خلیفۃ الا کانت له بطائین“ بطائے نامہ
بالمعروف وتخصه علیہ، و بطائے نامہ بالشرف وتخصه
علیہ، فالمعصوم من عصمہ اللہ تعالیٰ“ (۱) (اللہ تعالیٰ نے
جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اور جس کو خلیفہ بنایا اس کے دو ”ہائے“
(رازدار) رہے ہیں، ایک اسے معروف کا حکم دیتا اور اس پر مادہ کرنا
ہے، اور دوسرے اسے برائی کا حکم دیتا اور اس کی ترغیب دیتا ہے تو جس کو
اللہ تعالیٰ بچائے وہی محفوظ رہ سکتا ہے)۔

یہ مصدر ہے جو واحد اور جمع دونوں میں مستعمل ہے۔

بطائے اصطلاح میں انسان کے ان خوہ مقررین کو کہا جاتا ہے

جنہیں وہ اپنا راز دار بناتا ہے (۲)۔



(۱) حدیث ”ما بعث اللہ من نبی“۔ ”اس کی روایت بخاری (۱) ص ۸۹/۱۳

طبع المستقیم نے کی ہے۔

(۲) ترتیب القاموس مادہ ”بطن“۔

(۱) قلیوبی ۲۴۹، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱

اللہ تعالیٰ،^(۱) (اللہ تعالیٰ کسی نبی کو سچوتہ فرماتا ہے یا کسی کو ظالم بناتا ہے تو اس کے دو خواہش ہوتے ہیں، ایک اسے شر کا حکم دیتا اور اس پر بھرتا ہے، دوسرے اسے شر کا حکم دیتا ہے اور اس پر آمادہ کرتا ہے، محفوظ وہ ہے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ کرتا ہے)۔

غیر مومنین میں سے خواہش کا انتخاب:

۵۔ ہم اسلام کا اتفاق ہے کہ مسلمانوں کے سربراہوں کے لئے جانشین ہے کہ وہ کفر، منافقتیں کو خواہش بنا میں جنہیں وہ اپنے راز اور اپنے دشمنوں سے متعلق مخفی امور سے آگاہ کریں، یہ معاملات میں ان سے مشورہ کریں، کیونکہ اس سے مسلمانوں کے مفاد کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور ان کے امن و امان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے قرآن کریم نے مومنوں کو منع کیا ہے کہ وہ غیروں کو جو جوین عقیدہ میں اس کے مخالف ہیں، اپنا دوست بنائیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَعْضُهُمْ دُورِكُمْ لَا يَالُوَكُمْ حِيلًا وَذُورًا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا نَحْمِي صُدُورَهُمْ أَكْثَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنَّ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ“^(۲) (اے ایمان والو! اپنے سوا کسی کو) گہرا دوست نہ بناؤ۔ وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھتے، اور تمہارے دکھ پہنچنے کی آرزو رکھتے ہیں، بغض تو ان کے منہ سے ظاہر ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے دل چھپائے ہوئے ہیں وہ دیکھ کر بھی نہ بول رہے، ہم تو تمہارے لئے نشانیاں کھول کر ظاہر کر چکے ہیں، اگر تم عقل سے کام لینے لے ہو)۔

اور ارشاد ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا

عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ لِمَنُوعُونَ لِيَهُمْ بِالْمُؤَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَ كُمْ مِنَ الْحَقِّ بِحُجُوجٍ الزُّسُولِ وَيَا أَيُّكُمْ أُنْ نُّؤْمِرُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ حَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَانِي تُسْزَوْنَ لِيَهُمْ بِالْمُؤَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَحْقِرْتُمْ وَمَا أَعْدَيْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مَعَكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ“^(۳) (اے یہاں والو! تم میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بنانا کیوں کہ میں نے تمہیں اپنا دشمن بننے سے منع کیا ہے اور انہوں نے اللہ اور خالق تمہارا پس جو (ایمان) حق چکا ہے اس کے موافق میں، رسول کو اور خود تم کو اس بنا پر شہرہ زور چکے ہیں کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لے آئے ہو، اگر تم میرے راستہ میں جہاد کرنے اور میری رضا کی تلاش میں تلے ہو تم اس سے ہٹ کر چکے محبت کرتے ہو، اور مجھے خوب ظلم ہے جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کر کے کرتے ہو، اور جو کوئی تم میں سے ایسا کرے گا وہ راہ راست سے ہٹ کر گیا)۔

اللہ تعالیٰ نے مومن بندوں کو منع فرمایا ہے کہ وہ مومنین کے علاوہ دوسروں کو خواہش بنائیں جنہیں اپنے رازوں سے واقف کریں، اور مسلمانوں کے مخفی امور ان پر آشکار کریں، ارشاد ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ“^(۴) (اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ)، اس معنی میں بہت ساری آیات ہیں، اور برے خواہش کے سلسلہ میں حدیث پیچھے نہ رہیں گی۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: حضرت عمر بن خطابؓ سے کہا گیا کہ اہل حیرہ سے تعلق رکھنے والا ایک لڑکا حافظ و رکاتب یہاں ہے،

(۱) سورہ مجتہدہ

(۲) سورہ نساء ۱۲۳

(۳) حدیث کی تخریج (فقہ نمبر ۱) میں گذر چکی ہے

(۴) سورہ آل عمران ۱۱۸

میں کوئی، قید نہیں اٹھ رہتے، مطلب یہ ہے کہ سرچہ و قلم سے جنگ نہیں کرتے لیکن مگر غریب میں کوئی سر نہیں چھوڑتے ہیں۔
مردی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے ایک بیوی کو کاتب بنادیا تو حضرت عمرؓ نے انہیں تنبیہ کی اور یہی آیت پر بھی، حضرت عمرؓ سے یہ بھی قول مردی ہے کہ اہل کتاب کو عامل (گورنر) نہ بناؤ، وہ رشورت کو حامل رکھتے ہیں، اپنے معاملات اور اپنی رعایا پر اپنے لوگوں کو مقرر کر دے جو اللہ سے ڈرتے ہوں۔

وہ مزید پڑے کا اندر وہ فی حصہ:

ایک پڑے پر نماز جس کا اندر وہ فی حصہ پاک ہو:

۶- مالکیہ، شافعیہ، ابوحنیفہ، حنابلہ اور محمد بن حسن کی رائے یہ ہے کہ ایک پڑے پر مارا درست ہے جس کا ہر پی حصہ پاک اور اندرونی پاک ہو، یہ تکہ ایسی صورت میں ماری کہ تو پاک کپڑے کو اٹھا لے ہوا ہے، نہ اسے پٹہ ہوا ہے اور نہ نہایت اس کو تکی ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ اسے فرش پر مار پڑھے جس کا ایک نہ رو پاک ہو یہ وہ کپڑا جس کا پاک کی پر چھا ہوا ہو۔

حنبلہ میں سے امام ابو یوسف کی رائے یہ ہے کہ اسے کپڑے پر نماز درست نہیں ہوگی، کیونکہ جگہ ایک ہے، اس سے اس کے اندر وہی اور ظاہری حصے کا حکم ایک ہوگا (۲)۔

مرد کے لئے ایسے کپڑے پہننے کا حکم جن کا اندر وہی حصہ رہے گی ہو:

۷- ختباء کی رائے ہے کہ مرد پر ایسا کپڑا پہننا حرام ہے جس کا

(۱) تفسیر القرطبی ۸/۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰۔

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۱/۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰

مردہ فی حصہ ریشم کا ہو، چونکہ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لا تلبسوا الحریر، لانه من لبسه فی الدنیا لم یلبسه فی الآخرة“ (۱) (ریشم مت پہنو، جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں سے نہیں پہنکا گا)۔

کشف الثنا میں مردوں پر ریشم کی حرمت اور حدیث بالا سے استدلال کے بعد تحریر ہے کہ خود ریشم مردہ فی حصہ میں ہو اس لئے کہ حدیث میں ممانعت عام ہے، لیکن مالکیہ نے مردہ فی حصہ کے ریشم کو اس وقت حرام قرار دیا ہے جب وہ زیادہ ہو جیسا کہ قاضی ابوالوید کے یہ ہے۔

حنفیہ کے نزدیک یہ مکروہ ہے جیسا کہ حاشیہ ابن عابدین میں حنفیہ کی اہمیت کے حوالہ سے منقول ہے، اور اس کی وجہ یہ بتانی گئی ہے کہ مردہ فی حصہ مقصود ہوتا ہے (۲)۔ اور حنفیہ کے نزدیک جب اتنا کر بہت مطلقاً لا جائے تو کراہت تحریمی مراد ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل ص ۲۷ ”حریر“ میں لکھی جائے۔



بطلان

تعریف:

۱۔ لغت میں بتاؤں کا معنی: ضیاع، نقصان یا حکم کا سقوط ہے، کہہ جاتا ہے: ”بطل الشيء یبطل بطلا وبطلانا“، یعنی ضائع، نقصان ہونا یا حکم کا ساتھ ہونا، بتاؤں کا ایک معنی یہ بار ہوا بھی ہے (۱)۔

اس کا اصطلاحی معنی مبادات، درمعات، ت میں حد و حدود حد ہے۔ مبادات کے باب میں بتاؤں کا معنی ہے کہ مبادات کا اعتبار نہ ہو، دیا اس کا ہو، کسی نہ ہو جیسے کوئی شخص حیرت منور پر پڑھے (۲)۔

معاملات کے باب میں بتاؤں کا مفہم حنفیہ کے نزدیک مردوں سے مختلف ہے، حنفیہ کے نزدیک مفہم یہ ہے کہ مبادات، ت میں ہدف دونوں اعتبار سے غیر مشروع طریقہ پر انجام پا میں، بتاؤں کے نتیجہ میں تصرفات پر احکام مرتب نہیں ہوتے ہیں، وہ تصرفات ایسے اسباب نہیں بن پاتے جو ان پر مرتب ہونے والے حکام کے لئے مفید ہوں، چنانچہ معاملہ کے بطلان سے دنیاوی مقصود سے حاصل نہیں ہوتا ہے، اس لئے کہ معاملہ کے نتائج اس پر مرتب نہیں ہوتے (۳)۔

- (۱) لسان العرب، المصباح المہر، ”بطل“، الخوارزمی، ص ۵۲۰۔
- (۲) مجمع الجوامع، ۱۰۵۸، دستور العلماء، ۲۵۱، کشف وأسرار، ۲۵۸۔
- (۳) کشف وأسرار، ۲۵۸، ۲۵۹، المحصری للقرطبی، ۲۵۲، استنبوی علی البیضاوی، ۵۸، البدیشی، ۵۵، الخوارزمی علی الخوارزمی، ۲۳، کشف اصطلاحات الفنون، ۳۸، درر الحکام، کتاب اول، ص ۲۳، ۲۴، حاشیہ ابن عابدین، ۲۷، مجمع الجوامع، ۵۵۰، مجمع الجوامع، ۱۰۵۔

- (۱) حدیث ”لا تلبسوا الحریر“ کی روایت بخاری (صحیح ۲۸۳/۱۰ طبع انتقادیہ، بیروت، مسلم (۳/۱۶۳۲ طبع المکتبۃ) نے کی ہے۔
- (۲) حاشیہ ابن عابدین، ۲۲۳/۵، الخطاب، ۵۰۵، المجموع، ۳۲۸، کشف القناع، ۳۸۔

بطلان ۲-۵

ب- صحت:

۳- صحت لغت میں سادہتی کو کہتے ہیں صحیح مریض کی ضد ہے۔
اصطلاح میں صحت کا مفہوم یہ ہے کہ فعل شریعت کے موافق واقع ہو، اس طور پر کہ تمام ارکان و شرائط پائی جائیں۔

معاملات میں اس کا اثر یہ ہے کہ تصرف پر اس کا مطلوبہ نتیجہ مرتب ہو، جیسے شریعہ فروخت میں سامان سے استفادہ حلال ہو جائے اور نکاح میں لطف اندوزی درست ہو جائے۔

عبادات میں اس کا اثر یہ ہے کہ عبادت کے عمل سے ثناء ساقط ہو جائے (۱)۔

ج- انعقاد:

۴- انعقاد حنفیہ کے نزدیک صحت درستیوں کو شامل ہوتا ہے، یہ تصرف کے اثر کا اثر غالباً نام نہاد ہوتا ہے، اس لیے یہ صحابہ و تابعین میں سے ہر ایک کا امر سے شرعی طریقہ پر تحقیق ہونے کا نام ہے کہ جس کا اثر اس دنوں کے تعلقات میں ظاہر ہو۔

پس عقد قاسد اپنی اصل سے منعقد اور اپنے حلف سے قاسد ہوتا ہے، یہ مفہوم حنفیہ کے نزدیک ہے، اور اس طرح انعقاد بطلان کی ضد ہے (۲)۔

دنیا میں تصرف کے بطلان اور آخرت میں اس کے اثر کے بطلان کے درمیان تلازم کا نہ ہونا:

۵- احکام: کیا میں کسی تصرف کی صحت یا بطلان اور آخرت میں اس

- (۱) الخراج علی الترتیب ۱/ ۲۱۹، ۲/ ۲۳، کشف الاستار ۱/ ۵۹، ۲/ ۷۰، ۳/ ۷۱، ابن ماجہ ۲/ ۷۰، ۵/ ۴۳، شرح المجتہد لکھنؤی ص ۷۳، الذخیرہ ص ۶۲، اعلام الموقعین ۳/ ۱۱۰، ۱۱۱۔
(۲) الخراج علی الترتیب ۲/ ۲۳، درر الحکام ۲/ ۲۲، ۳/ ۱۰۳، فتح القدیر ۵

غیر حنفیہ کے نزدیک بطلان کی تعریف یہی ہے جو مسلمان کی ہے، یعنی معاملہ اس طور پر انجام پائے کہ وہ اصل یا وصف یا دونوں اعتبار سے غیر مشروع ہو۔

متعلقہ نفاذ:

نف- قسب:

۲- جمہور (یعنی مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ) کے نزدیک بطلان کے مفہوم میں باہم تفریق ہے، چنانچہ بطلان کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی فعل اپنے رکن میں سے کسی رکن یا شرائط انعقاد میں سے کسی شرط میں خلل کی وجہ سے شریعت کے مخالف ہو۔

یہ حکم مجموعی طور پر ہے، نہ بعض اہل ابواب فقہ جیسے حج، عاریت، کتابت اور طلع (۱) میں بطلان و فساد کے درمیان فرق بھی پایا جاتا ہے، اس کی تفصیل "مندی" سے کی۔

حنفیہ کے نزدیک معاملات کے باب میں فساد اور بطلان کے مفہوم میں باہم تفریق ہے، چنانچہ بطلان کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی فعل اپنے رکن میں سے کسی رکن یا شرائط انعقاد میں سے کسی شرط میں خلل کی وجہ سے شریعت کے مخالف ہو۔

درستی کا مفہوم یہ ہے کہ فعل کی صحت کی شرائط میں سے کسی شرط میں شریعت کے مخالف ہو خواہ وہ اپنے ارکان اور شرائط انعقاد میں شرع کے موافق ہو (۲)۔

(۱) مجمع الجوامع ۱/ ۱۰۵، البحر فی التوضیح للدرستی ص ۷۷، الاشیاء للسیوطی ص ۲، التوضیح و مواہک الاصول ص ۱۱۰۔

(۲) الخراج علی الترتیب ۲/ ۳۲، درر الحکام ۲/ ۳۳، ۳/ ۱۰۸، الاحکام لکھنوی ۱/ ۶۸، ۶۹، کشف الاستار ۱/ ۲۵۸، البدیشی ۱/ ۵۷، ۵۸، مجمع الجوامع ۱/ ۱۰۰۔

بطان ۶

کے اثر کے بطاں کے درمیان ۱۶م نہیں ہے، کوئی معاملہ اپنے شرعاً مطلوبہ ارکان و شرائط کے پوری طرح پائے جانے کی وجہ سے دنیا میں صحیح قرار دیا جاسکتا ہے، لیکن اس کے ساتھ غلط مقاصد اور نیت کی، منگنی آخرت میں اس کے ثمرات کو باطل بنا سکتی ہے، اور اس پر ثبوت ملنے کے بجائے گناہ لازم آئے گا، اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث مبارک ہے: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَىٰ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَىٰ دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَىٰ امْرَأَةٍ يَسْكُنُهَا أَوْ إِلَىٰ مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ" (۱)

(نماں کا وہ مرد ریتوں پر ہے، ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا، جس شخص نے دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی جس کے سے اس نے ہجرت کی ہے)، اور کبھی عمل درست ہوتا ہے اور عمل کرنے والا ثواب کا مستحق بھی، میں اس کے ساتھ کوئی ایسا فعل بھی وہ کر بیٹھتا ہے جو اس کو ثواب کو باطل کر دیتا ہے، چنانچہ احسان بنانا اور ایذا رسائی صدقہ کے اجمد کو باطل کر دیتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ" (۲) (اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان (بخر) اور اذیت (پہنچا کر) باطل نہ کرو)، اور ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ" (۳) (اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو

رسول کی اور اپنے اعمال کو ایمان مت کرو)۔

۶- عبادہ عظام اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ: "بطان سے دو مفہوم مراد لے جاتے ہیں:

۱۔ "نیا میں عمل کے آثار و نتائج اس پر مرتب نہ ہوں، جیسے کہ ہم عبادات کے باب میں کہتے ہیں: یہ (عبادت) کافی نہیں ہے نہ ذمہ کو پوری کرنے والی ہے، اور نہ وقت ساتھ کرنے والی ہے چنانچہ یہ باطل اس معنی میں ہے کہ یہ عبادت شریعت کے مقصود کے مخالف ہے، کبھی عبادت اس وجہ سے باطل ہوتی ہے کہ اس کے رکات اور شرائط میں سے کسی میں کوئی خلل واقع ہوا ہو جیسے یک رکعت یا یک سجدہ کم ہو گیا ہو۔

عادات کے باب میں بھی ہم کہتے ہیں: یہ باطل ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اس کے فائدہ کا حصول شرعاً نہیں ہوتا، جیسے حدیث کا محسوس، شرمگاہ کی اباحت (نکاح میں ازدواجی تعلق کا جواز) اور مطلوب (سامان) سے انتفاع۔

۲۔ "بطان سے یہ مراد کہ آخرت میں عمل کے آثار اس پر مرتب نہ ہوں، یعنی ثواب (نہ ملے) پس عبادت کبھی پہلے مفہوم کے مطابق باطل ہوتی ہے تو اس پر نیز مرتب نہیں ہوتی، اس سے کہ وہ اپنے مقتضائے ہر کے مطابق نہیں ہے، جیسے لوگوں کے کہنے سے کہ عبادت کرنے والا، ایسی عبادت کافی نہیں ہوتی (۴)، اور اس پر ثواب نہیں ملے گا، اور کبھی عبادت پہلے مفہوم کی رو سے درست ہوتی ہے

(۱) = ۳۵۶ طبع دارالاجازۃ، حاشیہ ابن ماجہ ج ۳ ص ۲۷۱، المعجم فی التوفیر ۳۰۳ ص

(۲) حدیث: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" کی روایت بخاری (المعجم ۱۵۱۵ طبع اعلیٰ) نے کی ہے الفاظ بخاری کے ہیں۔

(۳) سورہ بقرہ ۲۸۴

۳ سورہ الحجہ ۳۳

(۱) المروقات لعلامی ۲۹۲، المعجم ۸۸

(۲) دیکھو اصول عبادت کافی نہ ہونے کا مسئلہ مختلف ہے ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۷۳ میں ہے کہ جس نے دیکھو سے ہوشیاری کے لئے نما پڑھی اس کی نماز شریک و ارکان پائے جانے کی وجہ سے دنیاوی حکم میں درست ہوگی، لیکن وہ ثواب کا مستحق نہیں ہوگا، فقیر بولیت سے نو ذیل میں کہہ گا کہ حضرت شیخ نے کہا: چکر یا فرانس میں سے کسی شی میں داخل نہیں ہوتی، اور یہی صحیح مسلک ہے۔

ہیں اس پر بھی شب نہیں ہوتا جیسے صدق کرنے والا ایسا شخص جو صدق کے بعد حسرت بھی جتانے اور اپنے آپ کو پچھتاوے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُضْعَىٰ مَالُهُ وَنِوَاءُ النَّاسِ" (۱) (اے ایمان والو! اپنے صدقوں کو حسرت (رکھ کر) اور لاذیت (پہنچا کر) باطل نہ کرو۔ جس طرح وہ شخص جو اپنا مال خرچ کرتا ہے لوگوں کے دکھاوے کو)۔

چنانچہ جو کچھ کربیاں علمی میں باطل تصرف پر اقدام کا حکم: کسی باطل عمل کا اقدام اس کے بتان کا علم ہوتے ہوئے حرام ہے، ورنہ اگر نہ ہوگا۔ ہے کہ مشرعت کی مخالفت کے درمیان معصیت کا ارتکاب کرتا ہے، اس لئے کہ بتان ایسے فعل کا وصف ہے جو شریعت کے مخالف واقع ہو، خواہ ایسا عمل عبادات کے باب میں پیش آئے جیسے بغیر طہارت کے نماز، ماہ رمضان میں ۱۰ کے وقت کھانا، یہ عبادات کے درمیان صورت واقع ہو جیسے ۱۰ جون، نہیں ورنہ جو اس کی شریعت فراموشی، اور جیسے فحش و فحش کے لئے کر یہ کا معاملہ، اور جیسے مسلمان کے پاس شراب، رہن رکھنا مواد و کسی ذمی کی ہو، اور اس جیسے معاملات، یا نکاح کے باب میں ایسا کیا جائے جیسے ماں اور بیٹی سے نکاح۔

یہ حکم حنفیہ کے نزدیک قاسد کو بھی شامل ہے، کیونکہ قاسد معاملہ اگرچہ بعض حکام کے سے مفید بنتا ہے جیسے مثلاً بیق قاسد کے اندر قبضہ سے ملکیت حاصل ہو جاتی ہے، لیکن ایسے عمل کا اقدام حرام ہے، ورنہ اللہ کی رعایت اور نساو کے ازالہ کے لئے اس معاملہ کو فسخ کرنا واجب ہے، اس سے کہ ایسا فعل معصیت ہے، جس ایسے متعذر کرنے والے شخص پر ضروری ہے کہ اس کو فسخ کر کے اس عمل سے

توبہ کرے۔

تصرف باطل پر اقدام کے اس حکم سے ضرورت کے حالات مستثنیٰ ہیں۔ جیسے منسلک (بالکل مجبور شخص) کے لئے مردار کی خریداری (۲)۔ یہ احکام اس صورت میں ہیں جب باطل تصرف کا اقدام اس کے بتان کو جانتے ہوئے کیا جائے۔

۸- نہ جانتے ہوئے باطل تصرف کے اقدام میں ماہ قنیت و ر ہول پر اقدام، دونوں شامل ہیں۔

۱۰ وقف کے تعلق سے اصل حکم یہ ہے (۳) کہ کسی عمل کا اقدام اس وقت تک جاری نہیں ہے جب تک کہ اس عمل کی بابت حکم ہی کا حکم نہ ہو۔ میں بت کرنے والے پر واجب ہے، بیق سے متعلق شریعت کے احکام کا علم حاصل کرے، اگر کوئی اجرت کا معاملہ کرتا ہے تو اس پر ضروری ہے کہ کرایہ داری سے متعلق احکام شریعت کو جانے، نماز پڑھنے کے لئے نماز کے احکام کا جاننا واجب ہے، یہی حکم ہر عمل میں اس کے انجام دینے والے کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ" (۴) (اور اس چیز کے پیچھے مت ہول کر جس کی بابت تجھے علم (صحیح) نہ ہو)، لہذا کسی عمل کا آغاز جب تک کہ اس کا حکم نہ معلوم کر یا جائے جائز نہ ہوگا، اس طرح ہر مسئلہ میں طلب علم واجب قرار پاتا ہے، اور سیکھنے سے گریز قائل رذلت

(۱) مجمع الجوامع ۱/۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷،

معصیت ہے۔

ان تمام مسائل میں اختلاف و تفصیل بھی ہے جس کے سے
”ایکار“ ”امر بالمعروف“ ”اجتہاد“ ”تھلید“ ”تشیف“ ”فتو“
اور ”رخصت“ کی اصطلاحات کی جانب رجوع کیا جائے۔

ماہ اقلیت کی صورت میں انجام پانے والے باطل تصرف پر موقوفہ
کا جہاں تک تحقق ہے تو قرآن نے التفریق میں دیکھا ہے کہ مناسب
شریعت نے بعض ماہ اقلیتوں سے چشم پوشی کی ہے اور ان کا ارتکاب
کرنے والوں کو موقوف رویہ ہے، اور بعض دوسری ماہ اقلیتوں پر گرفت
کی ہے اور ان کے ارتکاب کرنے والوں کو معاف نہیں کیا ہے (۱)۔

اس کی تفصیل ”جہل“ اور ”سیاہ“ کی اصطلاحات میں دیکھی
جائے۔

باطل عمل کرنے والے پر نیکہ کرنا:

۹- اگر کوئی عمل متفقہ طور پر باطل ہو تو ہم مسلمانوں پر اس کی نیکہ واجب
ہے، اگر اس کے بطاں میں اختلاف ہو تو نیکہ نہیں کی جائے گی، اگر رشتہ
فرما تے ہیں: نیکہ کرے، لے لی جانب سے نیکہ اس امور پر ہوگی جن
پر اتفاق ہو، اگر اختلافی امور ہوں تو ان میں نیکہ نہیں، اس لئے کہ ہم مجتہد
صوب و صحت پر ہے، یا صحت ہی ایک جانب ہے جس کا ہمیں علم نہیں،
اور سلف کے درمیان فرقی مسائل میں اختلاف ہمیشہ رہا ہے اور کسی سے
بھی اجتہاد ہی امور میں، اور اسے پر نیکہ نہیں کی، سلف صرف اس صورت
میں نیکہ فرما تے تھے جب وہ صورت کسی شخص یا کسی اجزاء قطعی یا کسی
قیس جلی کے مخالف ہو، اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب عمل کرنے
والا اس عمل کی حرمت کا قائل نہ ہو، اگر اس کی رائے میں وہ عمل حرام
ہے تو زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس پر نیکہ کی جائے گی (۲)۔

بطان اور فساد کے درمیان فرق میں اختلاف اور اس کا
سبب:

۱۰- مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کی رائے یہ ہے کہ تصرفات کے در
بطاں و فساد کے درمیان فرق نہیں ہے، خواہ یہ عمل عبادت کے
باب سے ہو، جیسے نماز کے ارکان میں سے کسی رکن یا اس کی شرائط میں
سے کسی شرط کا نماز میں چھوٹنا، یا نکاح سے متعلق ہو جیسے کسی محرم کے
ساتھ عقد نکاح، یا اس کا تعلق معاملات سے ہو، جیسے مرد و عورتوں کی
نکاحیہ امر و نہی، شراب کے ذریعہ خرید و بیع، اور وہ بیع جس میں سود
شامل ہو، جس بطان و فساد میں سے ہم ایک ایسے فعل کا نصف قرار
پائے گا جو حکم شرع کے خلاف واقع ہو، اور ہی مخالفت شریعت کی وجہ
سے ثمارٹ نے اس فعل کا یہ تو اعتبار کیا ہے کہ نہ اس پر کوئی ایسا اثر
مرتب کیا ہے جو فعل صحیح پر مرتب ہوتا ہے۔

پس جمہور ان دونوں الفاظ کو استعمال کرتے ہیں تو ان سے ایک
بی معنی مراد لیتے ہیں، یعنی فعل کا خلاف حکم شرع، نفع ہونا، خواہ یہ
مخالفت فعل کے کسی رکن کے نہ پائے جانے کی وجہ سے ہو یا کسی شرط
کے متفقہ ہونے کی وجہ سے ہو (۱)۔

رہے حنفیہ تو وہ اپنے مشہور قول کے مطابق اور ہی توں معتد بھی
ہے، عبارات کے اندر جمہور سے تفاق کرتے ہیں کہ فساد و بطان
مترادف ہیں، لیکن معاملات کے باب میں وہ جمہور سے اختلاف
کرتے ہوئے دونوں کے درمیان فرق کرتے ہیں، اور فساد کا معنی
(۱) مہذب المدونۃ ص ۵۲، مہذب المحتاج ص ۳۲۹، شرح منی لادوات
ص ۲۲۲

(۱) افروقی مرقاۃ ص ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱

بطلان کے معنی سے علاحدہ ہوتے ہیں، اس فرق کی بنیاد اصل عقد اور ہدف عقد کے درمیان امتیاز پر ہے۔

اصل عقد میں عقد کے ارکان اور اس کی شرائط اختتام، یعنی عقد کرنے والے کی اہلیت، سامان کی تخلیت وغیرہ مثلاً ایجاب اور قبول کرتے ہیں۔

میں ہدف عقد میں صحت کی شرط آتی ہیں، یعنی عقد کو مکمل کرنے والے عناصر جیسے عقد کا ربا کی فاسد شرط جو کہ ہدف سے خالی ہونا۔

کی بنیاد پر مبنی کہ اصل عقد میں کوئی خلل پایا جائے مثلاً اس کا کوئی رکن یا اس کے شرط اختتام سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو عقد باطل ہوگا، اس کا وجود ہی نہیں ہوگا اور اس پر کوئی یا وہی اثر مرتب نہیں ہوگا، اس لئے کہ تصرف کا وجود اہلیت رکھنے والے شخص کی جانب سے اور محل کے اندر ہی ہوتا ہے، عقد محض صورتاً پائے جانے کے باوجود معنایاً بالکل ہی معدوم ہوگا، یا تو اس لئے کہ محل تصرف معدوم ہے جیسے مرد اور خون کی بیچ، یا اس لئے کہ تصرف کرنے والا الٰہ میں ہے جیسے پاگل یا نابالغ بچہ کی بیچ۔

گر اصل عقد خلل سے خالی و محفوظ ہو لیکن ہدف عقد میں خلل پایا جائے، ہاں طور کہ عقد کے اندر کوئی فاسد شرط پائی جائے یا ربا پایا جائے تو عقد فاسد ہوگا، باطل نہیں ہوگا، اور اس پر بعض آثار مرتب ہوں گے، بعض نہیں (۱)۔

۱۱- جمہور اور حنفیہ کے درمیان اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ اگر ممانعت کا حکم محل کے لازمی و صاف میں سے کسی ہدف کی وجہ سے ہو جیسے ربا یا کسی فاسد شرط پر مشتمل بیچ کی ممانعت، تو ایسے حکم کے اثر کی بہت قوت کا حوالہ ہے۔

جمہور کہتے ہیں: ایسا حکم عقد کے ہدف و اصل ہر دو کے بطلان کا متقاضی ہے، جیسے کہ فعل کی اہمیت و حقیقت کی بہت ممانعت و رد ہو، یہ حضرات اپنے فعل کو جس کی ممانعت اس کے کی لازمی ہدف کی وجہ سے ہونا فاسد یا باطل کہتے ہیں، اور اس فعل کے مضبوط آثار میں سے کوئی اثر اس پر مرتب نہیں کرتے ہیں اور اسے ربا کی شرط فاسد پر مشتمل جیسی بیچ میں حضرات کے ربا یا باطل یا فاسد کی قبیل سے ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں: ایسا حکم صرف ہدف کے بطلان کا متقاضی ہونا ہے، اصل عقد اپنی شرط و عیت پر باقی رہتا ہے، برخلاف اس کے کہ فعل کی اہمیت اور اس کی حقیقت کی بہت ممانعت کا حکم و رد ہو، ایسے فعل کو جس کی ممانعت اس کے کی لازمی ہدف کی وجہ سے ہو، یہ فقہاء و فاسد کہتے ہیں، باطل نہیں، اور اس پر بعض آثار مرتب کرتے ہیں بعض نہیں، اور اسے ربا یا فاسد شرط وغیرہ پر مشتمل بیچ اس کے ربا یا فاسد کی قبیل سے ہوتی ہے، باطل سے ہیں۔

۱۲- فرق نے اپنے اپنے مسلک پر متحدہ دلائل سے استدلال کیا ہے، اہم دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

جمہور کا استدلال نبی کریم ﷺ کے اس قول سے ہے: "من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد" (۱) (جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز پیدا کرے جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ چیز رد کر دی جائے گی)، یہ مان اس بات کی دلیل ہے کہ اگر عمل شرط عیت کے حکم کے خلاف واقع ہو تو شریعت کی نظر میں وہ غیر معتبر ہوگا، اور اس عمل پر وہ حکام مرتب نہیں ہوں گے جو اس سے متعلق ہیں، خود یہ خلاف درری عمل کی اہمیت اور اس کی حقیقت سے متعلق ہو یا اس کے لازمی و صاف میں سے کسی ہدف سے متعلق ہو۔

(۱) حدیث میں محدث فی امرنا... کی روایت بخاری (صحیح ۲۰) طبع انتقادی اور مسلم (۱۳۲۳ طبع اعلیٰ) نے کی ہے۔

(۲) الاشارة لابن نجيم رص ۵۳۷ من ملابین ۹۹۸ بدو الخ المصالح ۲۹۹ اور اس کے بعد کے صفحات، اعلیٰ ۳۳، کشف الاستار ۲۵۹۔

حنفیہ کا استدلال یہ ہے کہ شارع نے عبادات اور معاملات کو ان پر مرتب ہونے والے احکام کا سبب بنایا ہے، تو اگر شارع نے کسی شیئ کی ممانعت اس کے لازمی وصف میں سے ہی وصف کی وجہ سے کی ہو تو یہ ممانعت صرف اس وصف کے بطان کی متقاضی ہوگی، اس سے کہ ممانعت صرف کسی شیئ سے ہے تو ممانعت کا اثر بھی اسی تک محدود رہے گا۔ اور وہ وصف اگر اس تصرف کی حقیقت میں خلل نہ ڈال رہا ہو تو اس کی حقیقت برقرار رہے گی، اور اس صورت میں وصف اور حقیقت میں سے ہر ایک کا اپنا مقتضی ثابت ہوگا۔ اس امر معمولی عمدہ کی بیخ ہو، اور اس کے رکن و محل پائے جانے کی وجہ سے اس کی حقیقت پائی جارہی ہو تو اس بیخ کی وجہ سے طبیعت ثابت ہوگی۔ چونکہ اس کی حقیقت پائی جارہی ہے، لیکن اس کے ممنوع وصف کو دیکھتے ہوئے اس کو منع کرنا ضروری ہوگا، اس طرح وہی پیادوں کی رعایت ممکن ہوگی، اور یہ پیادوں کے مناسب حکم یا حاجت کا۔ لیکن عبادات میں چونکہ احتیاط جمیل حکم ہی مقصود ہے، اور یہ مقصود اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب کہ عبادت میں کسی بھی قسم کی خلاف ورزی نہ پائی جائے، نہ اصل میں اور نہ وصف میں، اس لئے عبادات میں حکم شارع کی مخالفت نہ ہو، اور بنائوں کی متقاضی ہوگی، تو یہ مخالفت عبادت کی ذات سے متعلق ہو یا اس کے لازمی اوصاف میں سے کسی وصف سے متعلق ہو۔

اس نصیب کے بعد یہ بتانا باقی رہ گیا کہ جمہور اگرچہ قاسم اور باطل میں فرق نہیں کرتے، جیسا کہ ان کے عمومی قواعد میں آیا ہے، لیکن فقہ کے بیشتر ابواب میں اختلاف فرق کی موجودگی ظاہر ہے،

(۱) جمع الجوامع ۱۰۵، المحقق لعلی ۲/۲۶۱، ۲۷۷، روح المعانی ۱۳، المحرر فی القواعد ۳۱۳، کشف القاسر ۱/۲۵۸، ۲۵۹، الخراج علی الخرج ۲۱۹، اور اس کے بعد کے صفحات، اصول المسئس ۱/۸۵، وراہ کے بعد کے صفحات، مسلم الشیخ شرح فروع المرحوم ۱/۲۰۳۔

جیسا کہ ان کی تصریحات سے اخذ کیا جاسکتا ہے، اہل انہوں نے اس فرق کو عام قاعدہ سے استثناء قرار دیا ہے جیسا کہ ثانیہ کہتے ہیں، و دلیل کے مسائل میں فرق کیا گیا ہے جیسا کہ حنبلیہ و مالکیہ کہتے ہیں۔ اب فقہ میں سے ہر باب میں اس کی نصیب سے یہ مقام پر دیکھی جائے۔

تجزی بطان:

۱۳- تجزی بنائوں سے مراد یہ ہے کہ کوئی تصرف جائز و ناجائز دونوں پہلوؤں پر مشتمل ہو، تصرف اپنے ایک شق میں درست ہو اور دوسری شق میں باطل۔

اس نوع میں وہ صورت ہے جسے ”تفریق صفہ“ (عقد میں تفریق کرنا) کہتے ہیں، اور وہ ایک ہی عقد میں جائز اور ناجائز دونوں کو جمع کرنا ہے۔

اس سلسلہ کی اہم صورتوں کا تعلق بیخ سے ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

۱۴- عقد بیخ اپنے ایک شق میں درست ہو اور دوسرے شق میں باطل، جیسے انکسار کے دس اور شراب کی ایک ساتھ بیخ، اسی طرح شری مذکورہ جانور اور مردار کی انکشی بیخ، ایسی بیخ مکمل باطل ہوں، یہ مسلک حنفیہ کا ہے، اور ابن القصار کے علاوہ مالکیہ کا ہے، یہی ثانیہ کا ۱۰ میں سے ایک قول ہے (مہمات میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہی ثانیہ کا مسلک ہے)، اور یہی امام احمد سے ایک روایت ہے۔

یہ اس لئے کہ جب بعض حصہ میں عقد باطل ہو تو کل حصہ میں باطل ہو گیا، اس لئے کہ صفہ میں تجزی نہیں ہوتا، یا اس لئے کہ حلال اور حرام دونوں جمع ہوں تو حرام غالب آتا ہے، یا اس لئے کہ قیمت کا علم نہیں ہے۔

شافعیہ کا دوسرا قول جسے شافعیہ نے اظہر بتایا ہے، نیز امام احمد کی دوسری روایت اور مالکیہ میں سے ابن القصار کا قول یہ ہے کہ معاملہ میں تجزی (ٹکڑے کرنا) درست ہے، لہذا جائز حصہ میں بیع درست ہوگی اور ناجائز حصہ میں باطل ہوگی۔

اس سے کہ ایک جز کے صحیح ہونے کی وجہ سے پورے کو صحیح قرار نہیں دیا جاسکتا تو اسی طرح ایک جز کے باطل ہونے کی وجہ سے پورے کو باطل قرار نہیں دیا جائے گا بلکہ وہ جز اپنے اپنے حکم پر باقی رہیں گے، اور جائز حصہ میں بیع صحیح ہوگی، اور ناجائز حصہ میں باطل ہوگی۔

حنفیہ میں سے امام ابو یوسف اور محمد فرماتے ہیں کہ اگر ابتدائی ہر شق کی مبادعہ قیمت متعین کر دی ہو تو ایسی صورت میں ہم اسے وہ مستغنیٰ معاملہ تصور کریں گے اور دونوں میں تفریق درست ہوگی، پس ایک معاملہ درست ہوگا اور دوسرا باطل۔

اگر عقد اپنے ایک شق میں صحیح ہو، دوسرے شق میں موقوف، مثلاً، اپنی مملوکی میں دوسرے کی مملوک میں کوئی ایک ساتھ بیچ کی نفی ہو تو بیع، دونوں شیاؤں میں درست ہوگی، اپنی مملوک میں تو بیع لازم ہوگی اور دوسرے کی مملوک میں مالک کی اجازت پر پڑھ موقوف ہوگا، یہ رائے مالکیہ کی اور امام زفر کے ملاوہ حنفیہ کی ہے، یہ حنفیہ کے رائے ایک اس قاعدہ پر مبنی ہے کہ کبھی ایک حصہ بی بیع ابتدا ہو تو درست نہیں ہوتی میں بقاء درست ہوتی ہے، امام زفر کے نزدیک مکمل بیع باطل ہوں، اس سے کہ عقد پورے مجموعہ پر واقع ہوا ہے، اور مجموعہ میں تجزی نہیں ہوتی، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک سابق اختلاف جاری ہوگا، اس لئے کہ موقوف عقد ان کے نزدیک اس قول کی رو سے باطل ہوتا ہے۔

۱۵- اسی طرح نکاح میں تجزی جاری ہوئی، اگر کسی نے عقد نکاح میں

ایک حلال اور ایک غیر حلال کو جمع کر دیا جیسے مسک خاقان اور بت پرست عورت کو تو حلال کا نکاح بلا نفاق درست ہوگا، اور جو عورت حلال نہیں اس سے نکاح باطل ہوگا۔

لیکن اگر ایک عقد میں پانچ عورتوں سے یا دو بہنوں سے نکاح کر لیا تو انہوں سے نکاح باطل ہوگا، اس سے کہ اس کو جمع کرنا حرام ہے، صرف پانچ میں سے کوئی ایک یا دو بہنوں میں سے کوئی ایک حرام نہیں ہے، اگر ایک عقد میں ایک باندی اور ایک آزاد خاقان سے ایک ساتھ عقد کر لیا تو اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک دونوں میں عقد باطل ہوگا، مالکیہ کے نزدیک آزاد عورت کا نکاح صحیح ہوگا اور باندی کا باطل، یہ مالکیہ کا مشہور قول ہے، یہی منہاج کی دو روایتوں میں سے اظہر روایت اور شافعیہ کی اظہر روایت ہے (۱)۔

۱۶- تمام معاملات کے حقوق جیسے چارہ وغیرہ میں فی احمد وہی حکم ہے جو بیع کا حکم ہے، فقہاء نے عقد میں تفریق صنفیہ اور توقیفات اس کے حکم میں ہوں ان کے لئے ایک مستغنیٰ باب قائم کیا ہے، دیکھئے: "تفریق صنفیہ"۔

کوئی بھی باطل ہو تو جو اس کے ضمن میں ہے اور جو اس پر مبنی ہے وہ بھی باطل ہوگا:

۱۶- ایشاد میں ابن تیم کے رائے اور فقہانی قواعد میں سے ایک یہ ہے (۲): "بطل الشیء بطل ما فی صمہ" (اگر شے باطل ہو

(۱) الاشیاء لابن تیم ۱۱۳-۱۱۴، ابدائع ۵/۵۱۳، ابن ماجہ ۳۹۳، الاختیار ۲۲/۲۳، جوہر لا طیل ۶/۶۴، القوائین للعلیہ رض ۱۷۲، الدرر السنی ۲۶۶/۲، الاشیاء للسیوطی ۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲، المسکور فی القواعد ۱/۳۸۲، نہایہ الکناج ۳/۶۱۳، روح المعانی ۳/۱۵، المعنی ۳/۶۱، ۲/۵۸۳، تنقیح الاثر ۲/۵۳۔

(۲) الاشیاء و نظائر لابن تیم ۳۹۱، مع کریم مکتبۃ الہدایہ بیروت۔

بطان ۲۴

تک کہ اس کی تشنہ نہ لے۔

بطان کے آثار:

بطان کے آثار و تصرفات کی نسبت سے مختلف ہوتے ہیں، اس کی تفصیل مدد رحیل ہے:

اول: عبادات میں:

۲۴- عبادات کے بطاں پر متعدد آثار مرتب ہوتے ہیں، جیسے:

۱- عبادت کے ساتھ دوسرے مشغول رہنے کا (یہاں تک کہ: اسے یاد آیا جائے کہ عبادت ایسی ہو کہ اس کا وقت متعین ہو جیسے رکاۃ بعض مقامات پر اس کی تعبیر عبادت سے کی ہے) (۱)۔

۲- یا اس کی تشنہ کی جائے کہ عبادت کے وقت میں اس عبادت کے مشاغل کی گنجائش نہ ہو، جیسے رمضان۔

۳- یا اس کا عبادت یا جائے کہ وقت میں اس عبادت کے ساتھ ہی جیسی عبادت کی گنجائش ہو، جیسے صلا۔

۴- اور وقت نکل جائے تو مارتنا ہوں (۲)۔

۵- یا اس کا بدل انجام دیا جائے جیسے ظہر کی نماز اس شخص کے لئے جس کی نماز جمعہ باطل ہو گئی ہو (۳)۔

۶- بعض عبادات میں دنیاوی چیز ہوں، جیسے رمضان میں چائے

ہے کہ دوسرے کے قبضہ کی مدت کے دوران مدتی ہو جو رہا ہو اور آپ سامنے نہدام بقیہ و تصرف ہوتے دیکھ کر بھی خاصا رہا ہو، میں اگر وہ اعتراض رہا ہو قبضہ خود کو کتنا ہی طویل ہو کچھ مفید نہیں ہوگا، فتح علی المائیک میں ہے (۱) ایک شخص نے کسی زمین پر اس زمین والے کے مرنے کے بعد مطلق قبضہ کر لیا، حالانکہ ان کے ورثین موجود ہیں، اس نے اس زمین پر قبضہ کیا، اور ورثین نے اس پر اعتراض تو کیا میں سے راک نہیں ہے، اس لئے کہ وہ شخص شجر کے راس میں سے ہے تو یہ اس کا قبضہ معتبر نہیں ہوگا جو اس کی مدت طویل ہو؟ جواب دیا: ہاں اس کا قبضہ معتبر نہیں ہوگا جو اس کی مدت طویل ہو، نیکی نے ابن القاسم سے سنا ہے کہ جو شخص لوگوں کا مال غصب کرنے میں معروف ہو، اس کے قبضہ میں دوسرے کا مال رہنا مفید نہیں، لہذا اس کے اس دعویٰ کی تصدیق نہیں کی جائے گی کہ اس نے وہ مال خرید لیا اسے عظیم مال ہے، خواہ اس کے پاس وہ مال طویل عرصہ تک دتی رہے، اگر وہ مدعی کی اصل ملکیت کا قرا کرنا ہو یا مدعی کے حق میں بینہ قائم ہو چکا ہو، ابن رشد فرماتے ہیں: یہ رائے صحیح ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اس لئے کہ شخص قبضہ موجب ملک میں ہوتا، قبضہ صرف ملکیت کی ایک علامت ہے جس کی وجہ سے اگر کوئی غیر غاصب شخص اس میں اپنی ملکیت کا دعویٰ کرے تو اس کی تصدیق کی جائے گی، اس لئے کہ خلاف یہ ہے کہ کسی کا مال مینا جائز نہیں ہے، حالانکہ وہ حاضر ہے، نہ طلب کرتا ہے، نہ اس کا دعویٰ کرتا ہے، تو اس کے قابض کا ہو جائے گا، اگر اس سال یا اس کے بقدر اس پر قابض رہے۔

عبادت کے تعلق سے یہ امر طے شدہ ہے کہ جس شخص کی عبادت باطل ہو جائے، اس کا وہ اس عبادت کے ساتھ مشغول رہے گا جب

(۱) فتح علی المائیک ۳/۲۳۲ فتح کردہ دارالمعرف

(۱) دستور العلماء، ۲۵۱، جمع الجوامع، ۱۰۵، کشف الاستر، ۴۵۸۔

(۲) رکاۃ میں بطان سے مقصود اس کا کافی نہ ہونا ہے جیسے کہ بیت ۲۷۷ حوالہ میں شرط ہے فخرج المرحوم ۱۸۶۱، المسعی ۹۳-۹۵، بدائع الصالح ۴۰۲، ۴۳۳، الہدیہ ۱۱۳۔

(۳) الخراج ۱۶۱، حوالہ کے بعد کے صفحات، جمع الجوامع ۱۸، ۱۰۹، بدعی ۱۶۳۔

(۴) البدائع ۴۸، ۱۰۳، الخواکر الدوانی ۳۳-۳۶، ۳۶۵، البدائع ۹۰، ختمی لادولت ۱۵۵۔

ہو چھ روزہ توڑنے پر کفارہ (۱)۔

ج۔ نماز جب باطل ہو جائے تو اس کو جاری نہ رکھنا، اسباب ہے، روزہ اور حج میں ایسا نہیں ہے، رمضان میں روزہ (ٹوٹنے کے باوجود) کھانے پینے سے رکنا اور فاسد حج کو بھی جاری رکھنا ضروری ہے، جب کہ دونوں کی تشابہ کی جائے گی (۲)۔

د۔ رباۃ رخیہ مستحق کو دے دی جائے تو اس کو وہیں لینے کا حق ہوگا (۳)۔

ن تمام سابق امور میں تفصیل بھی ہے جو ان کے جواب میں دیکھی جاسکتی ہے۔

دوم: معذرت میں بظان کا اثر:

۲۵۔ عیب کی اصطلاح میں باطل عقد سوائے ظہری صورت کے اپنا وجود نہیں رکھتا، اس کا شرعی وجود نہیں ہوتا، لہذا وہ معدوم ہوتا ہے اور معدوم کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا (۴)۔

ایہ عقد اپنی اسالیب سے ٹوٹا ہوتا ہے، اس کو توڑنے کے لئے کسی حکم کے فیصلہ کی ضرورت نہیں (۵)۔

جائزت بھی اس میں لاحق نہیں ہوتی، اس لئے کہ وہ منعقد ہی نہیں ہوتا ہے، لہذا وہ معدوم ہے، اور معدوم میں اجازت لاحق نہیں ہوتی کہ وہ نہ ہونے کی مانند ہے۔

باطل عقد سے رخیہ کی طہیت حاصل نہیں ہوتی جس طرح عقد باطل کے عداد سے حاصل ہوتی ہے، اگر اس عقد میں کوئی ردی گئی ہو تو اس کی واپس ضروری ہوگی، تو بظان میں قبضہ سے طہیت منتقل نہیں ہوتی، اس لئے واپس کرنا واجب ہوگا۔

مالکیہ میں سے ابن رشد فرماتے ہیں: فقہاء کا اتفاق ہے کہ فاسد بیع۔ یہ حنفیہ کے نزدیک باطل ہوتے ہیں۔ اگر نفع ہوں ورنہ نہیں ہوتے ہوں تو اس کا حکم وہی ہے یعنی بیع قیمت واپس کرے گا، اگر یہ اردو ساماں واپس کرے گا جس کی قیمت دی گئی ہے (۱)۔

باطل صلح میں صلح کرنے والا اس میں کا مالک نہیں ہوگا جس پر صلح کیا ہے، اور ادا کرنے والے نے جو کچھ ادا کیا ہے اس سے وہ اس لئے لے گا (۲)۔

باطل بیہ میں وہ شخص جسے بیہ کیا گیا ہے بیہ کا مالک نہیں ہوگا (۳)۔
باطل رہن میں مرتہن (رہن لینے والا) مال مرہون کو روکنے کا مالک نہیں ہوگا (۴)۔

باطل معاملہ کتابت (غلام کی آزادی کا معاملہ) میں مکاتب (معاملہ کرنے والا غلام) اپنی آزادی کا مالک نہیں ہوگا (۵)۔

اجارہ باطلہ جو اجارہ کا محل نہ ہو اس میں اجرت پر طہیت حاصل نہیں ہوگی، اس کو لوٹا نا واجب ہوگا، اس لئے کہ ایسی اجرت بیہ حرام ہے،

(۱) البدائع ۵/۳۵۵، الاشیاء لابن قیم رحمہ اللہ ۳/۳۳۷، بیہ ۲/۹۳، نہیہ المحتاج ۳/۳۳۷، حنفی الارادات ۲/۹۰۔

(۲) الاشیاء لابن قیم رحمہ اللہ ۳/۳۳۷، جوہر لا طیل ۲/۱۰۳، بیہ ۲/۵۵۰، حنفی الارادات ۲/۲۶۳۔

(۳) الدرر ۳/۹۸، ۹۹، المہذب ۲/۵۵، حنفی الارادات ۲/۹۰۔

(۴) الاشیاء لابن قیم رحمہ اللہ ۳/۳۳۷، جوہر لا طیل ۲/۸۰، بیہ ۳/۳۰۔

(۵) الاشیاء لابن قیم رحمہ اللہ ۳/۳۳۸، البدائع ۳/۳۷، نہیہ المحتاج ۲/۹۶، التواہد والنفق ۱/۱۱۔

(۱) البدائع ۳/۱۰۴، ۱۰۳، جوہر لا طیل ۲/۱۰۳، المہذب ۲/۱۸، ۱۹، حنفی الارادات ۲/۱۰۳۔

(۲) البدائع ۳/۳۰۳، جوہر لا طیل ۲/۱۰۳، ۱۰۴، المہذب ۲/۱۸، ۱۹، حنفی الارادات ۲/۲۶۶۔

(۳) بدائع الصنائع ۵/۳۰۵، ابن ماجہ ۲/۲۸، طہیۃ الدرر ۳/۵۳، حنفی الارادات ۲/۱۹۰۔

(۴) الدرر ۳/۱۰۶، ۱۰۷، حنفی الارادات ۲/۲۶۶۔

(۵) ابن ماجہ ۲/۳۷، البدائع ۳/۱۰۵، ۱۰۶، حنفی الارادات ۲/۵۷۲، کشف القناع ۳/۵۷، حنفی الارادات ۲/۱۶۰۔

بایں شرط کہ اس پر قبضہ کی اجازت، اجازت کے اہل شخص نے دی ہو تو اس حالت میں اس پر قبضہ کرنا درست ہوگا، اور فساد قبضہ کے ساتھ ضمان نہیں ہوگا۔

اور اجازت سرے سے پائی ہی نہ تھی ہو یا پائی تھی ہو یہیں صحیح نہ ہو، نہ نکرہ وغیرہ اہل کی طرف سے ہو یا بوجہ کے ماحول میں ہو تو قبضہ باطل ہوگا، اور اس صورت میں ضمان مطلقاً واجب ہوگا خواہ اس عقد کے صحیح ہونے میں ضمان واجب ہو یا نہ ہو۔

”ہایۃ الحیات“ میں ہے: ”فاسد عقد جو کسی کی عقل کی طرف سے صادر ہو، ضمان اور عدم ضمان میں اپنے صحیح عقد کی طرح ہے، اس لئے کہ عقد اگر صحیح ہونے کی صورت میں حاکمی کے بعد ضمان کا متقاضی ہو بیسے نفع اور امارہ (عاریت) دینا، تو وہ فاسد ہونے کی صورت میں بدرجہ اولیٰ (متقاضی ضمان) ہوگا۔“

”اور اگر صحیح ہونے کی صورت میں عدم ضمان کا متقاضی ہو بیسے رہن اور بغیر بدلہ کے بیہ اور کرایہ پر لیا ہو، ضمان، تو وہ فاسد ہونے کی صورت میں بھی اسی طرح ضمان کا متقاضی نہیں ہوگا (۱)۔“

اسی کے مثل حاشیہ الجمل وغیرہ کتب ثنائیہ میں ہے (۲)۔

۷۴- تصرقات اور لہامات کے عقود میں بطان کے ساتھ اہل شخص کی جانب سے اجازت ہونے کی صورت میں ضمان کے نہ ہونے کا اعتبار اور غیر اہل کی جانب سے اجازت ہونے کی صورت میں ضمان ہونے کا اعتبار کرنا، یہی فی الجملہ حنفی کا بھی مسلک ہے جیسا کہ ان کے قول سے مستفاد ہوتا ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ کون

(۱) تمایز المحتاج ۵/۲۲۸-۲۲۹، ۴/۲۷۳-۲۷۵، مجلس علی الصلح ۵/۵۱۷، الاثر للشیخ رحمہ ۳۰۹ طبع الجلی، ابنی الطالب ۴/۳۷۹، شرح غنی لارادیت ۲/۳۲۶، اسی ۴/۳۲۵، ۵/۳۷۵، عقائد لاسن وحبہ ۷/۱۵۳۔
(۲) الجمل علی شرح الصلح ۳/۲۹۱۔

سے باطل طریقہ سے مال کا کھانا تصور کیا جائے گا (۱)۔

باطل نکاح میں حنفی لطف مدد دہی و اتقان کا مالک نہیں ہوگا (۲)۔ تمام باطل عقود میں جہاں یہی حکم ہے اس بابت تفصیلات اپنے مقام پر دیکھی جاسکتی ہے۔

یہاں صورتاً عقد باطل کا وجود، اس بات کو ملحوظ رہتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ باطل عقد میں سامان کی حاکمی کر دی جائے اور سامان تقم ہو جائے کی وجہ سے اس کی وہی مامون ہو تو یا اس میں ضمان واجب ہوگا یا نہیں ہوگا۔

اس کی تفصیل مندرجہ ذیل میں:

ضمان:

۲۶- جو، یا، جمہور فقہ، اپنے عمومی قواعد میں باطل اور فاسد کے درمیان فرق نہیں کرتے ہیں، میں بعض احکام کی نسبت فاسد اور باطل کے درمیان فرق مانتے ہیں۔

ضمان کا مسئلہ بھی یہاں ہے جس میں باطل اور فاسد کے درمیان فرق ہے، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

”ثانویہ اور ثابہ کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ وہ عقد جس میں عقد کے صحیح ہونے کی صورت میں حاکمی کے بعد ضمان ہوتا ہے بیسے نفع، اس میں عقد کے فاسد ہونے کی صورت میں بھی ضمان ہوگا، اور عقد صحیح ضمان کا متقاضی نہ ہو بیسے مضاربت، تو اس میں عقد فاسد بھی ضمان کا متقاضی نہیں ہوگا۔“

یہاں سامان کے متقاضی نہ ہونے میں یہ قید بھی ہے کہ قبضہ صحیح ہو،

(۱) الاثر لاسن رحمہ ۳/۳۷۵، غنی لارادیت ۲/۳۹۲، شرح الجلیل ۳/۷۷۸۔
(۲) غنی لاسن ۳/۸۶۔
(۳) غنی لاسن ۳/۵۶۱، ۴/۳۵۳، شرح الجلیل ۳/۹۷۲۔

نکاح میں بطلان کا اثر:

۲۸- جہور کے بعد ایک عمومی قواعد میں سے یہ بھی ہے کہ باطل اور فاسد کے درمیان فرق نہیں ہے، خفیہ بھی اس کے ساتھ نکاح کے دہانہ میں اس میں مستثنیٰ ہیں۔ جیسا کہ اس کے عمومی قواعد سے معلوم ہوتا ہے۔
البتہ مثلاً، کبھی نکاح نہ صحیح کے لئے باطل کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور کبھی فاسد کا لفظ، اور اس دونوں لفظ سے مراد دیتے ہیں جو صحیح کے مقابل ہو۔

لیکن فاسد سے اس کی مراد نکاح ہے جس کے فاسد ہونے میں فتنی مسالک کے درمیان اختلاف ہو جیسے بغیر گواہوں کے نکاح، سرامائلیہ و ایہوں کے بغیر نکاح، درست قرار دیتے ہیں، البتہ شرط نکاتے ہیں کہ دخول سے پہلے گواہ بنائے جائے، یہ نکاح کو الٹا کر اور ایک جماعت بھی درست قرار دیتی ہے، اور جیسے حج کے احرام کی حالت میں نکاح، اور بغیر ولی کے نکاح، ان دونوں نکاح کو خفیہ درست بتاتے ہیں، اور جیسے نکاح شغار جس کو خفیہ صحیح قرار دے کر شرط کو لگاتے ہیں، یہ دونوں عورتوں کے لئے مہر مثل واجب کرتے ہیں۔

اور باطل سے فقہاء کی مراد ایسا نکاح ہے جس کا فاسد ہونا فتنی مسالک میں متفق ہو جیسے (پارچہ کی بے ہمتی سے) پونچوں سے نکاح یا بے کی مکوحہ سے نکاح، یا تین طلاق والی سے نکاح یا محرم سے نکاح^(۱)۔

باطل یا فاسد نکاح کو فسخ یا راجع ہے، اس کا سبب دہا متفقہ

(۱) جامع الصغیر ۲/۳۳۵ فتح القدیر ۳/۴۷۳، ابن ماجہ ۲/۵۰۲، ۳/۵۱، ۳/۶۰۷، ۶۰۸، صغیر السنن ۲/۴۳۸، ۴۳۹، جہور الوکیل ۱/۲۸۵، حج الجلیل ۲/۳۹۲-۵۲، غایۃ المحتاج ۲/۲۰۶، المہذب ۲/۳۳۶، مغنی المحتاج ۳/۴۸۴، المغنی ۶/۵۳۲-۵۳۵، نسبی الارباب ۳/۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵۔

جائز کا اہل ہوگا، ورنہ نہیں، جیسے حیہ، اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ کون سے حق و صحیح ہوئے کی صورت میں قائل خنان ہیں اور کون سے غیر قائل خنان ہیں جیسے رہیں اور عاریت^(۱)۔

عام ابو حنیفہ باطل میں حج کو رشتہ کی نے اس پر قبضہ کر یا ہو، امانت قرار دیتے ہیں، اگر حج ملاک ہو جائے تو شریعہ پر خنان نہیں ہوگا، اس لئے کہ عقد جب باطل ہو گیا تو مالک کی اجازت سے محض قبضہ باقی رہا جو ضامن کو سب نہیں رہتا ہے البتہ قبضہ کی پانی جائے۔ اور جو لوگ خنان کے قائل ہیں وہ اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ یہ قبضہ خریداری کا بھی دوسرے قبضہ کرے سے کم درجہ نہیں ہوگا۔ (۲) جب اس میں خنان ہوتا تو اس میں بھی ہوگا (۳)۔

مالکیہ مفاد فاسد میں بیرون کرتے ہیں کہ جس چیز پر مالکانہ قبضہ یا کیا ہو وہ تو قائل خنان ہوگا، درجس پر بطور امانت قبضہ یا کیا ہو اس میں خنان نہیں ہوگا۔

”انوار الدہلی“ میں ہے ہر فاسد حج جس پر شریعہ ارے، انگی قبضہ حج مکمل ہونے کے بعد کیا ہو تو شریعہ کی طرف سے اس کا خنان اس پر قبضہ کے دن سے ہوگا، اس لئے کہ اس نے اس پر مالکانہ قبضہ کیا ہے، امانت کے بطور نہیں (۳)۔

اسی کے مثل شرکت میں ہے، اگر ایسے شخص نے شرکت کی جس کا اذن معتبر نہیں ہے جیسے غیر اجازت یافتہ بچہ یا سبیہ، تو اس پر خنان نہیں ہوگا (۴)۔

(۱) القواعد والفتاویٰ المصنوعہ ۱۱۲، الہدیہ ۳/۳۳۲، الاشیاء لابن نجیم رحمہ اللہ ۳/۳۳۷، جامع احکام المعاریف ۲/۴۷۲، البدائع ۵/۴۷۳، فتح القدیر والفتاویٰ والکتاب ۵/۹۰، ابن ماجہ ۳/۳۰۷۔
(۲) ابن ماجہ ۳/۱۰۵، البدائع ۵/۳۰۵، یزدنجہت جامع الأصول ۲/۸۱۔
(۳) انوار الدہلی ۲/۱۳۹۔
(۴) البدائع ۳/۳۳۸۔

سے پہلے تفریق ہو جانے تو متبادل کے نزدیک مہر کا استحقاق نہیں ہوگا^(۱)۔

اس سے بعض مسائل مستثنیٰ ہیں جن میں دھوکے سے پہلے نصف مہر ثابت ہوتا ہے۔ اس میں مسائل میں مالکیہ کا یہ مسئلہ بھی ہے کہ اگر سبب فساد میں ظلم نہ پیدا کرتا ہو جیسے حج کا اہرام بدمدھ سے ہوئے شخص کا نکاح، تو طلاق کی صورت میں نصف مہر و مروت کی صورت میں مکمل مہر ہوگا۔

اسی طرح مالکیہ کے نزدیک نکاح جو بچہ مہر کے شرعی مہر سے کم ہونے کی وجہ سے فاسد ہو اور شوہر مہر پورا کرنے پر آمادہ نہ ہو (یہ صورت ”نکاح لدرہمیں“ کہلاتی ہے، اس لئے کہ رزم کی مقدار مہر شرعی سے کم ہے)، اس نکاح میں دخول سے پہلے فسخ کی صورت میں رزم کا نصف مہر واجب ہوگا^(۲)۔

ایسا ہی مسئلہ وہ بھی ہے جب دخول سے پہلے شوہر باعث حرمت رضاعت کا دعویٰ بلا ثبوت کرے اور بیوی شوہر کی تصدیق نہ کرے تو نکاح کو فسخ کر دیا جائے گا۔ در شوہر پر نصف مہر ہوگا جیسا کہ مالکیہ و متبادل کہتے ہیں^(۳)۔

مطلقاً نکاح فاسد میں دخول (بجلی) کی وجہ سے مہر کے وجوب پر فقہاء کا اتفاق ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے: ”ایما امرأة أنکحت نفسها بغیر إذن ولیها فکاحها باطل، فإن دخل بها فلا مہر مثلها“^(۴) (جس خاتون نے بھی بہ نکاح

ہو تو سمجھوں کہ نزدیک فسخ کرنا واجب ہوگا، اور اگر اس کے فاسد ہوے میں اختلاف ہو تو جن کے نزدیک فاسد ہوگا ان کے نزدیک فسخ کرنا واجب ہوگا، البتہ اگر کوئی حاکم اس نکاح کی صحت کا فیصلہ کرے تو اس کا فیصلہ نہیں توڑا جائے گا، اس پر فقہاء کا اجماع ہے کہ جس نکاح کے فاسد ہونے پر سب کا اتفاق ہے اس میں تفریق طلاق نہیں ہے، بلکہ محض فسخ یا متارک ہے، البتہ جس نکاح کے فاسد ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے اس میں تفریق طلاق ہوئی یا نہیں اس میں اختلاف ہے^(۵) (دیکھئے: ”طلاق“، ”نکاح“، ”مہر“، ”فسخ“۔)

دخول یا فاسد نکاح کے لئے دخول سے پہلے فی الجملہ کوئی حکم نہیں، جیسا کہ فقہاء میں ہے گا، اس لئے کہ یہ حقیقت نکاح ہی نہیں ہے۔ کیونکہ دخول یا فاسد عقد کی وجہ سے منافع صاع (جنسی لطف اور مری) کی حیثیت حاصل نہیں ہے۔

میں اگر دخول ہو جائے تو فاسد نکاح سے بعض احکام طلاق ہوتے ہیں، اس سے کہ حاصل شدہ منافع کے حق میں اس نکاح کو ضرورتاً منعقد مانا جاتا ہے^(۶)۔

دلیل میں اس سے قطع رکھنے والے ہم احکام بیان کئے جا رہے ہیں:

نکاح فاسد:

۲۹- نکاح فاسد میں خواہ نکاح کا فاسد ہونا متفقہ ہو یا مختلف فیہ، اگر دھوکے سے پہلے تفریق ہوئی ہو تو فی الجملہ متفقہ طور پر کا استحقاق نہیں ہوگا، اگر جس نکاح کے فاسد ہونے میں اختلاف ہو اس میں خلوت

(۱) بدائع الصنائع ۲/۳۵۳ فتح القدیر ۳/۳۳۳، الفتاویٰ الہندیہ ۲/۳۳۰، الدرر النوری ۲/۲۳۰، البحر فی التوفیر ۲/۹۳، مختصر الإردات ۳/۸۳، معنی ۲/۵۵۶۔

(۲) جوہر لاکیل ۱/۲۸۵، معنی ۲/۲۵۲۔

(۳) جوہر لاکیل ۱/۲۸۵، معنی ۲/۵۶۰، مختصر الإردات ۳/۲۳۳۔

(۴) حدیث صحیحہ لیسان العرب ۲/۵۶۱، کی روایت ابو داؤد (۵۶۱/۲) صحیح عزت عیدرماس (۲/۵۶۱) طبع لیبیہ، اور ترمذی (۳/۵۶۱) صحیح

(۵) ابن ماجہ ۲/۵۵۱، الفتاویٰ الہندیہ ۲/۵۶۹، بدائع الصنائع ۲/۲۳۳، البحر فی التوفیر ۲/۵۵۱، مختصر الإردات ۳/۸۳، معنی ۲/۵۵۶، روضة الطالبین ۲/۵۵۱، مختصر الإردات ۳/۸۳، معنی ۲/۵۵۶۔

(۶) بدائع الصنائع ۲/۳۳۵۔

ہے (۱)۔

اجمائی حکم:

فقہاء نے اس اصطلاح کا استعمال کتب فقہ میں چند مواقع پر کیا ہے۔ جن میں اہم مندرجہ ذیل ہیں:

طہارت کے باب میں:

۳- سر کے مسح کی واجب مقدار کے سلسلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، تنفیذ کے نزدیک مامیہ کی مقدار یعنی چوتھائی سر کا مسح کرنا واجب ہے۔ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک پورے سر کا مسح کرنا واجب ہے۔ ثانیہ کے نزدیک اتنی مقدار کافی ہے جس کو مسح سر کہا جاسکے، خواہ وہ مقدار قلیل ہو (۲)۔

اس کی تفصیل اصطلاح ”غسوء“ میں دیکھی جائے۔

اسی طرح فقہاء کا اس شخص کی بابت اختلاف ہے جس کے پاس صرف اپنے بعض اعضاء (بھونے) کے لائق پانی ہو، مثلاً، مالکیہ اور حنابلہ کی رائے ہے کہ ایسا شخص اس پانی کو چھوڑے گا جو صرف اس کے بعض اعضاء کے لئے کافی ہو، مرتیم کر لے گا، نہ بد کی ایک رائے یہی ہے۔ ثانیہ کا غیر قول یہ ہے کہ اس شخص کے سے ضروری ہے کہ وہ پانی استعمال کرے، پھر تیمم کرے، نہ بد کی دوسری رائے یہی ہے (۳)۔

اس کی تفصیل اصطلاح ”تیمم“ میں دیکھی جائے۔

(۱) المصباح المہیر، مادۃ ”مسح“۔

(۲) المہدوی مع فتح القدیر، ۱۰، کشاف القناع، ۹۸، الفی، ۱۲۵، مجموع ۳۹۹۔

(۳) حاشیہ الخطاوی علی الدر المختار، ۱۲۵، مواہب الجلیل، ۳۲۲، قلیوبی، ۸۰، الفی، ۳۲۲۔

بعضیہ

تعریف:

۱- بعضیہ کا لفظ ”بعض“ کا مصدر منافی ہے۔ ”بعض الشيء“ کسی چیز کا ایک حصہ، بعض کہتے ہیں: اس کا ایک حصہ، اس کی جمع ”ابعض“ ہے۔

تعبیر فرماتے ہیں: اہل نحو کا قیاس ہے کہ بعض کا مطلب کسی شے میں سے کچھ حصہ یا شے، میں سے ایک شے ہے، اس لفظ سے نہف سے زائد مراد ہو سکتا ہے، جیسے آٹھ کو ضی من العشرة کہا جاسکتا ہے، اور نصف سے کم پر بھی بولا جاسکتا ہے۔

”بعضت الشيء تبعیضاً“ کا مطلب ہے میں نے شے کو علاحدہ علاحدہ و متمايز بنا دیا (۱)۔

صراح میں یہ لفظ اپنے معنی معنی سے خارج نہیں ہے (۲)۔

متحدہ غلط:

۲- تحقیق رکھنے والے الفاظ میں سے ”جزیہ“ اور ”فریہ“ ہیں، یہ دو ہم مقارب الفاظ ہیں، اس لئے کہ ”جزیہ“ کا لفظ ”جزء“ سے ہے اور ”فریہ“ کا جزء اس کا ایک حصہ ہوتا ہے (۳)، اور ”فریہ“ کا لفظ ”فرع“ سے ہے اور یہ وہ ہے جو پتی اصل سے فرع (شاخ)

(۱) سبب العرب، المصباح المہیر، مادۃ ”بعض“۔

(۲) نہایۃ النجاج، ۳۳، معنی النجاج، ۳۹۹، کشاف القناع، ۱۱۶۔

(۳) المصباح المہیر، مادۃ ”جزء“۔

نماز کے باب میں:

۴۔ فقہاء کا اتفاق ہے کہ جس شخص کے پاس صرف اس قدر رکڑا ہو جس سے وہ پٹی شرم گاہ (پوشیدہ رکشے کے اعضاء) کے بعض حصہ کا ستر کر سکے تو اس حصہ کا ستر اس پر ضروری ہوگا^(۱)۔ ثانیہ کی اصطلاح میں ”بعض حصہ“ سے مراد وہ سنتیں ہیں جن کی تہانی (ان کے چھوٹ جانے کی صورت میں) سجدہ سہو سے کی جاتی ہے۔ اور وہ صبح (کی نماز) میں یا نصف ماہ رمضان کی نماز وتر میں قنوت قنوت کے سے قیوم تشہد دل، اس کا تعدد یا ^{مکمل} ہے۔ (قول اس کے مطابق) ہیں، انہیں بعاض اس لئے کہا گیا کہ جب سجدہ سے ان کی تہانی لازم ہوئی تو یہ حقیقی بعاض یعنی رکوں کے مشابہ ہو گئے^(۲)۔

ن کے علاوہ سنتوں کو ”ہیئات“ کہا جاتا ہے جن کی تہانی سجدہ سہو سے نہیں ہوتی، ورنہ ان کے لئے سجدہ شرمٹ ہے، ثانیہ کے رک، ایک ”بعض“ پیدا امور میں ”ہیئت“ سے متاثر ہے:

دل: بعض کی تہانی سجدہ سہو سے ہو جاتی ہے، یہ خلاف سنت کے کہ اس کی تہانی سجدہ سہو سے نہیں ہوتی، اس لئے کہ اس کی بابت سجدہ سہو کا حکم نہیں ہے۔

ہم: بعض مستثنیٰ سنت ہے، اور اس کی تابع نہیں، اس کے برعکس سنت مستثنیٰ نہیں ہے، بلکہ رکوں کے تابع ہے جیسے عکبات، تسبیح، دعا میں جو قیوم یا رکوت، یا رکوت سے اٹھتے یا سجدہ دیا، سجدہ میں کے درمیان بیٹھنے کے اوقات کی ہیں۔

سوم: نماز میں بعاض کے لئے مخصوص مقام ہیں جن میں اور ان کے شریک نہیں ہے، اس کے برخلاف ہیئات کے لئے مخصوص مقام

نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ارکان کے اندر پائی جاتی ہیں جیسے کہ بھی گزر۔ چارم: نماز کے باربعاض کی نیہام، یہی مطلوب نہیں ہوتی، سوے اور شریف کے حیئات اس سے مختلف ہیں، چنانچہ عکبات اور تسبیحات وغیرہ کا نماز کے اندر اور باربعاضوں مطلوب ہوتے ہیں۔

عمد بعض کارک ثانیہ کے رک، ایک رکوع ہے، بہن اس سے نماز ماض نہیں ہوتی، اس کے ترک سے سخت، سجدہ سہو یا جائے گا جیسے کہ نیہام اس کے ترک پر ثانیہ کے معتدقوں کے مطابق سجدہ کیا جاتا ہے، اس لئے کہ خلل، ہتوں حالتوں میں پیدا ہے، بلکہ عمد ترک کا خلل زیادہ جادو ہے تو اس کی تہانی کی ضرورت بھی زیادہ ہے۔ ثانیہ کے رک، ایک مروج قول یہ ہے کہ اگر عمد ترک کر دیا تو سجدہ میں نہ سکا، اس لئے کہ کو سنت سے محروم رکشے کی کوتاہی اس نے کی ہے، برخلاف ہول جانے والے کے کہ وہ معذور ہے، تو اس کے لئے تہانی کی شریعت مناسب ہوتی^(۳)۔

حنفیہ اور حنابلہ کے رک، ایک بعض واجب کے بالمتعلق ہے، حسب کے رک، ایک بعض وہ ہے جس کے ترک سے نماز فاسد نہیں ہوتی، مین اگر عمد ترک کر دیا یا سہو ترک یا سجدہ سہو میں یا تو نماز کا عاواں نہ واجب ہوگا، اور مار کا عاواں میں یا تو گنہ گار ہوگا، اور مار دونوں حالتوں میں درست ہوتی۔

اگر واجب کو عمد ترک کر دیا تو نہ جب کے رک، ایک نماز باطل ہو جائے گی، اور اگر رسول پر چھوڑ تو حنفیہ اور حنابلہ دونوں کے نزدیک سجدہ سہو واجب ہوگا^(۴)، مالکیہ کے رک، ایک ثانیہ کی طرح بعاض سنت ہے، لیکن مالکیہ اس کو سنت قائم نہیں دیتے، کی طرح ن کے

(۱) تحفۃ المحتاج ۴ ص ۵۰، ۵۳، منشی لکھنؤ ۱۲۸۸ھ، ۱۲۹۶ھ، تفسیر علی شرح
الفتح ۲۳۶ ص

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۱ ص ۹۵، ۹۶، منشی لاس قندھار ۱۳۰۶ھ، ۱۳۰۷ھ

(۳) مہذب الجلیل ۱ ص ۳۳۲، حاشیہ ابن عابدین ۱ ص ۹۶، ۹۷، تفسیر علی شرح
الفتح ۲۳۶ ص

(۴) شرح المنہاج بحوالہ اقلیوی ۱ ص ۱۹۶، ۱۹۷

دیکھئے اصطلاح ”شہادت“۔

بغیہ کی وجہ سے غلام کی آزادی:

۹۔ شافعیہ کی رائے ہے کہ جو شخص اپنے اسیر یا غلام (آماء، اجداد، اولاد) میں سے کسی کا مالک ہو وہ اس سے آزاد ہو جائے گا، حتیٰ کہ اگر وہ نے حلق (آزادی) کے دہرہ کو پہنچا دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس صورت میں حلق حرام ہوتا ہے، تو جو شخص کسی غلام کو حرام کا مالک ہوگا وہ غلام کی حرام سے آزاد ہو جائے گا۔

مالکیہ کا مذہب ہے کہ نفس عیت سے والدین مرہون سے بچنے کے لوگ، اولاد مرہون سے بچنے والے، حقیقی یا باپ شریک یا ماں شریک بھائی بہن مرہون ہو جائیں گے (۱)۔

بغاء

تعریف:

۱۔ ”بغاء“ کا لفظ ”بغت المرءۃ تبغی بغاء“ کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے فعل و مجرور کما، اس کی مفت ”بغی“ یعنی فاحشہ ہے، اس کی جمع ”بغایا“ ہے، یہ عورت کے ساتھ مخصوص وصف ہے، مرد کو ”بغی“ نہیں کہا جاتا ہے (۱)۔

بغاء و فتناء کے عرف میں عورت کے زنا کو کہتے ہیں، مرد کے زنا کو ”بغاء“ نہیں کہتے ہیں، عورت کے بغاء سے مراد عورت کا باہر نکل کر اپنے آدمی کو تماش کرنا ہے جو اس کے ساتھ وہ فعل کرے، خواہ عورت کو اس پر مجبور یا یا نہ یا مجبور میں یا یا ہو، یہ مفہوم ”بیت قرآنی“ و لا تکرھوا فیتاتکم علی البغاء ان اردن تحصصاً“ (۲) (۳) (۴) اپنی باہریوں کو مت مجبور کر، مگر جب کہ وہ پاک و مس رہنا چاہیں) کی تفسیر میں، ارا، علماء کے قول سے، صحت ہوتا ہے، چنانچہ کتب تفسیر میں اس آیت کا سبب رمل یہ بتایا گیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی بن سہل کی کچھ باہریاں تھیں وہ ان کو اس فعل پر مجبور کیا کرتا تھا، اس آیت میں ان عورتوں کے اس فعل کو جس پر ان کو مجبور کیا گیا تھا ”بغاء“ کہا گیا، تو اگر اس کی رضامندی سے یہ فعل ہو تو اس پر اس لفظ کا اطلاق درست ہوگا بلکہ اولیٰ ہوگا، آیت پر یہ میں جو ”ان اردن تحصصاً“ کی قید لگی



(۱) لسان العرب، المصباح المبرر، المصباح، مجمع البحرین، القاموس المحیط: ۱۰۸

(۲) سورہ نور ۳۳

(۳) فتح القدیر ۳/۳۷۳، حاشیہ ابن عابدین ۴/۴۳، حاشیہ المدنی علی المشرع الکبیر

۶۶۳ سنہ ۱۲۸۸ھ، المصباح ۳/۳۷۳، المصباح ۳/۳۷۳

متحدہ غلط:

غ- خورج:

۲- جہ چائی فرماتے ہیں: خورج وہ لوگ ہیں جو سلطان کی اجازت کے بغیر عرش واصل کرتے ہیں^(۱)۔

یہ لوگ دراصل جنگ میں حضرت علیؑ کی صف میں تھے، جب انہوں نے تحکیم قبول کر لی تو یہ لوگ اس کے خلاف شریعت کر گئے اور کہنے لگے، ”پس جب حق پر ہیں تو عزم بنانا یوں قبول کیا۔“

بن عابدین فرماتے ہیں: یہ لوگ حضرت علیؑ کو ان کے تحکیم قبول کرنے کی وجہ سے دھڑلے پر بھگتے ہیں، ان سے قتال کو واجب سمجھتے ہیں، اہل عدل کے خون کو مباح سمجھتے ہیں، ان کی حواتین اور بچوں کو قید کرتے ہیں، اس لئے کہ یہ لوگ ان کی نظر میں کفار ہیں^(۲)۔

نشدتاً کا خیال ہے کہ یہ لوگ (خوارج) بغاوت ہیں، اس کو کافر نہ کہیں سمجھتے، محدثین کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ وہ مرتد کفار ہیں، بن اُمیر نے فرمایا: میرے علم کے مطابق کسی نے ان کو کافر قرار دیا ہے، میں محدثین سے اتفاق نہیں کیا ہے، بن عبد اللہ نے فرمایا: یہ کہ امام علیؑ سے ان کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ کیا وہ کافر ہیں؟ انہوں نے فرمایا: کفر سے ہی وہ بھاگے ہیں، کہا: کیا وہ منافق ہیں؟ فرمایا: منافقین کو اللہ کا کرہ بہت کم مرتے ہیں، چھپایا: پتہ نہ ہو کون ہیں؟ فرمایا: وہ یہ لوگ ہیں جو فتنہ کا شمار ہو گئے، تو اللہ سے ہرے ہو گئے، ہمارے صدف بغاوت لی، ”رقتال یا تو ہم نے ہی ان سے قتال کیا، حضرت علیؑ سے ان سے کہا: تم سے تین باتوں کا وعدہ کرتے ہیں: ہم تم کو اللہ کی مسجدوں سے نہیں روکیں گے کہ تم ان

میں اللہ کا نام لو، اور ہم تمہارے ساتھ جنگ کا آغاز نہیں کریں گے، اور ہم تم سے لڑی کو نہیں روکیں گے جب تک کہ تمہاری حمایت ہمارے ساتھ ہو^(۱)۔

ماورائی فرماتے ہیں: اگر خوارج اپنے عقائد کا اظہار کریں جب کہ وہ اہل عدل کے ساتھ ملے جلے ہوں تو امام کے لئے جائز ہوگا کہ ان کی بغیر کرے^(۲)۔
تفصیلی بحث اصطلاح ”فرق“ میں دیکھی جائے۔

ب- محاربین (حرابت (ڈاکہ زنی اور قتل) کا ارتکاب کرنے والے):

۳- ”محاربوں“ کا لفظ ”محرابۃ“ سے مشتق ہے جو ”حرب“ کا مصدر ہے، ”محرابہ“ کا معنی ہے اس نے اس کا مال لے لیا، محاربہ: غصب کرنے اور لوٹ لینے کا^(۳)۔

”محرابۃ“ کا مفہوم غصب، مٹا فید اور حجاب نے قطع طریق یعنی: شیعہ بتایا ہے، قتال نے فرمایا: حربہ، رعبہ اس کے خلاف شریعت کر کے ان پر غاصب آکر مال لوٹا ہے، اس طور پر کہ رعبہ اس کو کھڑے سے روک دے، اور رعبہ سے قطع ہو جائے، خواہ یہ قطع کسی جماعت کی جانب سے ہو یا یک فرد کی جانب سے ہو قطع کی قوت اسے حاصل ہو، اور خواہ یہ قطع ہتھیار کے، رعبہ ہو یا بغیر ہتھیار کے لاشی اور پتھر وغیرہ کے، رعبہ، محرابۃ کو ”بڑی چوری“ کہتے ہیں۔

”چوری“ اس اعتبار سے کہا جائے گا کہ رعبہ قطع کرنے والا (ڈاکو) امام کی ننگہ سے کسی پر حفظ میں نہ دہری ہے، چھپ کر مال لوٹتا ہے، اور ”بڑی“ اس وجہ سے ہے کہ اس کا ضرر عام

(۱) الحنفی ۱۰۵/۸، ۱۰۷/۱۰

(۲) الاحکام السلطانیہ ص ۱۵۸

(۳) لسان العرب، مادة ”حرب“۔

(۱) اشرفیات للبحر ج ۱ ص ۹۰

(۲) حاشیہ ص ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱

ہوتا ہے کہ امن و امان ختم ہو جانے کی وجہ سے سبھوں سے راستہ کٹ جاتا ہے (۱)۔

یہ حربہ درہمی کے درمیان فرق یہ ہے کہ جی میں تاویل کا جوہر وری ہے، جب کہ حراہ کا مقصد زمین میں فساد پھیلانا ہے۔

بغی کا شرعی حکم:

۴۔ جی حرام ہے، اور بغاوت کرنے والے نہ گارتیں۔ بین میں ایمان سے نکلنا نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بغاۃ کو اس آیت میں مومنوں سے منع کیا ہے: "وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْحَبُوا بِيَسْمَا فَاِنْ بَعَثَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ فَقَاتِلُوا أَلْتِي تَبْغِي حَتَّى تَقْتُلَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ سَ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِسْوَةٌ لِّأَصْلَحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ تَك" (۲) (اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کرنے لگیں تو ان کے درمیان اصلاح کرو پھر اگر ان میں کا ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس سے لڑو جو زیادتی کر رہا ہے یہاں تک وہ رجوع کر لے اللہ کے حکم کی طرف بے شک مسلمان (آپس میں) بھائی بھائی ہیں، سو اپنے باہمیوں کے درمیان صدمہ نہ کرنا۔) ان سے قتل جائز ہے اور لوگوں پر ان سے قتل میں امام کا تعاون واجب ہے، اور ان سے قتل کے دوران اہل عدل میں سے جو مارا جائے وہ شہید ہے، اور اگر وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آ میں تو ان سے قتال ساقط ہو جائے گا، صنعائی فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص جماعت سے جدا ہو جائے، بین ان کے حریف نہ ٹروں کرے، ورنہ ان سے جنگ کرے تو اس سے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے گا، اس لئے کہ امام سے شخص اختلاف کی (۱) بحر الرائق ۲/۵۲۵، البدیع ۷/۹۰، حاشیہ الطحاوی علی تبیین الحقائق ۳/۳۵۳، ایضاً جلیل ۸/۹۳، اشرح المنیر ۳/۹۱۳ (۲) سورہ محمات ۱۰۹، ۱۱۰

وجہ سے مخالف سے قتال واجب نہیں ہوتا۔

ایک حدیث میں جسے حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا: "یا ابن مسعود! قلوا ما حکم اللہ فممن بغی من هذه الأمة! قال ابن مسعود: اللہ ورسولہ أعلم، قال: حکم اللہ فیہم الا یتبع مدبرہم، ولا یقتل نسیرہم، ولا یدلف عس حریجہم" (۱) (اے ابن مسعود! کیا جانتے ہو کہ اس امت میں سے جو بغاوت کرے اس کے بارے اللہ کا کیا حکم ہے؟ ابن مسعود نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے پیچھے رہنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے، ان کے قیدی کو قتل نہ کیا جائے، اور ان کے رخصی کو قتل یا جائے۔)

شافعیہ کی رائے ہے کہ بغی مذموم نام نہیں ہے، اس لئے کہ بغاوت کرنے والوں نے اپنی صوابیہ میں جراتنا میل کی وجہ سے مخالفت کی، البتہ اس میں ان سے غلطی ہوگئی تو ان کے لئے یک طرح کا نذر ہے، اس لئے کہ ان میں اجتہاد کی اہلیت ہے۔

شافعیہ کہتے ہیں: باغیوں کی مذمت سے متعلق جو کچھ دروہ ہے اور جو فقہاء کے کلام میں بعض مواقع پر انہیں عسیان و نسل کے وصف سے موصوف کیا گیا ہے وہ ان لوگوں سے متعلق ہے جن کے اندر اجتہاد کی اہلیت نہیں ہے یا جن کے پاس تاویل نہیں ہے (۲)، اسی

(۱) روح المعانی ۱۵/۲۶، سئل السلام ۳/۵۷۳

(۲) سئل السلام ۳/۵۷۳، روح المعانی ۱۵/۲۶، اور حدیث "المدبری ما حکم اللہ" کو حاکم (۵/۵۲) طبع درۃ العارفین، اور سنن ابی

(۸/۱۸۲) طبع درۃ العارفین، ۱/۷۰، البتہ یا ہے سنن ابی داؤد (۳/۱۸۲) اس کو کوثر بن حکیم نے تخریروہ ضعیف ہے

(۳) نہایۃ المساجد ۷/۲۸۲

طرح اس صورت میں ہے جب کہ اس کی تاویل قطع طور پر باطل ہو۔
۵- فقہاء نے باغیوں کے فعل کے جوہر اور اس کے معنی دیا ہے وہ
ہوے کے طور سے اس کی چند قسمیں بیان فرماتی ہیں:

الف۔ باغی اگر اہل بدعت میں سے نہ ہوں تو وہ فاسق نہیں ہیں
بلکہ وہ محض اپنی تاویل میں خطا پر ہیں جیسے کہ فقہاء مجتہدین، ابن
قدامہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق ان کی ثناءات کے قبول
کرنے میں کوئی ختلاف نہیں^(۱)، اس کا بیان ختم یہ آئے گا۔ اسی
طرح اگر انہوں نے شریعت کی مشکوٰۃ کی بین اب تک شریعت کا حرم
نہیں کیا ہے تو امام کو اس سے تعرض کا حق نہیں ہے۔ اس لئے کہ
جماعت کا حرم نہیں پایا، اس کی مثال وہ ہے جو بعض صحابہ کے
ساتھ پیش قدمی جنہوں نے امام کی مافرمانی کی لیکن غالب آنے کے
طور پر نہیں، بایں طور کہ چند ماہ تک انہوں نے خلیفہ کی بیعت نہیں
کی، پھر بیعت کی فرطی فرماتے ہیں: اس کی وجہ سے باغیوں پر
عنت، ان سے برائت اور ان کی تفسیق لازم نہیں ہوتی^(۲)۔

ب۔ اگر بخاۃ اہل عدل میں کھل مل جائیں اور اپنے اعتقاد کا
اظہار کریں، جنگ نہ کریں تو بھی امام کو ان کی تعزیر کا حق ہوگا، اس
سے کہ اپنے اعتقاد کا اظہار کرنا اہل عدل میں اس کی شاعت
کرنے اور جنگ نہ کرنا گناہ صغیر شمار کیا جائے گا^(۳)۔

ج۔ اگر مسلمان کسی ایک امام پر اکٹھے ہو جائیں اور اس کی وجہ
سے امن و امان میں ہوں، پھر مومنین کا ایک گروہ اس کے خلاف
شرع کر جائے جو امام کے کسی ظلم کی وجہ سے نہیں بلکہ عونی حق
و لاییت کی وجہ سے ہو اور وہ کسی حق ہمارے ساتھ ہے اور حکومت

(۱) بحسی ۷/۸۔

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۳۰۹، مواہب الجلیل ۴۷۸/۱، حاشیہ الدبونی
۳۰۹، تفسیر القرطبی ۲/۱۶۱۔

(۳) لائحہ عمل ص ۵۸۔

کا دعویٰ کریں اور اس کے پاس تاویل توجیہ و رتوت بھی ہو تو یہ
لوگ اہل بغاوت ہیں، جو لوگ بھی قتال کی طاقت رکھتے ہوں اہل حق
کے خلاف امام کی نصرت اس پر ضروری ہے، ابن عابدین فرماتے
ہیں: شریعت بخاۃ میں سے ہیں۔

ابن قدامہ فرماتے ہیں: اگر وہ امام کے خلاف شریعت کریں تو وہ
فاسق ہیں^(۱)۔

بخاۃ کے حقیق کی شرطیں:

۶- مستدرجہ تاویل صورتوں میں بخاۃ ثابت ہوگی:

الف۔ امام کے خلاف شریعت کرنے والے لوگ مسلمانوں کی
ایک ایسی جماعت ہوں جنہیں قوت حاصل ہو اور تاویل فاسد کا سہارا
لے کر انہوں نے امام کو معزول کرنے کے ارادہ سے معلن خروج کیا
ہو، لہذا اہل عدل (یعنی لوگ) شریعت کریں تو وہ باغی نہیں بلکہ حربی
قرار پائیں گے، اور اگر مسلمانوں کا کوئی گروہ شریعت کرے جس کے
پاس نہ تاویل ہو اور نہ حکومت طلبی کا قصد تو وہ قطع طریق (اکوؤں
کی جماعت) قرار پائیں گے، اسی طرح اگر ان کو قوت نہ ہو،
نہ ان سے قتال کا اندیشہ ہو، نہ وہ تاویل کرتے ہوں (تو بھی وہ باغی
نہیں کہلا میں گئے)، اور اگر کسی حق جیسے خاتمہ ظلم کے لئے امام کے
خلاف شریعت کریں تو بھی وہ باغی نہیں کہلا میں گئے، اور امام پر لازم
ہوگا کہ وہ ظلم چھوڑے اور ان کے ساتھ السلام سے پیش آئے،
لوگ ان کے خلاف امام کا تعاون نہیں کریں گے، اس سے کہ یہ ظلم
میں تعاون ہوگا، اور نہ ہی شریعت کرنے والے گروہ کا تعاون
کریں گے، اس لئے کہ یہ شریعت و رقتہ پھیلنے میں تعاون ہوگا،
اور اللہ تعالیٰ نے فقرہ بھرنے والوں پر عنت فرمائی ہے۔

(۱) حاشیہ ابن عابدین ۳۰۹، حاشیہ القرطبی ۳/۹۳، بحسی ۷/۸۔

بخاۃ ۷-۸

ہو کسی ایک حلقہ میں واحد ہو گئے ہوں، کہاں اس سے قتال کے لئے یہ شرط ہے (۲)۔

کس امام کے خلاف خروج بغاوت ہے؟

۷۔ جس شخص کی امامت اور بیعت پر مسلمان متفق ہو جائیں، اور اس کی امامت ثابت ہو جائے تو اس کی اطاعت اور اس کا تقاب و جب ہوگا۔ ان طرح اگر اس کی امامت اس طور پر ثابت ہوئی ہو کہ سابق امام نے اس کو مستعین کر لیا ہو، یہ تک امام یہ بیعت کی وجہ سے یہ سابق امام کی جانب سے تقاب کے درمیان مقرر ہوتا ہے، اور کوئی شخص امام کے خلاف خروج کرے اور اس کو مہذب کر لے اور پٹی تلواریں ملے لوگوں پر غالب آجائے یہاں تک کہ لوگ اس کے سامنے ٹھک جائیں اور اس کے تابع ہو جائیں تو وہ امام ہو جائے گا جس کے خلاف خروج اور اس سے قتال حرام ہوگا (۳)، نسبیوں کے سے دیکھئے: اصطلاح "امامت کبریٰ"۔

بخاۃ کی علامات:

۸۔ اگر کوئی جماعت امام کے خلاف خروج اور اس کے حکام کی مخالفت کی بات کرے سر تابی کا ظہار کرے اور وہ مرد ہند ہوں اور

اور جو لوگ امام کے خلاف قوت کے ساتھ ہیں ایسی تاویل کا سہارا لے کر خروج کریں جو قطعی طور پر قاطع ہو اور مسلمانوں کی جان و مال کو حائل قرار دے لیں جو قطعی طور پر حرام ہیں، جیسے مرتدین کی تاویل، تو وہ بھی بائی نہیں کہہ دیں گے، اس لئے کہ بائی وہ ہے جس کی تاویل میں صحت و نسب و ہون کی گنجائش ہو بین تاویل کا قاطع ہونا ہی ظہور ہو، وہ اپنے رجم میں شریعت کا نتیجہ ہو، اس کا نفاذ صحیح میں شامل قرار پائے گا اگر اس کے ساتھ وقایع کے لئے قوت بھی موجود ہو (۱)۔

ب۔ لوگ کسی امام پر اکٹھا اور اس کی وجہ سے پُر امن ہوں اور رستے بھی مامون ہوں، اس لئے کہ اگر ایسا نہیں ہوگا تو امام یا تو بے بس ہوگا یا ظالم و جابر، اور اس کے خلاف خروج کرنا اور اس کو معزول کرنا جائز ہوگا بشرطیکہ اس سے فتنہ نہ پیدا ہو، نہ بائیں فتنہ منشاء چھیننے سے بہت صبر کر جانی ہے۔

ج۔ خروج نسخ ہو، یعنی قوت کے اظہار کے ساتھ ہو، اور کہا گیا ہے کہ جنگ و قتال کے ساتھ ہو، اس لئے کہ جو فیہ مسلح طور پر امام کی ممانعت کرے، وہ غائب نہیں ہوگا، اور جو قوت کے اظہار کے بغیر امام کی اطاعت کا قاطع و تاریخی دہائی نہیں ہوگا (۲)۔

د۔ ممانعیت سے یہ شرط کافی ہے کہ خروج کرے، والوں کا اپنا ایک سربراہ ہو جس کی رائے پر وہ چلتے ہوں، خود وہ مقرر کردہ امام نہ ہو، اس سے کہ جن کا سربراہ نہ ہو اس کی شوکت نہیں ہوگی۔

وہ رہا یہ ہے: بلکہ شرط ہے کہ اس میں مقرر کردہ امام ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ بخاۃ کے تحقق کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ

(۱) الحاج والکلیل ۲/۶۷-۲۷۸، نہایۃ الحاج ۷/۳۸۲-۳۸۳، فتح القدیر ۳/۳۴۳
(۲) شرح المغیر ۳/۳۴۳
(۳) شرح المغیر ۳/۳۴۳

(۱) نہایۃ الحاج ۷/۳۸۲-۳۸۳
(۲) ابن تہما شراک کے سلسلہ میں دیکھئے ابن طاہر بن ۳۰۹/۳-۳۱۰، فتح القدیر ۳/۳۴۳، حلیہ العلوی علی تبیین المحتاج ۳/۳۴۳، الحاج والکلیل ۲/۶۷-۲۷۸، سواہب الجلیل ۲/۶۷-۲۷۸، حلیہ القدوسی ۳/۳۴۳، الشرح المغیر ۳/۳۴۳، المہذب ۲/۱۹۲، منہاج الدین و حلیہ القدوسی ۲/۶۷-۲۷۸، نہایۃ الحاج ۷/۳۸۲-۳۸۳، کشاف القناع ۲/۶۷-۲۷۸، المغنی ۸/۱۰۷
(۳) المغنی ۸/۱۰۷، الدر المختار وحاشیہ ابن عابد بن ۳۰۹/۳-۳۱۰، الحاج والکلیل ۲/۶۷-۲۷۸، منہاج الدین و حلیہ القدوسی ۳/۳۴۳-۳۴۴

ہو نہ رہے اور تک ہم اس سے نہیں گے۔

اہل فتنہ سے ہتھیار کی فروخت کی:

۹۔ جمہور نے بائیں رائے ہے کہ باغیوں اور اہل فتنہ کے ہاتھوں ہتھیار فروخت کرنا حرام ہے۔ اس لئے کہ یہ معصیت پر تھاؤں کے درو زد کو بند کرنا ہے۔ اہل کوثر ایسا معاملہ میں نہیں دینے کا بھی یہی حکم ہے۔ امام احمد نے فرمایا: ”یہی رسول اللہ ﷺ عن بیع السلاح فی العتہ“ (۲) (رسول اللہ ﷺ نے فتنہ کے زمانہ میں ہتھیار فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے)۔

حنبل نے صراحت کی ہے کہ ان سے ہتھیار فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اس لئے کہ یہ معصیت پر تھاؤں ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ“ (۳) (ایک دوسرے کی مدد کی اور تقویٰ میں کرتے رہو، اور نہ اہل ایمان اور ایمانی میں ایک دوسرے کی مدد کرو)، اور اس لئے بھی واجب ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ان کے ہتھیار لے سے بائیں تاکہ وہ فتنہ میں ان کا استعمال نہ کر سکیں، تو ان سے ہتھیار فروخت کرنا بد رہنماہی منہا ہے۔

۱۰۔ اگر کراہت کا حکم نفس ہتھیار کو بیچنے کا ہے جو استعمال کے لئے تیار شدہ ہو، اور اگر یہ یہ معلوم ہو کہ ہتھیار کا طالب اہل فتنہ میں سے ہے تو

جنگ کے راہ سے تیار ہوں تاکہ امام کو عزوجل کے ثواب عارت حاصل کر لیں اور اس کے پاس تاویل بھی ہو جو جنگ کی بابت ان کے نقطہ نظر کو جو زفر ہم سہجی ہو، تو یہ امور ان کی بغاوت کی علامت ہوں گے۔

امام کو چاہئے کہ جب اسے اس صورت حال کی خبر پہنچے، ہر معلوم ہو کہ وہ اسلحہ خرید رہے ہیں اور جنگ کے لئے تیاری کر رہے ہیں تو وہ اس کو پکڑ کر قید کر دے یہاں تک کہ وہ اس اسلحہ سے باز آجائیں اور اس سے ہتھیار چھ کر لیں تاکہ شر کو قدر امکان دور کیا جائے اس لئے کہ اگر امام ان کی طرف سے جنگ شروع ہونے کا انتظار کرے گا تو سلامت و فائز ممکن نہیں ہوگا کہ وہ اس کی شوکت میں اضافہ ہو جائے اور ان کی تعداد بڑھ جائے، و خصوصاً جب کہ فتنہ کی طرف اہل فسادیہ سے بڑھتے ہیں (۱)۔ ان سے آغاز جنگ کے سلسلہ میں قتال کا اختلاف ہے جس کی تفصیل آگے دے رہی ہے۔

اسی طرح اگر وہ امام کی مخالفت کرتے ہوئے حق اللہ یا حق الانسان کو روکیں جیسے زکاۃ اور زمین کے شراج کی ادائیگی جو انہوں نے بیت المال کے لئے وصول کر رکھا ہو، ساتھ ہی وہ مرد و بد و امام کے خلاف مسلح خروج کے لئے تیار ہوں، اور اس کی پروا بھی نہ ہو تو یہ چیز ان کی بغاوت کی علامت ہوگی (۲)۔

۱۱۔ وہ خوارج کی رائے کا اظہار کریں جیسے نادبیہ دروڑے والے کی تکفیر، جماعتوں کا ترک، مسلمانوں کے جان و مال کو مباح سمجھنا، یہاں وہ ان امور کا ارتکاب نہ کریں، نہ قتال کا قصد کریں اور نہ امام کی اطاعت سے انکس تو یہ بغاوت کی علامت نہیں ہوگی، جو وہ لوگ کسی ایک مقام پر اکٹھا ہو کر نمایاں ہو گئے ہوں، یہاں ان سے منہ رنج رہا

(۱) نہایہ الکناج ۷/۸۳ کتاب قتال ۶/۶۶، الفی ۸/۱۱۱۔

(۲) کتاب ۳/۲۵۳، نہایہ الکناج ۳/۵۵۳، الفی ۳/۶۲۶، اعلام الموقعین ۳/۵۸۳، حدیث یہی رسول اللہ ﷺ عن بیع السلاح۔۔۔ کوثر باغی کے حضرت عمر بن حصین سے دو سندوں سے نقل کیا ہے پہلی سند کے دروڑے میں بتیجی نے کہا اس کا مرفوع ہوا وہم ہے موقوف ہوا زیادہ صحیح ہے دوسری سند میں بحر القادسی ہے اس کے بارے میں کہا ہے صحیح ہے اس سے استدلال نہیں کیا جائے گا (اسنن الکبریٰ للبخاری ۵/۳۲۷)۔

(۳) سورہ مائدہ ۲۔

(۱) مع القدر ۳/۱۱۱، التبیان فی تحقیق وصحیۃ الفی ۳/۹۳، البدائع ۷/۱۲۰۔

(۲) شرح الکبیر وصحیۃ الرسول ۳/۲۹۹۔

اس کے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ نہیں ہوگا، اس لئے کہ دارالسلام میں اہل صلیٰ کو منہ ہوتا ہے، اور حکام کی بنیاد غائب پر ہوتی ہے۔
 یمن اگر اس شے سے قتال نہیں کیا جاتا تو سب تک کہ اس کو اختیار نہ بنایا جائے جیسے لوہا تو اس کو فروخت کرنا مکروہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ معصیت کا تعلق یمن اختیار کے پینے سے ہے نہ کہ لوہا سے۔ فقہاء نے لوہا کو سزائی پر قیاس کیا ہے جس سے گائے کے آلات بنائے جاتے ہیں کہ اس سزائی کا فروخت کرنا مکروہ نہیں ہے اس لئے کہ بدعت ہو۔ سزائی قائل تھے نہیں ہے بلکہ اس کا عام استعمال ہو رہا ہے۔ لوہے کو اہل حرب کے ہاتھ پہنچنا اگرچہ مکروہ تحریمی ہے یمن اہل یمن کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے۔ اس لئے کہ وہ لوہے کو اختیار بنائے گا۔ قلع نہیں پاتے ہیں، کیونکہ اہل کافہ عموماً توپ کی وجہ سے یا ان کی جمعیت منتشر ہو جائے گی وجہ سے زوال کے قریب ہوتا ہے، اہل حرب کا معاملہ اس کے برخلاف ہے (۱)۔

ابن عابدین سے کہتے ہیں کہ تو یہی ہوئے کو حرام سمجھتا ہے، اور فرمایا ہے: مجھے اس موضوع پر کسی کا حکم نہیں ملا (۲)۔

باغیوں کے تیس ماہ کی ذمہ داری:
 سب - قتال سے پہلے:

۱۰- عام کو چاہئے کہ اپنے حریف شرمین کرے، لے باغیوں کو جمعیت میں لوٹ آنے اور اپنی اطاعت میں داخل ہو جائے لی عورت کے ٹایہ و بہت سے لیس و عورت قبول کر میں، امریوں نے بیعت سے شرمین ہو رہے ہوں، اس سے کہ اس کی توبہ کی امید ہوتی ہے، امام یمن سے شرمین کی وجہ دریافت کرے، اگر امام کی جانب سے کسی ظلم کی وجہ سے شرمین

ہو تو اس ظلم کو دور کرے، اگر کوئی ایسی وجہ بتائے جس کا زائل ممکن ہو تو اس کا ارادہ کر دے اگر کسی شے کا ظہر کریں تو اس کی وضاحت کرے (۱)۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قتال سے پہلے اصلاح کا حکم دیا ہے، فرمایا: "وَلْيُنْزِلْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَلْيَصْلِحَا بَيْنَهُمَا" (۲) (اور اگر مسلمانوں کے درمیان جھگڑا کرنے لگیں تو ان کے درمیان اصلاح کر دے، اور اس سے بھی کہ اس کو رہ نہا اور اس کا شرعاً مقصود ہے نہ کہ اس کو قتل کرنا اور یہ مقصود محض گفتگو سے حاصل ہو سکتا ہو تو وہ قتال سے بہتر ہے کہ اس میں دونوں فریق کا نقصان ہے، اس (اصلاحی کوشش) سے پہلے ان سے قتال کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ یہ کہ ان کے شر کا اندیشہ ہو، اور اگر وہ مہلت طلب کریں (۳)، اور ان کا قصد بظاہر طاعت کی طرف لوٹ آنے کا ہو تو امام ان کو بات دے گا۔

ابن اُمید نے فرمایا: اس میں وہ پر اس تمام اہل علم کا جماع ہے یمن سے میں واقف ہوں (۴)۔ ابویوسف شیعری نے فرمایا: امام ان کو ایک قریب مدت جیسے، دو یا تین روزہ کی مہلت دے گا (۵)۔

دراثر وہ اپنی طاعت پر پھر کرے بعد اس کے کہ امام نے ان کے پاس کسی امانت اور خیر خواہ کو دعوت کے لئے بھیجا ہو جو ان کو ترغیبی حربتیں معذ کے وسیع اختیار باقی نہ رکھے گا، دینی امور و رکھنے کے کسی نہ اڑانے کی خوبی بتائے گا، پھر وہ پھر کریں تو ان سے عدل

(۱) تبیین الحقائق ۳/۲۴۳، البدیع ۳/۳۸۵، شرح القدر ۳/۱۰۸، البدیع ۳/۲۴۰، الشرح الکبیر ۳/۲۹۹، الشرح المفید ۳/۵۰۸، المہذب ۳/۲۱۹، نہایہ الکناج ۵/۳۸۵-۳۸۶، الفی ۸/۱۰۸، کتاب الفتاویٰ ۱۶۲۔

(۲) سورہ حجرات ۹۔

(۳) الفی ۸/۱۰۸، کتاب الفتاویٰ ۱۶۲۔

(۴) الفی ۸/۱۰۸۔

(۵) المہذب ۳/۲۱۹۔

(۱) تبیین الحقائق ۳/۲۹۹-۳۰۰، صحیح والہب ۳/۳۱۵، البدیع ۳/۳۰۰۔

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۳/۳۱۳۔

جنگ روئے گا^(۱)، اور امام بغیر دعوت کے ان سے قتال کرے تو بھی جائز ہوگا، اس کے کہ دعوت واجب نہیں ہے^(۲)۔

مالکیہ کے نزدیک نہیں گا دُعا اور اس کو دعوت دینا واجب ہے جب تک کہ وہ عکس نہ کریں^(۳)۔

ترمنظر و درالرشید کے لئے یہی کو بھیجا جائے تا کہ وہی ہے کہ وہ شخص واقفیت رکھنے والا وزیر یک ہو اُمری اور غرض سے بھیجا جائے تو یہی وصف کا حامل ہونا واجب ہے^(۴)۔

کسانی نے تفصیل کی ہے فرماتے ہیں: اُمر امام کو معلوم ہو کہ وہ تنصیر و بند ہو رہے ہیں اور مقابلہ کے لئے تیار کر رہے ہیں تو اس کو چاہئے کہ نہیں پکڑ لے اور قید کرے تاکہ وہ توبہ کریں، اور اگر امام کو علم ہوئے سے پہلے وہ تنصیر و بند اور قتال کے لئے تیار ہو چکے ہوں تو مناسب ہے کہ پہلے نہیں جہاد کی راے کی طرف لوٹ آنے کی دعوت دے، نصرت الیٰ کے خلاف جب اہل جہاد، اے شریعت یا تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں عدل کی طرف بلائیں، اگر وہ قبول کر لیں تو انہیں چھوڑ دے، اگر انکار کریں تو ان سے قتال کرے۔ اور اگر دعوت سے پہلے امام ان سے قتال کرے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ دعوت ان تک پہنچی ہوئی ہے، کیونکہ وہ درالاسلام میں رہنے والے مسلمان ہیں^(۵)۔

کسانی سے اپنی سخن گیری میں حضرت ابن عباسؓ سے غل یا ہے، ورنہ مانتے ہیں: جب جہاد یہی ہے شریعت یا تو ایک احاطہ میں اکٹھے ہو گئے، ان کی تعداد چھ تھی، میں نے امیر المؤمنین علیؓ سے کہا: میں

ان لوگوں سے بات کروں، انہوں نے فرمایا: مجھے آپ پر اس سے اندیشہ ہے، میں نے کہا: ہم دشمنیں پھر میں نے آپ کو پکڑے اپنے اور ان کی طرف روانہ ہوا، ان کے پاس پہنچے تو وہ کھٹے تھے میں نے کہا: میں تم لوگوں کے پاس اصحاب نبیؐ کی طرف سے آیا ہوں، نبیؐ کے چنے والے یعنی اور اس کے اہل کی طرف سے آیا ہوں، اہل نبیؐ حضرت پر قرآن نازل ہوا، وہ قرآن کی تاویل سے تم لوگوں کی بہ نسبت زیادہ واقف ہیں، تمہاری جماعت میں اہل حضرات میں سے کوئی بھی نہیں ہے، اور میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اور آپ علیہ السلام کے اہل پر تمہارے یا غتہ انصاف ہیں؟ انہوں نے کہا: تین غتہ انصاف ہیں، ایک یہ کہ انہوں نے اللہ کے دین میں لوگوں کو حکم بنایا، جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ الْأَعْيُنَ وَالْأَلْأَبْصَارَ لَا تَلْمِزْهُ عَمَلٌ قَدْ عَمَلَهُ وَلَا تَنَادِيْهِ فُلَانٌ مِّنْ دُونِ اللَّهِ**^(۱) (حکم (اور حکومت) صرف اللہ ہی کا حق ہے)، دوسرے یہ کہ انہوں نے قتال کیا تو نہ تو شرف قرار دیا اور نہ غنیمت جمع کیا، تو اگر (فریق مقابل) کافر تھے تو ان کی عورتیں اور ان کے ہموال ہمارے لئے حلال تھے، اور اگر مومنین تھے تو ان کا خون ہم پر حرام تھا، تیسرے یہ کہ انہوں نے اپنے نام سے امیر المؤمنین کا لفظ بنایا^(۲)۔

اُمر مومنین کے امیر ہیں تو کافروں کے امیر ہیں، میں نے کہا: اُمر میں تمہیں اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت منہوس جس سے تمہاری اس بات کی تردید ہوتی ہو تو یہ تم لوگ لوٹ آؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے کہا: جہاں تک تمہارا یہ اعتراض ہے کہ انہوں نے اللہ کے دین میں لوگوں کو حکم بنایا تو میں تم کو بتا رہا ہوں کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ ایک شریعت کے سلسلہ میں جس کی قیمت

(۱) مہدۃ النکاح ۱/۲۷۷

(۲) تبیین الحقائق ص ۴۹۳، الدرر وحاشیہ ابن ماجہ ص ۱۱۳

(۳) مشرح المستدرک ص ۲۸۳

(۴) مہدۃ النکاح ۱/۲۷۷

(۵) المدخل ۲/۲۰۷

(۱) سورۃ احکام ۵۷

(۲) حضرت علیؓ اس بات پر راضی ہو گئے کہ حضرت سجادؓ کے ہاتھ پر حاکم امہ میں اپنے نام سے "امیر المؤمنین" کی عبارت حذف کر دیں۔

ایک معلوم نامہ تیار نہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے نائب سے فرمایا: **اصح**

”ہذا ما قصی علیہ محمد رسول اللہ“ (اس کا فیصلہ محمد رسول اللہ نے کیا ہے) تو انہوں نے بہاء خدا کی قسم اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ سے نہ روکتے اور نہ آپ سے جنگ کرتے۔ آپ نصیحت محمد بن عبد اللہ۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”واللہ بنی لوسول اللہ وبنی کلہموسی“ (خدا کی قسم میں یقیناً اللہ کا رسول ہوں، چاہے تم لوگ مجھے جہنم میں بھیجیں)۔ اے علی! اصح: ”محمد بن عبد اللہ“ تو رسول اللہ ﷺ تو حضرت علی سے بہتر ہیں، لیکن انہوں نے اپنے نام سے لفظ رسول اللہ مانا، حالانکہ یہ ناماثبوت کامانا نہیں ہو۔

(اس مناظرہ کے بعد) ان میں سے دوہزار افراد نے رجوع کر لیا اور باقی رہے تو ان سے جنگ کی گئی (۱)۔

آلوی نے صراحت کی ہے کہ قتال سے پہلے ضروری ہے کہ وضع حجت اور قطعی دلائل سے ان کے شبہات دور کئے جائیں اور باغیوں کو جماعت میں لوٹ آنے اور امام کی اطاعت میں داخل ہو جانے کی دعوت دی جائے (۲)۔

ب۔ باغیوں سے قتال:

۱۱۔ امام باغیوں کو دینی جماعت قبول کرنے کی دعوت دے اور ان کے شبہات دور کرے پھر بھی وہ قبول نہ کریں اور سختی و دہشت ہو تو جنگ کے لئے آمادہ ہوں تو ان سے جنگ سنا جائز ہے، میں یہاں

ربیع و ریم ہے لوگوں کے یہ فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”ولا تفسلوا الضیغ وائتمم حرمکم“ (خدا رکومت مارو سب کہ تم حرام میں ہو)، یہاں تک فرمایا: ”یخکم بہ دو، علیٰ منکم“ (۱) (۲) (۳) اس کا فیصلہ تم میں سے وہ معتبر شخص کریں گے)۔ اور اللہ تعالیٰ نے عورت اور اس کے شوہر کے سلسلہ میں فرمایا: ”وإن حضمہ شقاق ینہما فابغوا حکما من اہلہ و حکما من اہلیہا“ (۴) (۵) اور اگر تمہیں وہوں کے درمیان کشمکش کا علم ہو تو تم ایک حکم مرہ کے خادم سے اور ایک حکم عورت کے خادمہ سے مقرر کرو۔ میں تمہیں اللہ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ چاہتا ہوں کہ یا مسافروں کے خون و مال کی جان کے تحفظ اور باہمی اصلاح کے لئے لوگوں کا فیصلہ نہ دو، حق ہے یہ ایک پیشکش کے لئے جس کی قیمت محض ربیع و ریم ہے؟

اور جہاں تک تمہارا یہ حقہ اس ہے کہ اسوں سے قتال کیا اور نہ گرفتار کیا اور نہ غنیمت جمع کیا تو کیا تم اپنی ماں حضرت عائشہ کو گرفتار کرو گے، پھر ان سے بھی وہ چیز حاصل کر لو گے جو ان کے مایوس دوسری عورتوں سے حاصل کر لیتے ہو، حالانکہ وہ تمہاری ماں ہیں؟ اگر تم یہاں کرو گے تو کفر کے مرتکب ہو جاؤ گے، اگر تم یہ کہو کہ وہ تمہاری ماں نہیں ہیں تو بھی تم کفر کرو گے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”النبیؐ اؤسی بالمؤمنین من انفسہم و اؤحدہ منہم“ (۶) (نبی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی ڈیبا، و تعلق رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں)، اور جہاں تک تمہارا یہ اعتراض ہے کہ انہوں نے اپنے نام سے ایہ مومنین کا بیعت نہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے سرائیش کو دعوت دی کہ آپس میں

(۱) سورۃ مائدہ ۹۵

(۲) سورۃ نساء ۳۵

(۳) سورۃ احزاب ۶۰

(۱) تاریخ ۱۰۴۰ ہجری دیکھئے البدائع ۳۰۹، اہل بیت ۶/۸، اہل بیت

۳۱۹/۳، تہذیب الامور ۱۶۸/۱

(۲) روح المعانی ۱۸/۱۵۱

ہم ان سے قتل کا آغاز کریں یا ہم ان سے اس وقت تک قتال نہ کریں جب تک کہ وہ خود ہی مقابلہ آرائی پر آمادہ نہ ہو جائیں، اس سلسلہ میں دو رجحانات ہیں:

پہلا رجحان: قتال کا آغاز سزاوار ہے، اس لئے کہ اگر ہم ان کی جانب سے "مار جنگ" کا آغاز کریں گے تو سببِ ہلاکت، قاتلِ مومن نہیں ہوگا یہ بڑے خواہش مندوں کے لئے ہے۔ پہلی فرمائش یہ ہے کہ یہی حکم کا مسلک ہے، اس لئے کہ نص قرآنی میں ان کی جانب سے آغاز کی قید کے بغیر حکم آیا ہے: "لَا بَأْسَ بِكُمُ بِالْكَافِرِينَ الْآخَرِينَ" (۱) "پھر اگر اس میں کا ایک گروہ ہو تو اس پر یہ قی کرے تو اس سے بڑا جوڑ یا دینی کر رہا ہے"۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "الْمَجْرُوحُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سَمَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ، لَا يَحَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حِمَا جُرْهُمَ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (۲) "آخر زمانہ میں ایسے لوگ آئیں گے جو کم عمر اور کم عقل ہوں گے، وہ حضور اکرم ﷺ کی بات نقل کریں گے، یلین ان کا ایمان ان کے طلق سے بھی تجاوز نہیں کرے گا، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے تو تم جہاں بھی نہیں پائے، ان کو قتل کر دو، ان کو قتل کرے پر قیامت کے س قتل کرنے والے کو اجر ملے گا۔"

دراں لئے بھی کہ حکم کا دار و مدار اس کی علامت پر ہوتا ہے اور زیر بحث صورت میں علامت ان کی تیاری اور گروہ بندی ہے، اور اگر ہم

(۱) سورہ محمّد ۱۰۷۔

(۲) حدیث مسند صحیح قوام فی آخر الزمان... کی روایت بخاری (صحیح ۲۸۳۱ طبع المکتبۃ الاسلامیہ) اور مسلم (۳۶۱۳ طبع المکتبۃ الاسلامیہ) نے کی ہے۔

ان کی جانب سے حقیقت قتال کا آغاز کریں تو یہ چیز ان کی تقویت کا وسیع ثابت ہوگی، اس لئے ان کے شر کے ازالہ کی ضرورت کے پیش نظر حکم کا دار و مدار اس پر ہوگا۔ اور اس لئے بھی کہ امام کے خلاف شریعت کی وجہ سے دو مفرمان قرار پائے، تو ان سے قتال جائز ہے جب تک کہ دو مفرمانی سے باز نہ آجائیں، اور حضرت علیؑ سے خوارج کے بارے میں جو منقول ہے کہ "ہم تم سے قتل نہیں کریں گے جب تک کہ تم ہی ہم سے قتال نہ کرنا" تو اس کا مصعب یہ ہے کہ جب تک کہ تم ہم سے قتال کا حزم نہ کر لو، اور اگر اس کو قید کر کے اس کے شر کا دفعہ ممکن ہو جب کہ وہ تیاری نہ پختہ ہوں تو ایسا ہی کیا جائے گا اور ہم اس سے قتال نہیں کریں گے، اس لئے کہ قتال سے کم از صورت سے اس کے شر کا دفعہ ممکن ہے (۱)۔

ان کے ساتھ جنگ میں خود پہل کرنے کے جواز کی رائے فقہاء و متاخرین نے اختیار کی ہے، چنانچہ کشاف التنازع میں ہے: "گروہ رجوت سے آغاز کریں تو امام ائیں نہایت سب سے، قتال کا خوب دلائل گاہ، اگر رجوت کر کے اعانت اختیار نہیں تو کہیں چھوڑ دے گا، ورنہ اگر وہ ان سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو تو ان سے جنگ کرنا اس پر واجب ہوگا، اس لئے کہ صحابہ پر ام کا اس پر رجاء ہے" (۲)۔

اور ارتحان: قدوری نے نقل کیا ہے کہ امام ان سے جنگ کا آغاز نہیں کرے گا جب تک کہ وہ خود نہ پہل کریں، یہی رائے کاسانی اور مال نے بھی روایت کی ہے، کاسانی کہتے ہیں: اس لئے کہ ان سے قتال ان کے شر کے دفعہ کے لئے ہے، ان کے شرک کے شرکی وجہ سے نہیں ہے، کیونکہ کہ وہ مسلمان ہیں، لہذا جب تک ان کی جانب سے شر کا آغاز نہیں ہو امام ان سے قتال نہیں کرے گا، اس سے

(۱) تبیین الحقائق ۳/۲۴۳، ص ۳۱۱۔

(۲) کشاف التنازع ۱/۱۶۲، دیکھئے: انہی ۱۰۸/۸۔

کہ مسلمانوں سے قتال صرف و قاتا جائز ہے، یہ خلاف کافر کے کہ کفر بذات خود فتنہ ہے (۱) اس لئے کہ بعض مالکیہ نے ظاہر سمجھا ہے، اور یہی ثنائیہ کا مسلک اور امام احمد بن حنبل کا قول ہے، اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ ان سے جنگ کا شمار نہ کریں جنہوں نے اس کے خلاف شریعت کیا ہے اور اگر قتل کے بغیر اس کا دفاع ممکن ہو تو قتل جائز نہیں ہے اور اس سے قبل ان سے قتال جائز نہیں ہے الا یہ کہ حملہ آور کی طرف ان کے شر کا خوف ہو جائے اور ان تیسہ نے کہا: ”الفضل یہ ہے کہ ان کو چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ خود غارت کریں“ یعنی جنگ کا آغاز کریں (۲)۔

باغیوں سے جنگ میں معافیت:

۱۲۔ باغیوں سے جنگ کے لئے امام کسی کو بلائے تو اس پر قول رسا فرض ہے، اس لئے کہ غیر معصیت میں امام کی اطاعت فرض ہے۔

بن عابدین کہتے ہیں: ہر اس شخص پر جو مقابلہ کی سکت رکھتا ہو امام کی معیت میں جنگ کرنا واجب ہے، الا یہ کہ نہ من کا سب امام کا یہ ظلم ہو جس میں کوئی شبہ نہ ہو، یونکہ ایسی صورت میں ان کے انصاف کے لئے ان کا تعاون کر ممکن ہو تو واجب ہے، اور جو شخص سکت نہ رکھتا ہو وہ اپنے گھر میں بیٹھے، اور اپنی پابخش صحابہ کرام سے متعلق مروجہ ان کا یہ عمل محمول یا کیا ہے کہ فتنہ کے زمانہ میں انہوں نے ناروشتی اختیار کی، اور بعض صحابہ کرام کو تو قتال کے حامل ہوئے میں ہی تر تھا۔

اور امام ابوحنیفہ سے جو یہ قول مروی ہے کہ ”اگر مسلمانوں کے درمیان فتنہ واقع ہو تو ہم مسلمان پر واجب ہے کہ وہ فتنہ سے ناروشتی

(۱) البدیع ۱/۲۰۷، فتح ۳/۱۰۴

(۲) حاشیہ درستی ۳/۲۹۹، کتاب الفتن ۱/۶۲، الحنفی ۱/۸۸، المہذب

۳/۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱

وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:
 "مَنْ أَعْطَى إِمَامًا صَفْحَهُ يَدَهُ وَثَمَرَهُ قَلْبَهُ فَلِبَطْنِهِ أَنْ
 اسْتِغْنَى، فَإِنْ جَاءَ أَحَرُّ بِدَارِعِهِ فَاَصْرَبُوا، عَنِ الْأَحَرِّ" (۱)
 (جس شخص نے کسی امام کو اپنے ہاتھوں کا معاملہ اور اپنے قلب کا ثمرہ
 دیا وہ اس کی طاقت ست طاقت بھر کرے، پھر اگر وہ شخص آ کر اس
 سے برتر نہ آئے تو وہ ہرے کی روں مارے گا، اور اس لئے بھی کہ جس
 کی امامت ثابت ہوگئی اس کی مصاحبت واجب ہوئی۔ دلیل حدیث
 مذکور "يُحَوِّجُ قَوْمٌ لِي أَحَرِّ الزَّمَانِ..." ہے (۲)۔

باغیوں سے قتال کی شرط و سر کے امتیازات:

۱۳- اگر باغیوں کو بیعت کرنے سے کوئی قانع نہ ہو اور وہ امام کی
 اطاعت کی جانب رجوع اور جماعت میں شامل ہوا قبول نہ کریں یا
 تو پھر قبول نہ کریں اگر امام کے قبضہ میں ہوں، اگر نہم سے قتال کا
 ارادہ نہیں تو ان سے قتال واجب ہے (۳) بشرطیکہ وہ اہل عدل کی
 عزت و حرمت سے چھپرے نہ کریں یا ان کی وجہ سے مشرکین سے حما
 معطل ہو جائے، یہ بیت المال کے حقوق میں وہ کچھ لے نہیں جو ان کا
 نہیں ہے، یہ جوان پر واجب الا، ہے اس کی اولاد کی سے برتر کریں
 یہ پیسے امام کی معزولی کا منہ دہریں جس کی بیعت معتقد ہو چکی ہے،
 جیسا کہ ماہرہ کی سے فرمایا ہے، "اور رٹا سے کہا ہے: ریا و مناسب یہ
 ہے کہ ان سے قتال مطلقاً جب ہے، اس لئے کہ ان باغیوں کی
 موجودگی سے، خواہ مذکورہ امور نہ پائے جائیں، مفساد پیدا ہوں گے،
 اور بہا و فسادات کا مرکز بنیں نہ ہوگا بالخصوص جب کہ وہ امام کے

(۱) حدیث: "مَنْ أَعْطَى" کی روایت مسلم (۳۷۳۷ طبع اعلیٰ) نے کی

ہے۔

(۲) اعلیٰ ۸/۱۰۳-۱۰۵۔

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۰۳، ج ۱ ص ۱۰۸، حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۰۵۔

قبضہ سے نکل چکے، اور قتال کے لئے قادیان چلے ہوں"۔

ان کے شر کا زہر ہی آسان تر قتل سے محسوس ہو تو ضروری حد
 تک اس قتل کا اپنا واجب ہے اس لئے کہ ان سے جنگ کے سے
 یہ شرط ہے کہ ان کے شر کو دفع کرنے کے سے قتال کے سے کوئی
 راستہ نہ درو یا ہو، تو اگر محسوس ہو کہ ان سے حصوں مقصد ممکن ہو تو وہ قتال
 سے زیادہ بہتر ہے (۴)۔

باغیوں سے قتال کی کیفیت:

۱۴- مانیں سے قتال، اصل اختیارات تفریق کو قائم کرنے کے
 لئے یا جانا ہے، انہیں نہ کار میں تر رہا جاتا، اس سے کہ وہ تادیل
 کرنے والے ہوتے ہیں، اسی لئے باغیوں سے قتال اور کفار سے
 قتال کے درمیان گیارہ باتوں میں فرق ہے: باغیوں سے قتال کا
 مقصد ان کو ہر گزشتگی سے باز رکھنا ہے، ان کا قتل نہیں، ان میں سے جو
 میدان جنگ سے ہٹ جائیں ان میں چھوڑ دیا جائے گا، ان کے
 زخموں کو قتل نہیں کیا جائے گا، نہ ان کے قیدی قتل کئے
 جائیں گے (۵)، نہ ان کے اسواہل قیمت بنائے جائیں گے، نہ ان
 کے بچے رفتار کئے جائیں گے، نہ ان کے خلاف مشرکین کی مدد لی
 جائے گی، نہ ان سے مال پر صبح کی جائے گی، نہ ان کے مقابلہ میں
 نوپ و نیر و اسلحہ نصب کئے جائیں گے، نہ ان کے گھروں کو جلا دیا
 جائے گا، نہ ان کے درخت کاٹے جائیں گے (۶)۔

اگر باغی کسی ایک مقام پر تیار و شہر ہو جائیں، یا کسی

(۱) نہایہ الکناج ۷/۸۶، ابواب ۲ ص ۲۲۲۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۰۸، حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۰۹۔

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۰۸، حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۰۹۔

(۴) ج ۱ ص ۱۰۸، حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۰۹، حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۰۹۔

حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۰۹۔

گر وہی "اے پناہ" اس کے شرکار اور بغیر قتال کے ممکن نہ ہو تو ان سے قتال کرنا جائز ہوگا تا آنکہ ان کی جمعیت منتشر ہو جائے، اور ان کی تیار کی رہینے کے بعد قید و رفقاری سے اس کا شر دور یا جاسکتا ہو تو یہی طریقہ پناہ جائے گا، اس لئے کہ اس سے جہاں صرف اس حد تک ضرر کی ہے کہ اس کا شر دور ہو جائے جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا، حضرت علیؑ نے اہل حرہ و انہ سے نہ اس کے مقام پر صحابہ کرام کی موجودگی میں قتال کیا جو نبی اکرم ﷺ کے اس قول کی تصدیق تھی کہ "اے قتال علیؑ تسویل القرآن و علی یقتل علی تلویلہ" (۱) (میرا قرآن کے نزول پر قتال کروں گا اور علی قرآن کی تلویل پر قتال کریں گے)۔ تلویل کی تلویل قتل و رسل باغیوں سے قتال ہے جیسا کہ مصنف ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رہا قند نے والوں سے قتال کیا (۲)۔

مگر امام ان سے قتال کرے اور انہیں شکست دے دے۔ اور وہ واپس بھی گئے لگیں اور امام ان کی جانب سے مضمین ہو جائے یا وہ تھک رہے ہوں یا شکست کھا کر جنگ بند کر دیں یا زخمی یا گرفتار ہو کر جنگ کے قائل نہ رہیں تو اہل عدل کے لئے جائز نہیں ہے کہ ان کا پیچھا کریں اور ان کے زخمیوں کو قتل کریں اور ان کے قیدیوں کو قتل کریں، اس سے کہ ان کے شر سے فائدہ حاصل ہو چکا ہے، اسی طرح ان کے بچوں کو گرفتار نہیں کیا جائے گا نہ ان کا مال تقسیم یا جائے گا۔ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے: ”شکست کے بعد نہ میدان میں موجود شخص کو قتل کیا جائے گا اور نہ بھی گنے والے کو، نہ ان کا شہر فتح کیا جائے گا، نہ

() حدیث: ”اَلْاَقْسَلُ .. عَمُوْدُ الْقَسِيْ“ (افزائے عیسٰی روایت کیا ہے اور کہہ
اس کی روایت تھا جامعہ نے کی ہے جو افسی ہے (کنز العمال ۱۱/۶۱۳
طبع امرتسر۔)

(۲) المدفع ۱۷۰، الفتح ۱۸۱، حاشیہ ابن عابدین ص ۱۱، تبيين الحقائق
ص ۳۹۴، اشرح الکبیر وحاشیہ المدونى ص ۳۹۹، المراج و تکمیل ص ۷۸، ۷۹،
انوار ص ۳۱۹، الحقی ص ۸۱۰

ان کی عورتوں کو باندی بنا کر حلال قرار دیا جائے گا، اور نہ ان کا مال لوٹا جائے گا، بلکہ انہوں نے باغیوں سے فرمایا کہ جو اپنی چیز پیچھا نہ لے سے حاصل کر لے، یعنی جو باغی بنا سناں پیچھا لے سے وہ اس لے لے، جنگ جمل میں آپؐ نے فرمایا: کسی بھگنے والے کا پیچھا مت کرو، کسی زخمی کو قتل نہ کرو، کسی قیدی کو قتل نہ کرو، عورتوں کو کچھ نہ کرو۔^(۱) اور اس لئے بھی کہ ان سے قرب الی کا شر اور کرنے اور نہیں اطاعت گزار بنانے کے لئے کیا جاتا ہے، یہیں قتل سرما مقصود نہیں ہے^(۲)، ابن قتہ کہتے ہیں: ہمارے علم کے مطابق ان کے سوال کو نفیست بنانے اور ان کے بچوں کو قیدی بنانے کی حرمت میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، اس لئے کہ ان کا خون مہموم ہے، ان کے شر کے ازالہ اور ان سے قتال کی ضرورت کے بقدر یعنی ان کا خون اور مال مباح ہوا ہے، لہذا اس مقصد کے علاوہ ان کا خون بھی حرام باقی رہے گا۔^(۳)

ثنا فحید کی رائے یہ ہے کہ اگر باغیوں کا اپنا گروہ اور رہنما مقام پر ہو جہاں وہ ہٹا دیتے ہوں، اور گروہ کے ان تک پہنچنے کی توقع عام طور پر نہ ہو، اور جنگ قائم ہو اور مناسب صورت ہو کہ سب گروہ میں پہنچے گا، تو ایسی صورت میں ہم مرنے والے باغیوں سے قتل نہیں کیا جائے گا، ان کے زخمیوں کو قتل نہیں کیا جائے گا کہ ان کے شر سے میں بچتا ہے، الا یہ کہ وہ اپنے مرحلے کی نیت رکھتے ہوں۔

لیکن ان کا رُوحِ اتر قریب کے مقام پر ہو، اور عموماً گھٹ

[illegible]

(۲) محبوب ۲۱۹، انجمن ۱۱۵۔

$$-11\sqrt{-11} \cdot A_1^{(2)} \quad (3)$$

ن کے زخمیوں کو قتل کرنا جائز ہوگا، اور اگر ان کا ردود و رہنمائیوں کا پتہ نہ ہو اور جگہ بھی قائم ہو اور اس کا غالب گمان ہو جائے تو اس صورت میں ان سے قتال ہی مناسب ہے^(۱)۔

اور اسی سے قریب مالکیہ کی رائے ہے، چنانچہ انہوں نے صراحت کی ہے کہ ان پر غلبہ پا کر ان کی جانب سے اطمینان ہو جائے تو نہ تو شکست خوردہ کا پیچھا کیا جائے گا اور نہ زخمی کو مار ڈالا جائے گا^(۲)۔

حنابلہ نے یہ صراحت کی ہے کہ باغی اگر جنگ بند کر دیں جو وہ اس طور پر ہو کہ وہ امانت قبول کر لیں، یا تمنا رائل، یا شکست کھا جائیں اور اپنے رد میں حالتیں یا نہ ملیں یا زخمی یا زخمی کی وجہ سے جنگ کے قابل نہ رہیں تو ایسی صورت میں اس کو قتل کرنا اور بھگنے لے کر پیچھا کرنا حرام ہے، اور قتل کرنے ایسی روایت و آثار عقل کی ہیں جن میں بھگنے لے کر قتل کرے، زخمی کو مارنے لے کر قیدی کو قتل کرے کی ممانعت آتی ہے، یہ روایات عام ہیں، پھر انہوں نے فرمایا: اس لئے کہ ان سے قتال کا مقصد ان کو روکنا ہے اور وہ مقصد حاصل ہو چکا ہے، لہذا ان کو قتل کرنا جائز نہیں ہوگا جیسا کہ حملہ آور کو قتل کرنا ایسی صورت میں جائز نہیں ہوتا، اور ان کو جہاد کے اندیشہ سے بھی کہ ان کا گرد ہے قتل نہیں کیا جائے گا جیسا کہ اگر اس کا کوئی ردود نہ ہو^(۳)۔

جہاں تک حنفیہ کا تعلق ہے تو انہوں نے صراحت کی ہے کہ اگر باغیوں کا رد ہو جہاں وہ ہتھیار لیتے ہوں تو ایسی صورت میں انہیں ان کے بغیر اہل عدل کو چاہے کہ بھگنے لے کر قتل کریں اور

زخمیوں کا خاتمہ کریں تاکہ وہ اپنے رد سے جائز نہ بن جائیں، اور ان کے رد میں محفوظ ہو جائیں اور پھر پست اہل عدل پر حملہ کریں، اور ان کے قتل کے بعد ان کے لئے اس کی جانب سے قتل کی صرف ممانعت کا پایا جانا کافی ہے، حقیقت قتال ضروری نہیں، اور اس سے بھی نہ کر باغیوں کا رد ہو تو ان کا قتل امانت کے رد سے باہر نہیں ہوگا کیونکہ اہل اپنے رد میں شامل ہو جائیں گے اور ان کا شر پٹے کی طرح پھر لوٹ آئے گا، فقہاء حنفیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ کا قول اس صورت کی ممانعت ہے جب کہ اس کا ردود نہ ہو^(۴)۔

یہ سر پرکار باغی عورت:

۱۵- جمہور فقہاء (حنفی، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ) کی رائے ہے کہ باغیوں میں شامل عورت اگر قتال کر رہی ہو تو اسے قید یا چاہے گھر صرف دور ان مقابلہ سے قتل کی اجازت ہے، قید اس لئے کیا جائے گا کہ مدد معصیت پر ہے اور تاکہ اس سے شرفقتہ سے روکا جائے^(۱)۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر عورتوں کا قتل محض جوش و لاتے اور پتھر پھینکنے کی صورت میں ہو تو انہیں قتل نہیں کیا جائے گا^(۲)۔

باغیوں کے اموال کو غنیمت بنانا، ان کو ضائع کرنا اور ان کا ضمان:

۱۶- فقہاء اس بات پر اتفاق ہے کہ باغیوں کے اموال کو غنیمت نہیں بنایا جائے گا، نہ انہیں تقسیم کیا جائے گا اور نہ ان کو ضائع کرنا جائز ہوگا، بلکہ ضروری ہے کہ اموال نہیں لوٹا کرے جائیں، بیس نام کو

(۱) البدائع ۲/۳۰۰-۳۰۱، ص ۳۰۰

(۲) فتح الفقہ ۳/۳۱۲، حاشیہ من طبع ۳۰۰، تمیمیہ الحقائق ۳/۳۹۵، بحر

الرائق ۵/۱۵۲، حاشیہ ۳۹۹، ص ۳۰۰، امجد ۳/۳۰۰، ص ۵۰۸

(۳) البدائع ۲/۳۰۰، ص ۳۰۰، شرح المنیر ۳/۳۰۰

(۱) مہیۃ المحتاج ۲/۳۸۶

(۲) شرح الکبیر و حاشیہ رد المحتار ۳/۳۹۹-۳۰۰، البدائع ۲/۳۰۰

(۳) مہیۃ ۵/۵۸

چاہے کہ اس کی شوکت کو تو ذکر ان کے شر کو دفع کرنے کے مقصد سے اس کے اموال کو روک لے یہاں تک کہ وہ تو بہ ترس تب نہیں اموال لوٹا دے۔ بعض صورت تمام ہوئی، اور قسمت بنانا درست نہیں ہے، اور ترس کے اموال کھوڑے وغیرہ کی فعل میں ہوں جن کی حفاظت کے سے اثر جات دیکھا ہوتے ہیں تو بہتہ یہ ہے کہ انہیں فروخت کر کے اس کی قیمت روک لی جائے۔

ن کے مالی نقصان پر ضمان کے مسئلہ میں تفصیل ہے، عادل اگر دوسرا قاتل باغی کی جانب مال کو قاتل کے سبب یا قاتل کی ضرورت کے تحت ضائع کرے تو وہ ضامن نہیں ہوگا، اس لئے کہ ان کا کچھ مال جیسے کھوڑ ضائع کے بغیر اس کا قتل ممکن ہی نہیں ہے اور دوسرا ہو کر ڈر ہے ہوں تو ان کے جانور کو زخمی کرنا جائز ہوگا، تو جب جان تلف کرنے پر ضمان نہیں ہے تو مال ضائع کرنے پر ضمان بدرجہ اولیٰ نہیں ہوگا۔

مگر قاتل کی حالت اور اس کی ضرورت نہ ہوتی ان کے مکانات نہیں ہائے جا میں گئے اور ان کے درخت نہیں کاٹے جا میں گئے، اس لئے کہ اگر مقابلہ کے دوران ان کا مال امام کے ہاتھ لگ جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ اسے محفوظ رکھے تاکہ انہیں و لوٹا دے، لہذا ان کے اموال نہیں لوٹے جائیں گے، اس لئے کہ ان اموال پر وراثت کے حکام برقرار ہیں، ان سے مقابلہ صرف اس لئے کیا جا رہا ہے کہ انہوں سے نیا بدعت پیدا نہ کر لی ہے، لہذا یہ مقابلہ ایک حد کی طرح ہے جو ن پر قائم کی جارہی ہے^(۱)۔

ماوردی نے ضمان کو اس صورت کے ساتھ مقید کیا ہے کہ جنگ سے پہلے سکون قلب و انتقام کی نیت سے ان کا مال ضائع کیا گیا ہو، مگر باغیوں کو مذکور کرے اور خلعت دینے کی غرض سے مال

(۱) حاشیہ الدارقانی ص ۳۰۰، ص ۲۷۸/۲۷۹، ص ۲۷۹/۲۸۰

ضائع یا یا ہو ضمان نہیں ہوگا^(۱)۔

زیلعی اور ابن عابدین نے باغیوں کے سر و بند ہونے اور شرم کرنے سے پہلے یا ان کی قوت ٹوٹ جانے اور جمعیت منتشر ہو جانے کے بعد ہونے والے نقصان پر ضمان کو محمول کرنے کو ظاہر سمجھا ہے^(۲)۔

اہل عدل کا باغیوں کو نقصان پہنچانا:

۱۷۱- زیلعی نے مرغینانی سے نقل کیا ہے کہ عادل اگر باغی کی جانب مال کا اضافہ کرے تو وہ ضامن نہیں ہوگا اور نہ گندہ گار ہوگا، اس لئے کہ وہ ان کے شر کے ازالہ کے لئے اس سے قتل پر مامور ہے۔ محیط میں ہے: اگر اس نے باغی کا مال ضائع کر دیا تو ضمان لیا جائے گا، اس لئے کہ باغی کا مال ہمارے حق میں معصوم ہے اور ضمان لازم کرنا ممکن ہے، لہذا اثنان واجب قرار دینے میں فائدہ ہے^(۳)۔

باغیوں کا اہل عدل کو نقصان پہنچانا:

۱۸۱- اگر اثنان کرنے والے اہل عدل کا مال ضائع کر دیں تو نہ ہ کوئی ضمان نہیں ہے، اس لئے کہ وہ تامل کرنے والا یک گروہ ہے، لہذا انہیں اہل عدل کی طرح ضمان قرار نہیں دیا جائے گا، اور اس لئے بھی کہ وہ مال ہمارے حق میں تحفظ رکھتا ہے، اور شارح کے حق میں شہاد کو تحفظ حاصل نہیں ہے، اور اس لئے بھی کہ ان کو ضمان قرار دینے کے نتیجے میں اعانت شعاری کی طرف سے انہیں نفرت ہو جائے گی، چنانچہ عبد الرزاق نے اپنی سند سے زہری سے روایت کیا ہے کہ سیمان بن شام نے زہری کو لکھ کر ایک ایسی عورت کے بارے میں دریافت کیا جو اپنے شوہر کے پاس سے چلی گئی، اپنی قوم

(۱) نہایہ الخصال ص ۳۸۵/۳۸۶

(۲) حاشیہ ابن عابدین ص ۱۲۳، تمییز الحقائق ص ۲۹۶/۲۹۷

(۳) تمییز الحقائق ص ۲۹۶/۲۹۷

اُس باغی تو چہ رئیس اور رجوت رئیس تو اہل حق کے جو اموال اس کے پاس ملیں وہ وہیں ملے لے جائیں گے، اور جو اموال اسوں نے خرچ کر لے ہوں وہاں سے وہیں نہیں لے جائیں گے خود وہ مال دار ہوں۔ اس لئے کہ وہ تاویل کرنے والے ہیں۔

اُس باغی ہی اہل عدل کا حرم کے ساتھ قتل کر دے تو اس کو قتل یہ جائے گا، اس لئے کہ اس باغی نے تنبیہ رکامٹ پر دُر کے قتل یہ ہے۔ اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی ہے جیسے رہنمائی میں، اور ایک قول یہ ہے کہ اس باغی کا قتل ضروری نہیں ہے، یہی رائے حنبلیہ کے نزدیک صحیح ہے، اس سے کہ حضرت علیؑ کا ارشاد ہے: ”اُس میں چاہوں تو معاف کر دوں اور اگر چاہوں تو قتلاں لوں“ (۲)۔

باغی مقتولین کا مسئلہ کرنا:

۱۹- باغی مقتولین کا مسئلہ کرنا حنبلیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے، مالکیہ کے نزدیک حرام ہے، جہاں تک ان کے سر منتقل کرنے کا سوا ہے تو حنبلیہ نے کہا: ان کے سر کاٹ کر شہر میں کھدنا مکروہ ہے، اس لئے کہ یہ مسئلہ ہے، بین بعض متأثرین حنبلیہ نے اس کو یہی صورت میں جاری کر دیا ہے جب اس سے اہل عدل کے اطمینان قلب اور باغیوں کی شوکت توڑنے کا مقصد حاصل ہوتا ہو، مالکیہ نے باغی مقتولین کے سر کی ماشن کے مقام قتل پر چار متر روپیہ ہے (۳)۔

(۱) الحج والکلیل ۱/۲۷۸-۲۷۹۔

(۲) انبی ۸/۱۱۳۔

(۳) الفتح ۱۶/۳۵۱ حاشیہ ابن ماجہ ۳۳/۳۱۲، تبیین الحقائق ۳/۴۹۵، حاشیہ الدولی ۳/۴۹۹، الحج والکلیل ۱/۲۷۸-۲۷۹، نہایت المحتاج ۲/۳۸۶، انبی ۸/۱۱۳، کشاف الفتاویٰ ۶/۶۳۔

کے سامنے شریعت کی شہادت دی، جو میری سے جائی اور ثانی کر لیا، پھر وہ پگھر والوں کے پاس تائب ہو کر لوٹ کر آئی ہے، راوی کہتے ہیں کہ زہری نے نہیں سنا: مابعد اپنا وقت اس وقت پر پا ہوا جب کہ وہ اصحاب رسول ﷺ کے غزوہ بدر میں شرکت فرمائی تھی بڑی تعداد میں موجود تھے، ان کی متفقہ رائے ہوئی کہ قرآن کی تاویل کر کے جس کسی نے شرم گاہ کو حلال کر لیا ہو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی، جس نے قرآن کی تاویل کر کے خون کو مباح کر لیا ہو اس پر قصاص جاری نہیں کیا جائے گا، کسی نے قرآن کی تاویل کر کے مال کو حلال کر لیا ہو وہ مال نہیں لوٹایا جائے گا، سوائے اس کے کہ کوئی مسلمان بھیہ محفوظ ہو تو اسے اس کے مالک کو واپس کیا جائے گا، اور میری رائے یہ ہے کہ وہ عورت اپنے شوہر کے پاس لوٹا دی جائے، اور اس پر تہمت لگانے والے پر حد جاری کی جائے۔

۱۰- امام شافعی کے ایک قول میں باغیوں کو ضامن قرار دیا جائے گا، اس سے کہ حضرت ابو بکرؓ فرمایا: ”تم ہمارے مقتولوں کی ویت کرو گے، ہم تمہارے مقتولوں کی ویت اور انہیں کریں گے“ (۱)، اور اس لئے بھی کہ یہ جائیں، اور مولد مسموم ہیں، نہیں مباح، کسی جابر وفاق کی ضرورت کے بغیر نہایت کیا گیا ہے، تو اس کا ضمان واجب ہوگا، جس طرح غیر جنگی حالت میں ۱۳۰ الف پر ضمان ہوتا ہے (۲)۔

(۱) انبی ۸/۱۱۳۔

ابن قدامہ نے اس رائے سے حضرت ابو بکر کا رجوع نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس رائے پر عمل نہیں کیا، اور یہ معتول نہیں کہ انہوں نے کسی پر مالی تاوان اس وجہ سے لاد کر دیا، اگر مرقیہ کے حق میں تاوان واجب بھی قرار دیا جائے تو بھی یہی صورت میں لازم نہیں ہوگا، اس لئے کہ باغی تاویل کر دے والے مسلمان ہیں۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۳۳/۱۲۴، البدائع ۷/۳۱۲، تبیین الحقائق ۳/۴۹۱، حاشیہ الدررستی ۳/۴۹۹، الحج والکلیل ۱/۲۷۸-۲۷۹، نہایت المحتاج ۲/۳۸۵، انبی ۸/۱۱۳۔

باقی قیدی:

۲۰- باقی قیدیوں کے ساتھ خصوصی معاملہ کیا جائے گا، اس لئے کہ ان سے جنگ کرنا محض ان کے شر کے دفع کے لئے ہے تو ان کے ساتھ صرف اسی قدر عمل مباح ہوگا جس سے قتال کا دفع ہو، لہذا ان کا کوئی گروہ نہ ہو تو بالاتفاق انہیں قتل نہیں کیا جائے گا جس کی وجہ پیچھے گزر چکی ہے اسی لئے نہیں مطلقاً غلام نہیں بنایا جائے گا خود ان کا کوئی گروہ ہو یا نہ ہو اس مسئلہ پر اتفاق ہے اس لئے کہ وہ آزاد مسلمان ہیں، ان کے بچوں و عورتوں کو بھی رفاقت نہیں کیا جائے گا^(۱)۔

گروہ کا گروہ ہو تو بھی مالک^(۲)، شافعیہ^(۳) اور حنابلہ^(۴) کے نزدیک نہیں قتل نہیں کیا جائے گا، لیکن مالک^(۲) میں سے عبد الملک کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی باقی قید کر لیا جائے اور جنگ ختم ہوئی ہو تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا، مگر جنگ جاری ہو تو تمام کو قتل ہے کہ اگر اس سے غریبہ محسوس کرے تو اسے قتل کر دے^(۵)۔

(۱) تبیین الفتاویٰ ۲۹۵، شرح المسیر و بلاد الملک ۱۵۴، مجمعۃ العمل ۵۳، ۱۱۸، الفروع ۵۳

علامہ کیل کہتے ہیں: اگر اس مسئلہ پر اجماع قائم نہ ہو چکا ہو تو ان کے ملک کاٹے جائے پر بعض واقعات سے استدلال ممکن ہوتا، ابن ابی شیبہ (۲۶۳/۵) نے اپنی سند سے ابو یوسف سے نقل کیا ہے کہ جب نعل حمل کو شکست ہو گئی تو حضرت علیؑ نے کہا جو لوگ جنگ سے علاحدہ ہیں انہیں مت پکڑو جو تھکے اور چاروں نور ہیں وہ تم لے لو لیکن کوئی عورت تمہاری ام ولد نہیں ہوگی، اور جس خاتون کا شوہر مارا گیا وہ چار ماہ دس دن صحت گزارے تو لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین ان کا خون تو ہمارے لئے حلال ہے پھر ان کی حوریں حلال نہیں؟ لوگوں نے آپ سے حجت کی تو آپ نے کہا اچھا عورتوں کو لڑاؤ اور مانتے پر قہر اندازی کرو کہ وہی تو سربراہ ہوتا کہ ہیں اس طرح حضرت علیؑ نے انہیں خاصوش کیا (فتح ۲۳۳)۔

(۲) حاشیہ مدرستی ۲۹۹

(۳) لمعرب ۱۱۹

(۴) مجلس ۱۱۳، کتاب الفتاویٰ ۱۶۲-۱۶۳

(۵) فتاویٰ الکلیل ۲۷۸

مالکیہ کی بعض کتابوں میں ہے کہ اگر جنگ بند ہونے کے بعد ہی کو قید کیا جائے تو اس سے توبہ رائی جائے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے گا، مگر کہا گیا ہے کہ اس کی تائید کی جائے کی قتل نہیں کیا جائے گا^(۱)۔

شافعیہ نے کہا ہے کہ اگر باقی قیدی کو قتل کر دیا جائے تو اس کی اہمیت کا خیال دینا ہوگا اس لئے کہ قیدی وہ ہے جس کا خوب محفوظ ہو گیا ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ اس کو قتل کرنے پر تناسل لازم آئے گا، ایک قول یہ بھی ہے کہ اس میں قصاص نہیں ہوگا، اس لئے کہ تمام ابوحنیفہ نے اس کے قتل کو جائز قرار دیا ہے تو اس مسئلہ میں شبہ پیدا ہو گیا^(۲)، اگر قیدی بالغ ہو اور اطاعت قبول کر لے تو اسے آزاد کر دیا جائے گا، اگر اطاعت قبول نہ کرے تو جنگ ختم ہونے تک اسے محبوس رکھا جائے گا^(۳)، اگر تمام یا بچہ ہو تو قید میں یا چاہے گا، اس لئے کہ وہ بیعت کی اہلیت والوں میں نہیں ہے، بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ اسے بھی قید میں رکھا جائے گا، اس سے کہ ان کے قید سے بھی باغیوں کی دل شکنی ہوگی^(۴)، یہی رائے حنابلہ کی بھی ہے^(۵)۔

حنفیہ کی رائے ہے کہ اگر قیدی کا کوئی گروہ ہو تو تمام کو اختیار ہوگا، اگر چاہے تو اسے قتل کر دے یا چاہے تو بقدر امکان اس کے شر کے دفع کے لئے قید رکھے، جس اقدام سے باغیوں کی قوت زیادہ نہ ہو، یہ وہی کے مطابق تمام فیصلہ کرے گا^(۶)۔

(۱) بدیع المجتہد ۳۹۸/۲

(۲) لمعرب ۲۲۰

(۳) لمعرب ۲۲۰، کتاب الفتاویٰ ۱۶۵

(۴) لمعرب ۲۲۰، نہایۃ المحتاج ۳۸۷

(۵) کتاب الفتاویٰ ۱۶۵

(۶) حاشیہ ابن عابدین ۳۱۱

قیدیوں کا فدیہ:

۲۱- فقہاء نے تصرحت کی ہے کہ اہل عدل قیدیوں کے فدیہ میں بائیں قیدیوں کو دینا جائز ہے، فقہاء کہتے ہیں: بائیں اہل عدل قیدیوں کو قتل کر دیں تو اہل عدل کے لئے جائز نہیں ہوگا کہ بائیں قیدیوں کو قتل کریں، اس سے کہ بائیں قیدی دوسروں کے فدیہ میں قتل نہیں لے جائیں گے، اور اگر بائیں قیدیوں کو فدیہ میں چھوڑنا قبول نہ کریں اور نہیں قید رکھیں تو ان کا فدیہ کہتے ہیں: اہل عدل کے لئے اس جو ان کی بھی گنجائش ہے کہ بائیں قیدیوں کو قیدی رکھیں جب تک ان کے عوض اپنے قیدیوں کی رہائی کی صورت نہ نکل آئے، اور یہ بھی محتمل ہے کہ بائیں قیدیوں کو قید رکھا جائے نہ ہو اور انہیں رہا کر دیا جائے، اس لئے کہ اہل عدل قیدیوں کو قید رکھے گا تا کہ بائیں قیدیوں کے سر نہیں ہے (۱)۔

بائیں قیدیوں سے متعلق تفصیل کے لئے اصطلاح ”اسری“ دیکھی جائے۔

باغیوں سے مصالحت:

۲۲- فقہاء کا اتفاق ہے کہ باغیوں سے صلح کر لینا جائز نہیں ہے، مگر امام مالک پر مصالحت کر لے تو مصالحت باطل ہوگی (۲)۔ اور بائیں بغیر مال کے جنگ بندی پر صلح کا مطالبہ کریں تو یہ پیشکش اسی وقت قبول کی جائے گی جب اس میں فدیہ ہو، اور امام یہ دیکھتے کہ ان کا ارادہ رجوع فی الی حق اور معرفت حق کا ہے تو انہیں مہلت دے گا، بن لہذا کہتے ہیں: ان امور پر ان تمام اہل علم کا اتفاق ہے جن کی رائے میں سے محفوظ رکھی ہیں، عین اُمر باغیوں کا مقصود یہ ہو کہ مقابلہ کے سے وہ کچھ ہوئیں، مکمل آجائے یا اچانک امام پر حملہ آور

ہو جائے: ایسی صورت میں امام فوری کارروائی کرے گا، ورنہیں صلت نہیں، گے (۱)۔

اور مصالحت ہو جائے اور ہر فریق دوسرے فریق کے پاس رہن رکھے، کہ اگر کوئی فریق اندر نہ گے گا تو دوسرا فریق رہن میں رکھے گے تو وہ قتل کرے گا پھر بائیں اندر کریں اور رہن کو بھی قتل کر دیں تو اہل عدل کے لئے جائز نہیں ہوگا کہ وہ بھی رہن کو قتل کر دیں بلکہ اہل عدل رہن کو قید رکھیں گے تا آنکہ باغی مالک ہو جائیں یا توبہ کر لیں، اس لئے کہ رہن کے لوگ مصالحت کی وجہ سے ماموں ہو چکے ہیں، نیز انہیں رہن کے طور پر لیتے وقت مال دینا چاہتا ہے، دوسروں کے اندر پر ان سے معاوضہ نہیں یا جائز نہیں، انہیں قید رکھا جائے گا تا کہ اپنے سر دوسروں کو شامل نہ ہو جائیں (۲)، اور ان کی قوت میں نہ آئے بن کر جنگ کی آگ کھڑی نہ کرے گا نہ کاہن کا سبب بنیں۔

۲۳- اگر بائیں اہل عدل کو رہن دیں کہ ان کو مہلت دی جائے تو اس غرض کے لئے یہ رہن بجا جائیں ہوگا، اس سے کہ رہن کو قتل کرنا ان کے اصحاب کے اندر کی وجہ سے جائز نہیں ہوتا ہے، اور اگر باغیوں کے قبضہ میں کچھ اہل عدل قیدی ہوں، اور ان کے عوض وہ کچھ لوگوں کو بطور رہن پیش کریں تو امام انہیں قبول کرے گا، اور اہل عدل کے سے مدد کا ذریعہ بنائے گا، اور اگر وہ اہل عدل قیدیوں کو رہا کریں تو امام ان کے رہن کو رہا کر دے گا، اور اگر وہ ان کو قتل کر دیں تو امام ان کے رہن کو قتل نہیں کرے گا، اس لئے کہ رہن کے لوگ دوسروں کے قتل کرنے کی وجہ سے قتل نہیں کئے جائیں گے، کیونکہ وہ امن و امان پا چکے ہیں، اور جنگ ختم ہو جائے تو رہن کو چھوڑ دیا جائے گا جس طرح

(۱) النسخ ۳۱۵، حاشیہ ابن ماجہ ۳۱۱/۳، شرح الکبیر، جامعہ اسلامی

۳۱۹/۳، ج ۱، ص ۸۶/۲، ۲۷۸/۲، ۲۱۹/۲، ص ۸۸، ۸۹۔

(۲) النسخ ۳۱۵، ص ۱۶۳۔

(۱) ایسی ۱۱۵/۸، کتاب قتال، ص ۱۶۵۔

(۲) الاطحا مہذبہ، باب قتال، ص ۳۰۔

اس کے قیدیوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے^(۱)۔

کن باغیوں کا قتل جائز نہیں:

۲۴- فقہاء اس قاعدہ کی اصل پر اتفاق ہے کہ اہل حرب میں سے ان لوگوں جیسے عورتوں، بچوں، بوڑھوں، اور امدہوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ باغیوں میں سے بھی اس لوگوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے بشرطیکہ وہ جنگ میں شریک نہ ہوں، اس لئے کہ باغیوں کا قتل ان کے قتال کے شر کو دفع کرنے کے لئے ہے لہذا قتل کا جواز اہل قتال کے ساتھ مخصوص رہے گا۔ اور یہ مذکورہ لوگ عادیہ قتال کرنے والے نہیں ہوئے۔ لہذا قتل نہیں کیا جائے گا سوائے اس کے کہ وہ خود قتال میں حصہ لیں^(۲)، خود تحریض، ترغیب، دلائے کی صورت میں حصہ ہو کہ یہ بھی معنوی اعتبار سے قتال ہے، ایسی صورت میں بچہ اور معذور (کم عقل) کے علاوہ لوگوں کو قتل کرنا مباح ہوگا، بچہ اور معذور کے سلسلہ میں اصل یہ ہے کہ ان دونوں کا قتل قصد نہیں کیا جائے گا، لیکن اگر یہ حقیقتاً یا معنوی جنگ میں حصہ لیں تو دوران جنگ ان کا قتل جائز ہوگا^(۳)۔

مغنیہ کے نزدیک عام کو اختیار ہے کہ باغی قیدیوں کو قتل کرے یا ان میں قید رکھے ان کے رہنے کو چھوڑ دے، غیہ و قتال کریں یا تحریض، ترغیب، دلائے کا قتل جائز ہے، ایسے لوگ جنگ کے دوران یہ جنگ سے فراریت کے بعد قتل کے جائز ہیں، لیکن بچہ اور معذور کو جنگ ختم ہونے کے بعد قتل نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ جنگ بند ہونے کے بعد قتل یا گرفتاری بطور عادیہ ہوتی ہے، اور یہ

انہوں سزا کے اہل نہیں ہیں، جہاں تک دوران جنگ اس کے قتل کا تعلق ہے تو یہ ان کے شر کے دفع کے لئے ہے جس طرح حملہ آور کا قتل کیا جاتا ہے^(۱)۔

مثالہ کہتے ہیں: اگر باغیوں کے ساتھ عام عورتیں، بچے بھی آئیں تو سارے آنے والوں سے مقصد کیا جائے گا لیکن پیچھے پیچھے رہنے والے نہیں ہوں تو نہیں بھی اور سارے ترالوں اور بالغ مردوں کی طرح چھوڑ دیا جائے گا، اس لئے کہ اس سے جنگ دفع شر کے لئے ہے، اگر اس میں سے کوئی کسی انسان کو قتل کرنا چاہے تو اس سے مقابلہ اور قتال جائز ہوگا۔

مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ اگر باغی چھوٹے بچوں کو ڈھال بنائیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے گا، والا یہ کہ ان کو چھوڑ دینے میں کفر مسلمانوں کی بجائی لازم آتی ہو^(۲)۔

قدرت کے باوجود جنگ نہ کرنے والوں کا باغیوں کے ساتھ شریک ہونا:

۲۵- اگر باغیوں کے ساتھ ایسے لوگ بھی میدان میں ہوں جو جنگ نہ کریں، حالانکہ وہ جنگ کی قدرت رکھتے ہوں تو مقصد میں قتل کرنا جائز نہیں ہوگا، اس لئے کہ باغیوں سے قتال کا مقصد انہیں روکنا ہے، اور ایسے لوگوں نے خود ہی اپنے آپ کو روک لیا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَدِّيًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ" (۳) (اور جو کوئی کسی مؤمن کو قصد قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے)، یہ آیت بتاتی ہے کہ عام حالات میں مؤمن کا عمدہ قتل حرام

(۱) البدیع ۷/۱۰۱، ابن ماجہ ۳/۱۱، ابوداؤد ۴۲۰۰/۲، حاکم ۴/۲۸۰

الدرستی ۳/۲۹۹، مجمع الزوائد ۱۱/۲۷۸

(۲) کتاب القتل ۱/۳۳، انصاری ۱۱/۸۰، الدرستی ۳/۹۹

(۳) سورہ بقرہ ۱۷۳

(۱) البدیع ۷/۱۰۱، البدیع ۳/۱۵، ابوداؤد ۴۲۰۰/۲، انصاری ۱۱/۸۰، حاکم ۴/۲۸۰

(۲) حاکم ۴/۲۸۰، ابن ماجہ ۳/۱۱، البدیع ۷/۱۰۱، حاکم ۴/۲۸۰، الدرستی ۳/۹۹

ابوداؤد ۴۲۰۰/۲، انصاری ۱۱/۸۰

(۳) البدیع ۷/۱۰۱

”لَا تُلَاقُوا عَصْمَا مِی دِمَاءِ هُم وَنُفُوسِهِمْ“ (۱) اگر وہ (کلمہ اسلام) کو کہہ لیں تو وہ مجھ سے اپنے خون اور مال کو محفوظ کر لیں گے) اور باغی مسلمان ہے، غیر ذی رحم مہربانی کا قتل ان کے دفع شر کے لئے ہے، اس لئے نہیں کہ ان میں شرک ہے، اور دفع شر کی تکمیل صرف دفاع اور دوسرے کی طرف سے باغی کو قتل کرنا، بے سبب بن جانے سے ہو جاتی ہے (۲)۔

مالکیہ نے کہا انسان کے لئے مکروہ ہے کہ اپنے باغی باپ کو قتل کرے، ماں کا حکم بھی باپ کی طرح ہے، بلکہ ماں کے قتل کی رات پرچہ اولیٰ ہے کہ اس کی فطرت میں شفقت و محبت رچی ہوئی ہے، چنے و دانہ بھٹی اور بیٹے کا قتل مکروہ نہیں ہے (۳)، ابن حنبل نے فرمایا: کوئی حرت نہیں کہ انسان باغیوں سے مقابلہ میں اپنے بھائی اور بہن کو قتل کرے، جہاں تک صرف والد کا تعلق ہے تو میں والد کا عہد اقل پسند نہیں کرتا، ابن عبد السلام نے باغی بیٹے کے قتل کا جواز نقل کیا ہے، لیکن یہ رائے غیر مشہور ہے (۴)۔

در ثانی یہ کہ: دی رحم نحریم کے قتل کا قصد مکروہ ہے، جیسا کہ کفار سے قتال میں ان کا قتل مکروہ ہے، اگر وہ قتال کرے تو اس کا قتل مکروہ نہیں ہے، نابہ کے مکروہ کی رحم نحریم باغی کا قتل صحیح قول کی رو سے مکروہ ہے، اس قدر سے قاضی سے غل یا بے کمرہ نہیں ہے، اس سے کہ یہ حق کی بنیاد پر قتل ہے، لہذا یہ اس پر نہ جاری کرنے کے مستحب ہے (۵)۔

(۱) حدیث: ”لَا تُلَاقُوا عَصْمَا“ کی روایت بخاری (فتح ۱۱۲/۱ طبع المنصر) ورمس ۵۳ طبع کتب کے ہے۔

(۲) البدیع ۷/۱۳۸، حاشیہ ابن ملبین ۱۱۳۸، فتح ۱۱۳۸، تبیین الحقائق ۲۷۶۔

(۳) حاشیہ ردی ۳۰۰، شرح المنیر ۲۹۹۔

(۴) البدیع ۱/۱۶۹۔

(۵) لکھنؤ ۲۴۰، نہایت البدیع ۷/۸۷، کتاب الفتاویٰ ۱۳۸، انہی ۸/۸۔

مقتول باغی سے عادل کی مرثیہ وراثت کے برعکس:

۲۷- حنفیہ اور مالکیہ کی رائے ہے کہ یہی کتابد میں سے ابو بکر کی رائے ہے کہ عادل اپنے باغی رشتہ رکا وراثت ہوگا جسے اس نے قتل کیا ہے، اس لئے کہ یہ حق کی بنیاد پر قتل ہے لہذا یہ مرثیہ سے مانع نہیں ہوگا جیسے کہ قصاص کا قتل (باغی میراث میں مانع نہیں ہوتا)، اور اس نے بھی کہ ماتی کا قتل واجب ہے اور اس کے قاتل پر کوئی سزا نہیں ہے اور نہ ضمان واجب ہوتا ہے۔ تو ان طرح وہ قاتل وراثت سے بھی محروم نہیں کیا جائے گا، اور اسی طرح اگر باغی اپنے والد رشتہ دار کو قتل کرے تو مالکیہ نیز کتابد میں سے ابو بکر کے ایک یہی حکم ہوگا (۱) کہ سبقت، قاتل ہے کہ اس کے درمیان باہم یہ مرثیہ قائم رہے گی (۲)۔

لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر باغی اپنے ماں رشتہ دار کو قتل کر دے اور عورتی کرے کہ میں حق پر ہوں تو وہ باغی امام ابو حنیفہ و امام محمد کے نزدیک وارث ہوگا، امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں، اور اگر باغی یہ کہے کہ میں نے اسے قتل کیا اور میں باطل پر ہوں تو اس صورت میں امام ابو حنیفہ و اصحاب کے نزدیک بلا تعلق وہ وارث نہیں ہوگا، امام ابو حنیفہ کا استدلال یہ ہے کہ اس نے جو کچھ بھی تلف کیا تاویل فاسد کا سہارا لے رہا ہے، اور فاسد تاویل کے ساتھ اگر قوت بھی شامل ہو جائے تو وہ صحیح سے ملحق ہو جاتی ہے، اس تاویل پر چہلی سہ فاسد ہے لیکن اس کی وجہ سے ضمان ساقط ہو جاتا ہے تو اسی طرح اس کی وجہ سے مرثیہ سے محرومی نہیں لازم آئے گی، جیسا کہ اس کے متقا میں وی تاویل صحیح ہے (۳)۔

ثانی یہ کہ رائے ہے کہ یہی کتابد میں سے اس حاشیہ قاتل ہے

(۱) انہی ۸/۱۱۸، کتاب الفتاویٰ ۱۳۸۔

(۲) البدیع ۱/۱۶۹، حاشیہ ردی ۳۰۰، شرح المنیر ۲۹۹۔

(۳) فتح ۱۱۳۸، تبیین الحقائق ۲۷۶، ۲۹۵۔

کہ مندرجہ ذیل حدیث کے عموم کی بنیاد پر وہ شخص وارث نہیں ہوگا۔ حدیث ہے: "لَيْسَ لِقَاتِلِ شَيْءٍ" (۱) (قاتل کے لئے کوئی شئی نہیں ہے)۔ یہی حکم اس باغی کا ہوگا جس نے عادل کو قتل کیا ہو (۲)۔ اور شافعیہ نے صراحت کی ہے کہ قاتل اپنے مقتول کا مطلق وارث نہیں ہوگا (۳)۔

باغیوں سے قتل کے لئے کن اسلحوں کا استعمال جائز ہے: ۲۸- حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک باغیوں سے قتال میں اگر وہ قلعہ بند ہو گئے ہوں، ہر اس اسلحہ کا استعمال درست ہے جس سے اہل حرب سے جنگ کی جاتی ہے جیسے گولہ، تیر اندازی، مینتق (توپ)، جگ لگا، ڈوینا، رسد اور پانی کی سپلائی کاٹ دینا وغیرہ۔ یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب باغی تو اہل بیتوں کا استعمال کریں۔ اس لئے کہ باغیوں سے قتل س کے شر کے نفع اور اس کی قوت و شوکت کو توڑنے کے لئے ہوتا ہے، لہذا جن ذرائع سے یہ مقاصد حاصل ہوں ان کا استعمال ان سے قتال میں یا جائے گا (۴)۔ مالکیہ سے کہا: کہ اگر ان میں عورتیں اور بچے بھی ہوں تو ان پر آگ نہیں چھینگی جائے گی (۵)۔

شافعیہ و حنبلیہ نے کہا: کہ آگ اور مینتق (توپ) کے ذریعہ ان

(۱) حدیث: "لَيْسَ لِقَاتِلِ شَيْءٍ" کو امام مالک نے ۳۷۵ (۸۶۷ء) طبع (۲) میں مرسل روایت کیا ہے اور بخاری نے لفظ "القاتل لا یورث" کے ساتھ اسی کی روایت کی ہے اس کی سند میں کلام ہے بخاری نے کہا اس کے شواہد سے اس کو تقویہ سے ہو جاتی ہے (سنن ابی یوسف ۲۲۰/۱ طبع دار الفکر) (۳) حنفیہ و حنبلیہ کے

(۲) ابی ۱۱۸/۸

(۳) منہج الفقہاء حنفیہ و حنبلیہ ج ۱ ص ۳۸

(۴) منہج ۱۱۸/۷، حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۱۳، فتح ۱۱ ص ۱۱۳

(۵) شرح الکبیر و حاشیہ الدسوقی ص ۲۹۹، منہج و الاکلیل ۲۷۸/۶

سے قتال جائز نہیں ہے، اور نہ ہی کسی سے بڑے ذریعہ کا استعمال جائز ہے جس کا نقصان عام ہو جیسے بونا، زبردست تھاکس یا بچھوڑنا، نہ ہی ان کا محاصرہ کرنا اور کھانا پانی کی سپلائی کا قطع کر دینا جائز ہے، والا یہ کہ کوئی ضرورت ہو مثلاً دشمنوں نے یہ ذریعہ اختیار کر کے ہوں یا ہمارے محاصرہ کر لیا ہو اور اس ذریعہ کے بغیر دشمن نہیں نہ ہو تو یہی صورت میں یہ عمل اس سے کٹو خلاصی کی نیت سے انجام دیا جائے گا نہ کہ اس کے قتل کے مقصد سے (۱)۔ اس لئے کہ جو قتال نہ کرے اس کا قتل جائز نہیں ہے، اور جن چیزوں کا نقصان عمومی ہوتا ہے اس کی رو میں قتال کرنے والے اور نہ کرنے والے دونوں آتے ہیں۔

باغیوں کا ان سے مقبوضہ ہتھیار سے مقابلہ:

۲۹- حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک جائز ہے اور یہی حنابلہ کی ایک رائے ہے کہ باغیوں کا مقابلہ اہل حق کے اسلحوں، گھوڑوں اور ان سامان جنگ سے یا جائے جن پر قبضہ کر لیا گیا ہو، اگر اہل عدل کو اس کی ضرورت پیش آئے، اس سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باغیوں سے مقبوضہ ہتھیار کو اپنے اصحاب میں بصرہ میں تقسیم کیا تھا اور یہ تقسیم ضرورت کی بنیاد پر تھی، اسلحوں کا مالک نہیں بنایا گیا تھا، اور اس لئے بھی کہ امام بوقت ضرورت اہل عدل کے ہاں میں بھی ایسا تصرف کرتا ہے تو باغیوں کے ہاں میں بدرجہ اولیٰ درست ہوگا (۲)۔

ابن قدامہ نے قاضی سے نقل کیا ہے کہ امام احمد نے ورنہ جنگ ان اسلحوں سے انتفاع کے جوڑ کا ثناء دیا ہے، ان سے

(۱) منہج المحتاج ۷۸/۷، ۷۸/۸، ۷۸/۹، ۷۸/۱۰، ۷۸/۱۱، ۷۸/۱۲، ۷۸/۱۳، ۷۸/۱۴، ۷۸/۱۵، ۷۸/۱۶، ۷۸/۱۷، ۷۸/۱۸، ۷۸/۱۹، ۷۸/۲۰، ۷۸/۲۱، ۷۸/۲۲، ۷۸/۲۳، ۷۸/۲۴، ۷۸/۲۵، ۷۸/۲۶، ۷۸/۲۷، ۷۸/۲۸، ۷۸/۲۹، ۷۸/۳۰، ۷۸/۳۱، ۷۸/۳۲، ۷۸/۳۳، ۷۸/۳۴، ۷۸/۳۵، ۷۸/۳۶، ۷۸/۳۷، ۷۸/۳۸، ۷۸/۳۹، ۷۸/۴۰، ۷۸/۴۱، ۷۸/۴۲، ۷۸/۴۳، ۷۸/۴۴، ۷۸/۴۵، ۷۸/۴۶، ۷۸/۴۷، ۷۸/۴۸، ۷۸/۴۹، ۷۸/۵۰، ۷۸/۵۱، ۷۸/۵۲، ۷۸/۵۳، ۷۸/۵۴، ۷۸/۵۵، ۷۸/۵۶، ۷۸/۵۷، ۷۸/۵۸، ۷۸/۵۹، ۷۸/۶۰، ۷۸/۶۱، ۷۸/۶۲، ۷۸/۶۳، ۷۸/۶۴، ۷۸/۶۵، ۷۸/۶۶، ۷۸/۶۷، ۷۸/۶۸، ۷۸/۶۹، ۷۸/۷۰، ۷۸/۷۱، ۷۸/۷۲، ۷۸/۷۳، ۷۸/۷۴، ۷۸/۷۵، ۷۸/۷۶، ۷۸/۷۷، ۷۸/۷۸، ۷۸/۷۹، ۷۸/۸۰، ۷۸/۸۱، ۷۸/۸۲، ۷۸/۸۳، ۷۸/۸۴، ۷۸/۸۵، ۷۸/۸۶، ۷۸/۸۷، ۷۸/۸۸، ۷۸/۸۹، ۷۸/۹۰، ۷۸/۹۱، ۷۸/۹۲، ۷۸/۹۳، ۷۸/۹۴، ۷۸/۹۵، ۷۸/۹۶، ۷۸/۹۷، ۷۸/۹۸، ۷۸/۹۹، ۷۸/۱۰۰، ۷۸/۱۰۱، ۷۸/۱۰۲، ۷۸/۱۰۳، ۷۸/۱۰۴، ۷۸/۱۰۵، ۷۸/۱۰۶، ۷۸/۱۰۷، ۷۸/۱۰۸، ۷۸/۱۰۹، ۷۸/۱۱۰، ۷۸/۱۱۱، ۷۸/۱۱۲، ۷۸/۱۱۳، ۷۸/۱۱۴، ۷۸/۱۱۵، ۷۸/۱۱۶، ۷۸/۱۱۷، ۷۸/۱۱۸، ۷۸/۱۱۹، ۷۸/۱۲۰، ۷۸/۱۲۱، ۷۸/۱۲۲، ۷۸/۱۲۳، ۷۸/۱۲۴، ۷۸/۱۲۵، ۷۸/۱۲۶، ۷۸/۱۲۷، ۷۸/۱۲۸، ۷۸/۱۲۹، ۷۸/۱۳۰، ۷۸/۱۳۱، ۷۸/۱۳۲، ۷۸/۱۳۳، ۷۸/۱۳۴، ۷۸/۱۳۵، ۷۸/۱۳۶، ۷۸/۱۳۷، ۷۸/۱۳۸، ۷۸/۱۳۹، ۷۸/۱۴۰، ۷۸/۱۴۱، ۷۸/۱۴۲، ۷۸/۱۴۳، ۷۸/۱۴۴، ۷۸/۱۴۵، ۷۸/۱۴۶، ۷۸/۱۴۷، ۷۸/۱۴۸، ۷۸/۱۴۹، ۷۸/۱۵۰، ۷۸/۱۵۱، ۷۸/۱۵۲، ۷۸/۱۵۳، ۷۸/۱۵۴، ۷۸/۱۵۵، ۷۸/۱۵۶، ۷۸/۱۵۷، ۷۸/۱۵۸، ۷۸/۱۵۹، ۷۸/۱۶۰، ۷۸/۱۶۱، ۷۸/۱۶۲، ۷۸/۱۶۳، ۷۸/۱۶۴، ۷۸/۱۶۵، ۷۸/۱۶۶، ۷۸/۱۶۷، ۷۸/۱۶۸، ۷۸/۱۶۹، ۷۸/۱۷۰، ۷۸/۱۷۱، ۷۸/۱۷۲، ۷۸/۱۷۳، ۷۸/۱۷۴، ۷۸/۱۷۵، ۷۸/۱۷۶، ۷۸/۱۷۷، ۷۸/۱۷۸، ۷۸/۱۷۹، ۷۸/۱۸۰، ۷۸/۱۸۱، ۷۸/۱۸۲، ۷۸/۱۸۳، ۷۸/۱۸۴، ۷۸/۱۸۵، ۷۸/۱۸۶، ۷۸/۱۸۷، ۷۸/۱۸۸، ۷۸/۱۸۹، ۷۸/۱۹۰، ۷۸/۱۹۱، ۷۸/۱۹۲، ۷۸/۱۹۳، ۷۸/۱۹۴، ۷۸/۱۹۵، ۷۸/۱۹۶، ۷۸/۱۹۷، ۷۸/۱۹۸، ۷۸/۱۹۹، ۷۸/۲۰۰، ۷۸/۲۰۱، ۷۸/۲۰۲، ۷۸/۲۰۳، ۷۸/۲۰۴، ۷۸/۲۰۵، ۷۸/۲۰۶، ۷۸/۲۰۷، ۷۸/۲۰۸، ۷۸/۲۰۹، ۷۸/۲۱۰، ۷۸/۲۱۱، ۷۸/۲۱۲، ۷۸/۲۱۳، ۷۸/۲۱۴، ۷۸/۲۱۵، ۷۸/۲۱۶، ۷۸/۲۱۷، ۷۸/۲۱۸، ۷۸/۲۱۹، ۷۸/۲۲۰، ۷۸/۲۲۱، ۷۸/۲۲۲، ۷۸/۲۲۳، ۷۸/۲۲۴، ۷۸/۲۲۵، ۷۸/۲۲۶، ۷۸/۲۲۷، ۷۸/۲۲۸، ۷۸/۲۲۹، ۷۸/۲۳۰، ۷۸/۲۳۱، ۷۸/۲۳۲، ۷۸/۲۳۳، ۷۸/۲۳۴، ۷۸/۲۳۵، ۷۸/۲۳۶، ۷۸/۲۳۷، ۷۸/۲۳۸، ۷۸/۲۳۹، ۷۸/۲۴۰، ۷۸/۲۴۱، ۷۸/۲۴۲، ۷۸/۲۴۳، ۷۸/۲۴۴، ۷۸/۲۴۵، ۷۸/۲۴۶، ۷۸/۲۴۷، ۷۸/۲۴۸، ۷۸/۲۴۹، ۷۸/۲۵۰، ۷۸/۲۵۱، ۷۸/۲۵۲، ۷۸/۲۵۳، ۷۸/۲۵۴، ۷۸/۲۵۵، ۷۸/۲۵۶، ۷۸/۲۵۷، ۷۸/۲۵۸، ۷۸/۲۵۹، ۷۸/۲۶۰، ۷۸/۲۶۱، ۷۸/۲۶۲، ۷۸/۲۶۳، ۷۸/۲۶۴، ۷۸/۲۶۵، ۷۸/۲۶۶، ۷۸/۲۶۷، ۷۸/۲۶۸، ۷۸/۲۶۹، ۷۸/۲۷۰، ۷۸/۲۷۱، ۷۸/۲۷۲، ۷۸/۲۷۳، ۷۸/۲۷۴، ۷۸/۲۷۵، ۷۸/۲۷۶، ۷۸/۲۷۷، ۷۸/۲۷۸، ۷۸/۲۷۹، ۷۸/۲۸۰، ۷۸/۲۸۱، ۷۸/۲۸۲، ۷۸/۲۸۳، ۷۸/۲۸۴، ۷۸/۲۸۵، ۷۸/۲۸۶، ۷۸/۲۸۷، ۷۸/۲۸۸، ۷۸/۲۸۹، ۷۸/۲۹۰، ۷۸/۲۹۱، ۷۸/۲۹۲، ۷۸/۲۹۳، ۷۸/۲۹۴، ۷۸/۲۹۵، ۷۸/۲۹۶، ۷۸/۲۹۷، ۷۸/۲۹۸، ۷۸/۲۹۹، ۷۸/۳۰۰، ۷۸/۳۰۱، ۷۸/۳۰۲، ۷۸/۳۰۳، ۷۸/۳۰۴، ۷۸/۳۰۵، ۷۸/۳۰۶، ۷۸/۳۰۷، ۷۸/۳۰۸، ۷۸/۳۰۹، ۷۸/۳۱۰، ۷۸/۳۱۱، ۷۸/۳۱۲، ۷۸/۳۱۳، ۷۸/۳۱۴، ۷۸/۳۱۵، ۷۸/۳۱۶، ۷۸/۳۱۷، ۷۸/۳۱۸، ۷۸/۳۱۹، ۷۸/۳۲۰، ۷۸/۳۲۱، ۷۸/۳۲۲، ۷۸/۳۲۳، ۷۸/۳۲۴، ۷۸/۳۲۵، ۷۸/۳۲۶، ۷۸/۳۲۷، ۷۸/۳۲۸، ۷۸/۳۲۹، ۷۸/۳۳۰، ۷۸/۳۳۱، ۷۸/۳۳۲، ۷۸/۳۳۳، ۷۸/۳۳۴، ۷۸/۳۳۵، ۷۸/۳۳۶، ۷۸/۳۳۷، ۷۸/۳۳۸، ۷۸/۳۳۹، ۷۸/۳۴۰، ۷۸/۳۴۱، ۷۸/۳۴۲، ۷۸/۳۴۳، ۷۸/۳۴۴، ۷۸/۳۴۵، ۷۸/۳۴۶، ۷۸/۳۴۷، ۷۸/۳۴۸، ۷۸/۳۴۹، ۷۸/۳۵۰، ۷۸/۳۵۱، ۷۸/۳۵۲، ۷۸/۳۵۳، ۷۸/۳۵۴، ۷۸/۳۵۵، ۷۸/۳۵۶، ۷۸/۳۵۷، ۷۸/۳۵۸، ۷۸/۳۵۹، ۷۸/۳۶۰، ۷۸/۳۶۱، ۷۸/۳۶۲، ۷۸/۳۶۳، ۷۸/۳۶۴، ۷۸/۳۶۵، ۷۸/۳۶۶، ۷۸/۳۶۷، ۷۸/۳۶۸، ۷۸/۳۶۹، ۷۸/۳۷۰، ۷۸/۳۷۱، ۷۸/۳۷۲، ۷۸/۳۷۳، ۷۸/۳۷۴، ۷۸/۳۷۵، ۷۸/۳۷۶، ۷۸/۳۷۷، ۷۸/۳۷۸، ۷۸/۳۷۹، ۷۸/۳۸۰، ۷۸/۳۸۱، ۷۸/۳۸۲، ۷۸/۳۸۳، ۷۸/۳۸۴، ۷۸/۳۸۵، ۷۸/۳۸۶، ۷۸/۳۸۷، ۷۸/۳۸۸، ۷۸/۳۸۹، ۷۸/۳۹۰، ۷۸/۳۹۱، ۷۸/۳۹۲، ۷۸/۳۹۳، ۷۸/۳۹۴، ۷۸/۳۹۵، ۷۸/۳۹۶، ۷۸/۳۹۷، ۷۸/۳۹۸، ۷۸/۳۹۹، ۷۸/۴۰۰، ۷۸/۴۰۱، ۷۸/۴۰۲، ۷۸/۴۰۳، ۷۸/۴۰۴، ۷۸/۴۰۵، ۷۸/۴۰۶، ۷۸/۴۰۷، ۷۸/۴۰۸، ۷۸/۴۰۹، ۷۸/۴۱۰، ۷۸/۴۱۱، ۷۸/۴۱۲، ۷۸/۴۱۳، ۷۸/۴۱۴، ۷۸/۴۱۵، ۷۸/۴۱۶، ۷۸/۴۱۷، ۷۸/۴۱۸، ۷۸/۴۱۹، ۷۸/۴۲۰، ۷۸/۴۲۱، ۷۸/۴۲۲، ۷۸/۴۲۳، ۷۸/۴۲۴، ۷۸/۴۲۵، ۷۸/۴۲۶، ۷۸/۴۲۷، ۷۸/۴۲۸، ۷۸/۴۲۹، ۷۸/۴۳۰، ۷۸/۴۳۱، ۷۸/۴۳۲، ۷۸/۴۳۳، ۷۸/۴۳۴، ۷۸/۴۳۵، ۷۸/۴۳۶، ۷۸/۴۳۷، ۷۸/۴۳۸، ۷۸/۴۳۹، ۷۸/۴۴۰، ۷۸/۴۴۱، ۷۸/۴۴۲، ۷۸/۴۴۳، ۷۸/۴۴۴، ۷۸/۴۴۵، ۷۸/۴۴۶، ۷۸/۴۴۷، ۷۸/۴۴۸، ۷۸/۴۴۹، ۷۸/۴۵۰، ۷۸/۴۵۱، ۷۸/۴۵۲، ۷۸/۴۵۳، ۷۸/۴۵۴، ۷۸/۴۵۵، ۷۸/۴۵۶، ۷۸/۴۵۷، ۷۸/۴۵۸، ۷۸/۴۵۹، ۷۸/۴۶۰، ۷۸/۴۶۱، ۷۸/۴۶۲، ۷۸/۴۶۳، ۷۸/۴۶۴، ۷۸/۴۶۵، ۷۸/۴۶۶، ۷۸/۴۶۷، ۷۸/۴۶۸، ۷۸/۴۶۹، ۷۸/۴۷۰، ۷۸/۴۷۱، ۷۸/۴۷۲، ۷۸/۴۷۳، ۷۸/۴۷۴، ۷۸/۴۷۵، ۷۸/۴۷۶، ۷۸/۴۷۷، ۷۸/۴۷۸، ۷۸/۴۷۹، ۷۸/۴۸۰، ۷۸/۴۸۱، ۷۸/۴۸۲، ۷۸/۴۸۳، ۷۸/۴۸۴، ۷۸/۴۸۵، ۷۸/۴۸۶، ۷۸/۴۸۷، ۷۸/۴۸۸، ۷۸/۴۸۹، ۷۸/۴۹۰، ۷۸/۴۹۱، ۷۸/۴۹۲، ۷۸/۴۹۳، ۷۸/۴۹۴، ۷۸/۴۹۵، ۷۸/۴۹۶، ۷۸/۴۹۷، ۷۸/۴۹۸، ۷۸/۴۹۹، ۷۸/۵۰۰، ۷۸/۵۰۱، ۷۸/۵۰۲، ۷۸/۵۰۳، ۷۸/۵۰۴، ۷۸/۵۰۵، ۷۸/۵۰۶، ۷۸/۵۰۷، ۷۸/۵۰۸، ۷۸/۵۰۹، ۷۸/۵۱۰، ۷۸/۵۱۱، ۷۸/۵۱۲، ۷۸/۵۱۳، ۷۸/۵۱۴، ۷۸/۵۱۵، ۷۸/۵۱۶، ۷۸/۵۱۷، ۷۸/۵۱۸، ۷۸/۵۱۹، ۷۸/۵۲۰، ۷۸/۵۲۱، ۷۸/۵۲۲، ۷۸/۵۲۳، ۷۸/۵۲۴، ۷۸/۵۲۵، ۷۸/۵۲۶، ۷۸/۵۲۷، ۷۸/۵۲۸، ۷۸/۵۲۹، ۷۸/۵۳۰، ۷۸/۵۳۱، ۷۸/۵۳۲، ۷۸/۵۳۳، ۷۸/۵۳۴، ۷۸/۵۳۵، ۷۸/۵۳۶، ۷۸/۵۳۷، ۷۸/۵۳۸، ۷۸/۵۳۹، ۷۸/۵۴۰، ۷۸/۵۴۱، ۷۸/۵۴۲، ۷۸/۵۴۳، ۷۸/۵۴۴، ۷۸/۵۴۵، ۷۸/۵۴۶، ۷۸/۵۴۷، ۷۸/۵۴۸، ۷۸/۵۴۹، ۷۸/۵۵۰، ۷۸/۵۵۱، ۷۸/۵۵۲، ۷۸/۵۵۳، ۷۸/۵۵۴، ۷۸/۵۵۵، ۷۸/۵۵۶، ۷۸/۵۵۷، ۷۸/۵۵۸، ۷۸/۵۵۹، ۷۸/۵۶۰، ۷۸/۵۶۱، ۷۸/۵۶۲، ۷۸/۵۶۳، ۷۸/۵۶۴، ۷۸/۵۶۵، ۷۸/۵۶۶، ۷۸/۵۶۷، ۷۸/۵۶۸، ۷۸/۵۶۹، ۷۸/۵۷۰، ۷۸/۵۷۱، ۷۸/۵۷۲، ۷۸/۵۷۳، ۷۸/۵۷۴، ۷۸/۵۷۵، ۷۸/۵۷۶، ۷۸/۵۷۷، ۷۸/۵۷۸، ۷۸/۵۷۹، ۷۸/۵۸۰، ۷۸/۵۸۱، ۷۸/۵۸۲، ۷۸/۵۸۳، ۷۸/۵۸۴، ۷۸/۵۸۵، ۷۸/۵۸۶، ۷۸/۵۸۷، ۷۸/۵۸۸، ۷۸/۵۸۹، ۷۸/۵۹۰، ۷۸/۵۹۱، ۷۸/۵۹۲، ۷۸/۵۹۳، ۷۸/۵۹۴، ۷۸/۵۹۵، ۷۸/۵۹۶، ۷۸/۵۹۷، ۷۸/۵۹۸، ۷۸/۵۹۹، ۷۸/۶۰۰، ۷۸/۶۰۱، ۷۸/۶۰۲، ۷۸/۶۰۳، ۷۸/۶۰۴، ۷۸/۶۰۵، ۷۸/۶۰۶، ۷۸/۶۰۷، ۷۸/۶۰۸، ۷۸/۶۰۹، ۷۸/۶۱۰، ۷۸/۶۱۱، ۷۸/۶۱۲، ۷۸/۶۱۳، ۷۸/۶۱۴، ۷۸/۶۱۵، ۷۸/۶۱۶، ۷۸/۶۱۷، ۷۸/۶۱۸، ۷۸/۶۱۹، ۷۸/۶۲۰، ۷۸/۶۲۱، ۷۸/۶۲۲، ۷۸/۶۲۳، ۷۸/۶۲۴، ۷۸/۶۲۵، ۷۸/۶۲۶، ۷۸/۶۲۷، ۷۸/۶۲۸، ۷۸/۶۲۹، ۷۸/۶۳۰، ۷۸/۶۳۱، ۷۸/۶۳۲، ۷۸/۶۳۳، ۷۸/۶۳۴، ۷۸/۶۳۵، ۷۸/۶۳۶، ۷۸/۶۳۷، ۷۸/۶۳۸، ۷۸/۶۳۹، ۷۸/۶۴۰، ۷۸/۶۴۱، ۷۸/۶۴۲، ۷۸/۶۴۳، ۷۸/۶۴۴، ۷۸/۶۴۵، ۷۸/۶۴۶، ۷۸/۶۴۷، ۷۸/۶۴۸، ۷۸/۶۴۹، ۷۸/۶۵۰، ۷۸/۶۵۱، ۷۸/۶۵۲، ۷۸/۶۵۳، ۷۸/۶۵۴، ۷۸/۶۵۵، ۷۸/۶۵۶، ۷۸/۶۵۷، ۷۸/۶۵۸، ۷۸/۶۵۹، ۷۸/۶۶۰، ۷۸/۶۶۱، ۷۸/۶۶۲، ۷۸/۶۶۳، ۷۸/۶۶۴، ۷۸/۶۶۵، ۷۸/۶۶۶، ۷۸/۶۶۷، ۷۸/۶۶۸، ۷۸/۶۶۹، ۷۸/۶۷۰، ۷۸/۶۷۱، ۷۸/۶۷۲، ۷۸/۶۷۳، ۷۸/۶۷۴، ۷۸/۶۷۵، ۷۸/۶۷۶، ۷۸/۶۷۷، ۷۸/۶۷۸، ۷۸/۶۷۹، ۷۸/۶۸۰، ۷۸/۶۸۱، ۷۸/۶۸۲، ۷۸/۶۸۳، ۷۸/۶۸۴، ۷۸/۶۸۵، ۷۸/۶۸۶، ۷۸/۶۸۷، ۷۸/۶۸۸، ۷۸/۶۸۹، ۷۸/۶۹۰، ۷۸/۶۹۱، ۷۸/۶۹۲، ۷۸/۶۹۳، ۷۸/۶۹۴، ۷۸/۶۹۵، ۷۸/۶۹۶، ۷۸/۶۹۷، ۷۸/۶۹۸، ۷۸/۶۹۹، ۷۸/۷۰۰، ۷۸/۷۰۱، ۷۸/۷۰۲، ۷۸/۷۰۳، ۷۸/۷۰۴، ۷۸/۷۰۵، ۷۸/۷۰۶، ۷۸/۷۰۷، ۷۸/۷۰۸، ۷۸/۷۰۹، ۷۸/۷۱۰، ۷۸/۷۱۱، ۷۸/۷۱۲، ۷۸/۷۱۳، ۷۸/۷۱۴، ۷۸/۷۱۵، ۷۸/۷۱۶، ۷۸/۷۱۷، ۷۸/۷۱۸، ۷۸/۷۱۹، ۷۸/۷۲۰، ۷۸/۷۲۱، ۷۸/۷۲۲، ۷۸/۷۲۳، ۷۸/۷۲۴، ۷۸/۷۲۵، ۷۸/۷۲۶، ۷۸/۷۲۷، ۷۸/۷۲۸، ۷۸/۷۲۹، ۷۸/۷۳۰، ۷۸/۷۳۱، ۷۸/۷۳۲، ۷۸/۷۳۳، ۷۸/۷۳۴، ۷۸/۷۳۵، ۷۸/۷۳۶، ۷۸/۷۳۷، ۷۸/۷۳۸، ۷۸/۷۳۹، ۷۸/۷۴۰، ۷۸/۷۴۱، ۷۸/۷۴۲، ۷۸/۷۴۳، ۷۸/۷۴۴، ۷۸/۷۴۵، ۷۸/۷۴۶، ۷۸/۷۴۷، ۷۸/۷۴۸، ۷۸/۷۴۹، ۷۸/۷۵۰، ۷۸/۷۵۱، ۷۸/۷۵۲، ۷۸/۷۵۳، ۷۸/۷۵۴، ۷۸/۷۵۵، ۷۸/۷۵۶، ۷۸/۷۵۷، ۷۸/۷۵۸، ۷۸/۷۵۹، ۷۸/۷۶۰، ۷۸/۷۶۱، ۷۸/۷۶۲، ۷۸/۷۶۳، ۷۸/۷۶۴، ۷۸/۷۶۵، ۷۸/۷۶۶، ۷۸/۷۶۷، ۷۸/۷۶۸، ۷۸/۷۶۹، ۷۸/۷۷۰، ۷۸/۷۷۱، ۷۸/۷۷۲، ۷۸/۷۷۳، ۷۸/۷۷۴، ۷۸/۷۷۵، ۷۸/۷۷۶، ۷۸/۷۷۷، ۷۸/۷۷۸، ۷۸/۷۷۹، ۷۸/۷۸۰، ۷۸/۷۸۱، ۷۸/۷۸۲، ۷۸/۷۸۳، ۷۸/۷۸۴، ۷۸/۷۸۵، ۷۸/۷۸۶، ۷۸/۷۸۷، ۷۸/۷۸۸، ۷۸/۷۸۹، ۷۸/۷۹۰، ۷۸/۷۹۱، ۷۸/۷۹۲، ۷۸/۷۹۳، ۷۸/۷۹۴، ۷۸/۷۹۵، ۷۸/۷۹۶، ۷۸/۷۹۷، ۷۸/۷۹۸، ۷۸/۷۹۹، ۷۸/۸۰۰، ۷۸/۸۰۱، ۷۸/۸۰۲، ۷۸/۸۰۳، ۷۸/۸۰۴، ۷۸/۸۰۵، ۷۸/۸۰۶، ۷۸/۸۰۷، ۷۸/۸۰۸، ۷۸/۸۰۹، ۷۸/۸۱۰، ۷۸/۸۱۱، ۷۸/۸۱۲، ۷۸/۸۱۳، ۷۸/۸۱۴، ۷۸/۸۱۵، ۷۸/۸۱۶، ۷۸/۸۱۷، ۷۸/۸۱۸، ۷۸/۸۱۹، ۷۸/۸۲۰، ۷۸/۸۲۱، ۷۸/۸۲۲، ۷۸/۸۲۳، ۷۸/۸۲۴، ۷۸/۸۲۵، ۷۸/۸۲۶، ۷۸/۸۲۷، ۷۸/۸۲۸، ۷۸/۸۲۹، ۷۸/۸۳۰، ۷۸/۸۳۱، ۷۸/۸۳۲، ۷۸/۸۳۳، ۷۸/۸۳۴، ۷۸/۸۳۵، ۷۸/۸۳۶، ۷۸/۸۳۷، ۷۸/۸۳۸، ۷۸/۸۳۹، ۷۸/۸۴۰، ۷۸/۸۴۱، ۷۸/۸۴۲، ۷۸/۸۴۳،

قتل کے علاوہ میں استعمال کو منع کیا ہے، اس لئے کہ وہ ان جنگ
سے جانوں کا تلف و اس کے استخوان و جانوروں پر قبضہ جائز
ہے تو اس سے تعاقب بھی جائز ہوگا جیسا کہ اہل حرب کے استخوان
سے تعاقب جائز ہے، ابو خطاب نے کہا: اس مسئلہ میں وہ نہیں
ہیں (۱)۔

ثانیہ کی رائے اور یہی حنبلیہ کے نزدیک بھی رائے ہے جس کا ذکر
ابو خطاب نے کیا ہے، یہ ہے کہ باغیوں کے ہتھیاروں پر قبضہ
کرنا گناہ ہے کی کے اس میں سے کچھ بھی استعمال ہوا نہیں ہے، الا یہ
کہ ضرورت ہو تو اس صورت میں نہیں حرجت مثل (۲) اسلام نکلا جیسے کہ
ایک مفصل شخص و ہر ایک کا کھانا استعمال کر لے تو کھانے کی قیمت اس سے (۳)
کرنی لازم ہوتی ہے (۴) اور اس لئے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "لا
یحل مال امرئ مسلم الا بطوب نفس منہ" (۵) (کسی مسلمان کا
مال صرف اس کی رضامندی سے ہی استعمال کرنا جائز ہے)۔ اور اس
لئے بھی کہ جس کا مال لینا جائز نہیں ہے اس کے مال سے اتنا بھی
بغیر اس کی جائز اور بغیر ضرورت جائز نہیں ہے، اور اس لئے بھی کہ
اسلام نے ان کا مال مہوم کر دیا ہے، اور ان سے قتال تو صرف اس
لئے مباح ہے کہ انہیں اطاعت کی طرف لوٹایا جائے، لہذا مال مہوم
ہی رہے گا، ورجب جنگ ختم ہو جائے گی، تو اس کا اسلحہ و تمام مہوم
کی طرح اس کو لوٹا جائے گا، جب ہوگا، جنگ ختم ہوئے سے قبل اس لئے نہیں
لوٹایا جائے گا کہ وہ ہم سے قتال میں اس کا استعمال کریں گے (۶)۔

(۱) مسی ۶۸۔

(۲) نہایت الجناح ۷/۳۸۷، المہذب ۲۲۱/۲۔

(۳) حدیث: "یحل مال امرئ مسلم"۔ بحوالہ امام احمد (۲۲۵/۵) طبع
المکرم (۱) نے ابو حنیفہ راجع سے روایت کیا ہے، غشی نے مجمع میں اسے
روایت کیا ہے اور کہا اس کو امام احمد اور بخاری نے روایت کیا ہے، سہوں کے
رجحان صحیح کے رجال ہیں (مجمع فروغ ۳۸۷ طبع تہذیبی)۔

(۴) نہایت الجناح ۷/۳۸۷، المہذب ۲۲۱/۲، کتاب القناع ۱۶۳۔

باغیوں سے قتال میں شرکین سے مدد:

۳۰- مالکیہ، ثانیہ اور حنبلیہ کا اتفاق ہے کہ باغیوں سے قتال میں
کفار سے استعانت و مدد حرام ہے، اس سے کہ قتل کا مقصد باغیوں
کا قتل نہیں بلکہ انہیں باز رکھنا ہے، ورنہ اگر مقصد اس کا قتل
نہیں گے، اور اگر کفار سے تعاون کی ضرورت جائے تو گرجان کفار
سے مدد کی جارہی ہے انہیں کفار میں رہنے کی قدرت ہو تو جائز ہوگا،
اور ایسی قدرت نہ ہو تو جائز نہیں ہوگا۔

جیسا کہ ثانیہ اور حنبلیہ نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ باغیوں
سے قتال میں ایسے اہل عدل کا تعاون بھی جائز نہیں ہے جو پیچہ
پچہ نہ رہیں باغیوں کے قتل کی رائے رکھتے ہوں (یہ رائے فقہاء و
حنبل کی ہے) جیسا کہ تیسری پچھریاں ہوتی۔

حنبلہ جمہور کے ساتھ اس بات پر متفق ہیں کہ اہل شرک سے
استعانت جائز نہیں ہے اگر اہل شرک ہی کا حکم نافذ ہوتا ہو، لیکن اگر
اہل عدل کا حکم چلتا ہو تو وہیوں نے باغیوں کے کسی گروہ سے استعانت
میں کوئی حرج نہیں ہے، خود مدد کی ضرورت نہ ہو، اس سے کہ اہل عدل
دین کی رشتہ داری کے لئے قتال کرتے ہیں، اور باغیوں کے خلاف
اہل شرک کا تعاون ایسا ہی ہے جیسے جنگی سطوں سے کام لیا جائے (۱)۔

باغیوں سے معرکہ کے مقتولین ورنہ کی نماز جنازہ:

۳۱- اہل عدل میں سے جو قتل ہو وہ شہید ہوگا، اس لئے کہ وہ اللہ کے
علم کے لئے قتال میں مارا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لفاتنوا
الشیء تبھی" (۲) (تو اس سے لڑو جو یا دتی کر رہا ہے)، اس شہید کو نہ

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ۳۱۶/۳، حاشیہ الدبوتی ۴۹۹/۳، النجاشی و لاطیل
۴۷۸/۲، المہذب ۲۲۰/۲، نہایت الجناح ۷/۳۸۷، مسی ۶۸، کشف
القناع ۱۶۳۔

(۲) سورۃ حجر ۸۷۔

جمہور نے غسل و تکفین «رہ نماز جنازہ کے حکم میں باغیوں میں سے خوارق» وغیرہ خوارق کے درمیان فرق نہیں کیا ہے۔^(۱)

باغیوں کی باہمی لڑائی:

۳۴- اگر باغیوں کے ائمہ میں بانم لڑائی ہو جائے اور امام اس وقتوں کو کاہنوں میں رستہ ہو تو پھر امام کی یکسری فرق کی مدد نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ دونوں فرق ملٹی ہیں، بین تمام دونوں فرقوں کو کاہنوں میں نہیں رہتا ہوا اور اس بات کا اطمینان ہوا امام سے قتال کے لئے دونوں فرق متحد ہو جائیں گے تو انہوں میں سے ہر فرق حق سے زیادہ قریب ہو اس فرق کو امام اپنے ساتھ لے گا، اگر دونوں فرق برابر رہیں تو امام اپنی رائے اختیار کرے گی ایک کو اپنے ساتھ لے گا، اس عمل سے مقصود ایک فرق کے مقابلہ دوسرے فرق کی مدد نہیں ہوگی بلکہ دوسرے فرق کے خلاف اپنے فرق سے مدد لینے مقصود ہوگی، پھر دوسرا فرق شکست کھ جائے تو امام اس پہلے فرق سے قتال میں آئے گا جس کو اپنے ساتھ لے گا، یا تو تا آنکہ اس فرق کو اطاعت اختیار کر لینے کی دعوت دے دے اس لئے کہ اس فرق سے استغانت کی وجہ سے اسے مان حاصل ہو چکا ہے، منافعیہ اور حنابلہ نے اس کی صراحت کی ہے^(۲)۔

حنفیہ اور مالکیہ کی جن کتابوں سے ہم نے رجوع کیا ہے ان میں اس صورت کا حکم نہیں ملتا۔

حنفیہ کی کتابوں میں آیا ہے کہ اگر کوئی باغی اپنے لشکر میں دوسرے باغی کو قتل کر دے پھر باغیوں پر اہل عدل غاصب جائیں تو قتال پر کچھ بھی نہیں ہوگا، چونکہ مقتول کا خون مباح تھا، اگر سے کسی عداوت

غسل دیا جائے گا اور نہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اس لئے کہ وہ یہ معرکہ میں شہید ہو ہے جس میں قتال کا حکم تھا لہذا وہ کفار سے معرکہ میں شہید ہونے والے کے شاہد ہو گیا، حنابلہ کی ایک روایت یہ ہے کہ سے غسل دیا جائے گا و نماز جنازہ پڑھی جائے گی، یہی امام ابو حنیفہ اور ابن ابراہیم کا قول ہے، اس لئے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "صَلُّوا عَلٰی مَنْ قَاتَلَ بِاللّٰهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"^(۱) (ج ۱ ص ۱۱۱) واللہ سنے و لے پر نماز جنازہ پڑھو، آپ نے معرکہ کے کفار مقتولین کا استثناء فرمایا، تو ان کے علاوہ لوگوں کے لئے اصل حکم ہی باقی رہے گا^(۲)۔

جہاں تک باغی مقتولین کا تعلق ہے تو مالکیہ، منافعیہ اور حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ انہیں غسل دیا جائے گا، کفن دیا جائے گا اور ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، حضور ﷺ کے اس ارشاد کے عموم کی وجہ سے کہ "صَلُّوا عَلٰی مَنْ قَاتَلَ بِاللّٰهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"، اور اس لئے بھی کہ وہ مسلم ہیں بینات کے لئے شہادت کا حکم ثابت نہیں ہوا، لہذا انہیں غسل دیا جائے گا اور نہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی، یہی حکم حنفیہ کے نزدیک بھی ہے خواہ باغیوں کا مگر وہ ہویا نہ ہو، یہ حنفیہ کی صحیح رائے ہے^(۳)، اور مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے اہل حرہ، پر نماز جنازہ نہیں پڑھی، بلکہ انہیں غسل دیا گیا، کفن پہنایا گیا اور تدفین کی گئی^(۴)۔

(۱) حدیث: "صَلُّوا عَلٰی مَنْ قَاتَلَ..." مکتوبات علی (۵۶۴ طبع دارالماہین) نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے، ابن جریر نے کتبہ عثمان بن عفان بن عمر بن الخطاب - جو اس سند کے ایک راوی ہیں - کو یحییٰ بن معین سے جھوٹا بتایا ہے (انہیں ۳۵۴ طبع شرکت المطابع المکیہ)۔

(۲) المد فی ۴۲۷، حاشیہ ابن ماجہ بن ۱۲۳۳ حاشیہ العینی علی تبیین الحقائق ص ۳۹۶، ۳۹۷، ۱۱۲/۸۔

(۳) المد فی ۴۲۷، حاشیہ ابن ماجہ بن ۱۲۳۳ حاشیہ العینی علی تبیین الحقائق ص ۳۹۶، ۳۹۷، ۱۱۶/۸، ۱۱۷۔

(۴) المد فی ۴۲۷۔

(۱) المغنی ۸/۱۱۷۔

(۲) المہذب ۳۲۰، المغنی ۸/۱۱۰۔

نے قتل کر دیا ہوتا تو قاتل پر کچھ بھی وجہ نہیں ہوتا، لہذا باقی قاتل پر بھی دیت یا قصاص واجب نہیں ہوگا، اور نہ ہی اس پر نادم ہوگا، اور اس نے بھی قتل کے وقت امام عدل کو ولایت حاصل نہیں تھی، لہذا یہ قتل موجب جزا نہیں بنائے گا، اور اگر حرب میں قتل موجب جزا نہیں ہوتا۔

مقتبہ حنفیہ کہتے ہیں: اگر باقی کسی شہر پر غلبہ آجائے، پھر باغیوں کا دوسرا سردار اس سے جنگ کرے اور شہر والوں کو گرفتار کر لے، چاہے تو اہل شہر پر وجہ ہوگا کہ اپنے لوگوں کے قاتل کے لئے مقدمات کریں۔^(۱)

حنفیہ نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر باغیوں کے لشکر میں ایک اہل عدل ناسر ہو کر اہل عدل تاجر کو قتل کر دے یا اہل عدل قیدی، اس سے قیدی کو قتل کر دے پھر یہ لوگ قبضہ میں آئیں تو قتل اس وجہ سے ہوگا، اس لئے کہ یہ قتل موجب جزا نہیں بنائے گا، بلکہ اس غلام، اس دشمن رہے اور ان پر ولایت بھی حاصل نہیں ہے، جیسا کہ اگر حرب میں ایسی صورت پیش آئے تو اس وجہ سے قتل ہوئی، اس لئے کہ باغیوں کے لشکر اور دارالحرب دونوں میں یکساں طور پر ولایت حاصل نہیں ہے۔^(۲)

باغیوں کا شمار سے مدد لینا:

۳۳- حنفیہ، ثانیہ اور حنبلیہ کی رائے ہے کہ باقی اہل حرب سے مدد لینے اور نہیں مانگیں یا اس سے معاملہ درمیان نہ رہے، ان اہل حرب پر کامیابی حاصل ہو تو ہمارے لئے اس امان کا اعتبار نہیں

ہوگا، اس لئے کہ امان کی صحت کے لئے یہ شرط ہے کہ انہیں لازماً مسلمانوں سے باز رکھا جائے، لیکن یہاں انہوں نے مسلمانوں سے قتال کرنے کی شرط قبول کی ہے، لہذا انہیں امان حاصل نہیں ہو، اہل عدل اس سے قتال کریں گے، اور اس کے جو قیدی اہل عدل کے ہاتھوں گرفتار ہوں گے وہ جنگی قیدی کے حکم میں ہوں گے۔^(۱)

اگر باقی امان یافتہ لوگوں (مستائین) سے مدد طلب کریں تو جو باغی یہ لوگ باغیوں کی اعانت کریں گے عہد شکن قرار پائیں گے اور اہل حرب کے حکم میں ہو جائیں گے، اس لئے کہ انہوں نے مسلمانوں سے عدم تعرض کی شرط توڑ دی، اور اس کا معاہدہ میوں کے برخلاف بھٹی ہوتا ہے، لیکن اگر انہیں عہد شکنی پر مجبور کیا گیا ہو اور انہیں قوت بھی حاصل ہو تو اس کا عہد برقرار رہے گا۔^(۲)

اگر باغیوں نے اہل ذمہ سے مدد لی اور انہوں نے باغیوں کی مدد کی اور ان کے ساتھ مل کر قتال کیا تو ثانیہ اور حنبلیہ کے نزدیک دو را میں ہیں:

ایک رائے یہ ہے کہ ان کا عہد ٹوٹ جائے گا، اس لئے کہ انہوں نے اہل حق سے قتال کیا تو ان کا عہد باقی نہیں رہا، جیسا کہ انہوں نے خود ہی تمنا قتال کیا ہو، اس رائے کے مطابق یہ ذمی اہل حرب قرار پائیں گے، ہر حال میں انہیں قتل کیا جائے گا، ان کے رخصیوں کو بھی مار ڈالا جائے گا، نہیں عدم بنایا جائے گا، اور ان پر حربیوں سے قتال کے تمام احکام جاری ہوں گے۔

دوسری رائے یہ ہے کہ ان کا عہد نہیں ٹوٹے گا، اس لئے کہ اہل ذمہ کو انہیں معلوم کہ کون حق پر ہے، رکوع و ثقل پر، لہذا اس مسئلہ میں

(۱) التہذیب والصلح والامان ص ۱۳۸ الدر المختار ۱۲/۳۸۸ تبیین الفتاویٰ ص ۲۹۵

ص ۲۹۵

(۲) فتح القدیر ۱۶/۳۸۸

۳ مدنی تصانیف ۲/۱۳۳

(۱) فتح القدیر ۱۶/۳۸۸ نہایۃ المحتاج ۷/۳۸۸ ایضاً ۱۲/۱۲۱

(۲) نہایۃ المحتاج ۷/۳۸۸ ایضاً ۱۲/۱۲۱، کتب

الفتاویٰ ۱۶/۱۶۱

وہاں سے جو کچھ رقاۃ، جزئیہ، مشر اور خراج وہ وصول کریں گے ان کا اعتبار ہمارا ہوگا، اس لئے کہ انہوں نے جو کچھ کیا یا وہ جازا تاویل کے ساتھ ہو، لہذا وہ مانڈ ہوگا، جیسے کہ حاکم کسی ایسے امر کا فیصلہ دے جس میں ذقیہ و غلبہ گنہگار ہو، اور باغیوں کو مشر و زکاۃ وغیرہ دینے میں لوگوں پر کوئی حرج نہیں ہے، چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس نحدۃ حروری کا نام مدون تھا تو آپ اسے اپنی رقاۃ دے، یا کرتے تھے کسی طرح حضرت سلمہ بن اکوع کا عمل تھا۔

اہل عدس کا امام باقیوں پر غائب آجائے تو جو کچھ باغیوں نے وصول کیا تھا اس میں سے کسی چیز کے مطالبہ کا اسے حق نہیں ہوگا، اور نہ ہی ان لوگوں سے طلب کرے گا جن سے وصول کیا گیا تھا، حضرت ابن عمرؓ اور حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے اسی کے مثل مروی ہے، اور اس سے بھی کہ امام کو وصولی کی ولایت لوگوں کے قتل کرنے کی وجہ سے حاصل تھی، یہاں امام کی طرف سے حمایت و تحفظ نہیں پایا گیا، اور اس سے بھی کہ اس کا شمار متبرئہ کرنے میں عظیم نہ، اور یہی مشقت ہے، ممکن ہے وہ طویل عرصہ تک ان باقیوں پر غائب رہیں، اور اگر ان کی وصولی کا متبرئہ نہ کیا جائے تو اس پوری مدت کی رقاۃ لوگوں سے ملتی پر سکی (۱)۔

ابوسعیدؓ سے بہاؤ باغیوں سے جن لوگوں سے وصولی کی ہے وہ لوگ دوبارہ ساریں گے، اس لئے کہ اس سے جسے وصول کیا ہے اسے ولایت صحیحہ حاصل نہیں ہے، لہذا اس کا وصول کرنا عام افراد کے وصول کرنے کی مانند ہوگا (۲)۔

فقہاء و صحیحہ کی رائے ہے کہ اہل حق کے امام کے وصول شدہ و موصول (۱) صحیح ۳۳۳، تاریخ ۳۳۲، المہذب ۳۳۱، نہلیہ الحج ۳۸۵، المصنی ۱۱۸/۸، کتاب القضاء ۱۶۵/۱، الکافی لابن عبد البر ۳۸۶، صحیح بخاری ۳۳۶۔

(۲) المصنی ۱۱۸/۸۔

کو ان کے معارف میں سرف نہ دیا ہو تو دینے، لوں کی طرف سے کفایت نہ کرے گا۔ «راہیں» بار و نہیں «سنا ہوگا اس سے کہ حق اپنے مستحق تک پہنچ چکا ہے» بین تمام نے وہ موال اس کے معارف میں سرف نہیں کیا ہو تو ان سے وصولی کی گئی ہے اس پر «فیہ بینہ» بین فقہ لازم ہے کہ دوبارہ ساریں اس سے کہ وہ موال اپنے مستحقین تک نہیں پہنچے ہیں حال بن الہمام کہتے ہیں: «مشائخ کہتے ہیں کہ مالکان پر شرع کی دوبارہ ساری لازم نہیں ہے اس سے کہ مالکی حاکم کرنے والے ہوتے ہیں، جو شرع کا مصرف میں خود مالدار ہوں، اگر باقیات شرع ہوں تو یہی حکم مشر کا ہوگا، لیکن اگر باقی مالدار ہوں تو مشائخ نے دوبارہ سارنے کا فتویٰ دیا ہے، تمام موال کی رقاۃ میں یہی حکم ہوگا (۱)۔

ثانیہ، درنا مال کہتے ہیں: «اگر باغیوں کا شہر اہل عدس کے قبضہ میں آجائے اور رقاۃ دے، اسے ملے دعویٰ کریں کہ انہوں نے باغیوں کو «اکر دیا ہے تو ان کی بات قبول کی جائے گی، ان سے قسم پینے کے سلسلہ میں ثانیہ کی رائے ہے، امام احمدؓ نے بہاؤ لوگوں سے ان کی رقاۃ پر خلاف نہیں کیا جائے گا۔

«اگر شرع دے» اگر نے ملے دعویٰ کریں کہ انہوں نے باغیوں کو شرع دے دیا ہے تو ان کی بات قبول نہیں کی جائے گی، اس سے کہ شرع غرض ہے، لہذا «ملگی کی بابت ان باقیوں قبول نہیں کیا جائے گا، جیسے کہ اہل حق پر ایسے «ملا تہ» کی «ملگی کا دعویٰ کرے تو قبول نہیں کیا جائے گا، «ناجلہ کے نزدیک اگر سال گزر گیا ہو تو ان باقیوں کو سارنے کی منجاش ہے، اس لئے کہ ظاہر یہی ہے کہ باقی ان سے جز یہ نہیں چھوڑیں گے، لہذا ان کا قول قبول کیا جائے گا، اس سے کہ ظاہر ہی صورت ان کے حق میں ہے، اور اس لئے بھی کہ اگر اسی طرح بہت

(۱) صحیح فقہ ۳۳۳۔

مارے میں بیت جا میں تو اپنے بیٹے پر بیٹے بیٹے کے لئے
مشکل ہوگا، اور بیٹے ال کو ہوا جہیز یہ اور نے پر مجبور ہونا پڑے گا۔
جس پر شرط ہے کہ وہ باغیوں کو خراج "آر" بے کا دعویٰ
رے تو اس میں وہ میں جہیز ایک مارے یہ ہے کہ اس کا قول قبول
یا جائے گا اس سے کہ وہ مسلم ہے پس "انگلی کی بابت اس کا قول
قبول یا جائے گا جس طرح زکاۃ کی "انگلی میں قبول یا جاتا ہے،
وہ کی مارے یہ ہے کہ قبول نہیں یا جائے گا اس لئے کہ شرع میں یا
اجرت ہے، لہذا "انگلی کے سلسلہ میں اس کی بات نہیں قبول کی
جائے گی جس طرح بیچ میں شمن اور حارہ میں اتہات کی بابت قبول
نہیں کی جاتی ہے (۱)۔

گروہی وظیفہ خوروں کا حصہ اپنی فوت پر تقسیم کر دیں تو درست
ہے، اس سے کہ وہ مختل تاویل کا عقائد رکھتے ہیں، لہذا یہ اجتہاد کے
ذریعہ فیصلہ کے مستحق ہے، اور اس لئے بھی کہ اس کا متبادرہ مارے میں
رعیت کو نقصان پہنچا رہا ہے، اور اس لئے بھی کہ ان کی فوت بھی اسلامی
افوت میں سے ہے، اور ان سے بھی کفار پر رعب قائم ہے، یہ حکم منوں
صورتوں میں ہے خواہ زکاۃ معین ہو یا نہیں، اور وہ باغیوں کی شوکت
و جوب زکاۃ تک برقرار ہو یا نہیں، یک قول یہ ہے کہ ان کی تقسیم کا
عتبار نہیں کیا جائے گا تاکہ وہ اس کے ذریعہ ہمارے خلاف قوت نہ
حاصل کر لیں (۲)، گروہی (۳) ہے، الا محض، مئی ہوتا اس کا حکم یہی
طرح ہے، کیونکہ وہ غیر مسلم کی طرف سے عرصہ ہے (۴)۔

ب۔ باغیوں کا فیصلہ و اس کا نفاذ:

۳۶۔ گروہی شر پر قاضی ہو جائے اور وہاں اہل شریعت سے

کسی کو قاضی مقرر کریں جو باغیوں میں سے نہ ہو تو یہ بالاختیار
درست ہے، اور وہ قاضی حارہ کا اتہا مارے گا، اور گروہی قاضی
باغیوں میں سے ہو، پھر اہل عدل شر پر غائب جا میں "اس قاضی
کے فیصلے قاضی اہل عدل کے سامنے پیش کئے جائیں تو یہ قاضی اس
فیصلوں کو نافذ کرے گا جو معنی بر عدل ہوں، ان طرح سب فیصلوں کو
بھی نافذ کرے گا جو باغی قاضی نے کسی مجتہد کی رائے کے مطابق
کئے ہوں، اس لئے کہ اجتہاد ہی امور میں قاضی کا فیصلہ نافذ ہوتا ہے،
تو وہ فیصلے قاضی اہل عدل کی مارے کے خلاف ہوں گے۔

مالکیہ نے کہا: اگر باغی تاویل پر ہو اور کسی کو قاضی مقرر کرے اور
وہ کسی چیز کا فیصلہ دے تو وہ نافذ ہوگا، اس کے فیصلوں کو نظر انداز نہیں
کیا جائے گا، بلکہ ان میں صحت پر محمول یا جائے گا، اور اس سے اختلاف
رفع ہو جائے گا، موافق نے کہا: یہ ظاہر مذہب ہے، بین گروہی
تاویل و لا نہ ہوتا اس کے فیصلوں پر نظر ثانی کی جائے گی، ابن القاسم
نے کہا: ان باغیوں کا فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے (۵)۔

شافعیہ اور حنابلہ نے کہا: اگر وہ قاضی اہل عدل کے خون و مال
کو مباح سمجھتے، انوں میں ہوتا اس کے حکام نافذ نہیں ہوں گے،
اس لئے کہ فیصلہ کے لئے عدل اور اجتہاد شرط ہے، اور یہ قاضی نہ تو
عادل ہے، اور نہ مجتہد، بین اگر وہ اہل عدل کے خون و مال کو مباح نہ
سمجھتا ہوتا اس کے بھی وہ فیصلے نافذ ہوں گے جو فیصلے اہل عدل کے
نافذ ہوتے ہیں، اس لئے کہ وہ یہی تاویل، لے ہیں جس میں
اجتہاد کی گنجائش ہے، لہذا اس کے وہ فیصلے ان میں جہتہ کی گنجائش
ہے، انہیں ہوں گے، اور اس لئے بھی کہ یہ جائز تاویل کے ساتھ
فرق میں اختلاف ہے، لہذا یہ فیصلہ کی صحت میں مانع نہیں ہوگا، ورنہ

(۱) فتح ۱۶۸۴، البدیع ۴۳۲، المغنی ۱۱۹/۸۔

(۲) المشرع الکبیر و صلیح المدون ۳۰۰، التاج و الاکلیل ۹۷/۲، المشرع
المخیر ۳۰۰، فتح البکلیل ۳۶/۸۔

(۱) المہرب ۲۲۱/۲۔

(۲) نہایت المحتاج ۵۸۵/۲، المغنی ۱۱۹/۸۔

(۳) المغنی ۱۱۹/۸، کتاب التاج ۱۶۶/۱۔

وہ قاسق ہوگا جس طرح اختلاف مبالغہ نہیں ہوتا ہے، اُمرائی قاضی یہ فیصلہ دے جو جہت کے مخالف نہ ہو تو اس کا فیصلہ مانڈ ہوگا، اور اگر وہ فیصلہ جہت کے خلاف ہو تو رد کر دیا جائے گا، اور اگر وہ دور ب جنگ سے جائے، لے نقصانات کا ضمان باغیوں سے ساتھ ہونے کا فیصلہ دے تو یہ فیصلہ مانڈ ہوگا اس لئے کہ یہ باغی مسئلہ ہے اگر باغیوں نے جنگ سے قبل نقصان دیا ہو تو اس کے ضمان کے ساتھ ہونے کا فیصلہ مانڈ نہیں ہوگا اس لئے کہ یہ فیصلہ اجماع کے خلاف ہے اور اگر باغی قاضی اہل عدل پر اس نقصانات کے ضمان کا فیصلہ دے جو دور ب جنگ انہوں نے کئے تو یہ فیصلہ مخالف اجماع ہونے کی وجہ سے مانڈ نہیں ہوگا، لیکن جنگ کے علاوہ کئے جانے والے نقصانات کے خلاف فیصلہ دے تو یہ مانڈ ہوگا^(۱)۔

ج۔ باغی قاضی کا خط عادل قاضی کے نام:

۳۷- حنفیہ کے نزدیک قاضی اہل عدل باغیوں کے قاضی کا خط قبول نہیں کرے گا اس لئے کہ وہ قاسق ہیں^(۲)، مثافیر اور حنابلہ کے نزدیک ہمارے امام ان کی تحریر کی بنیاد پر بینہ ثبوت سننے کے بعد فیصلہ صحیح قول کے مطابق جاز ہے، لیکن اس پر فیصلہ نہ دینا اور اس کو مانڈ نہ کرنا صحیح ہے تاکہ اس کا اختلاف ہو، لیکن فیصلہ کے فرق کا نقصان بھی نہ ہو، اگر قاضی سے قبول کر لے تو جاز ہے اس لئے کہ باغی قاضی کا فیصلہ مانڈ ہوتا ہے تو اس کی تحریر پر فیصلہ بھی جاز ہوگا، جس طرح قاضی اہل عدل کی تحریر پر فیصلہ جاز ہوتا ہے، اس لئے کہ وہ فیصلہ دے، فیصلہ کرے والا اس کا اہل ہے، بلکہ اگر ہمارے کسی شخص کے حق میں ن کے کسی شخص کے خلاف فیصلہ ہو تو بھی فیصلہ کا نفاذ ضروری ہے، ایک قول یہ ہے کہ اس کی تحریر کا اعتبار نہیں کیا جائے گا

یہ نکتہ اس سے باغی قاضی کے منصب کی بندگی لازم آتی ہے۔ اس مسئلہ میں مالکیہ کی کوئی صراحت نہیں نہیں ملی، لیکن انہوں نے اپنے قاضی کے لئے عدالت کی شرط لگائی ہے جس کی تحریر قبول کی جائے گی، خود اس قاضی کو منصب قضاء کی غائب جانے والے نے دیا ہوا کافر نے مالک لوگوں کے اصلاح کی رعایت ہوئے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باغیوں کے قاضی کی تحریر قبول کرنا درست ہے^(۳)۔

د۔ باغیوں کا اجر اے حدود و رت پر حدود کا جواب:

۳۸- باغیوں کے امام کی جاری کردہ حد صحیح و نفع ہوتی ہے، در کفایت لڑتی ہے، چنانچہ مجرم مرتد قتل کا مرتبہ نہ ہو تو اس پر دوبارہ حد جاری نہیں کی جائے گی، اور اگر قتل ہو تو اس پر حدیت نہیں ہے، اس لئے کہ حضرت علیؑ نے اہل سرحد سے قتال کیا اور انہوں نے جو کچھ اہل اے حدود کے تھے انہیں منسوخ نہیں کیا، اس سے کہ انہوں نے جاری کیا، اہل کے درجہ عمل یا ہے، تو وہ مانڈ ہوں گے، مالکیہ، مثافیر اور حنابلہ میں سے ایک نے اس کی تصریح کی ہے^(۴)۔

حنفیہ نے کہا ہے: اگر باغیوں کے امام کا منصب اور قاضی اس شہر کے امایان میں سے ہو جس پر باغیوں نے قبضہ کیا ہے، خود باغیوں میں سے نہ ہو تو اس قاضی پر اہل اے حدود واجب ہے، اور وہ مانڈ ہوں گے، اور اگر وہ قاضی باغیوں میں سے ہو، اور باغیوں نے اس کو اہل اے قوت حاصل کر لی ہو تو اہل اے کا جواب نہیں ہوگا، اس لئے کہ فعل فیہ اور امام میں قطع ہونے کی وجہ سے سرے سے موجب حد بنائی نہیں ہے، یہ نکتہ تہذیب کے وقت قنوت کے مقام

(۱) المہذب ۲/۲۲۱، پہلی طبع ۱۲۸۳ھ، ص ۲۸، ثلث الطبع ۱۲۹۶ھ۔

(۲) دہلوی طبع ۱۲۳۳ھ۔

(۳) المشرح المستعبر ۳/۳۰، طبع ۱۲۹۶ھ، ص ۲۷، حاشیہ ۱۰، ص ۳۰۰۔

المہذب ۲/۲۲۱، انہی ۱۱۸/۱۱۸۔

(۴) المہذب ۲/۲۲۱، پہلی طبع ۱۲۸۳ھ، ص ۲۸، انہی ۱۱۹/۱۲۰۔

(۵) ص ۱۶، طبع ۱۲۴۲ھ۔

بخا ۳۹۳: بغی

مالکیہ کہتے ہیں: باغیوں کی شہادت قبول کی جائے گی بشرطیکہ وہ اہل بدعت نہ ہوں، اگر بدعت والے ہوں تو قبول نہیں کی جائے گی، اور اس میں ۱۱- لگی شہادت کے وقت کا اعتبار ہوگا۔^(۱)

شافعیہ نے بے باغیوں کی شہادت ان کی تاویل کی وجہ سے قبول کی جائے گی۔ بلا یہ کہ وہاں لوگوں میں سے ہوں جو آپ سوائسٹین کے حق میں ان کی تصدیق کی وجہ سے شہادت دیتے ہیں۔ یہی صورت میں اس میں سے بعض کے حق میں شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔^(۲)

حنابلہ نے کہا ہے: باغی اگر اہل بدعت نہ ہوں تو وہ فاسق نہیں ہیں، وہ شخص اپنی تاویل میں خطا پر ہیں، لہذا وہ مجتہدین کی طرح ہیں، ان میں سے جو شخص شہادت دے گا اگر وہ عادل ہو تو اس کی شہادت قبول کی جائے گی۔

امام ابو حنیفہ سے ”قول ہے کہ میں عدالت و ایمان کے خلاف کفر کی وجہ سے فاسق قرار دیا جائے گا، لیکن اس کی شہادت قبول کی جائے گی، اس لئے کہ اس کا فسق، کفر کی وجہ سے ہے تو اس کی وجہ سے شہادت نہیں کی جائے گی۔“^(۳)

بغی

”بغی“ بمعنی ”بغاة“۔

پر ملاہیت حاصل نہیں ہے، اور اگر مجرم دارالسلام لوٹ آئے تو بھی اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی، اسی طرح اگر ان پر ہمارا غلبہ ہو جائے تو بھی حد وہ اس پر قائم نہیں لے جائیں گے، اور اگر باغیوں نے حد وہ قائم کے ہوں تو اس کا عادی نہیں لیا جائے گا۔ اس لئے کہ ان کا جو بھی حد نہیں ہو ہے۔^(۱)

مالکیہ شافعیہ و حنابلہ نے کہا کہ: اگر انہوں نے بغاوت کے دوران یہ قسم کا کتاب لیا جس پر حد واجب ہوتی ہے، پھر ان پر غلبہ حاصل ہو اور خالیکہ اس پر حد وہ لیا نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کے درمیان اللہ کی حد وہ جاری کی جائے گی، ملکوں کے فرق میں حد وہ ساکت نہیں ہوں گی، یہی من المسلمہ رہا قول ہے، اس لئے کہ حد و ریاست و ریاست میں حکم عام ہے، اور اس لئے بھی کہ وہ مقام جہاں بغاوت اپنے اوقات پر واجب ہوتی ہیں، اس حد وہ بھی اپنے سہاب کے پائے جائے پر واجب ہوں گی جیسے کہ اہل عدل کے ملک میں ہوتا ہے، اور اس لئے بھی کہ وہ مجرم ایسا زانی یا چور ہے جس کے زنا و چوری میں کوئی شبہ نہیں ہے تو اس پر حد واجب ہوگی جس طرح واد عدل میں ذمی پر حد واجب ہوتی ہے۔^(۲)

باغیوں کی شہادت:

۳۹- اصل یہ ہے کہ باغیوں کی شہادت قبول کی جائے گی، حنیفہ نے صریحت کی ہے کہ اصحاب ہونے، خونخوشی، کفر اپنی خواہشات میں عادی ہوں تو ان کی شہادت قبول کی جائے گی، سوائے بعض ردائض جیسے فرقہ خیز، کے، اور یہ لوگ جن کی بدعت کفر کا سبب ہو یا عصبیت و لے یا وہ لوگ جن میں فسق و فجور ہو، یہ لوگوں کی شہادت ان کے کفر و فسق کی وجہ سے قبول نہیں کی جائے گی۔^(۳)

(۱) فتح ۳۸، ۱۱۵، ۱۶، البدائع ۲/۳۱۔

۲- مہملی ۲۰/۸۔

۳- البدائع ۲/۳۱۔

(۱) المشرح الکبیر ص ۱۵۵، ۲/۳۵، البدائع ۲/۳۱۔

(۲) نہایۃ المحتاج ۲/۳۸۳۔

(۳) المغنی ۸/۱۱۷-۱۱۸۔

بقرہ

تعریف:

۱- ”بقرہ“ اسم جنس ہے من سید نے کہا: اس لفظ کا اطلاق پالتو اور وحشی بزر ورمادہ (گائے) پر ہوتا ہے اس لفظ کا واحد ”بقرة“ ہے، اور نہ کہ یہ: اس لفظ پر ”ق“ اس لئے آئی ہے کہ وہ اپنی جنس کا ایک فرد ہے، ورنہ لفظ ”بقرات“ ہے۔

مفسر نے بھی جنس کو حاشیہ میں گائے کے یہ لفظ لکھا ہے، اور ان دونوں جانوروں کے ساتھ ایک جنس جیسا معاملہ کیا ہے (۱)۔

گائے کی زکاة:

۲- گائے کی زکاة واجب ہے، سنت اور اجتناب سے اس کا ثبوت ہے۔ جہاں تک سنت کا تعلق ہے تو امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”والذي نفسي بيده، أو والذي لا إله غيره - أو كما حلف - ما من رجل تكون له إبل أو بقرة أو غنم لا يؤدي حقها إلا أتى بها يوم القيامة أعظم ما تكون وأكبر، تطواه بأخفافها، وتطحنه بقرودها، كلما حارت أخراها ردت عليه أولاهها حتى يقضى بين الناس“ (۲) (قسم اس امت کی جس کے قبضہ میں یہ کی

(۱) المصباح للميرزا محمد بن العربي، القاموس المحيطة، مختلفہ بارہ۔

(۲) حدیث: ”والذي نفسي“ کی روایت بخاری (فتح ۳۲۳) طبع مترجم (اور مسلم ۶۸۶/۲ طبع المجلد) سے کی ہے۔

جان ہے۔ یا یوں فرمایا: قسم اس امت کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں) یا جیسی آپ ﷺ نے قسم کی (جس شخص کے پاس بھی سنت یا گائے یا بکری ہو اور وہ اس کا حق ادا نہیں کرے تو قیامت کے دن جانور کو اس طرح لایا جائے گا کہ وہ جانور انتہائی فرہ اور بڑا ہوگا۔ پھر اس سے اسے رہا کرے گا، اور اپنی سیٹھوں سے اسے مارے گا، جب جب آخری جانور گزر جائے گا تو پہلا جانور اس پر لوٹا جائے گا یہ سلسلہ جاری رہے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ نہ ہو جائے گا، یہ نہانی اور مخفی نے حضرت مسرت مدنی سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ کو یس روایت کیا اور میں حکم دیا کہ ہر دوغ سے ایک دینار، گایوں میں ہر تیس گائے میں ایک تنبیع یا تمیہ (ایک سالہ جس کا دوسرا سال شروع ہو گیا ہو)، اور ہر چالیس گائے میں ایک مسہ (۱۰ سالہ جس کا تیسرا سال شروع ہو گیا ہو) دسوں کریں (۱)۔

صحابہ واران کے بعد علماء کا اجماع ہے کہ پالتو جانوروں (انعام) پر زکاة واجب ہے، اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، ورنہ بقرہ (گائے) انعام کی ایک قسم ہے، لہذا بقرہ پر بھی ہی طرح زکاة واجب ہوئی جس طرح اہل اور بکری پر واجب ہے، محض بعض شرط کے سلسلہ میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل ”مندی“ سے (۲)۔

بقرہ میں: جو بقرہ کی شرط:

۳- بقرہ میں: جو بقرہ کے لئے عمومی شرط ہیں، ان کی تفصیل زکاة کی بحث میں موجود ہے، یہاں اس سے تعلق چند خصوصیات ہیں۔

(۱) حدیث: ”تبعث معاداً“ کی روایت بخاری (۲۶۵) طبع المکتبۃ الاسلامیہ، اور طبع (۳۹۸/۱) طبع دار الفکر (اعجازیہ) نے کیا ہے، وہی اس کی تصحیح اور موفقت کی ہے۔

(۲) انہی لابن قدامہ ۵۹۱/۲۔

چرنے کی شرط:

۴- جانور کی زکاة میں ”چرنے“ سے مراد یہ ہے کہ جانور سال کے ایک حصہ میں مباح گھاس میں چرتا ہو، خوب و بد ذات خود چرتا ہو یا کوئی چرتا ہو، چرتا ہو جمہور عام، حسیہ، ثانیہ اور حنبلیہ وغیرہ کا مذہب ہے کہ مویشی جانور کی زکاة میں چرنے کی شرط ہے۔ اور مویشی جانور میں بقرہ داخل ہے۔ لہذا اس کے لئے بھی چرنے کی شرط ہے۔ بین جو گائے کام میں استعمال ہوتی ہو اور اس کو چارہ فراہم کیا جاتا ہو اس پر زکاة واجب نہیں ہے، اس لئے کہ اس گائے میں چرنے کی شرط نہیں پوری ہو رہی ہے۔

۵- مام مالک نے کہا: بقرہ کی زکاة میں چرنے کی شرط نہیں ہے۔ لہذا کام میں استعمال ہونے والی، مرنے والی یا چارہ کھانے والی گائے پر بھی مام مالک کے نزدیک زکاة واجب ہوگی۔

۶- مام مالک نے اپنی رائے پر استدلال اس بات سے کیا ہے کہ جن حدیث میں بقرہ پر زکاة واجب بتائی گئی ہے وہ احادیث مطلق ہیں، نیز اہل حدیث کا عمل بھی اسی پر ہے، اور اہل حدیث کا عمل مالکیہ کے اصولوں میں سے ایک ہے (۱)۔

جانوروں کی زکاة میں چرنے کی شرط لگانے والے علماء حضرت علیؓ سے مروی روایت سے استدلال کرتے ہیں، اس روایت کے راوی کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ بقرہ کی زکاة کے سلسلہ میں حضرت علیؓ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لیس فی البقر العوامل شیء“ (۲) (کام کرنے والے جانوروں پر کچھ واجب نہیں ہے)۔ یہ حضرت عمرؓ بن شعیب کی روایت سے بھی استدلال

(۱) الحدیث: ۳۲۸/۲، ابن قدامہ ۵۷۶ھ۔

(۲) حدیث: ”لیس فی البقر العوامل شیء“ کی روایت ابو داؤد (۲۲۹/۲) طبع عزت عبید (ماہ) نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے کی ہے نووی نے اس کو حسن بتایا ہے صبر کما صبر (۲۲۸/۲) طبع مجلس اعلیٰ میں ہے۔

ہے جس میں راوی اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے اور وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لیس فی البقر العوامل شیء“ (۳) (کام کرنے والی گایوں پر کچھ واجب نہیں ہے)، جمہور نے بقرہ کے سلسلہ میں رد مطلق نصوص کو اہانت اور بکری کے سلسلہ میں وارواں نصوص پر محمول کیا ہے جن میں چرنے کی قید ہے، نیز جمہور نے چرنے کی شرط کے مسئلہ میں بقرہ کو اس روایت پر قیاس سے رد یہ استدلال کیا ہے (۴)۔

اور اس طرح بھی کہ زکاة میں صفت مسودہ، فراش کا اعتبار کیا گیا ہے، جانوروں میں یہ صفت صرف چرنے والے جانوروں میں پائی جاتی ہے، کام کرنے والی گایوں میں مسودہ، ہوتی کی صفت مفقود ہے، یہی حال چارہ پر پلنے والے جانوروں کا ہے کہ ان میں بھی فراش کا نصف مفقود ہے، اس لئے کہ چارہ اس کی فراش کے برابر ہو جاتا ہے، لہذا یہ کہ ان جانوروں کو تجارت کے لئے تیار کیا گیا ہو تو ان میں سامان تجارت کی زکاة واجب ہوگی (۵)۔

جنگلی گائے پر زکاة:

۵- اکثر علماء کے نزدیک جنگلی گائے پر زکاة واجب نہیں ہے، حنبلیہ کے نزدیک دو روایتیں ہیں، مسلک ان کا یہ ہے کہ اس پر زکاة واجب ہے، اس لئے کہ جس حدیث میں گائے پر زکاة بتائی گئی ہے جو ابھی مذکور ہوئی وہ مطلق ہے اس میں جنگلی گائے بھی شامل ہے، حنبلیہ کی

(۱) حدیث: ”لیس فی البقر“۔ کی روایت دارقطنی (۱۰۳/۲) طبع شرکت المطابع (تیسرے) نے کی ہے خطی نے روایت کے راویوں غائب بن عبید اللہ کی وجہ سے حدیث کو معطل قرار دیا ہے ابن عیینہ کہتے ہیں اس (روای) سے استدلال نہیں کیا جائے گا (صبر کما صبر ۳۹۰/۲) طبع مجلس اعلیٰ۔
(۲) ابن قدامہ ۵۹۲/۲، المجموع ۳۵۷/۵ طبع مصر ب۔
(۳) ابن قدامہ ۵۷۷/۲۔

دوسری روایت یہ ہے کہ اس پر زکاۃ واجب نہیں ہے، لیکن مقدمہ نے فرمایا: یہی زیادہ صحیح ہے اور یہی اکثر اہل علم کا قول ہے کہ جنگلی گائے میں زکاۃ واجب نہیں ہے (۱)، اس لئے کہ مطلقاً بقر میں وہ داخل نہیں اور نہ وہ مفہوم ہوتا ہے اس لئے کہ اس کو صرف ”بقر“ نہیں کہا جاتا ہے، بلکہ اس میں اضافت کر کے ”بقر الوحش“ (جنگلی گائے) کہا جاتا ہے۔ اور اس سے بھی کعموماً جنگلی گائے میں نصاب کا جوہر جس میں پورے سال چرنے کی صفت بھی پائی گئی ہو نہیں ہوتا ہے۔ اور اس لئے بھی کہ قربانی اور حج کے جانور میں جنگلی گائے درست نہیں ہوتی ہے۔ تو اس میں زکاۃ بھی واجب نہیں ہوگی جس طرح۔ توں میں نہیں ہوتی، نیز یہ پالتو جانوروں (بیمۃ الاموال) میں سے بھی نہیں ہے۔ تو اس میں بھی زکاۃ واجب نہیں ہوگی جس طرح۔ اور تمام جنگلی جانوروں میں نہیں ہوتی ہے، اس میں نیز یہ ہے کہ زکاۃ صرف ان جانوروں میں واجب ہوتی ہے جو پالتو ہوں۔ اور جانوروں میں نہیں ہوتی، اس سے کہ پالتو جانوروں میں ۱۰۰ھ اور ۱۰۱ھ میں نسل کی وجہ سے نموی کشتہ ہوتی ہے۔ نیز کشتہ سے بعد ۱۰۰ھ میں کشتہ ہونے کی وجہ سے اتمام بھی بہت ہوتا ہے، یہ ساری باتیں صرف پالتو جانوروں میں پائی جاتی ہیں، اس لئے زکاۃ بھی صرف ان میں ہی واجب ہوگی (۲)۔

پالتو و جنگلی سے مل کر پیدا ہونے والے جانوروں کی زکاۃ:

۶۔ ناسب کی رائے یہ ہے کہ اس جانوروں پر زکاۃ واجب ہے جو جنگلی اور پالتو سے مل کر پیدا ہوئے ہوں، خود نر جانور جنگلی ہو یا مادہ جنگلی ہو، ان کا استدلال یہ ہے کہ پالتو اور جنگلی سے مل کر پیدا ہوئے۔

(۱) الاصاب ۳۴۳ میں انہوں نے اقوال سے بھی نقل کیا ہے انہی ۳۴۵ھ، مجمع ۸۔

(۲) منہج ۳۴۳، مجمع ۱۱۸۔

جانور ایسا جانور ہے جس کی پیدائش وہ بے جانور سے ہو رہی ہے جن میں ایک پر زکاۃ واجب ہے اور دوسرے پر زکاۃ واجب نہیں ہے، تو وہ بقر زکاۃ کے پلو کو ترجیح دی جائے گی جس طرح ایک چھانے والے اور دوسرے چاروں والے جانوروں سے پیدا ہونے والے جانور پر زکاۃ واجب ہوتی ہے ان پر اس مسئلہ کو قیاس کیا جائے گا اور واثق و پائے سے مل کر پیدا ہونے والے جانور پر بھی زکاۃ واجب ہوگی، اس رائے کی رو سے ایسے جانوروں کو زکاۃ کے مسئلہ میں اس جنس کے دوسرے پالتو جانوروں میں شامل کیا جائے گا، اور ان کو نصاب زکاۃ پورا کیا جائے گا، اور یہ بھی پالتو جانوروں کی نوع کا یکسر نظر ار پائے گا (۱)۔

امام ابوحنیفہ اور مالک کہتے ہیں: اگر مادہ جانور پالتو ہو تو زکاۃ واجب ہوگی، مردہ نہیں ہوگی، اس رائے کی دلیل یہ ہے کہ جانور میں مادہ اعتبار ہوتا ہے، اس لئے کہ جانوروں میں مادہ ہی اپنے بچہ کی دیکھ کر پکڑ لیتی ہے (۲)۔

امام شافعی کہتے ہیں: ایسے جانور میں زکاۃ واجب ہی نہیں ہے خواہ اس کی پیدائش جنگلی نر سے ہوئی ہو یا جنگلی مادہ سے (۳)۔

گائے کی زکاۃ میں سال گزرنے کی شرط:

۷۔ علماء کا اتفاق ہے کہ دوسرے پالتو جانوروں کی طرح بقر کی زکاۃ میں بھی سال کا گذر ضروری ہے، سال گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ مالک نصاب ہونے کے بعد پورا قمری سال اس پر گزر جائے تب اس پر زکاۃ واجب ہوگی (۴)۔

(۱) انہی ۳۴۵ھ۔

(۲) بدائع الصنائع ۳۰۲، انہی ۳۴۵ھ۔

(۳) منہج ۳۴۳، بدائع الصنائع ۳۰۲، بدائع الصنائع ۳۰۲۔

(۴) منہج ۳۴۳، بدائع الصنائع ۳۰۲۔

نصاب مکمل ہونے کی شرط:

جہاں تک نصاب کا تحقق ہے تو اس سال میں فقہاء کے چند اقوال ہیں جن میں دو درجات مشہور ہیں:

۸۔ پہلا درجہ: یہ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت معاویہ بن جبلی اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم کا قول ہے، "میں، شہر بن حوشب، طاہر بن عمر بن عبد اذیر، حسن بصری بھی اسی کے قائل ہیں، زہری نے اہل شام سے یہی نقل کیا ہے، "اور ابو حنیفہ مالک، احمد بن حنبل اور شافعی کی بھی یہی رائے ہے یہ سب فرماتے ہیں کہ تم سے کم گایوں پر کچھ بھی واجب نہیں ہے، اگر گائے کی تعداد میں جو گائے تو اس پر ایک تسبیح واجب ہے (تسبیح وہ حاکم ہے جو دو سال کا ہو یا وہ ہے جس کا ایک سال پورا ہو گیا ہو اور دوسرے سال میں داخل ہو یا ہو، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ وہ ہے جو تھوڑا سا ہو، تسبیح (یعنی مادہ) کے بارے میں بھی یہی تعصیل ہے) (۱) پھر کچھ واجب نہیں ہے یہاں تک کہ چالیس کی تعداد ہو جائے، چالیس ہونے پر ایک مسہ (دوسرا) گائے واجب ہے (۲)، پھر ساٹھ سے پہلے کچھ واجب نہیں ہے، ساٹھ کی تعداد ہونے پر دو تسبیح یا تسبیح واجب ہے، پھر کچھ واجب نہیں ہے یہاں تک کہ دس گایوں کا اضافہ ہو جائے، اس کا اضافہ ہو جائے تو اس پوری تعداد میں سے تم سے گائے پر ایک تسبیح یا تسبیح واجب چالیس گائے پر ایک مس یا مسہ واجب ہوگا (۳)، پنانچہ ستر گایوں پر ایک تسبیح اور ایک مسہ، اسی گایوں پر مسہ، نو گایوں پر

تین تسبیح، ایک سو گایوں پر ایک مسہ اور تسبیح ایک سو دس گایوں پر مسہ اور ایک تسبیح واجب ہوگا، ایک سوئس گایوں پر تین مسہ یا چار تسبیح واجب ہوگا یعنی مالک کو اختیار ہوگا کہ تین مسہ کا لے یا چار تسبیح کا لے، لیکن بہت ہوگا فقرہ کی ضرورت اور اس کے فائدہ دکان طریقیہ کے بھر سب جب اس گایوں کا اضافہ ہوگا واجب زکوٰۃ کی قائل ہوتی رہے گی۔ اس رائے کے قائلین کا استدلال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے کہ "فی رسول اللہ ﷺ میں بعثتہ الی البقر امرہ ان یأخذ من کل حالہ دیماراً ومن البقر من کل ثلاثین تسبیحاً فو تسبیحہ من کل أربعین مسہ" (۴) (جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن بھیجا تو انہیں حکم دیا کہ ہر بالغ سے ایک دیمار وصول کریں، اور گایوں میں ہر تین کی تعداد میں سے ایک تسبیح یا تسبیح اور ہر چالیس میں سے ایک مسہ وصول کریں)، وراہن ابی لیلیٰ اور حکم بن حمید نے حضرت معاویہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے "اوکامس" یعنی تین سے چالیس کے درمیان کی تعداد، اور چالیس سے پچاس کے درمیان کی تعداد کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "لیس فیہا شیء" (اس میں کچھ واجب نہیں ہے) (۵)۔

ان حضرات کا استدلال اس سے بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب کو نصاً: "فرائض البقر لیس فیہا دون الثلاثین من البقر صلفۃ، فإذا بلغت ثلاثین فلیہا عجل رافع جذع، إلی أن تبلغ أربعین، فإذا بلغت أربعین فلیہا بقرۃ مسہ، إلی أن تبلغ سبعین، فإن فیہا بقرۃ وعجلا

(۱) مجموع مسودہ ۱۶/۵ طبعیۃ الدسوق علی الشرح الکبیر ۳۵۸/۱ لکھنؤ ۲۹۰/۵

(۲) مجموع مسودہ ۱۶/۵ طبعیۃ الدسوق علی الشرح الکبیر ۳۵۸/۱ لکھنؤ ۲۹۰/۵

(۳) طبعیۃ الدسوق ۳۵۸/۱ لام ۸۲، فتح القدیر ۳۳۲، انصاری ۵۹۲، لکھنؤ ۲۹۰/۵

(۱) حدیث حضرت سادہ کی تخریج فقرہ ۲ میں کہ چلی ہے۔

(۲) حدیث حضرت سادہ "اللہ سل علی ﷺ" کی روایت درقلم

(۳) طبعیۃ الدسوق (تخریج) نے کی ہے، یہی نے عمر کی وجہ سے

اس کو مطلقاً طالع ہے (نصاب الماریہ ۲/۲۸۸ طبعیۃ الدسوق)۔

جدعاء، لاداء بنت ثمالیہ فیہا مہتان، ثم علی ہذا الحساب“ (۱) گائے کی زکوٰۃ یہ ہے کہ تمیں سے کم گایوں پر کچھ واجب نہیں ہے، تمیں کی تعداد ہونے پر چھوٹا اچھا بچہ واجب ہے یہاں تک کہ چالیس کو پہنچ جائے چالیس ہونے پر ایک مہ گائے واجب ہے، یہاں تک کہ ستر کی تعداد کو پہنچ جائے، ستر پر ایک بقرہ اور چھوٹا بچہ واجب ہے، پھر جب اسی کی تعداد ہو جائے تو اس میں وہ مہ واجب ہے، پھر اسی حساب سے وجوب ہے۔

وہ مقررہ تعداد کے درمیان کے لئے جسے ”بعض“ کہا جاتا ہے احکام کی تفصیل ص ۷۲، ”قاس“ میں دیکھی جائے۔

۹- وہم رقیۃ: حمید بن مسیب رحمہ اللہ روایت کیا ہے کہ گائے کا حساب وہی ہے جو اس کا حساب ہے، گائے میں سے وہی لیا جائے گا جو اس میں یا جاتا ہے، یعنی اس میں عمر کی جو شرط ہے یعنی ہشت مناض، ہشت یون، ہفت ہند، یہ شرط گائے میں نہیں ہوتی، یہی زکوٰۃ کے سلسلہ میں حضرت عمر بن خطاب کی تحریر میں بھی مروی ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ اور عبد بنوت میں زکوٰۃ لیا کرنے والے شیوخ سے بھی یہی مروی ہے، ابو سعید نے روایت کیا ہے کہ زکوٰۃ کے سلسلہ میں حضرت عمر بن خطاب کی تحریر میں ہے کہ گائے میں سے اسی طرح یا جائے گا جس طرح اس میں سے یا جاتا ہے، وہ کہتے ہیں اس سلسلہ میں، صحیح ہے، دریافت کیا تو انہوں نے کہ گائے میں وہی واجب ہے جو اس میں واجب ہے، اس ترم نے اپنی سند میں مرقیہ سے نقل کیا ہے، ان دونوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ انساری سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: ہر پانچ گایوں میں ایک بقرہ، اور

اس گایوں میں وہ بقرہ، اور پندرہ گایوں میں تیس بقرہ اور تیس گایوں میں چار بقرہ واجب ہیں۔

زمرہ کی کہتے ہیں: گائے کی زکوٰۃ اونٹ کی زکوٰۃ کی طرح ہے، لیکن گائے میں عمر کا لحاظ نہیں ہے، جس گریہ گیس گائے میں ہوں تو اس میں ایک گائے واجب ہے، پھر عمر کی تعداد ہونے تک، پھر عمر سے زمرہ ہونے پر، گائے میں ایک سو نہیں تک واجب ہیں، ایک سو نہیں سے زائد ہو تو چالیس میں ایک گائے واجب ہے، زمرہ کی کہتے ہیں: ہمیں معلوم ہوا کہ صحابہ کا یہ قول کہ تمیں میں ایک تہی و ہر چار میں ایک گائے ہے یہ اصل میں کے لئے تخفیف تھی، پھر اس کے بعد کی تفصیل مروی نہیں ہے۔

حضرت کرمہ بن خالد سے بھی مروی ہے، کہتے ہیں کہ جب مجھے مقام ”سب“ کی زکوٰۃ کی مصولی پر مامور کیا گیا تو میری ذات پندرہ ایک شیوخ سے ہوئی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں زکوٰۃ لیا کی تھی، انہوں نے مجھ سے باہم مختلف باتیں بتائیں، بعض نے کہا: میں اونٹ کی طرح گائے کی زکوٰۃ نکالتا تھا، کسی نے کہا: تمیں گایوں پر ایک تہی ہے، کسی نے کہا: چالیس گایوں پر ایک مہ گائے ہے، بن ترم نے بھی اپنی سند سے ابن المسیب اور ابو قتادہ سے روایت کی اسی طرح ذکر کیا ہے جس طرح زمرہ کی سے نقل کیا ہے، حضرت عمر بن عبد الرحمن بن خالد انساری سے مروی ہے کہ گائے کی زکوٰۃ اس کی زکوٰۃ کی طرح ہے، یعنی گائے میں عمر کا لحاظ نہیں ہے (۲)۔

قربانی میں کافی ہونے والے چار نور:

۱۰- قربانی میں صرف اُنعام کافی ہوں گے یعنی اونٹ، گائے، اور بقرہ، برخلاف ان حضرات کے جنہوں نے کہا: نعام، وغیرہ نعام

(۱) حدیث ”کتاب رسول اللہ ﷺ“ کو امام ابو ذر نے اپنے مراسیل میں روایت کیا ہے، سنائی نے کہا: سلیمان بن بلال جو اس روایت کے ایک روی ہیں، متروک کلمہ میں ہیں (ص ۱۷۲، ۳۳۰ طبع مجلس اعلیٰ)۔

(۲) جلیہ الحجۃ ۱۴۱۱ھ، ۲۱ مئی ۱۹۹۲ء، کل ۱۶/۳

ہے ماکول بلعم فتر بائی درست ہوئی (۱)۔

تفصیل اصطلاح ”اضحیٰ“ میں دیکھی جائے۔

ملاء کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص صرف اپنی جانب سے ایک گائے کی قربانی کرے تو اس کی طرف سے قربانی ہو جائے گی، خواہ واجب قربانی ہو یا نفلی۔

۱۱- ایک گائے کی قربانی میں کئی افراد کی شرکت کے مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔

مسیب شامیہ صاحبہ در مشاہدہ علم کی رائے ہے کہ ایک گائے سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہوگی، سات افراد ایک گائے کی قربانی میں شریک ہو سکتے ہیں، خواہ وہ سات افراد ایک گھر کے ہوں یا دو گھر کے یا محدود و محدود گھروں کے ہوں، یہ جو قربانی واجب ہو یا نفلی، اور خواہ کسی نے قربان کیا ہو یا دوسرا، صرف گوشت کی نیت کی ہو، ہر شخص کی طرف سے اس کی نیت کے مطابق درست ہوگی، مین مسیبہ کے نزدیک ضروری ہے کہ تمام شرکاء نے قربان کی نیت کی ہو، اگر کسی ایک سے گوشت کی نیت کی ہو تو کسی کی طرف سے قربانی درست نہیں ہوگی۔

ہام مالک کہتے ہیں: گائے، سب اور بکری میں سے ایک رأس ایک شخص کی طرف سے اور ایک گھر والوں کی طرف سے کافی ہوگا خواہ ان کی تعداد ”سات افراد“ سے زیادہ ہو، بشرطیکہ ان میں اس کے قطعاً شریک کیا ہو، میں اگر سب سے باہم مل کر شریک ہو تو درست نہیں ہوگا، مرنہ ہی زیادہ سے زیادہ شخص افراد کی جانب سے درست ہوگا (۲)۔

(۱) الجلی ۷/۳۳۳

(۲) المجموع مملوکی ۸/۳۸۸، انہی ۱۰ بن قدسہ ۶۱۹/۸، حاشیہ الرسول ۱۱/۹۲، حاشیہ قلیوبی وغیرہ ۲۵۰/۳، مجمع الفقہ ۲۹۸/۳، الجلی ۷/۳۳۸، نیل الاوطار مشکوٰۃ کی ۵/۱۳۱۔

پہلے قول والوں نے حضرت جابر کی روایت سے استدلال کیا ہے، و فرماتے ہیں: ”محوماً مع رسول اللہ ﷺ البذیۃ عن سبعة، والبقرة عن سبعة“ (۱) (ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک بدست سات افراد کی جانب سے، اور ایک گائے سات افراد کی جانب سے قربانی کی)، ان ہی سے مروی ہے کہ ”محوماً مع رسول اللہ ﷺ مہلب، فامروا فی مشترک فی الابل والبقرة۔ کل سبعة منا فی بذیۃ“ (۲) (ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ کہتے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم اہل بیت اور گائے میں شریک ہوں، ہم میں سے ہر سات آدمی ایک بدنہ میں شریک ہو)۔

ہام مالک نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت کو اپنایا ہے، و فرماتے تھے: بدنہ ایک شخص کی طرف سے دو گائے ایک شخص کی طرف سے اور بکری ایک شخص کی طرف سے ہے، اشتراک کا مجھے علم نہیں، حضرت ابن عمر کے علاوہ محمد بن یحییٰ بن سے بھی ایسا ہی مروی ہے، چنانچہ ان کی رائے ہے کہ ایک جان صرف ایک ہی جان (فرد) کی طرف سے درست ہوگی (۳)۔

بدی میں گائے:

۱۲- حج کی قربانی میں گائے کا حکم یہی ہے جو اضحیٰ میں ہے، اس سے وہ تفصیل مستثنیٰ ہے جو آدمی اور اس کے گھر والوں کی طرف سے درست ہونے کی بابت ہے، اس کی تفصیل اصطلاح ”حج“ اور ”بدی“ میں

(۱) حدیث حضرت جابرؓ مع رسول اللہ ﷺ، کی روایت مسلم (۵۵۳/۳ طبع الجلی) نے کی ہے۔

(۲) حدیث حضرت جابرؓ مع رسول اللہ ﷺ، کی روایت مسلم (۵۵۳/۳ طبع الجلی) نے کی ہے۔

(۳) حاشیہ الرسول ۱۱/۹۲، انہی ۱۰/۳۸۸، الجلی ۷/۳۳۸۔

دیکھی جاوے۔

گائے کا ذبح:

۱۳- گائے کا ذبح اسی طرح ہے جس طرح بکری کا ذبح ہے، لہذا اگر گائے ذبح کرنے کا ارادہ ہو تو اسے بائیں پہلو پر ٹنڈیا دی جائے، اس کے تینوں پاؤں باندھ دئے جائیں: آگے والے دونوں پاؤں اور مایاں پاؤں، مایاں پاؤں باندھا جائے تاکہ ذبح کے وقت وہ حرکت نہ کرے، ذبح کرنے والا اپنے بائیں ہاتھ سے گائے کا سر پکڑے اور بائیں ہاتھ میں چھری پکڑے، پھر "بسم اللہ" کہہ کر ذبح شروع کرے، جانور ذبح کرنے والے کا رخ قبلہ کی طرف ہو جہاں تک اس کا تعلق ہے تو اس کو پہنچائی کر اس کے پیچھے حصہ میں اس طرح نیزہ مار کر کھنکھایا جائے کہ اس کا سر ہو اور ہڈیاں ٹھنڈا بندھا ہو (۱)۔

سواری کے لئے گائے کا استعمال:

۱۵- قدامت کا اتفاق ہے کہ پانچ جانوروں میں سے سواری اور باربرداری کے لئے اونٹ ہے، جہاں تک گائے کا تعلق ہے تو وہ سواری کے لئے نہیں پیدا کی گئی ہے، بلکہ سواری کے علاوہ دیگر منافع جیسے شیتی، غیرہ میں کام لینے کے لئے پیدا کی گئی ہے، بکریاں دودھ، نسل اور دشت کے لئے پیدا کی گئی ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَأَن لَّكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةٌ لِّسْفِيكُمْ مِمَّا فِي بُصُولِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ وَعِندَهَا وَعْثَى الْمَلَائِكَةُ حَامِلُونَ" (۲) (اور تمہارے سے چوپایوں میں سہاں عبرت ہے، ہم تم کو ان کے پیٹ سے (دودھ) پلاتے ہیں، اور تمہارے لئے ان میں بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے

بدی میں گائے کے اشعار نے کہا جہاں تک تعلق ہے تو ۱۶- امام ابو حنیفہ کے تمام علماء کا اتفاق ہے کہ اشعار (شان کا) سنت ہے اور مستحب ہے، نبی ﷺ نے ایسا کیا ہے اور آپ ﷺ کے بعد صحابہ نے ایسا ہے، اس پر بھی اتفاق ہے کہ اشعار سنت میں سنت ہے خواہ اس کا کوہاں ہو یا نہ ہو، اگر کوہاں نہیں ہو تو کوہاں کی جگہ پر اشعار کیا جائے گا۔

جب تک گائے کا تعلق ہے تو شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ اس میں مطلقاً اشعار ہے، خواہ اس کا کوہاں ہو یا نہیں ہو، گائے ان کے نزدیک اونٹ کی طرح ہے، امام مالک کے نزدیک اگر گائے کو کوہاں ہو تو اشعار کیا جائے گا، اگر کوہاں نہیں ہو تو اشعار نہیں کیا جائے گا (۳)۔

تقلید (قدودہ ڈلنے) کا حکم:

۱۳- تقلید: گلے میں قلاوہ (پنہ) ڈالنا ہے، مدی کی تقلید کا مطلب ہے اس کے گلے میں کھل کا پنہ ڈالا جائے تاکہ پہچان یا جائے کہ یہ جانور بانی کا ہے تو اس کو قلاوہ نہ پہنچایا جائے۔

مدی کا اتفاق ہے کہ اس کا قلاوہ دو ڈالنا مستحب ہے۔ جب تک بکری کا تعلق ہے تو شافعیہ کے نزدیک اونٹ اور گائے کی طرح بکری کو بھی قلاوہ ڈالنا مستحب ہے، امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک بکری کو قلاوہ ڈالنا مستحب نہیں ہے۔

ونت اور گائے کو جوتوں وغیرہ کا قلاوہ ڈالا جائے گا جس سے معلوم ہو جائے کہ یہ بانی کا جانور ہے (۴)۔

(۱) طہیہ اقلیولی وغیرہ ۳۲۳-۳۲۴۔

(۲) سورہ سونون ۲۱-۲۲۔

(۳) المجموع ۸/۶۰۸۔

(۴) المجموع ۸/۶۰۸۔

گائے ورنہ مری، صاحبیں سے کپڑوں کا بھی مصافحہ کیا ہے۔ یہی عمر، عطاء، طہاں ورمینہ کے ساتوں متباہ، کا قول ہے، اس قول کے مطابق گائے ویت کی خرید و بیچ میں سے ایک ہے، ویت والوں کے سے جائز ہے جیسا کہ صاحبیں کے نزدیک ہے کہ گائے کی ویت میں ابتدا و دیں، انہیں دوسرے سامان کے دینے کا مکلف نہیں بنایا جائے گا۔

بکاء

تعریف:

۱- البکاء: ”بکی بکی بکی وبکاء“ کا مصدر ہے (۱)۔

لسان العرب میں ہے: لفظ ”بکاء“ بغیرہ کے بھی ہے، اورہ کے ساتھ بھی، اور بغیرہ کہتے ہیں: اورہ کے ساتھ بکاء ہے تو وہ ”زمرہ“ ہوتی ہے جو بکاء (رونے) کے ساتھ ہوتی ہے، رجمیرہ کے بکاء جائے تو آسوا اور ان کا نقصان مراد ہوتا ہے۔

حضرت کعب بن مالکؓ حضرت خزہ کے مرثیہ میں کہتے ہیں:

بکت عیسیٰ وحق لها بکاءھا

وما بغی البکاء ولا العویل

(میرنی آنکھ رہی اور اس کو رونے کا حق ہے، نہ لاکھ نہ بکاء، کچھ قائم نہیں پہنچا سکتے)۔

خلیل کہتے ہیں: تمہ کے ساتھ پڑھنے والے سے ”لم یثرن“ کے معنی میں لیتے ہیں، اورہ کے ساتھ پڑھنے والے ”آوڑ“ کے معنی میں لیتے ہیں، اور لفظ ”بکاء“ کا مطلب ہے پر تکلف رہنا، جیسا کہ حدیث میں ہے: ”فان لم تبکو فتابکوا“ (۲) (اگر نہ رونا آئے تو رونے کی صورت بنا لو)۔

(۱) القاموس المحیط، المصباح المہیر: بارہ کی۔

(۲) حدیث: ”فان لم تبکو“۔ کی روایت ابن ماجہ (۲۲۳۲ طبع اجمعی)

نے کی ہے پھر کی نے کہ اس کی سند میں اور راجح ہے اس کا ۲۱۸۱ مائل من راجح ہے وہ ضعیف و متروک ہے۔



فقہاء کا استعمال بھی اس سے الگ نہیں ہے۔

کے محاسن شمار کرنے کے لئے بھی بولتے ہیں، سم "ندبہ" ہے۔

متحدہ غلط:

د- نخب یا نخب:

غ- صیاح و صرخ:

۵- "نخب" لغت میں خوب رونے کو کہتے ہیں، شبیب بھی اسی معنی میں ہے (۲)۔

۲- صیاح اور صراخ لغت میں پوری طاقت کے ساتھ آواز لگانا ہے، کبھی ان کے ساتھ رونا بھی ہو سکتا ہے اور کبھی نہیں، "صراخ" کا استعمال مدد کے سے "رنگانے" پر بھی ہوتا ہے (۱)۔

ھ- عویل:

ب- نیاب:

۶- عویل بلند آواز سے رونے کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے: "نعولت المرأة لعوالاً وعويلاً" (۳) (عورت نے زور سے آواز بکا کی)۔

۳- بیاح اور بیاحۃ لغت میں میت پر آواز کے ساتھ رونے کو کہتے ہیں (۲)۔

اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ "نخبیب" اور "عویل" دونوں کا معنی "خوب رونا" ہے، اور "صراخ" اور "صیاح" معنی میں قریب قریب ہیں، "نوح" میت پر رونے کو کہتے ہیں، "ندب" میت کے محاسن شمار کرنے کو کہتے ہیں، اور "بکاء" آواز کے ساتھ رونے کو کہا جاتا ہے، اور "بکی" بغیر آواز رونے کو کہتے ہیں یعنی صرف آنسو بانے پر اکتفا کیا جائے۔

المصباح میں ہے: یہ اس سے قریب ہے جو کلموں میں آیا ہے کہ: "ناحت المرأة على الميت نوحاً" (عورت نے میت پر نوحہ کیا)، باب "قال" سے ہے، اس سے اسم "نواح" بر وزن غراب ہے، بسا اوقات "بیاح" نون کے زیر کے ساتھ کہا جاتا ہے، مکی عورت کو "مانحة" کہتے ہیں، "بیاحۃ" نون کے زیر کے ساتھ اسی سے اسم ہے، اور نوحہ کی جگہ کو "مناحة" نیم کے زیر کے ساتھ بولتے ہیں (۳)۔

بکاء کے اسباب:

۷- بکاء (رونے) کے متعدد اسباب ہیں: اللہ تعالیٰ کا خوف، خشیت، ترن، شدت مسرت۔

ج- ندب:

۴- "ندب" لغت میں کسی کام کی طرف بلانے اور اس پر آمادہ کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے، ندب: میت پر رونے اور اس

مصیبت میں رونے کا شرعی حکم:

۸- رونا کبھی تو بغیر آواز کے صرف آنسو بہانے تک ہوتا ہے، کبھی اپنی ملکی آواز بولتی ہے جس سے احترام مہس ہو، کبھی تیز آواز کے

(۱) القاموس المحیط، المصباح المہیر۔

(۲) القاموس المحیط، المصباح المہیر۔

(۳) المصباح المہیر۔

(۱) القاموس المحیط، المصباح المہیر۔

(۲) القاموس المحیط۔

۳ المصباح المہیر۔

ساتھ ہوتا ہے جیسے سرخ، نوج، مدب، وغیرہ، یہ رونے والے کے فرق سے مختلف ہوتا ہے، کچھ لوگ غم چھپانے پر تیار ہوتے ہیں، کچھ جذبات پر قابو پاتے ہیں، اور کچھ لوگ ایسا نہیں کر پاتے۔
 ”برکاء“ (رونے) میں ماتھ کا عمل شامل نہ ہو جیسے ”ریان چاک“ کرنا چہرہ دہشتا، اور ربوب کا عمل بھی شامل نہ ہو جیسے ”سرخ“، ”تچ“ ملاکت، ”ہر ہوی کو دعوت دینا“ وغیرہ تو ایسا رہا مباح ہے (۱)۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”إنہ مہما کان من العین والقلب لمس اللہ عرو وجل ومن الرحمة، وما کان من اللہ واللسان لمن الشیطان“ (۲) (جب تک رو نہ آئے، اور دل سے ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے اور رحمت کی وجہ سے ہوتا ہے، اور جب ماتھ و زبان سے ہونے لگے تو وہ شیطان کی جانب سے ہوتا ہے) اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”إن اللہ لا یعذب بدمع العین ولا بحرور القلب، ولكن یعذب بہما“ (۳) (اللہ کسی کی آنسو اور قلب کے حرور کی وجہ سے اللہ عذاب نہیں دیتا، بلکہ اس کی وجہ سے) (۴) اور آپ ﷺ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا: ”اللہ عذاب دیتا ہے یا جسم کرتا ہے۔“ اس حالت کے علاوہ میں روئے کے حکم کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

اللہ کے خوف سے رہنا:

۹- مومن زندگی بھر اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرتا ہے، اپنے تمام

(۱) نیل الاوطار مشکوٰۃ ص ۳۹۹ طبع دار الفکر۔

(۲) حدیث: ”اللہ مہما کان من العین“ کی روایت احمد (۱/۲۳ طبع المکتبۃ) نے کی ہے اس کی سند میں علی بن زید بن جعدان ہے جو ضعیف ہے، تہذیب التہذیب ص ۲۳۸ طبع دار الفکر (۳) حدیث: ”إن اللہ لا یعذب“ کی روایت بخاری (۱/۲۵۵ طبع المکتبۃ) نے کی ہے۔

(۳) حدیث: ”إن اللہ لا یعذب“ کی روایت بخاری (۱/۲۵۵ طبع المکتبۃ) نے کی ہے۔

اعمال اور تصرفات میں اللہ کا تصور رکھتا ہے، پس وہ اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ بے غناہ و تقاضی کے، کر کے وقت روٹا ہے ایسا مومن اس پر اقلندہ لوگوں میں شامل ہے جن کے بارے میں اللہ نے بتا دیا ہے، یسے ہوئے فرمایا: ”وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَى مَا أَصَابَهُمُ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ“ (۱) (اور آپ خوش خبری سناتے ہیں ان جنہا نے دلوں کو ذن کے دس ڈر جاتے ہیں جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، اور جو مسیبتیں اس پر پڑتی ہیں اس پر صبر کرنے والوں کو، اور ماری کی پابندی کرنے والوں کو، اور (اس کو) جو شریعت کرتے رہتے ہیں اس میں سے جو نعم نے نہیں، بے رکھا ہے)، اور ان ہی کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: ”إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُ اللَّهِ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ ذُرِّيَّتِهِمْ يَتَوَكَّلُونَ“ (۲) (یہاں والے تو ہیں وہ ہوتے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل سہم جاتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایسا نہ سنا دیتی ہیں، یہ وہ اپنے پروردگار پر توکل رکھتے ہیں)۔

قرطبی نے اس آیت کی تفسیر میں اس کے قریب اسی معنی میں روایت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کا وصف بتایا ہے کہ وہ، ”اللہ“ کے وقت خوف مر ڈر محسوس کرتے ہیں، اس لئے کہ ان کا ایمان قوی ہوتا ہے، وہ اپنے پروردگار کا خیال کرتے ہیں، ”وہ“ وحدہ کے سامنے ہیں، اس آیت کی تفسیر یہ آیت ہے جس میں اللہ فرماتا ہے: ”وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ“ (اور آپ خوش خبری سناتے ہوئے گردن

(۱) سورۃ الحج ۵۵

(۲) سورۃ انفال ۲

جہاد اپنے والوں کو جن کے دل ڈرتے ہیں، اور فرماتا ہے: "اللہیں
اصوٰر تظلمن قلوبہم بدکر اللہ" (۱) (یعنی) وہ لوگ جو ایمان
لائے اور اللہ کے ذریعے سے نہیں طمیناں ہوئیں، اس آیت کا حلق مال
معرفت اور طمیناں قلب سے ہے، "چل اللہ کے مذاہب سے
گھبراہٹ کو کہتے ہیں، البتہ اس میں تقاضا نہیں ہے، اللہ نے ہماری
آیت میں دونوں معنوں کو جمع فرمایا ہے: "اللہ نزل احسن
الحدیث کتبا غشایہا فتاویٰ یفسرہ منہ جلود اللہیں
یحشون ربہم نہ یس حبودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ" (۲)
(اللہ نے بہت کلام نازل کیا ہے ایک کتاب بانہم لاتی جلتی ہوئی اور بار بار
ہم انہی پہل اس سے اس لوگوں کی جلد جو آپ پر درگاہ سے ڈرتے ہیں،
کانپ اٹھتی ہے پھر ان کی جلد اور ان کے قلب اللہ کے ذکر کے لئے نرم
ہو جاتے ہیں) یعنی اللہ کے ساتھ ان کے نفس کو یقین کے اعتبار سے
سکون حاصل ہوتا ہے، اگرچہ وہ اللہ سے خوف کھاتے رہتے ہیں۔

۱۰۔ یہ ان لوگوں کے اوصاف ہیں جو اللہ کی معرفت رکھنے والے اور اس
کی معرفت اور عذاب سے ڈرے والے ہوتے ہیں، ان جاہل عوام پر
بدعت پرست گنہگار کی چٹا پیچ کی طرح نہیں جو گدھوں کی طرح چلاتے
ہیں، ایسا کرے، لے کر دعوتی کرتے ہیں کہ یہ خشوع اور مجاہدہ و فہم
سے کہا جائے گا کہ تمہاری جگہ تو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے
اصحاب کے مقام تک، اللہ کی معرفت اور خوف و تعظیم میں نہیں ہوسکتی
ہے، حالانکہ اس مقام کے باوجود ان حضرات کی حالت یہ تھی کہ موعظ
کے وقت اللہ کو جانتے تھے اور اللہ کے خوف سے آدھریہ مرتے تھے،
اسی سے اللہ تعالیٰ سے بتایا کہ اللہ کے دربار اس کی کتاب کی تمامت
سنتے وقت اہل معرفت کی حالت یہ ہوتی ہے کہ: "واذا سمعوا ما
انزل الی الرسول قرأ علیہم نفیض من اللہ مع ما عرفوا

(۱) سورہ بقرہ ۳۸

(۲) سورہ بقرہ ۳۳

من الحق یقولون ربنا انما فاکبنا مع الشاہدین" (۱) اور جب
ہو اس (کلام) کو سنتے ہیں جو پیغمبر پر اتار دیا ہے تو آپ اس کی تکلیفیں
نہیں لگاتے کہ اس سے آنسو بہ رہے ہیں، اس سے کہ انہوں نے حق کو
بچاؤ یا۔ جو کہتے ہیں کہ اسے مارے پر درگاہ نام لیں لے گئے سو تو
نہم کو بھی تصدیق کرنے والوں میں لکھ لے، یہاں حضرت کا وصف اور
ان کا جواب ہوتا ہے، جو لوگ ایسے نہیں ہیں وہ اس کی راہ پر نہیں ہیں البتہ
جسے طریقہ اپنا ہوا وہ اس لوگوں کا طریقہ پنا ہے، یہیں جو لوگ پگلوں کا
رہنما حجاز رجال کا صنف رچاتے ہیں وہ سب سے بد حال لوگ ہیں،
اور پاگل پن کی تو مختلف قسمیں ہیں، امام مسلم نے حضرت انس بن
مالک سے روایت کیا ہے کہ لوگوں نے نبی ﷺ سے سوالات کئے اور
بار بار سوالات کئے تو ایک دن آپ ﷺ تشریف لائے، منبر پر
پہنچے اور مایہ: "سلونی، لا تسألونی عن شیء إلا ینتہ لکم،
عادت فی مقامی هذا، فلما سمع ذلك القوم ارموا" (۲)
ورہوا ان یکنون بین یدی نمر قد حضر، قال انس: فجعلت
الکف بعمی وشمالا لاداکل اسال لاف راسہ فی ثوبہ
یکمی... (۳) (مجھ سے پوچھو، تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں
پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا جب تک میں اس جگہ پر ہوں، لوگوں
نے جب یہ سنا تو خاموش رہے، اور اللہ بیش محسوس کیا کہ آپ ﷺ ہی
ہونے والے بڑے حادثہ کے سامنے ہوں، حضرت انس کہتے ہیں: میں
نے اس میں بائیں ہاتھ رو دیکھا تو یہ دیکھا کہ ہر شخص اپنے سر کو اپنے کپڑے
میں لپیٹے رہ رہا ہے۔) اور انہی نے پوری حدیث ذکر کی، امام ترمذی نے
حضرت عرابش بن ساریہ سے روایت کیا ہے، وہ روایت کو صحیح بتاوا ہے،
اسی کہتے ہیں: "وعظا رسول اللہ ﷺ موعظۃ نبیۃ دردت

(۱) سورہ مائدہ ۸۳

(۲) لوم الرجل وعلما کا حق ہے صفاوش ہو گیا، وراہے شخص کو موم کہتے ہیں۔

(۳) حدیث مسلوئی، اس کی روایت مسلم (۳۳۳۳، مجمع بیہ) سے ہے۔

لکھا ہوا کہ روایا یہ ہے کہ اس سے پہلے کی چیز تو بدرجہ اولیٰ نہیں ہوتی، اور ایک روایت میں "ابدا" (نہیں نہیں) کے الفاظ بھی ہیں، اور ایک دوسری روایت میں ہے: "لا یقر بان النار" (جہنم کی آگ سے قریب نہیں ہوں گے)۔

صاحب روح المعانی نے اللہ کی خشیت سے رونے کی تعریف میں دو مستند روایات لکھی ہیں جن میں پہلے مذکور حدیث بھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لا یلج النار رجل یحیی من خشية الله تعالى حتی یعود الی فی الصرع ولا یجتمع علی عبد غبار فی سبیل اللہ تعالیٰ ودخان جہنم" (۲) (اللہ کے خوف سے رونے والا اس وقت تک جہنم میں نہیں جائے گا جب تک کہ دو دھقن میں دلہن نہ چلا جائے، اور کسی بندہ پر اللہ کے راستہ کا غبار نہ جمع ہو جس میں جنت میں ہو سکتے)۔

نماز میں رہنا:

۱۳- غنیمت کی رائے ہے کہ نماز میں اگر کسی تکلیف یا مصیبت کی وجہ سے رہنا ہو تو اس سے مار فاسد ہو جائے، اس سے کہ یہ رہنا کلام اناس کی قیاس سے ہے، یمن رونے کا سبب اگر جنت یا جہنم کا تذکرہ ہو تو مار فاسد نہیں ہوتی، اس لئے کہ یہ رہنا روایتی خشوع کی علامت ہے جو نماز میں مقصور ہے، لہذا ایسا رہنا تسبیح یا دعا کے معنی میں ہو، اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ: "انہ کان یصلی باللیل ولہ لزیو کل زیو الموجل من البکاء" (۳) (آپ ﷺ

مسحاً لعیونہ، ووجلت علیہا القلوب" (رسول اللہ ﷺ نے انہیں سے ایک بیٹھ خطبہ دیا جس سے آنکھیں بہہ پڑیں، اور دل، مل گئے)، چوتھی حدیث مذکور ہے، وہی نے یمن نہیں کہا کہ ہمیں حال آیا ہر ہم قص کرنے گئے، منک رہنے گئے، قیام کیا (۱)۔

صاحب روح المعانی آیت قرآنیہ "اللہین اذا ذکر اللہ وحشت قلوبہم" (۲) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ان کے دل خوف الہی سے دھل گئے کہ ان پر جاہل الہی کی ربوں کا فیتان ہو رہا تھا (۳)۔

۱۱- خشیت الہی سے رونے کا اثر عمل پر پڑتا ہے، اور گناہ معاف ہوتے ہیں، اس کی دلیل ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "عیان لا تمسہما النار عین ہکت من خشية اللہ وعین ہکت تخرس فی سبیل اللہ" (۴) (دو قسم کی آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، ایک وہ آنکھ جو اللہ کی خشیت سے رہتی ہو، دوسری وہ آنکھ جو اللہ کے راستہ میں پہرہ دے رہی ہو)۔

صاحب تحفۃ الاحوذی کہتے ہیں: حدیث کے الفاظ "عیان لا تمسہما النار" (۱۰ آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی) یعنی ان آنکھوں کو میں چھوئے گی، نہ دل نہ کل مر لیا گیا ہے، اور چھونے کا

(۱) المرقطی ۷/۳۶۱ طبع دارالکتب المصریہ حدیث عربیہ "ووجلت علیہا القلوب" رسول اللہ ﷺ... کی روایت ابن ماجہ (۱۶/۱ طبع المجلد) ابو داؤد (۱۶/۵ طبع عزت عید دھاس) ورحاکم (۹۶/۱ طبع دائرة المعارف العلمیہ) کے ہے حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے وہ بھی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

(۲) سورۃ غافر ۳۵۔

(۳) روح المعانی ۱۵/۱۵۲ طبع المصیر یہ۔

(۴) حدیث: "عیان لا تمسہما النار" کی روایت ترمذی (۱۷۵/۳ طبع المجلد) ورحاکم نے اس کی تصحیح کی ہے جیسا کہ فتح الباری (۸۳/۱ طبع المستقیم) میں ہے ابن حجر نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۱) تحفۃ الاحوذی ۲۶۹/۵ طبع المجلد

(۲) روح المعانی ۱۵/۱۵۰-۱۵۱ طبع المصیر یہ حدیث: "لا یلج النار رجل یحیی من خشية الله تعالى حتی یعود الی فی الصرع ولا یجتمع علی عبد غبار فی سبیل اللہ تعالیٰ ودخان جہنم" کی روایت ترمذی (۱۶/۱ طبع المجلد) نے کی ہے اور کہا ہے کہ حدیث صحیح ہے۔

(۳) حدیث: "کان یصلی" کی روایت ابو داؤد (۵۵۷/۱ طبع عزت

رات میں نماز پڑھتے تھے اور آپ ﷺ کے رونے کی آواز مانڈی کے مٹنے کی طرح مٹتی تھی۔

امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ یہ تفصیل اس صورت میں ہے جب رونے کی آواز حرف سے زیادہ ہو یا، حرف صلیہ ہوں، اگر حرف ز مد میں سے وہ حرف سے زیادہ ہو یا، ایک حرف زائد ہو، اگر حرف اصلی ہو تو اس وہیں صورتوں میں نماز قائم نہیں ہوتی۔ حرف ز مد میں ہیں جن کا مجموعہ ”نہب“ کہیں کے حرف ہیں^(۱)۔

اس مسئلہ میں مابعد کے مسلک کا حاصل یہ ہے کہ نماز میں روایا تو رکعہ کے ساتھ ہو گا بغیر رکعہ کے ہو گا، اگر روایا بغیر آواز کے ہو تو اس سے نماز باطل نہیں ہوگی خواہ بد اختیار روایا ہو یا یہ طور کہ خشوع یا مصیبت کی وجہ سے روایا اختیار کی روایا ہو بشرطیکہ اختیاری روایا زیادہ نہ ہوں۔

اگر روایا رکعہ کے ساتھ ہو تو بد اختیار روایا میں نماز ٹوٹ جائے گی خواہ کسی مصیبت کی وجہ سے ہو یا خشوع کی وجہ سے، اگر بغیر اختیار روایا ہو، خشوع کی وجہ سے روایا ہو تو نماز نہیں ٹوٹے گی خواہ مائش ہو، اگر بغیر خشوع کے روایا ہو تو نماز باطل ہو جائے گی^(۲)۔

اس تفصیل کے علاوہ، سوتی سے، اگر یا بے ک آواز کے ساتھ روایا اگر کسی مصیبت یا تکلیف کی وجہ سے بغیر غلبہ کے ہو یا خشوع کی وجہ سے ہو تو یہی صورت میں یہ روایا خشوع کی طرح ہے، عدا اور سہوا سے روایا کے درمیان فرق کیا جائے گا، یعنی عدا روایا تو مطلقاً نماز کو باطل کر دے گا خواہ کم ہو یا زیادہ، سہوا روایا اگر زیادہ ہو تو نماز باطل

ہو جائے گی، کم ہو تو مجدد ہو یا جانے گا۔

ثانیہ کا مسلک یہ ہے کہ نماز میں روایا صحیح قول کے مطابق اگر ایسا ہو کہ، وہ حرف ظاہر ہو جائے تو نماز باطل ہو جائے گی، اس لئے کہ یہ نماز کے ممانی ہے، خواہ یہ بد اثرات کے خوف سے ہو، صحیح قول کے بالمقابل قول یہ ہے کہ اس سے نماز باطل نہیں ہوگی، اس سے کاعت میں اس کو شکو نہیں کہتے اور نہ اس رونے سے کچھ سمجھ میں آتا ہے، لہذا یہ روایا محض آواز کے شائبہ ہو^(۳)۔

حاصل یہ کہ تالبد کا تعلق ہے تو اس کی رائے یہ ہے کہ نماز کے اندر اگر رونے میں دو حرف ظاہر ہو جائے یا خشیت میں اور ذکر وہ ظاہر ہو جائے تو نماز باطل نہیں ہوگی، اس سے کہ یہ روایا ذکر کے قائم مقام ہے، اور کہا گیا ہے کہ اگر روایا غالب آجائے گا تب یہ حکم ہے ورنہ نماز باطل ہو جائے گی، جیسے کہ روایا خشیت کے طور پر نہ ہوں، اس لئے کہ رونے میں حرف بھی ہوتے ہیں، اور وہ بذات خود کلام کی طرح معنی پر دلالت کرتا ہے، کر کہ کے سلسلہ میں امام احمد کہتے ہیں: اگر روایا غالب آجائے تو میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں یعنی تکلیف کی وجہ سے، اگر خواہ سے روایا تو مکروہ ہو گا جیسے کہ فہمی، ورنہ مکروہ نہیں ہو گا^(۴)۔

قرآن پڑھتے وقت روایا:

۱۳ قرآن کی آیات کے وقت روایا مستحب ہے، سورہ ہر ایک اس آیت سے یہی مفہیم ہوتا ہے: ”وَيُخَوِّرُونَ لِلْزُّلْفَانِ يَتَنَكَّبُونَ وَيُكَلِّمُ مَخْمَرًا“^(۱) (اور مٹھوریوں کے مٹھرتے ہیں روتے

(۱) حاشیہ قدسوتی علی الشرح الکبیر ۲۸۳ طبع دار الفکر۔

(۲) نہایہ الکناج ۲۳۳ حاشیہ اقلیو بی وغیرہ ۸۷۷ مٹھی الکناج - ۹۵۔

(۳) الفروع ۷۰۷-۷۰۸۔

(۴) سورہ ہر ایک ۱۰۹۔

عبدوحس اور ابن ۱۳ طبع المکتبۃ النجادیہ نے کی ہے۔

(۲) تمیمی الحقائق ۵۵-۵۶ طبع دار المعرفۃ فتح القدیر ۲۸۱-۲۸۲ طبع دار صادر۔

(۳) حاشیہ شیخ علی الحدادی علی مختصر فہم، جو حاشیہ قرشی پر مبنی ہے ۲۲۵ طبع دار صادر، جوہر فہم ۶۳، جواب البکلیل ۳۳۔

موت کے وقت اور اس کے بعد رونا:

۱۴- فتیاء کا اتفاق ہے کہ رو مانا بغیر تہذیب کے صرف تہذیب کی حد تک ہو یہ سوت سے قتل اور اس کے بعد جائز ہے، یہی حکم ہے جب آواز کے ساتھ رونا غائب آجائے اور دوسرے پر قادر نہ ہو سکے، اور یہی حکم ہے دل کے غم کا بھی۔

فتا، کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ بلند آواز سے میت کے محسن شمار کر کے ولولہ کرنا حرام ہے، بلا یہ کہ بعض حنابلہ سے نزوع میں منقول کچھ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

فقہاء کا اتفاق ہے کہ نوحہ نہ کرنا، کچھ سے دُریا ہوں چاک کرنا، منہ نوچنا، غیہ دینے سے کام حرام ہیں، حنفیہ نے اس کے سے تربت کا لفظ استعمال کیا ہے، جس سے اس کی مراد تربت تحریمی ہے، اس طرح فقہاء کے مابین اس مسئلہ میں اختلاف باقی نہیں رہتا۔

لیکن اگر رہا آوارہ کے ساتھ ہو، البتہ توحہ و پاریہ چاک گریہ کی
مغیر دہ ہو تو خفیہ مالکیہ درختا بلکہ کی رے میں چار ہے، مالکیہ نے
رونے کے لئے اکھا نہ ہونے کی شرط لگائی ہے، اگر رونے کے لئے
اکھا ہوں تو مالکیہ کے نزدیک مکروہ ہے (کر)

ثانیہ کے ر ایک تفصیل ہے، تقلید پانی نے اس کا ذکر کیا ہے،
پناہیہ مود کہتے ہیں: میت پر ر ماقیامت کے دن کی ہونے کی خوف
نہیہ دکی وہہ سے ہو تو کون حرت میں ہے، یہ محبت یا رقت کی وہہ سے،
مثلاً: بچہ پر ہو تو بھی یہی حکم ہے، سین صبر رما زید و بہتر ہے، یہ نیکی
مصابت، بہت ر شجاعت علم جیسی شی کے مفقہ و ہو جانے کی وہہ سے ہو

ہوئے اور یہ (ترآن) ان کا خشوع اور بے حیا ہونا ہے۔ (ترقیاتی
فرماتے ہیں: یہ ان حضرات کی مدح ہے اور علم کی پہچان، اور علم کا
حصہ رکھنے والے ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ اس مقام تک پہنچے،
چنانچہ قرآن کی سماعت کے وقت خشوع و تواضع اور رہا گلدگی اختیار
کرے (۱)۔

رجسٹری "لکشف" میں "وہیدہم حشوعا" کی تفسیر میں کہتے ہیں: یعنی دل کی مری ورنہ نگہ کی تفسیر جو حقیقی ہے (۲)۔

کی قیمت پر منگوا کرتے ہوئے طبعی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **فَزَلْ تَرْسْ** سے قبل یہ وہ نساہتی کے علماء جو انسان لائے جب اس کے سامنے تَرْس کی عبادت کی حاجت ہے تو وہ خود یوں کے مل رہتے ہوئے رُپرتے ہیں، اور قرآن کے مواضع و جہر سے ان کے خشوع میں اضافہ ہوتا ہے، یعنی اللہ کے حکم اور اس کی اطاعت کے لئے سرنگندگی و تامل میں اضافہ ہوتا ہے (۳)۔

تراویح قرآن کے وقت رونے کا انتخاب اس روایت سے بھی سمجھا جاتا ہے جسے ابن ماجہ نے اور اسحاق بن راہویہ نے اپنے مسندوں میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے: "ہذا القرآن نزل بحزن، فإذا قرأتموه فابكوا، فإن لم تبكوا فاجسروا" (۴) (یہ قرآن حزن کے ساتھ مارا گیا ہے، تو جب تم اس کی تلاوت کرو تو رونا نہ آئے تو رے لی صورت بنا لو)۔

() المقرري : ٢٢/٢٣

(۴) کتب ۳۶۷/۳ فیج (دارالمعرفہ)

(۳) اس سے مراد سورۃ اسراء کی دو آیات ۱۰۷ اور ۱۰۹ ہیں۔ طبری ۱۸۱، ۱۸۲، طبری، روح المعانی ۱۹۰، طبع المصیر

(۳) ہمیشہ ”ہی جی“ لقرآن ”کڑھجھقرہنمرامیں گدوہکی ہے۔

(۱) فتویٰ قاضی خان ولایت اریہ مع فتاویٰ الہدیہ ۹۰، حاشیہ المصطلحات علیٰ الدر المختار، ۸۳۳ حاشیہ ابن عابدین، ۶۰، حاشیہ الدہلوی، ۳۳۳ حاشیہ المکمل، ۱۲۱۴ مواہب المجلل مع الدعویٰ المکمل، ۲۳۵۴، الخرشنی مع حاشیہ الدہلوی، ۳۳۴۔

تو مندوب ہے، یہ رشتہ و صدقہ و فاداری، ہر مصلحت پذیری کے منفقہ ہو جانے کی وجہ سے ہو تو مکروہ ہے یا تصدقہ و ہدیہ پر تسلیم و رضا کے نہ ہونے کی وجہ سے ہو تو رونا حرام ہے (۱)۔

امام شافعی کہتے ہیں: موت سے قبل رونا جائز ہے، سب موت ہو جائے تو رک جائیں، انہوں نے استدلال نسانی میں حضرت جابر بن عتیق کی حدیث سے کیا ہے جو منقریب آ رہی ہے (۲)۔

فقہاء نے اس مسئلہ میں جو رائے دی ہے اس پر استدلال حدیث سے کیا ہے، چنانچہ ترمذی نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: "أخبرني النبي ﷺ بعد عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه فأنطلق به إلى ابنه إبراهيم، فوجدته يجود بنفسه، فأخبرني النبي ﷺ فوضع في حجره فبكى، فقال له عبد الرحمن: أبكيت؟ أو لم تكن بهيت عن البكاء؟ قال: لا، ولكن بهيت عن صوتين أحققين لأجربين صوت عند مصيبة، خمش وجوه وشفق جيوب وروية شيطان" (۳) (نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کا ہاتھ پکڑ کر آپؐ میں لے کر اپنے صاحب زادہ ابراہیم کے پاس تشریف لائے، دیکھا کہ وہ جاں نثاری کے عام میں ہیں، نبی ﷺ نے انہیں لے کر پی کوہ میں رکھا، وہ رہ پڑے، حضرت عبد الرحمن نے پوچھا: آپ ﷺ رو رہے ہیں؟ یا آپ ﷺ روتے روتے سے منع نہیں فرمادیتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نے قسم لی اہتمام و فائز نہ ہوں، یہ رونا تھا، ایک مصیبت کے وقت آدمی رونا چاہتا ہے،

گریباں بھارنا اور شیطان کی بیخ (۱)۔

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ليس منا من لطم الحدود وشق الجيوب ودعى بدعوى الجاهلية" (۱) (وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو منہ پر تھپتھپ مارے، پٹے پھاڑے اور جاہلیت کا نعرہ لگائے)، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تھپتھپ مارنا، گریباں چاک کرنا اور جاہلیت کا نعرہ لگانا جائز نہیں ہے۔

نسانی نے حضرت جابر بن عتیقؓ سے روایت کیا ہے: "أن رسول الله ﷺ جاء بعبد الله بن ثابت فوجدته قد علب، فصاح النسوة وبكبن، فجعل ابن عتيق يسكتهن، فقال رسول الله ﷺ: دعهن، فإذا وجب فلا تبكين باكية، فالوا، وما الوجوب يا رسول الله؟ قال: الموت" (۲) (رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن ثابت کی زیارت کے لئے تشریف لائے، دیکھا کہ بھاری حالت ہے، تو عورتیں چیخ کر رہ گئیں، حضرت بن عتیقؓ کہیں خاموش کرنے گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہیں چھوڑ دو، جب واجب ہو جائے تو کوئی روتے، ابلیس زندہ رہے، لوگوں نے دریافت کیا: واجب ہونا کیا ہے یا رسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: موت)۔

قبر کی زیارت کے وقت رونا:

۱۵۔ قبر کی زیارت کے وقت رونا جائز ہے، اس کی دلیل صحیح مسلم میں

(۱) حدیث: "ليس منا من لطم الحدود..." کی روایت بخاری (طبع ۱۳۳۳ھ) میں ہے۔
(۲) حدیث: جابر بن عتیقؓ "أن رسول الله ﷺ جاء بعبد الله بن ثابت فوجدته قد علب..." کی روایت مسند احمد (۳۸۲/۳) میں ہے اس کی سند میں عتیقؓ کی حالت کی جمالت ہے (ابن ماجہ بن حجر ۱۰۵/۷) طبع دار الفکر بیروت۔

(۱) تلمیذی ۱/۳۳۳ صفحہ ۱۸۵-۱۸۶ کتاب ۱۵-۱۴،
ابن عرب شری ۱۳۶-
(۲) المجموع لمؤید ۵/۳۰۷-
(۳) حدیث: "بکیت عن صوتين أحققين لأجربين..." کی روایت حاکم ۳۰۸/۳ طبع دار الفکر بیروت۔

حضرت ابو یوسف سے مروی روایت ہے کہ مائے ماتے میں کہ: "وَاَوَّلُ السَّيْرِ
مِنْ قَبْرِ امِّهِ لَبْكِي، وَابْكِي مِنْ حَوْلِهِ" (الحج^(۱)) (بی
علیہ السلام نے اپنی والدہ کی قبر کی ریاست کی تو رہ پڑے اور اپنے ساتھ
والوں کو بھی رلایا۔)

رونے کے لئے عورتوں کا جمع ہونا:

۱۶- رونے کے لئے عورتوں کا جمع ہونا مالکیہ کے نزدیک اگر بغیر
"وہ رکنے ہو تو مکروہ ہے" اور "وہ رکنے کے ساتھ ہو تو حرام ہے" (۲)
ثانفیعہ کے نزدیک رونے کے لئے اسباب خارج نہیں ہے۔

حنفیہ و حنابلہ نے رونے کے لئے عورتوں کے جمع ہونے کے
مسئلہ پر تنگی نہیں کی ہے، لیکن فقہاء شافعیہ نے بغیر آواز کے صرف
"نسو کے ساتھ رونا حائز ہے، اگر بہت یا تحریم اس وقت ہوتی ہے جب
اسی کے ارادہ سے جمع ہونا پایا گیا ہو۔

اور جب وہ رکنے کے لئے عورتوں کا جمع ہونا مکروہ یا حرام ہے تو
رونے کے لئے عورتوں کا جمع ہونا مکروہ یا حرام ہوگا، فقہاء
سے صرف عورتوں کا مسئلہ اس لئے بیان کیا کہ ان میں اس کا رواج
ہوتا ہے (۳)۔

واحدت کے وقت بچے کے رونے کا اثر:

۱- ولادت کے وقت اگر بچہ رے مثلاً بیچ لی آواز سنائی دے تو
یہ اس کے رمدہ ہونے کی دلیل ہے، خواہ بچہ پڑی طرح حاضد ہو یا
ہو جیسا کہ ثانفیعہ کے نزدیک ہے، یا حاضد نہ ہو جیسا کہ حنفیہ کے

(۱) حدیث: "وَرَوَى عَنْ قَبْرِ امِّهِ" کی روایت مسلم (۲/۱۷۱) طبع
بجلی کے ہے۔

(۲) حوالہ الاکلیل ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱

کر پاتے۔ اور کہا گیا ہے: مسنونہ سوچ و شیدائش رجا، جیسے کہ کی
خلیم نے کہا ہے:
اذا اشبکت دموع فی حدود
نہیں میں بکی صبر نباکی
(سب آنسو ریشاویں سے آمیز ہو جائیں تو حقیقی ورنہ بنائی
رونے والے واضح ہو جائیں گے) (۱)۔



حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”تستامر الیمنۃ فإدا بکت أو سکت فہو دصاھا وای ابت
فلا جوار علیھا“ (۲) (ناری سے اجازت لی جائے لی، اگر وہ
رہ پڑے یا خاموش رہے تو یہ اس کی رضا مندی ہے، اور اگر انکار کرے
تو اس پر جو نہیں ہے)، اور اس لئے بھی کہ اجازت طلب کن رہو بیخ
نہیں کرتی ہے تو یہ اجازت بھیجی جائے لی جیسے کہ خاموشی، اور رہا فرط
حیا کی دلیل ہے مابعد یقین کی نہیں، یونکہ اگر وہ مابعد یقین تو مار
رتی، یونکہ وہ در رنے سے نہیں شرمائی (۳)۔

آدمی کا رہنا کیا اس کے صدق گفتاری کی علامت ہے؟

۱۹- انسان کا رہنا اس کے صدق گفتاری کی علامت نہیں ہے، اس کی
دلیل سورہ یوسف کی آیت ہے: ”وہاء وایہام عشاء
یتکون“ (۳) (وہ یہ لوگ اپنے باپ کے پاس شرم رات میں
رہتے ہوئے پہنچے)، یہ درن یوسف نے رہے کا صوبک یا تاک
ان کے با ان کی بات تھی سمجھ میں حالانکہ ان کی بات جھوٹ
تھی، انہوں نے ہی سار شرمینا تھی، اور اس پر عمل یا تھا۔

قرطبی فرماتے ہیں: ہمارے علماء نے کہا ہے کہ یہ آیت دلیل ہے
کہ رہنا انسان کی صداقت قول کی دلیل نہیں ہے، اس لئے کہ ممکن ہے
رہنا بنامانی ہو، کچھ لوگ ایسا کرے پر قائم رہتے ہیں اور کچھ لوگ نہیں

(۱) حدیث، ”تستامر الیمنۃ فإدا بکت أو سکت“ کی روایت
ابوداؤد (۳/ ۵۷۳، ۵۷۵ طبع عزت ہمدانی) نے کی ہے امام
ابوداؤد نے کہا حدیث کا لفظ ”بکت“ محفوظ نہیں ہے بلکہ حدیث میں وہم
ہے یہ وہم اور نہیں یا محمد بن علاء روی سے ہوا ہے اصل حدیث لفظ
”بکت“ کے بغیر ہے جس کو امام بخاری (صحیح ۱۹۱۲ طبع انتہی) نے
روایت کیا ہے۔

(۲) مطابق اولیٰ النسخ ۵/ ۵۶۱ طبع المکتبہ اسلامی۔

(۳) سورہ یوسف ۱۶۔

(۱) قرطبی ۳/ ۵۷۵۔

کے ساتھ متدین یا صحیح کے قائم مقام متدینا۔ بد میں جماعت نہ یہ گیا ہو، اور نہ آیا ہے: یہ دو عورت ہے جس کا پردہ بکارت زائل ہی نہ ہو (۱)۔

بکارتہ

معلقۃ الفاظ:

الف- عذرة:

۲- عذرة لغت میں مقام مخصوص پر ہونے والی کھال کو کہتے ہیں (۲)۔ اسی سے "عذراء" ہے یعنی دو عورت جس کی بکارت کسی طرح نہ رائل ہوئی ہو (۳)۔

ہیں "عذراء لغت اور عرف میں "بکر" کے مرادف ہے، بسا اوقات فقہاء ان دونوں میں فرق کرتے ہیں، چنانچہ عذراء ایسی خاتون کو کہتے ہیں جس کی بکارت سرے سے زائل ہی نہ ہوئی ہو، درہر کہتے ہیں: اگر عرف میں دونوں کو یہ سمجھا جاتا ہو تو اعتبار کیا جائے گا (۴)۔

ب- شیبہ:

۳- شیبہ: بت: بتی کے، ریو، خواہ حرم طریقہ پر ہو، بکارت رائل ہوے نام ہے۔

شیبہ: لغت میں بکر کی ضد ہے، یہ دوناتوں ہے جس نے ثادی لی "شیبہ ہوئی ہو" رشوم سے راء، بتی تعلق کے بعد کسی بھی وجہ سے اس سے علاحدہ ہوئی ہو، اصمعی سے منقول ہے کہ انہوں کے بعد مرد ہو یا عورت، شیبہ ہے۔

شیب اصطلاح میں دو عورت ہے جس کی بکارت جلی کی وجہ سے

تعریف:

۱- ہکارتہ (ب پر زبر کے ساتھ) لغت میں وہ کھال ہے جو عورت کی شرمگاہ پر ہوتی ہے (۱)۔

بکرہ وہ عورت جس کی بکارت زائل نہ کی گئی ہو، اور مرد کو "ہکر" اس وقت کہا جاتا ہے جب اس نے (شرعی طور پر) بتی عورت سے مباشرت نہ کی ہو، اسی مفہوم میں حدیث ہے: "البکر بالبکر جلد مائة و مئیس سنة" (۲) (کنز اور الاکثر کنزوری لڑکی کے ساتھ ناجائز جنسی تعلق قائم کرے تو اس کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی شہرہ دہری ہے)۔

بکر اصطلاح میں حنفیہ کے نزدیک ایسی عورت کا نام ہے جس سے نکاح یا بغیر نکاح کے جماع نہ کیا گیا ہو، پس جس کی بکارت بغیر جماع کے کوڑے یا مسلسل حیض یا زخم ہو جانے یا دیر تک بلا ثادی کے رو جانے کی وجہ سے رائل ہوئی ہو، پس طور کہ اپنے گھر والوں میں بلوغ کے بعد طویل مدت تک بیٹھی رہی ہو، یہاں تک کہ کنزوریوں کے شمار سے نکل گئی ہو، تو ایسی عورت حقیقتاً "ارحما بکر" (بارد) ہے (۳)۔

مالک نے اس کی تعریف یہ کی ہے کہ باکرہ وہ عورت ہے جس

(۱) حنفیہ الدسوقی علی اشراج الکبیر ۲۸۱/۲ طبع عیسیٰ الخلیس مصر۔

(۲) لسان العرب، مادة "عذرة"۔

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ۳۰۲/۲ حنفیہ الدسوقی علی اشراج الکبیر ۲۸۱/۲۔

(۴) نہایۃ النکاح ۲۳۳/۲ طبع المکتبۃ الاسلامیۃ، الدسوقی ۲۸۱/۲۔

(۱) المصباح البکر، العرب، مادة "بکر"۔

(۲) حدیث ۳۱۶۳ البکر بالبکر۔۔۔ کی روایت مسلم (۳۱۶/۳ طبع الخلیس) نے

عمودہ بن حارث سے کی ہے۔

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ۳۰۲/۲ اور انبیاء الفرائض العربیہ۔

بکارت ۴-۵

خود حرام طریقہ پر ہونا اہل ہوئی ہو^(۱)۔

شیبہ اور بکر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

ختم الف کے وقت بکارت کا ثبوت:

۴- جمہور فقہاء نے بکارت اور حیو بت کے سلسلہ میں عورتوں کی شہادت کو قبول کیا ہے، ان کی تعداد کے سلسلہ میں فقہاء میں اختلاف ہے۔

حسب و حنا بلکہ کے نزدیک ایک ثقہ عورت کی شہادت سے بکارت ثابت ہو جائے گی، دو عورتوں میں زیادہ احتیاط اور زیادہ اطمینان ہے، حنا بلکہ میں سے ابو الخطاب نے اس مسئلہ میں مرد کی شہادت کو بھی درست قرار دیا ہے۔

مالک کا مذہب جیسے کہ فہرست "مرد و بیوے اپنی شہادت میں صراحت کی ہے یہ ہے کہ دو عورتوں کی شہادت سے بکارت ثابت ہوگی۔

یمن، سو فی سہ باب نکاح میں لکھا ہے کہ اگر مرد ۱۰ عورتوں کو یا ایک عورت کو لائے جو اس کے حق میں ۱۰۰ چہ کی تصدیق کے معاملہ میں کوئی دلیل قبول کی جائے گی۔

شافعیہ نے کہا: ۱۰۰ مرد، یا ایک مرد، ۱۰ عورتوں یا چار عورتوں کی شہادت سے بکارت ثابت ہوگی^(۲)۔

ثبوت بکارت میں عورت کی شہادت قبول کرنے کی علت یہ ہے کہ خاتون کا وہ مقام شرم گاہ ہے جسے مرد صرف ضرورت کے وقت دیکھ سکتے ہیں، مام مالک سے روای سے نقل کیا ہے کہ "سنت ربی ہے

(۱) لسان العرب، المصباح المہیر، مادۃ "عیب"، کتاب النکاح ۲/۵۶۲ طبع المریض۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۵۹۶/۳، ۳۷۱، ۸۹۳ طبع در احیاء التراث العربیہ حاشیہ المدنی علی المشرح الکبیر ۲/۴۸۵، ۵۸۸، شرح المہاج ۳۵۳/۵ طبع المکتبۃ الشریعیہ ۱۹۲، کتاب النکاح ۱۳/۵ طبع المریض، المصباح ۱۵۵، ۱۵۷۔

کہ عورتوں کی شہادت ان امور میں درست قرار دی جاتی ہے جن سے صرف عورتیں واقف ہوتی ہیں، جیسے عورتوں کی ولادت وراثت کے عیوب^(۱)، وراثت پر بکارت اور حیو بت کو قیاس کیا گیا ہے۔ ان طرح بکارت یمن سے بھی ثابت ہوتی ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

عقد نکاح میں بکارت کا اثر:

کنواری عورت کی اجازت کس طرح ہوگی:

۵- فقہاء کا اتفاق ہے کہ نکاح کی اجازت طلح کے وقت کنواری یا بالغ عورت کی خاموشی اس کی جانب سے اجازت ہے، اس لئے کہ حدیث میں ہے: "البکر تستأذن فی نفسها، واذبها صماتها"^(۲) (کنواری سے اس کی ذات کے بارے میں اجازت لی جائے گی، ورنہ اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے)۔

نیز حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "الأنتم أحق بنفسها من وليها، والبكر تستأذن فی نفسها، واذبها صماتها"^(۳) (شوہر دیدہ عورت اپنے نفس کے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ حق دار ہے، اور کنواری سے اجازت لی جائے گی، اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے)۔

خاموشی کی مانند بغیر استہزاء کے ہنسی بھی ہے، اس لئے کہ یہ ہنسی بہ مقابلہ خاموشی رضامندی کی صیغہ دلیل ہے، اسی طرح قسم

(۱) دیمری کے مژکون ابی شہر نے "معنف" میں روایت کیا ہے جیسا کہ نصب الرایۃ (۸۰۳/۲ طبع مجلس اعلیٰ) میں ہے اور عبد الرزاق سے ہے "معنف" (۸۳۳/۲ طبع مجلس اعلیٰ) میں اسے تفسیر روایت کیا ہے۔

(۲) حدیث ۳۱۶۷ "البکر تستأذن" کی روایت مسلم (۱۰۳۷/۲ طبع مجلس) سے حضرت ابن عباسؓ سے کی ہے۔

(۳) حدیث ۳۱۶۷ "الأنتم أحق بنفسها من وليها" کی روایت مسلم (۱۰۳۷/۲ طبع مجلس) سے حضرت ابن عباسؓ سے کی ہے۔

حنفی کا مذہب ہے کہ ایک خاتون کے ولی کو حق اجبار حاصل نہیں ہے، وہ خود پنا نکاح کر سکتی ہے، اگر وہ غیر کفو میں یا مہر مثل سے کم میں پنا نکاح کرتی ہے تو اس کے ولی کو فتح نکاح کے مطالبہ کا حق اس کے حامد ہونے سے پہلے پہلے حاصل ہے^(۱)۔

امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ آزاد، عاتقہ، مائتہ اور شادی ہوئے اس کا نکاح ولی کے بغیر منعقد نہیں ہوگا، امام محمد سے مروی ہے کہ موقوف رہے گا، تفصیل اصطلاح ”نکاح“ میں دیکھی جائے۔

بکارت کے باوجود اجبار کب ختم ہوگا؟

۸- الف۔ مالک کی رائے ہے کہ والد اسکی باکرہ پر اجار نہیں کرے گا جس کو اس نے رشیدہ بنایا ہو، اگر وہ بالغ ہوگئی ہو، مثلاً اس نے لڑکی سے کہا ہوا میں نے تم کو رشیدہ قرار دیا یا میں تمہارا ماتحت چھوڑ دیا یا میں نے تم سے پابندی اٹھالی یا اسی جیسے الفاظ عورت کا رشیدہ ہونا اس کے والد کے تکرار سے ثابت ہوگا یا اگر وہ انکار کرے تو بیعت سے ثابت ہوگا۔ اور جب اس پر اجار نہیں ہوگا۔ ماں اس کی بکارت پر ربان سے اظہار ضروری ہوگا، بیگ مذہب میں معرف ہے۔

اس عید پر کہتے ہیں: والد کو اس پر جبر کا حق حاصل ہے۔

ب۔ باکرہ مہر د کا باپ اگر اسے اپنی پسند کے شخص سے نکاح کرنے سے روک دے اور وہ اپنا معاملہ قضا میں لے جائے اور اس کی پسند کے شخص کا اس کا کفو ہونا ثابت ہو جائے تو حاکم باپ کو حکم دے گا کہ اس کی شادی کر دے، اگر باپ پھر بھی گریہ کرے تو اس کا حق جبر ختم ہو جائے گا اور حاکم خود اس کی شادی کر دے گا، اس صورت میں عورت کے لئے شادی اور مہر پر ربان سے اظہار

رضامندی ضروری ہوگا^(۱)۔

شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک اس مسئلہ میں سوائے بعض تفصیلات کے زیادہ مختلف نہیں ہے۔ جیسے ولی ماضل (شادی سے روکنے والا) کا بار بار ثانی سے گریہ کرنا^(۲)۔

ج۔ حنبلہ کا مذہب ہے کہ اگر والد رشیدہ بکاڑ ہو تو اس کا ولی اسے شادی کرنے پر مجبور کرے گا، مالکیہ کے معتقد قول کے مطابق قاضی سے مشورہ کرنا ضروری ہوگا^(۳)۔

حنفی کے نزدیک اس صورت حال کو کوئی خصوصیت حاصل نہیں، اس لئے کہ مطلق صغیرہ خواہ وہ کنواری ہو یا شوہر ویدہ، اس پر اس کے ولی کو حق اجبار حاصل ہے، پھر جب وہ بالغ ہوگی اور ولی مجبر باپ پر ۱۰۰ کے حدام کوئی دہر ہو تو اس عورت کو نیا ریت حاصل ہوگا۔

حنابلہ کا مذہب ایک روایت کے مطابق یہ ہے کہ ولی مہر صرف باپ ہے، صغیرہ کی ثانی اس کے حدام دہر میں کرے گا خود ۱۰۰ ہو مذہب حنابلہ کی دہری روایت مذہب حنفی کی مانند ہے۔

شافعیہ کے نزدیک باکرہ کی ثانی میں ولایت بہر صرف باپ اور ۱۰۰ کو حاصل ہے، اگر ”یا کو میں“، ”تیم باکرہ پر ولایت بہر صرف ۱۰۰ کو حاصل ہے۔

شوہر کی جانب سے زواج کی بکارت کی شرط:

۹- حنفی کا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک خاتون سے اس شرط پر شادی لی ہو کہ وہ باکرہ ہے، پھر خول کے بعد، صبح ہو کہ وہ شادی

(۱) حلیۃ الدسوقی ۲۳۱/۲، شرح المرقاۃ ۸/۲۱۷۔

(۲) منهاج الطالبین وجامع التعلیل ۲۲۵/۳، کتاب النکاح ۵/۲۳، ۵۵، ۵۲ طبع المباحث۔

(۳) شرح الدرر المعجم حلیۃ الدسوقی ۲۲۳/۲، حاشیہ ابن ماجہ ۲/۲۹۶، یعنی ۸۹/۱، ۲۲۳/۳ طبع سیاحی۔

(۴) رد المحتار ۲۹۶/۲، ۲۹۸/۲ طبع دار احیاء التراث العربیہ فتح القدیر وفتح الباری ۶۳، ۵۷۔

نہیں ہے تو اس شخص پر پورا مہر لازم ہوگا، اس لئے کہ مہر استمتاع و لطف ندوی کی وجہ سے واجب ہوتا ہے، بکارت کی وجہ سے نہیں، اور اس کے معادہ کو نیکی پر محمول کیا جائے گا، اور سمجھا جائے گا کہ اس کی بکارت کو نے وغیرہ کی وجہ سے رائل ہوئی ہوگی۔

گر اس نے مہر مثل سے زائد رقم پر اس سے ثانی اس شرط کی ہو کہ وہ نہری ہے، بین وہ غیر کنواری نکلتی ہے تو مہر مثل سے زائد رقم واجب نہیں ہوگی اس لئے کہ زیادتی اپنی پسند و رغبت کے بالمقابل اس نے رکھی تھی جو پائی نہیں گئی تو اس کے بالمقابل رقم بھی واجب نہیں ہوگی۔

شرط بکارت کے خلاف پائے جانے کی وجہ سے فسخ نکاح کا حق ثابت نہیں ہوگا (۱)۔

مالکیہ کے نزدیک اگر کسی نے ایک خاتون سے یہ سمجھ کر نکاح کیا ہو کہ وہ کنواری ہے، پھر فسخ ہو کہ وہ شوہر دیدہ ہے، لیکن اس عورت کے والد کو اس کا سلم نہ ہو تو اس بنیاد پر شوہر کو نکاح میں ہوگا، والا یہ کہ اس شخص سے یہ بہا ہو کہ میں اس عورت سے اس شرط پر ثانی کرتا ہوں کہ وہ عذر ہو (عذر وہ ہے جس کی بکارت سی رائل کرے) اس لئے سے رائل نہ ہوئی ہو (پھر وہ شیبہ ظاہر ہوتی ہے تو شوہر کو اس سے زائد رقم کا حق ہوگا، خواہ اس کے مالی کو اس کا سلم ہو یا نہ ہو، اور شوہر یہ بت سی نکاح کی وجہ سے ہوئی ہو یا بغیر نکاح کے۔

میں گراں سے شرط لگانی ہو کہ عورت بائرد ہو، پھر اسے بغیر مٹی نکاح کے شیبہ پاتا ہے اور باپ کو اس کا سلم نہیں ہے تو اس صورت میں تردید ہے، یک قول یہ ہے کہ شوہر کو اختیار حاصل ہوگا، زائد رقم قول یہ ہے کہ اسے اختیار حاصل نہیں ہوگا، یہی قول زیادہ صحیح ہے کہ ایسی عورت پر بکارت کا انعقاد صحیح ہوتا ہے، اور اس لئے بھی کہ بکارت نسبی

کو، نے چھپنے وغیرہ کی وجہ سے بھی زائل ہو جاتی ہے، اور اگر والد کو معلوم ہو کہ باہمی وہ شیبہ ہوئی ہے، لیکن اس نے پوشیدہ رکھا تو صحیح قول کے مطابق شوہر کو فسخ و رد کا حق ہوگا، اور اگر مٹی کی وجہ سے بکارت زائل ہوئی ہو تو بدرجہ اولیٰ فسخ ہوگا۔

اگر اس نے بکارت کی شرط لگانی پھر پایا کہ نکاح کی وجہ سے وہ شیبہ ہو چکی ہے تو شوہر کو مطابق فسخ حاصل ہے خواہ والد کو علم ہو یا نہیں ہو (۱)۔

شافعیہ کے نزدیک اگر کسی نے ایک خاتون سے اس کی بکارت کی شرط پر نکاح یا بچہ معلوم ہو کہ شرط ہو نہیں ہے تو ظہر قوں کے مطابق نکاح صحیح ہوگا، اس لئے کہ معقودہ عدیہ (جس پر عقد ہو ہے) متعین ہے، اس کی ایک شرط و صفت کے نہ ہونے سے وہ بدل نہیں آیا ہے، شافعیہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ یہ نکاح باطل ہوگا، اس لئے کہ نکاح کی بنیاد تعین اور مشاہدہ پر نہیں بلکہ اسامہ اور صفات پر ہوتی ہے، لہذا نکاح میں صفت کا بدل جانا اصل صفت کے بدل جانے کی مانند ہے (۲)۔

حنابلہ سے مروی ہے کہ اگر ثانی میں شرط لگانی کہ عورت باکرہ ہوئی، پھر اسے رانی کی وجہ سے شیبہ پاتا ہے تو شوہر کو فسخ حاصل ہوگا، اور اگر شرط لگانی کہ وہ بائرد ہو بین سے شیبہ پاتا ہے تو بکارت اسے کہتے ہیں: امام احمد سے مروی کام میں، ۱۰۰ احکامات ہیں:

ایک احتمال یہ ہے کہ شوہر کو اختیار حاصل نہیں ہوگا، اس سے کہ نکاح کو صرف آنحضرت علیہ السلام کی وجہ سے فسخ ہو جاتا ہے، البتہ نکاح کی شرط کی مخالفت کی وجہ سے فسخ نہیں کیا جائے گا۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ شوہر کو صرف حائضہ حاصل ہوگا، اس سے کہ

(۱) الخرش علی غفرلہ ۳۳۹/۳ طبع دار احادیث

(۲) شرح منہاج الطالبین ۲۱۵/۳ طبع عیسیٰ الخلی مصر۔

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ۳۶۱/۳ طبع دار احادیث

اس نے ایک پسندیدہ دھن کی شرط لگائی، لیکن عورت اس شرط کے خلاف نکلی (۱)۔

حکمی بکارت، نیز جبراً عورت کی اجازت کی معرفت میں اس کا اثر:

۱۰۔ جس خاتون کی بکارت بغیر بلی کے مثلاً، چھلنے کی وجہ سے یا انگلی ڈالنے سے یا حیض کی حدت سے یا اس جیسی دوسری چیز سے زائل ہو جائے تو وہ حقیقتاً برحماً و کرہ ہے، اس مذکورہ امور کی وجہ سے زائل بکارت کا اثر جبراً اجازت ظنی اور مجازت کی معرفت پر نہیں ہوگا، اس لئے کہ اس عورت نے محل بکارت میں وٹلی کا تجربہ ہی کر لیا ہے یا نہیں ہے، اور اس لئے بھی کہ اس صورت میں زائل ہونے والی عورت وہ پردہ یعنی کھل ہے جو مقام بکارت پر ہوتی ہے، یہ منہ باللیہ و رتالہ کے نزدیک ہے، ثانویہ کے نزدیک بھی صحیح قول یہی ہے، ثانویہ کا دوسرا قول، ورمام و وجہ فہام محمد کا قول یہ ہے کہ ایسی عورت ثیبہ کے حکم میں ہے، یعنی اس کی خاموشی پر اکتفا نہیں کیا جائے گا، کیونکہ عذرتہ (پردہ بکارت) زائل ہوگئی ہے، اس لئے وہ حقیقتاً ثیبہ ہے۔

ثانیہ سے کہا: جس عورت کی بکارت رما کی وجہ سے رائل ہوئی ہو۔ گریہ و رندہ ہو۔ رندہ رما کی وجہ سے اس پر حد جاری نہ ہوتی ہو۔ تو وہ برحماً و کرہ ہے (۲)۔

تفصیل اصطلاح ”نکاح“ میں ہے۔

(۱) ابن ماجہ قدس سرہ ۵۶۱/۱، طبع المیاضہ کشف القناع ۵/۵۹، ۴۹، طبع المیاضہ۔

(۲) حاشیہ المدنی علی المشرح الکبیر ۲/۲۲۳، ابن ماجہ قدس سرہ ۵۶۱/۱، کشف القناع ۵/۲۷، طبع المیاضہ شرح منہاج الطالبین ۳/۲۲۳، حاشیہ ابن ماجہ ۲/۳۰۲، فتح القدیر ۳/۶۹، تبیین الحقائق مع حاشیہ الاتقانی ۳/۱۲۰۔

بغیر جماع کے بالقصد پردہ بکارت زائل کرنا اور اس کا اثر:

۱۱۔ خفیہ، مثالہ، وراثتاً بغیر اپنے صحیح قول میں اس بات پر متفق ہیں کہ اگر شوہر اپنی زوجہ کا پردہ بکارت بغیر جماع کے انگلی وغیرہ سے بالقصد زائل کرے تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے خفیہ کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ اس ازالہ میں ایک آگہ اور دوسرے کے درمیان فرق نہیں ہے، ماب دنیات میں بچوں کے احکام میں وارو ہے کہ شوہر اگر عورت کا پردہ بکارت انگلی سے زائل کر دے تو وہ ضامن نہیں ہوگا، اس کو نہ ای جائے گی، اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ عمل صرف مکروہ قرار پائے (۱)۔

مثالہ نے کہا: اس نے کسی چیز تلف کی جس کے اہتمام کا مفقہ کی وجہ سے مستحق تھا تو کسی دوسری چیز کی وجہ سے اس کا تاوان نہیں ہے (۲)۔

جہاں تک ثانویہ کا تعلق ہے تو وہ کہتے ہیں: ازالہ شوہر کا اشتقاق ہے۔

ثانویہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ اگرچہ عضو تاسل کے بجائے دوسرے عضو سے زائل کرے تو تاوان دے گا (۳)۔

مالیہ نے کہا: اگر شوہر نے اپنی بیوی کی بکارت پٹی انگلی سے قصد ارادہ کر لی تو اس پر تاوان (حکومت مدلل) واجب ہوگا جس کی تعیین کاغذی کرے گا، اور انگلی سے بکارت زائل کرنا حرام ہے، ایسے عمل پر شوہر کی تادیب کی جائے گی (۴)۔

اس کی تفصیل اصطلاح ”نکاح“ اور ”دیت“ میں ملے گی۔

- (۱) حاشیہ ابن ماجہ ۲/۳۳۱۔
 (۲) کشف القناع ۵/۱۳۔
 (۳) شرح المنہاج ۳/۱۳۲-۱۳۳۔
 (۴) حاشیہ المدنی ۲/۲۷۷-۲۷۸، طبع، رافضی شرح المنہاج مع حاشیہ ابن ماجہ ۳/۳۹۳۔

کی جس کے خلاف کا دعوہ کی وجہ سے مستحق تھا تو دوسری چیز کی وجہ سے اس کا تاوان نہیں لگے گا^(۱)۔

بکارت کا دعویٰ اور قسم لینے پر اس کا اثر:

۱۳- مالکیہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے کسی خاتون سے یہ سمجھ کر ثاوی کی کہ وہ بکارت ہے اور کہا کہ میں نے اسے شہید پایا میں خاتون کہتی ہے کہ میں اس نے مجھے بکارت پایا تو یہی صورت میں عورت کا توں یمن کے ساتھ مستحب ہوگا اور ورثید ہو، خواہ وہ یہ دعویٰ کرتی ہو کہ اب بھی وہ بکارت ہے یا یہ دعویٰ کرتی ہو کہ اس وقت بکارت تھی اور شوہر نے اس کی بکارت رائل ردی، مذہب کا مشہور قول یہی ہے، تحقیق کے لئے اس کو ایکٹ میں جائے گا، یمن شرع ورثید میں ہو اور صحیح تصرفات انجام نہ دیتی ہو یا صفیہ و بنو قریظہ کے باپ کو قسم دلائی جائے کی عورتیں اس کو مستحب اور نہیں کی اور یہ امتداد شرع و خواہ راضی ہو تو عورتیں، کچھ کر تحقیق کریں لی، اگر شوہر دعویٰ کو لائے جو شوہر کے حق میں اس چیز کے خلاف دہی، یں جس میں عورت کی تصدیق کی جاتی ہے تو یہی صورت میں من دعویٰ کی شہادت پر عمل کیا جائے گا، یہی حکم یک عورت کی دہی کا بھی ہے، لہذا اس وقت عورت کی تصدیق میں کی جائے لی، غلاب خواہ یہ شہادت عورت کے دعویٰ پر اس سے حلف پینے کے بعد آئے، اور اگر باپ یا دوسری، قف ہو کہ عورت نکاح کے درمیان میں سے نہیں بلکہ پہلے وغیرہ کی وجہ سے یا رما کی وجہ سے شہید ہوئی ہے، اور اس نے شوہر سے یہ بات چھپائی ہو تو صحیح توں کے مطابق شوہر کو حق فسخ حاصل ہوگا اگر شوہر نے بکارت کی شرط لگائی ہو، اور شوہر باپ سے یا دوسرے ولی سے جس نے ثاوی کرائی ہے

جماع کے بغیر نکاح سے بکارت دہر کر دینے کی صورت میں مہر کی مقدار:

۱۲- حنفی روئے ہے کہ اگر شوہر نے اپنی زوجہ کی بکارت بغیر جماعت کے زائل ردی پھر وہ بھی تعلق کے بغیر طلاق دے دی تو عورت کا پورا مہر شوہر پر واجب ہوگا، اگر متعین ہو اور "انہ یأثموا" ہو اگر کچھ مہر اور کر دیا گیا ہو تو بقیہ واجب ہوگا، اس لئے کہ انکی زوجہ سے بکارت کا زائل کرنا صرف خلوت میں ہی ہوتا ہے^(۱)۔

اور مالکیہ نے کہا: اگر شوہر نے مذکورہ عمل کیا تو اس پر اپنی انکی سے زائل کرنے والی بکارت کا تاوان اور ساتھ میں آدھا مہر واجب ہوگا^(۲)۔

شافعیہ اور حنابلہ نے کہا: ایسی خاتون کے لئے اس کے نصف مہر کا فیصلہ کیا جائے گا، اس لئے کہ قرآن کریم میں ہے: "وَأَنْ تَقْتُلُوهُنَّ مِمَّنْ قَبُلَ أَنْ تَمْسُوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَلَئِنْ مَا فَرَضْتُمْ"^(۳) (اور اگر تم نے انہیں طلاق دے دی ہے قبل اس کے کہ انہیں ہاتھ لگایا ہو، یمن ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے ہو، تو جتنا مہر تم نے مقرر کیا ہے اس کا آدھا واجب ہے)، اس آیت میں "مس" سے مراد جماع ہے، اور صرف استمتاع، بغیر آنک کے ازالہ بکارت سے مہر کا وجوب نہیں ہوتا ہے، پس اگر طلاق دے دی تو نصف مہر واجب ہوگا، بکارت کا تاوان نہیں۔

حنابلہ نے آیت سے استدلال کے علاوہ یہ علت بھی تائی ہے کہ اس خاتون کو جماع اور خلوت سے قبل طلاق دی گئی ہے، لہذا اسے صرف متعین مہر کا نصف ہی ملے گا، اور اس لئے کہ اس نے دوسری کف

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۳ ص ۳۳۰، ۳۳۱

(۲) حاشیہ الدرر ج ۲ ص ۲۷۷-۲۷۸ طبع دار الفکر

(۳) سورہ بقرہ ص ۲۳

(۱) نہایہ المحتاج مع حاشیہ ابوہیاء نور الدین ج ۱ ص ۳۵۶، ۳۵۷

بلاغ

خیا حاصل نہیں ہوگا (۱)۔

تفصیل اصطلاح ”نکاح“، ”صدق“، ”شرط“ میں دیکھی جائے۔

مہر کی رقم واپس لے گا۔

گر نکاح کی وجہ سے شہہ ہوئی ہے تو لٹا دی جائے لیٰ خود باپ کو علم نہ ہو (۲)۔

تفصیل اصطلاح ”نکاح“، ”صدق“، ”مہر“ میں دیکھی جائے۔

بلاغ

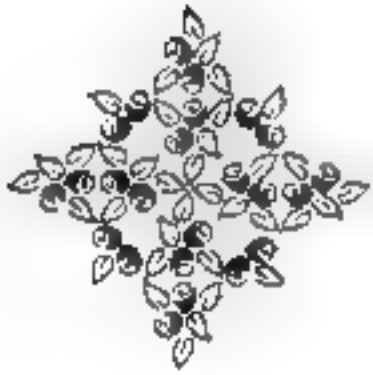
”بلاغ“

ثانفیعہ نے نماز پائی بکارت کے، عورتی میں بغیر یمن عورت کی تصدیق کی جائے کی کسی طرح بیہوشی کے، عورتی میں بھی۔ والا یہ کہ وہ عقد نکاح کے بعد عورتی کرے کہ وہ نکاح سے قبل شہہ تھی تو یہی صورت میں اس سے لازماً قسم لی جائے کی۔ خطیب شریفی کہتے ہیں: اس صورت میں وہی سے قسم لے کر تصدیق کی جائے کی تاکہ عقد کا بطلان لازم نہ آئے۔ اور عورت سے زوال بکارت کا سبب نہیں پوچھا جائے گا۔

گر وہی نے عقد سے پہلے اس کے باکرہ ہونے کا بیہوشی کر لیا تاکہ اسے اس پر حق اجبار حاصل ہو تو یہ بیہوشی یا جائے گا۔ اور اگر عورت سے تو عقد کے بعد بیہوشی کر لیا کہ عقد سے قبل اس کی بکارت زائل ہوئی تھی تو عقد بطل نہیں ہوگا (۳)۔

مناہد نے کہا: جس نے کسی عورت سے اس شرط پر شادی کی ہو کہ وہ کنواری ہے اور دخول کے بعد دھوئی کرے کہ اس نے اس کو شہہ پلایا اور وہ انکار کرے تو اس کی دھلی کے بعد عدم بکارت کے سلسلہ میں اس کا قول قبول نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ یہاں بیہوشی میں سے ہے جو محمی رزقی میں ابہد محض شہہ کے ہوئی پر اس کا قول قبول نہیں کیا جائے گا۔

گر کوئی حامل خاتون کو ہی لے کر وہ عورت دخول سے پہلے شہہ تھی تو اس کا قول قبول کیا جائے گا، اور شہہ کو خیار حاصل ہوگا، ورنہ



(۱) حاشیہ الدرر فی علیٰ بشرح الکبیر ۲/ ۲۸۱، ۲۸۲ طبع دار الفکر۔

(۲) حاشیہ القیم علیٰ منہاج النکاح ۲/ ۲۳۳ طبع مکتبۃ المدینہ مصر۔

(۱) مطالب ولیٰ امی ۵/ ۱۳۱ طبع المکتبۃ المدینہ دمشق۔

بعض فقہاء کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا^(۱)، اس میں اختلاف اور تفصیل ہے جو اصطلاح ”صوم“ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ب- تذکرہ ذبح سے متعلق احکام:

۳- خنزیر، مٹا فیدہ اور دنبہ متعلق میں کچھ کے دوران مذبح کی حیثیت رکھنے کے ساتھ بلعوم کا کانا بھی ضروری ہے یہ رگیں ہیں؛ حلقوم یعنی سانس کی نالی، وہیں یعنی راس کی اونٹوں یا بکریوں کی رگیں جن کے درمیان حلقوم اور مری ہوتے ہیں، وہیں سے ہی جسم کی نثر رگیں نکلتی ہیں، اور وہ دونوں دماغ سے ملتی ہیں، ان کے ساتھ مری (بلعوم) کا کانا بھی ضروری ہے۔

جہاں تک مالکیہ کا تعلق ہے تو انہوں نے بلعوم کاٹنے کی شرط نہیں لگائی ہے، بلکہ انہوں نے پورے حلقوم اور پورے وہیں کے کاٹنے کی شرط لگائی ہے^(۲)۔

۴- میں سقہ رکنا کافی ہوتا ہے، اس مسئلہ میں اختلاف ہے جس کا دہالی دائرہ اہل ہے؛

خنزیر مذہب ہے کہ اگر ذابح نے تمام رگیں مکمل کاٹ دیں تو کھانا حلال رہے گا، اس لئے کہ ذابح پالیا گیا، یہی حکم اس صورت میں ہے جب کوئی ہی تین رگیں کاٹ دی جائیں، امام ابو یوسف کہتے ہیں؛ حلقوم اور مری کو اور وہیں میں سے ایک رگ کا کانا ضروری ہے، امام محمد کہتے ہیں؛ رگ کا کانا ضروری ہے۔ کئے کا اعتبار ہوگا، قدری نے

(۱) الاختیار شرح الفقار ۱/۳۱، ۳۳ طبع دار المعرفہ، بیروت، شرح الکبیر و جامعہ الدوسری ۱/۵۲۳، ۵۲۴، المہذب ۱/۸۹، ۹۰، نیل المصاب شرح دیکل الطالب ۱/۹۹، ۱۰۰ طبع مکتبہ

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ۵/۱۸۶، ۱۸۷، اختصار شرح الفقار ۳/۳۲، ۳۳، ۳۴، طبع مصطفیٰ لکھنؤ ۱۳۶، المہذب ۱/۵۲۳، ۵۲۴، نیل المصاب شرح دیکل الطالب ۱/۹۹، ۱۰۰، المشرع الکبیر ۲/۹۹، ۱۰۰، رد المحتار علی شرح الدیکل ۲/۳۲، ۳۳، طبع مکتبہ الاسلامی، بیروت، شرح دیکل الطالب ۲/۵۹، ۶۰، طبع المکتبہ

بلعوم

تعریف:

۱- بلعوم لغت اور اصطلاح میں کھانے اور پینے کی نالی اور حلق میں نکلنے کے مقام کو کہتے ہیں^(۱)۔

بلعوم سے متعلق احکام:

بلعوم۔ اس مقبر سے دوسرے آری حصہ (یعنی بلی) اور معدہ کے درمیان کھانے پینے کی نالی کا نام ہے۔ اس سے کچھ احکام متعلق ہیں، کچھ احکام روزہ ٹوٹنے سے متعلق ہیں، کچھ احکام کا تعلق ذبح اور اس میں قطع بلعوم سے ہے اور کچھ احکام کا تعلق بلعوم پر جناہت و زیادت اور اس پر وہت سے ہے۔

نہ۔ روزہ و ریس کو توڑنے سے متعلق احکام:

۲- مقبر کا اتفاق ہے کہ روزہ کے دوران بلعوم (حلق) کے اندر جو بھی کھانا پانی یا دوسرا دھنل ہو وہی حلال روزہ کو توڑ دیتی ہے، اس کی تفصیلات اصطلاح ”صوم“ میں دیکھی جائیں۔

گرتی کرنے کی کوشش کرے اور قی بلعوم سے آگے بڑھ جائے تو

(۱) المصباح للمیر، بحار المصباح، لسان العرب، العرب فی ترتیب العرب، المشرع الکبیر ۲/۹۹، المصباح ۲/۵۹، رد المحتار علی الدر المختار ۵/۱۸۶، ۱۸۷، رد المحتار علی شرح الدیکل ۲/۳۲، ۳۳، طبع مکتبہ الاسلامی، بیروت، شرح دیکل الطالب ۲/۵۹، ۶۰، طبع المکتبہ

ج- جنائیت سے متعلق احکام:

۴- قتل کا اتفاق ہے کہ مرد اور چار کے درود حصوں میں ہونے والے زخموں کی دو قسمیں ہیں: جانہ اور غیر جانہ۔

ثانیہ اور حنابلہ نے فرمایا: جانہ وہ زخم ہے جو پیٹ یا پشت یا سر یا سینہ کے پری حصہ یا حلق یا مثانہ کے اندر روئی حصہ تک پہنچ جائے۔ حنفیہ نے کہا: اگر گردن کے ایسے مقام تک زخم پہنچ جائے کہ اس مقام تک پانی کا قطرہ پہنچنے سے روڑہ ٹوٹ جاتا ہو تو یہ جانہ ہے۔ اس لئے کہ روڑہ اسی وقت ٹوٹ جاتا ہے جب جوف تک پہنچ جائے۔

جانہ زخم میں دیت کا تہائی حصہ واجب ہوتا ہے، اگر وہ بالکل آر پار ہو جائے تو جانہ کے حکم میں ہے (۱)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فی الجائفة ثلث الدية“ (۲) (جانہ میں دیت کا تہائی حصہ ہے)، اور حضرت ابو بکرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے بالکل آر پار ہو جانے والے جانہ میں دیت کا تہائی حصہ دیا (۳)، اس نے جانہ آر پار ہو جائے تو جانہ ہو جاتے ہیں، یہ حنفیہ، ثانیہ اور حنابلہ کے نزدیک ہے۔

مالیہ کہتے ہیں: جانہ ہیٹ اور پشت کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے اور اس میں خمسہ دیت کا تہائی حصہ واجب ہے، اگر وہ آر پار ہو جائے تو...

(۱) الاختیار دشرح الخیار ۲۲۵ طبع دارالعرف بدائع الصنائع فی ترتیب الاشراف ۲۹۶، مجلہ فتح القدیر ۸/۱۳۳، المہذب فی فقہ الامام عطاء فی ۲۰۰-۲۰۱، مدار السبیل فی شرح الدیلم ۲۲۲-۲۵۳ طبع مکتب الاسلامی، میل المآب بشرح دیلمی، طبع مکتب اسلامی، میل

(۲) حدیث صحیح البخاری الجائفة ثلاث۔ گوینہ بی بی شیریہ (۲۱۰-۲۱۱) طبع کتب الدردار (الترغیہ بھی) نے مرسل روایت کیا ہے اس کے دیگر طرق ہیں جن سے یقینی ہو جاتی ہے (مصنف المردیہ للعلی ۲۵۵ طبع مجلس اعلیٰ)۔
(۳) حضرت ابو بکرؓ کے ارکانہ لرواق ۷۱۰-۷۱۱ طبع مجلس اعلیٰ (میں روایت کیا ہے۔

امام محمد کا قول امام ابو یوسف کے ساتھ نقل کیا ہے، رشتی نے امام ابو حنیفہ کے قول: ”ان رکوں کا آٹھ ٹکٹ جائے تو حال ہوگا“ کو امام محمد کے قول کے مفہوم پر محمول کیا ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ بھی تین رکوں کا ٹکٹ جانا کافی ہوگا۔

ثانیہ کے نزدیک مطلق مری، مریچین کا ٹکٹا، شب ہے، اس لئے کہ اس میں روح جلد نکل جاتی ہے اور ذبیحہ کے لئے آرام دہ ہے، اگر حقوق مری کے کانٹے پر کتسا کرے تو بھی کافی ہے۔ اس لئے کہ حقوق سانس کی مالی ہے اور مری کھانے کی مالی ہے۔ اور ان دونوں کے ٹکٹ جانے کے بعد روح باقی نہیں رہتی (۱)۔

مالکیہ نے مکمل حقوق، اور یہ وہ مالی ہے جس سے سانس گذرتی ہے، اور مکمل مریچین کانٹے کی شرط کافی ہے، مری کھانے کی شرط انہوں نے نہیں کافی ہے (۲)۔

حنابلہ نے حقوق اور مری کھانے کی شرط کافی ہے اور ان دونوں میں سے بعض حصہ کا ٹکٹ جانا کافی قرار دیا ہے۔ انہوں کو بالکل جدا کر دینے کی شرط نہیں رکھی ہے، اس لئے کہ ایسی صورت میں محل ذبح میں سے حصہ کا کٹنا یا بچنا ہے جس کے ساتھ مری کی باقی نہیں رہتی، حنابلہ نے مریچین کانٹے کی شرط کافی ہے، اس تیمیہ کے ایک قول یہ ذکر کیا ہے کہ چار رکوں میں سے تین کا کٹنا کافی ہے، اور کہا: یہ رے زیادہ قوی ہے، ان سے دریافت کیا گیا کہ جو شخص حقوق اور مریچین کو کاٹے میں رے کی بھری ہوئی بڑی کے پیر سے اس کا یا حکم ہے؟ کہا: اس میں اختلاف ہے، صحیح قول یہ ہے کہ ایسا جانور حال ہے (۳) تفصیل کے لئے اصطلاح ”تذکیہ“ دیکھی جائے۔

(۱) الاختیار دشرح الخیار ۳۳۳، المہذب ۲۵۹۔
(۲) شرح الکبیر ۹۹۔
(۳) مدار السبیل فی شرح الدیلم ۲۲۲-۲۲۳، مکتب اسلامی، میل المآب بشرح دیلمی، طبع مکتب اسلامی، میل

جائزہ ہوں گے (۱)۔

تفصیل کے لئے اصطلاح ”جنايات“ اور ”ذريات“ دیکھیں جائے۔

بلوغ

بلغم

تعریف:

۱- بلوغ لغت میں بچپن کو کہتے ہیں کہ جاتا ہے: ”بلغ الشيء وبلغ بلوغاً وبلاغاً“ ہوئی یا۔

”بلغ الصبی“ کا مطلب ہے کہ بچہ بالغ ہو گیا اور حرام شرت کی پابندی کا وقت پایا، اسی طرح ہے: ”بلغت الفتاة“ بڑی بالغ ہوئی (۱)۔

اصطلاح میں انسان کے بچپن کی حد ختم ہو جانا کہ وہ شرعی احکام کا تکلف قرار پائے، بلوغ ہے، یا بچہ کے اندر ایسی قوت کا پیدا ہو جانا جس سے وہ بچپن کی حالت سے نکل کر، مہری حالت میں پہنچ جائے (۲)۔

مختلقة النماط:

الف- کبیر:

۲- کبیر اور صغیر دونوں نسبتی الفاظ ہیں، ایک مہری مہری کی نسبت بھی کبیر مہری ہوتی ہے اور کسی اور کی بہ نسبت، موصوفہ چھوٹی ہے، میں مقنا، کبیر بنی کو، معنوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

۱- انسان انسان ابتداً عمر کے مرحلہ سے گذر کر ضعف و پیری کے مقام

(۱) لسان العرب لکھنؤ، المصباح لکھنؤ: ”بلغ“، رد المحتار علی الدر المنثور، ۵/۱۵۷۔

(۲) شرح الفرقانی، ۲۹۰/۵، المشرح المصنف علی اقرب المسالك، ۱۳۳/۵، مجمع

دار لطائف مصر۔

المشرح الکبیر، ۲۷۰-۲۷۱، شرح الفرقانی علی مختصر فلیل، ۱۸/۳۳-۳۵۔

بلوغ ۳-۶

تک پہنچ جائے۔

شارع نے ان دونوں میں فرق یہ ہے، ”رُکّا“ کا لفظ اچھے خواب کے لئے استعمال کیا ہے، اور ”علم“ کا لفظ اس کے برعکس کے سے مخصوص کیا ہے۔

دوم: بچپن کی حد سے نکل کر جو اپنی کے مرحلہ میں داخل ہوا مراد لیا جائے، تو یہ اصطلاحی بلوغ کے مفہوم میں ہوگا۔

پھر احتلام اور علم کا استعمال اس سے خاص معنی میں کیا گیا، یعنی خود بیدار شخص کا یہ دیکھنا کہ وہ جمائ کر رہا ہے خواہ اس کے ساتھ انزال ہو یا نہ ہو۔

ب- وراک:

۳- وراک لغت میں لفظ ”ادرک“ کا مصدر ہے، ”ادرک النصبي والفتاة“ اس وقت کہتے ہیں جب لڑکا اور لڑکی مانع ہو جائیں، لغت میں وراک مطلق بول ”عل مانا“ لیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے: ”مشیت حتی ادرکتہ“ (میں چلا یہاں تک کہ اس سے جا ملا)، اس لفظ سے حیوان اور پہلوں میں بلوغ بھی مراد لیا جاتا ہے، جیسا کہ یہ لفظ روایت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: ”ادرکتہ ببصری“ میں نے اسے دیکھ لیا۔

پھر اس لفظ کا استعمال بلوغ کے معنی میں کیا گیا ہے۔ اس طرح علم، احتلام اور بلوغ اس معنی میں مترادف الفاظ قرار پاتے ہیں۔

فقہاء نے لفظ وراک کا استعمال بلوغت کو پہنچنے کے معنی میں یا ہے، اس طرح یہ لفظ اس اطلاق کی رو سے ”بلوغ“ کے مساوی ہو جاتا ہے۔

۵- مردت قرب ابلاغ ہونے کو کہتے ہیں، ”راہق العدم والفتاة“ کا مطلب ہوا کہ لڑکی ”لڑکا ہونے کے قریب پہنچ گئے ہیں ابھی بالغ نہیں ہوئے۔

بعض فقہاء لفظ وراک مطلق بول کر بچپن کی کاہت آنا مراد لیتے ہیں (۲)۔

اس لفظ کا اصطلاحی معنی بھی وہی ہے جو نفوی معنی ہے۔ اس طرح مردت اور بلوغ دو متضاد الفاظ قرار پائے (۱)۔

۶- أشد:

۶- أشد لغت میں تجربہ و علم کے مقام تک انسان کے لئے پہنچنے کو کہتے ہیں، ”أشد“ ایسا مرحلہ ہے جو بچپن کی حد ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے، یعنی انسان کامروں کے مقام تک پہنچنے سے لے کر چالیس سال کی عمر تک، کبھی لفظ ”أشد“ کا اطلاق وراک اور بلوغ پر ہوتا ہے، اور کہا گیا ہے کہ بلوغ کے ساتھ رشد و چنگی محسوس کی جائے تو

ج- صمم، احتلام:

۴- احتلام لفظ ”احتلم“ کا مصدر ہے، علم اسم مصدر ہے، لغت میں خود بیدار شخص کے خواب کو کہتے ہیں خواہ خواب اچھا ہو یا برا، ابلات

(۱) القاموس المحیط، المصباح الحیر، انحرافات للجر جانی ص ۷۷، الاشارة لفظ لسان النجیم ص ۳۳۔

(۲) لسان العرب المحیط، المصباح الحیر، طلبة الطلبة، انحرافات للجر جانی الکتاب فی لسان العرب فی ترتیب العرب، العلم لسان العرب ص ۳۳۹ طبع مجلس، حقیقۃ القاموس فی ص ۳۳۳ طبع مجلس۔

(۱) لسان العرب المحیط، المصباح الحیر، انحرافات للجر جانی، ص ۷۷، ”حق“ ابن ماجہ ص ۳۱/۵۔

بلوغ ۷-۱۱

احتمام:

۹- احتام مرء یا عورت سے نیدیا۔ یہ رکی میں شروع منی کے نکلنے کے وقت میں منی نکلنے کو کہتے ہیں^(۱) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”وَبَدَأْ بِلُغِ الْاَطْفَالِ مِنْكُمْ الْحِلْمَ فَلْيَسْتَدْبِرُوا“^(۲) (اور جب تم میں سے بچوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”احمد من کل حالہ دیبار“^(۳) (مرباغ سے ایک بار لو)۔

انبات:

۱۰- انبات: زیر ناف بال خیم ہونے کو کہتے ہیں، جس کے رالہ کے لئے مویٹ نے وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے، کمزور و میں جو بچوں کو نکل آتے ہیں وہ ”انبات“ میں ہیں، بعض مالکیہ و حنبلیہ کے کلام میں ہم پاتے ہیں کہ انبات جب دو اوغیرہ مصنوعی وسائل کا استعمال کر کے نکالا جائے تو اس سے بلوغ ثابت نہیں ہوگا، وہ کہتے ہیں: اس لئے کہ کبھی دو اوغیرہ کے ذریعہ انبات میں عجلت کی جاتی ہے تاکہ بالغوں کے حقوق اور ولایت حاصل کی جائے^(۴)۔

انبات کو بلوغ کی علامت قرار دینے میں فقہاء کے تین مختلف قول ہیں:

۱۱- اول: انبات بلوغ کی علامت مطلقاً نہیں ہے، نہ اللہ کے حق میں اور نہ بندوں کے حق میں، یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے اور امام مالک کی

سے ”رشد“ کہیں گے۔ پس لفظ ”رشد“ بعض اطلاعات میں بلوغ کے مساوی ہے^(۱)۔

و- رشد:

۷- رشد لغت میں ”مزال“ کا عکس ہے رشد، رشد مرء، ”مزال“ کی ضد میں، یعنی صحیح و چارہ پسیا اور راستہ لے کر ہدایت پانا۔

رشد فقہاء کی صراح میں، علماء کے نزدیک صرف مال میں صراح کو کہتے ہیں۔ اس میں امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد ہیں۔ حضرت حسن، امام شافعی اور ابن ائمہ کہتے ہیں: ”ین مال میں صراح کو کہتے ہیں“^(۲)۔

”تفصیل صراح“ ”رشد“ ”ولایت علی المال“ میں دیکھی جائے۔ رشد کے سے متعین عمر نہیں ہے، کبھی بلوغ سے پہلے بھی رشد آجاتا ہے، عین یتام و یتامہ ہے جس پر حکم نہیں ہے، کبھی بلوغ کے ساتھ یا اس کے بعد ہوتا ہے، فقہاء کے استعمال میں ہر رشد بارغ ہوتا ہے، میں ہر بالغ رشید میں ہوتا۔

مرد، عورت و یتیم میں بلوغ کی فوری علامتیں:

۸- بلوغ کی چند ظاہری علامتیں ہیں، کچھ علامات ذمہ اور عورت کے ذمہ ہیں مثلاً کہ ہیں، کچھ علامات صرف ہی ایک کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں، ذیل میں مثلاً کہ علامات سرلی جاتی ہیں:

(۱) لسان العرب، لفظ، العرب فی ترتیب العرب الکلیات لابی ایوب نخعۃ المودد با حکام الملوک ص ۲۳۵ طبع طبع فی تعمیر القری فی ۱۶/۱۹ طبع دار لکب العرب۔

(۲) لسان العرب، العرب فی ترتیب العرب للمصباح العربی، الکلیات لابی ایوب نخعۃ ”رشد“، ہی و اشرح الکبیر ص ۱۵۴ ۱۶۵ ۱۷۶ نہایہ لکب ص ۲۶۳ ۲۶۴ شرح سنہاج طائین مع حواشی ص ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲

میرے بال نکل آئے ہیں، چنانچہ لوگوں نے میرے زیر ناف کو ہولا تو
 ، یکھا کہ بال نہیں اٹھے ہیں تو مجھے قیدیوں میں شامل کر دیا۔
 جہاں تک آثار صحابہ کا تعلق ہے، تو ایک اثر یہ ہے کہ حضرت عمرؓ
 نے اپنے عامل کو نیکار "سرف" سے لوگوں کو قتل یا جائے (ن) کے
 زیر ناف) پر استے چل چکے ہوں، اور نیز صرف سب لوگوں
 سے یا جائے (ن) پر استے چل چکے ہوں، نیز ایک انباری ٹرکے
 نے اپنے اشعار میں ایک خاتون کی تھیب سزا دی تو اس ٹرکے کو
 حضرت عمرؓ کے پاس لایا گیا، وہاں ایک ایک اس کے زیر ناف ہوں
 نہیں اٹھے ہیں، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: "ترکوں نکل گئے ہوتے
 تو میں تم پر لارہا نہ جاری کرتا" (۲)۔

۱۳- تیسرے قول: احادیث بعض صورتوں میں بلوغ کی علامت ہے اور
 بعض صورتوں میں نہیں، یہ ثنائیہ، بعض مالکیہ کا قول ہے۔
 چنانچہ ثنائیہ کی رائے ہے کہ اثبات کافر کی "ولا" اور جس کا
 مسلمان ہونا معلوم نہ ہوں ان کے بلوغ کا حکم لگانے کا متقاضی ہے،
 مسلمان مرد و عورت کے لئے نہیں، نہت ثنائیہ کے نزدیک عمر یہ
 اصل کے درمیان بلوغ کی علامت ہے، خود ثنائیہ بلوغ میں، ثنائیہ
 کہتے ہیں: اسی لئے اگر اہتمام نہ ہو، مرد و عورت اشخاص کو ایسی
 اس کی عمر پندرہ سال سے کم ہے تو محض بہت کی وجہ سے اس کے
 بلوغ کا حکم نہیں، یا جائے گا۔

فقہاء ثنائیہ نے مسلم، مرغیہ مسلم کے درمیان فرق اس سے کیا
 ہے کہ مسلم کے والدین اور اس کے مسلمان رشتہ داروں کے درمیان

ایک روایت ہے جیسا کہ المذنب کے "باب القذف" میں ہے، ایسا
 ہی قول اس القاسم کا "باب القذف" میں ہے، سو قی کہتے
 ہیں: اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ اللہ کے حق "وآدمیوں کے حق میں فرق
 نہیں"۔

۱۴- دوم: بات مطلقاً بلوغ کی علامت ہے، یہ مالکیہ و حنبلیہ کا
 مسلک ہے، اور امام ابو یوسف کی ایک روایت ہے جسے ابن عابدین
 اور صاحب جوم نے نقل کیا ہے، بین ابن عمرؓ نے نقل کیا ہے کہ
 امام مالک اس شخص پر حد قائم نہیں کرتے جس کا بلوغ اثبات کے
 علاوہ کے ذریعہ ثابت نہ ہوا ہو، اس لئے کہ بلوغ میں شبہ اقامت حد
 سے مانع ہے۔

اس قول کے اختیار کرنے والوں نے ایک حدیث بھی "اور پھر
 "دار صحابہ سے استدلال کیا ہے، حدیث یہ ہے کہ نبی ﷺ سے
 حضرت سعد بن معاذ کو بنی قریظہ کے حق میں حکم فیصلہ دینا تو
 انہوں نے ان کے جنگجوؤں کو قتل "وہ ان کے بچوں کو گرفتار کرے گا
 فیصلہ دیا، حکم دیا کہ ان کے زیر ناف کو کھول کر، یکھا جائے، جس کے
 بال نکل گئے ہوں وہ جنگجوؤں میں، اٹھل ہے، اور جس کے بال نہیں
 اٹھے وہ بچوں میں، اٹھل ہیں، یہ فیصلہ نبی ﷺ کو پہنچا تو آپ ﷺ
 نے فرمایا: "لقد حکمت فیہم بحکم اللہ من فوق سبعۃ
 ارقعۃ" (۳) (یقیناً تم نے ان کے سلسلہ میں سات آمان کے "پہ
 سے نازل اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ دیا ہے)۔

اس واقعہ کے سلسلہ میں عطیہ بن عتبہ قرظی کہتے ہیں: قریظہ کے
 دن میں ان کے ساتھ تھا، انہوں نے حکم دیا کہ مجھے یکھا جائے کہ یا

(۱) عطیہ قرظی کے قول: "حکمت معہم یوم القریظہ" کو ابو ذر (۳) ۵۶ ص ۵۶
 عزت عید دھاس) اور ترمذی (۳) ۱۳ ص ۱۳ طبع انگلی) نے روایت کیا ہے
 ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔
 (۲) دونوں روایتیں کو صاحب النسخ (۳) ۵۰۹ ص ۵۰۹ نے ذکر کیا ہے
 دیکھئے المشرع الکبیر وادھ سولی ۳۹۳ ص ۳۹۳، طبع المبارکی ۵/۲۷۔

(۱) المشرع الکبیر وادھ سولی ۳۹۳ ص ۳۹۳۔
 (۲) حدیث "لقد حکمت فیہم" کو امام شافعی نے مختصر اصول دہی
 رخص ۸ ص ۸ (کتاب ۱۱) میں روایت کیا ہے اس کی اصل بخاری (الفتح
 ۷ ص ۱۱ طبع انتہیہ) اور مسلم (۳) ۳۸ ص ۳۸ طبع انگلی) میں ہے۔

شافعیہ نے اس کے حکم کو اس کے خزانہ تک محدود رکھا ہے، مگر
قریظہ کاغز تھے (تو یہ حکم کاغز ہی کے سے رکھا)۔ ابن رشد وغیرہ مالکیہ
نے اس حکم کو اس موقع سے عام رکھا ہے، یعنی احکام ظاہرہ کے مدار
ایک نوٹ کا قیاس کرتے ہوئے اسے عام کیا ہے^(۱)۔

عورت کی مخصوص علامات بلوغ:

۱۵- عورت کے لئے دو علامتیں مزید درآئیں: جنسوس میں: ایک
حیض کہ دو عورت کے بلوغ کی علامت ہے، حدیث بڑی ہے: "لا
يقبل الله صلاة حائض الا بحمار"^(۲) (اللہ تعالیٰ کسی حیض والی
(بائند) ناکتوں کی ساری میں قبول کرتا مگر حمار (دوپٹہ) کے ساتھ)۔

مالکیہ نے حیض کا علامت ہونا اس صورت کے ساتھ مخصوص کیا
ہے کہ حیض کے لانے میں کوئی ذریعہ اختیار نہ کیا گیا ہو، ورنہ (مگر
حیض کسی سبب سے لے آیا گیا ہو) تو علامت نہیں ہوگا۔

عورت کے بلوغ کی دوسری علامت حمل ہے، اس لئے کہ اللہ
تعالیٰ نے طریقہ یہ جاری فرمایا ہے کہ بچہ کی تخلیق مرد کے منی اور عورت
کے مادہ مسیہ سے ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فليستظر الانسان
منه خلق، خلق من ماء دافئ يخرج من بين الصلب
والنراب"^(۳) (سو انسان کو، یمن پڑا ہے کہ وہ کسی چیز سے پیدا
کیا ہے، وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پشت پر سیلیوں
کے درمیان سے نکلتا ہے)، اس امر سبب علامت میں سے کوئی

واقفیت حاصل نہ آسکتی ہے، اس لئے بھی کہ مسمیہ انبات کے
معاہدہ میں مہتمم ہے، چونکہ وہ سات باتوں کے درمیان قبل از وقت
انبات اس مقصد سے رہتا ہے کہ اس کی ذات پر سے پابندی ہوتی
جائے اور ولایت حاصل ہو جائے، برخلاف کاغز کے کہ وہ ایسی علت
نہیں کرتا ہے^(۱)۔

۱۴- بعض مالکیہ کی رائے ہے کہ انبات کو بطور علامت قبول کرنے کا
دائرہ اس سے وسیع ہے جہاں تک شافعیہ گئے ہیں۔ چنانچہ ابن رشد
کہتے ہیں: "آوی اور آوی کے درمیان کے امور جیسے ذبح، قطع، مرقع
میں انبات علامت ہے۔"

لیکن جو امور انسان اور اللہ کے درمیان ہیں تو ان امور میں
انبات علامت نہیں ہے، اس میں فقہاء مالکیہ کے درمیان اختلاف
نہیں ہے۔

بعض مالکیہ سے اسی قول پر اس مسئلہ کی بنیاد رکھی ہے کہ جس کے
موئے زیر ناف نکل گئے ہیں لیکن اس کو احتلام نہیں ہوا ہے، انبات
کے ترک اور عقریات کے ارتکاب کی وجہ سے اس شخص پر ناکہ نہیں
ہے، ورنہ باطن میں اس پر حقیق و آزادی لازم آتی ہے، ورنہ حد لازم
آتی ہے، خواہ حاکم نے وہ چیز اس پر لازم نہ کی ہو، اس لئے کہ اس
شخص کے موئے زیر ناف دیکھے جائیں گے، اور جیسا حالہ ہو اس کے
مطابق فیصلہ کیا جائے گا^(۲)۔

۱۶- سنن ترمذی کی دلیل بھی حدیث ہے جو قریظہ سے متعلق ہے:
"کرہی ہے۔"

(۱) اکلہ ۸۹۱، اہمسی ۵۰۹/۲۔

(۲) حدیث: "لا يقبل الله صلاة حائض الا بحمار"۔ "کی روایت
ابوداؤد (۲۲۱/۱) طبع عزت حیدر عباس) اور حاکم (۲۵۱/۱) طبع دار الفکر
طرابلس (اشعریہ) نے اسے صحیح حاکم نے اسے صحیح بتایا ہے اور ذہبی نے اس
کی موافقت کی ہے۔

(۳) سورہ طارق ۵۔

(۱) نہایت اکتاج ۳۲۷/۲ شرح المنہج و ماہیہ ۳۸۳/۲ شرح ماہیہ
بہم نے موقع طہارہ میں ابن حجر نے ماہنامہ فی کاف کے سلسلہ میں
حوصل کیا ہے وہ ہم نے ذکر کیا اور مسلمان کے سلسلہ میں ان کے قول میں
تفاوت بتایا ہے لیکن یہ اختلاف کتب شافعیہ میں نہیں ملتا۔

(۲) المدنی علی الشرح لمکیر ۲۹۳۔

بلوغ ۱۶-۱۸

آئے۔ یا ان دونوں شرم گاہوں سے منی خارج ہو تو سے بالغ قرار دیا جائے گا۔ لیکن اگر صرف منی سے منی خارج ہو یا صرف فرج سے حیض آئے تو بلوغ کا حکم میں ٹکایا جائے گا۔^(۱)

۱۸- کتابہ میں سے ابن قدامہ نے اس قول پر کہ دونوں علامتوں میں سے جو پہلے ظاہر ہو جائے اس پر کفایت کیا جائے گا۔ استدلال اس بات سے کیا ہے کہ عورت سے مرد کی منی نکالنا محال ہے اور مرد سے حیض آنا محال ہے۔ لہذا ان دونوں میں سے کسی ایک علامت کا ظاہر ہونا اس بات کی دلیل ہوگی کہ محض مرد ہے یا عورت، اور جب اس کا مرد یا عورت ہوا متعین ہو گیا تو لازم ہوا کہ وہ علامت بلوغ کی دلیل قرار پائے، جیسے کہ اس علامت کے ظہور سے قبل جنس کی تعیین ہو جائے (تو جنس کے مطابق علامت بلوغ کی دلیل ہوتی ہے)، اور اس لئے بھی کہ دودھ کر سے نکلنے والی منی ہے، یا فرج سے نکلنے والا حیض ہے۔ لہذا وہ بلوغ کی نشانی ہے جیسے کہ مرد سے نکلنے والی منی اور عورت سے نکلنے والا حیض بلوغ کی نشانی ہوتا ہے، ابن قدامہ کہتے ہیں: اور اس لئے بھی کہ جب فقہاء نے دونوں شرم گاہوں سے ایک ساتھ دونوں چیزوں (منی اور حیض) کا نکالنا بلوغ کی دلیل تسلیم کیا تو ان دونوں میں سے کسی ایک کا نکالنا بدرجہ اولیٰ بلوغ کی دلیل ہوگا، اس لئے کہ دونوں کا ایک ساتھ نکالنا ان دونوں میں تعارض و تضاد علامت کا متقاضی ہے، یہ نہ کہ صحیح حیض و مرد کی منی کا (یک ساتھ نکلنے کا) تصور نہیں کیا جاسکتا، تو لازم ہوگا کہ منی میں سے ایک غیر محال سے نکلنے والا منی خارج کیا جائے، اور ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کی بہت کوئی ترجیح میں رکھتا تو یقیناً دونوں کی دلالت باطل ہو جائے گی، جیسے وہ بیحد جب متعارض ہو جائیں تو دونوں کی دلالت ساتھ ہو جاتی ہے، لیکن اگر کسی ایک سے نکالنا دوسرے کی معارض کے پیر

(۱) فتاویٰ الکراج ۳۹۳

علامت پائی جائے تو سابقہ طریقہ پر بلوغ کا حکم لگایا جائے گا، اگر ایسی کوئی علامت نہ پائی جائے تو عمر سے بلوغ ثابت ہوگا، اس تفصیل کے مطابق جو فقہ بحث کے مقامات پر مذکور ہے۔

۱۶- مالکیہ نے مرد و عورت کے لئے علامات بلوغ میں وہی مذکورہ علامتوں کے علاوہ غسل کا نہ ہونا، نہ ہونا، ماک کے سر سے کاچوڑا پین اور زکام و ناپن بھی شمار کیا ہے۔

شافعیہ نے مرد کے لئے سابقہ علامات کے علاوہ مونچھ کے مونچھوں کے بونٹوں کا بھری پین و رشتہ کے کنارے کا بھری رشتہ و بھی شمار کیا، اور عورت میں پستان کا بھری رشتہ شمار کیا ہے۔^(۱)

منث کی فطری علامات بلوغ:

۱- منث اگر غیر مشکل ہو (جس کا مرد یا عورت کی جانب غلبہ واضح ہو) اور اس سے نہ کریا منث میں شامل یا نہ ہو تو اس کی علامات بلوغ اسی جنس کے اعتبار سے ہوگی جس میں شامل کیا گیا ہے۔

میں منث مشکل ہو (یعنی مرد یا عورت کی جانب اس کے اعضا کا غلبہ واضح نہ ہو) تو اس کے لئے فطری علامات بلوغ وہی ہوں گی جو مرد یا عورتوں کی علامات بلوغ میں، لہذا انزال و انبات وغیرہ مشتبہ علامات یا مخصوص علامات کی بنیاد پر اس کے بلوغ کا حکم لگایا جائے گا، اسی تفصیل کے مطابق جو پیچھے گزر چکی ہے، یہ مالکیہ اور حنابلہ کا قول ہے، اور یہی بعض شافعیہ کا قول ہے۔

دوسرے قول جو شافعیہ کے نزدیک معتقد بھی ہے یہ ہے کہ دونوں شرم گاہوں میں علامت کا وجود ضروری ہے، لہذا اگر منث کے عضو تاسل (مکر) سے منی کا اثر ہو اور اس کی شرم گاہ (فرج) سے حیض

(۱) ابن ماجہ ۵/۵۷۷، حاشیہ المدلول ۳۳۳، شرح المنیر علی اقرب المسالك ۳۳۳، شرح المسالك مع حاشیہ ۳۳۶، فتاویٰ الکراج ۳۸۸، اسی و الشرح للکبیر ۵۱۲، ۵۱۳۔

جائے تو ضروری ہوگا کہ اس کا حکم ثابت ہو اور اس کی علامت کے ثبوت میں فیہ و پر فیصد کیا جائے (۱)۔

۱۹- رہے حنفیہ تو جہاں تک ہم دیکھ سکتے ہیں اس کے مطابق اس مسئلہ پر اس کی تصریح غفلتوں میں نہیں ملی، لیکن ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حنفیہ کا قول مالکیہ اور حنابلہ کے مطابق ہے، شرح اشباہ میں باب حکام اطفال کے تحت جو مذکور ہے اس کے ظاہر سے یہی واضح ہوتا ہے، اس میں ہے کہ اگر غنث بالغ ہو جائے، مثلاً عمر کے درمیان بلوغ کو پہنچ جائے بین مردوں یا عورتوں کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو اس کی نماز بغیر وہ پہنے کے نہیں ہوگی اس لئے کہ اگر عورت کا بھی سہ ماہ میں شامل ہے (۲)۔

عمر کے ذریعہ بلوغ:

۲۰- شارح نے بلوغ کو ہتدائے کمال عقل کی علامت مانا ہے، اس لئے کہ "غاز کمال عقل سے واقفیت دشوار ہے تو بلوغ کو اس کے قائم مقام قرار دیا گیا۔"

عمر کے ذریعہ بلوغ تب ہوتا ہے جس سے قبل بلوغ کی کوئی علامت نہ پائی جائے، بلوغ کی عمر میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

شافعیہ، حنابلہ اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسف و امام محمد کی رائے ہے (۳) کہ لڑکا اور لڑکی کے لئے عمر کے ذریعہ بلوغ کا معیار پندرہ قمری سال کا مکمل ہو جانا ہے، جیسا کہ شافعیہ نے صراحت کی ہے کہ یہ معیار تحدیدی ہے، حضرت ابن عمر کی اس حدیث کی وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں: حد کے دن مجھے بنا علیہ کے سامنے پیش پایا، یا میری عمر اس وقت

پندرہ برس تھی تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت نہیں دی اور مجھے بالغ نہیں سمجھا۔ پھر غزوہ خندق کے موقع پر مجھے آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا، اس وقت میری عمر پندرہ برس تھی تو آپ ﷺ علیہ السلام نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی اور مجھے بالغ قرار دیا (۱)۔

امام شافعی کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ستر برس پہلو، یا ستر برس کی عمر میں پندرہ برس نہیں آپ ﷺ نے بالغ تصور نہیں فرمایا، پھر یہی صحابہ سب پندرہ برس کے ہو گئے تو آپ ﷺ نے نہیں مزید میں شریعت کی اجازت دے دی، اس سے پہلے حضرت زید بن ثابت، حضرت رافع بن خدیج اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم شامل ہیں (۲)۔

مالکیہ کی رائے ہے کہ بلوغ اٹھارہ سال پورا ہونے پر ہوگا، ایک قول کے مطابق اٹھارہ برس میں داخل ہو جانے پر ہوگا، صاحب نے مذہب میں پانچ قول نقل کئے ہیں، چنانچہ ایک روایت میں ہے اٹھارہ برس، اور کہا گیا ہے ستر برس، رسالہ کے بعض شارحین نے اضافہ کیا ہے: سولہ اور انیس برس، اور ابن وہب سے پندرہ برس مروی ہے (۳) حضرت ابن عمر کی سابق حدیث کی وجہ سے۔

(۱) حضرت ابن عمر کی خبر: "عوضت علی النبی -" کی روایت بخاری (المعجم ۶/۲۷۱ طبع استغیہ) نے کیا ہے، غزوہ خندق کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے مجھے اجازت نہیں دی اور مجھے بالغ نہیں سمجھا۔ پھر غزوہ خندق کے موقع پر مجھے آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا، اس وقت میری عمر پندرہ برس تھی تو آپ ﷺ علیہ السلام نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی اور مجھے بالغ قرار دیا (۱)۔

(۲) مفتی محمد رفیع، شرح اشباہ مع حاشیہ، ج ۱، ص ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳

بلوغ ۲۱-۲۲

لڑکی کے لئے بلوغ کی "نی عمر خفیہ" شافعیہ کے ظہر قوں اور اسی طرح حنابلہ کے نزدیک^(۱) نو قمری سال ہے، اس لئے کہ یہ سب سے کم و عمر ہے جس میں لڑکی کو حیض آتا ہے، اور اس لئے کہ حدیث نبوی ہے: "اذا بلغت العجوبة نسح سنن فہی امرک"^(۲) (جب لڑکی نو سال کی ہو جائے تو وہ پوری عورت ہے)، مراد یہ ہے کہ یہی لڑکی کا حکم عورت کا ہے، شافعیہ کی دوسری روایت میں نو یں سال کا نصف ہے، اور ایک قول ہے کہ نو یں سال میں داخل ہو جاتا ہے، اور اس لئے کہ یہ سب سے کم و عمر ہے جس میں لڑکی کو حیض آتا ہے^(۳)۔
حنث کے لئے بلوغ کی ادنیٰ عمر پورے نو قمری سال ہیں، اور ایک قول ہے کہ نو یں سال کا نصف ہے، اور ایک قول نو یں سال میں داخل ہو جانے کا ہے^(۴)۔

بلوغ کا ثبوت:

بلوغ دین، طبعی طریقوں سے ثابت ہوتا ہے:

پر باطل یقہ: اقرار:

۲۲- چاروں مسالک کے فقہاء متفق ہیں کہ صغیر اگر مرہق ہو اور عموماً پوشیدہ رہنے والی طبیعتوں جیسے انزال، احتلام و حیض میں سے کسی کی بنیاد پر بلوغ کا قرا کرے تو اس کا قرا درست ہوگا، اور اس کے حق میں اور اس کے خلاف بالغوں کے احکام جاری ہوں گے،

(۱) رد المحتار ۵/۹۷، شرح منہاج الطالبین مع حاشیہ الفیہ فی ۱/۹۹، کشف القناع ۵۳/۲

(۲) حدیث "اذا بلغت العجوبة نسح سنن فہی امرک"۔ نو قمری سال کی اپنی سن (۳۲۰/۱ طبع دائرة المعارف العثمانیہ) میں علامہ حضرت علامہ شریک جانب الی قول کی مستحکم تفسیر مل گیا ہے۔

(۳) شرح منہاج الطالبین ۵/۹۹، الاشارة انظار المسیح فی ۵۳/۳

(۴) انشی ابن قدامہ ۱/۶۵، ۲/۶۱، کشف القناع ۵۳/۲

عام ابو حنیفہ کی رائے ہے کہ لڑکے کے لئے عمر کے درمیان بلوغ ٹھہر دینے پر ہے، اور لڑکی کے لئے ستر دینے پر ہے، اس سے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "ولا تقرنوا مالہن الا بالسنی ہی احسن حتی یبع اشہہ"^(۱) (اور تم تم کے مال کے پاس نہ جاؤ۔ اس طریق پر کہ جو مستحسن ہو یہاں تک کہ وہ اپنی پٹنگی کو پہنچ جائے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "اشہ" اہل رو برس کی عمر ہے، یہ اس لفظ کے سلسلہ میں کہیں کی مختلف عمر میں سے کم ہے لہذا سے ہی حقیقاً لے یا گیا، یہ قہجہ کی اشہ (عمر بوجھت) ہے، بچی جلدی بالغ ہوتی ہے، لہذا اس کے لئے ایک سال کم کر دیا گیا^(۲)۔

بلوغ کی دینی عمر جس سے قبل دعویٰ بلوغ درست نہیں:

۲۱- لڑکے کے لئے بلوغ کی ادنیٰ عمر مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک پورے نو قمری سال مکمل کر لینا ہے، شافعیہ کے ایک روایت قول کے مطابق نو یں سال کا نصف گزر جانا ہے، اسے نو یں کے "شرح المہذب" میں ذکر کیا ہے^(۳)۔

شافعیہ کے روایت بلوغ کی ادنیٰ عمر بارہ سال ہے^(۴)، حنابلہ کے روایت ایک ہج سال ہے، اور ابی کا یہ قرا اس وقت قبول کیا جائے گا کہ لڑکا احتلام کے ذریعہ بالغ ہو چکا ہے جب اس کی عمر ہج سال ہو جائے^(۵)۔

(۱) سورہ مائدہ ۳۳

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ۵/۳۲، الاشارة شرح الفقار للصلی ۱/۶۶، البحر الرائق شرح کنز الدقائق ۳۹۶

(۳) حاشیہ المدنی علی المشرع الکبیر ۳۹۳، شرح منہاج الطالبین ۱/۳۰۰، ہدایہ المحتاج ۱/۵۳۰، الاشارة انظار المسیح فی ۵۳/۳

(۴) رد المحتار علی الدر المختار ۵/۹۷

(۵) کشف القناع ۵۳/۲

مٹانے والے نے بعض صورتوں کا استثناء یہ ہے کہ ان میں حیثیت صاف
لایا جائے گا، اس لئے کہ وہ حقوق میں دوسروں کے برابر ملے ہے
جیسے کہ وہ مال غنیمت میں جنگجو کا حصہ طلب کرے۔ (کہ اس کا یہ مطالبہ
دوسروں کے حق پر اثر انداز ہوگا)۔

دوسرا طریقہ ذرا نبات:

۲۳- چاروں مسالک کے فقہاء نے قراقرم بلوغ کی صحت کے لئے
شرط لگائی ہے کہ وہ مشوک حاست میں نہ ہو یہ عام شافعی کے الفاظ
میں: اس کا قراقرم قبول کیا جائے گا جب وہ بالغ کے مشابہ ہو، اگر وہ
مشابہ نہ ہو تو قبول نہیں کیا جائے گا، خواہ اس کا باپ اس کی تصدیق
کرے، اور حنفی نے اس مفہوم کو پورا ادا کیا ہے کہ ظاہر حال اس کی
تکلیف نہ کرنا ہو، بلکہ ایسی حالت میں ہو کہ اس جیسے شخص کو حلال
ہو سنا ہو، یہ ہے کہ قراقرم کے وقت اس کی جسمانی حالت بالغوں
کی طرح ہو، اس کی پہچان پر شک نہ ہوتا ہو۔

مالکیہ کے علاوہ امام شافعی نے اس کے قول قبول کرنے کا مطلق
دراپا ہے، لیکن مالکیہ نے اس میں تفصیل کی ہے، چنانچہ کہا ہے: اگر اس
پر شک ہو تو جنابت اور طلاق سے متعلق امور میں اس کی تصدیق کی
جائے گی، جس شبہ کی وجہ سے حد جاری نہیں کی جائے گی، اصل بچپن کی
حالت کا تسلسل (اصحاب) مانتے ہوئے اس پر طلاق، قلع نہیں ہوتا،
لیکن مالی امور میں اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی، لہذا اس نے
"بیعت سنائی کر" یعنی قراقرم کیا اس حال میں کہ وہ بالغ ہے، پھر اس کے
باپ نے کہا کہ وہ بالغ نہیں ہے تو اس پر ضمان نہیں ہوگا^(۱)۔

بعض مالکیہ نے بلوغ کے سلسلہ میں دوسرے قائلوں اس صورت

مالکیہ کے کہ: اس کا قول بلوغ کے سلسلہ میں قبول کیا جائے گا خواہ وہ
ہو یا شافعی، اور خواہ وہ صاحب ہو یا مظلوم، صاحب ہونے کی مثال یہ
ہے کہ وہ بلوغ کا دعویٰ اس کے کرے تاکہ اسے مال غنیمت میں حصہ
ملے یہ "دلوکوں کی ممانعت کرے یا شمار جمعہ میں ضروری تعداد" اس
سے پوری ہو، اور مظلوم ہونے کی مثال یہ ہے کہ اس نے جنابت کی
ہو، اور بالغ نہ ہونے کا دعویٰ کرے تاکہ اپنی ذات سے حد یا قصاص کو
یہ وصیت و ممانعت ضائع کر دے، پھر اس کو دوسرے امراتے ہی
اس نے طلاق دی ہو اور بوقت طلاق عدم بلوغ کا دعویٰ کرے تاکہ
اس پر طلاق لازم نہ ہو۔

قراقرم بلوغ کا قول اس شرط کے ساتھ ہی قبول کیا جائے گا کہ وہ
بلوغ کی ادنیٰ عمر سے گزر چکا ہو، بلکہ اس سے قبل اس کے بلوغ کا
بہت بھی قیاس نہیں کیا جائے گا چنانچہ حنفیہ کے نزدیک بارہویں پرے
ہونے سے قبل بچے کا قراقرم قبول نہیں کیا جائے گا، اور حنابلہ کے
رہنیکہ اس پر اس پرے ہوئے سے پہلے اس کا قراقرم قبول نہیں کیا
جائے گا، اور حنفیہ حنابلہ دونوں کے نزدیک بچے کا قراقرم نوہویں
پرے ہوئے سے پہلے قبول نہیں کیا جائے گا، بلوغ کا قراقرم ہی ہوئے
کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایسا معنی ہے جس کی اطلاع خواہ ہی شخص کے
درمیان ہی حاصل ہو سکتی ہے، اور اس کی اطلاع کے حصول کا تکلف کرنا
شدید تنگی کا باعث ہے۔

اور اس پر بینہ کا بھی تکلف نہیں کیا جائے گا۔

مقدمہ میں جمہور کے نزدیک اسے حلف بھی نہیں لایا جائے گا،
یونکہ قراقرم بلوغ کا قیاس نہ ہو تو اس کی یقین کی کوئی حیثیت نہیں
ہوگی، اس کے کٹھن کی یقین کا اعتبار شرعی نہیں ہے، اور اگر وہ بالغ
ہو تو اس کی یقین تحصیل حاصل ہے (ایسی ہی کو حاصل کرنا ہے جو پہلے
سے حاصل ہے)۔

(۱) ابن ماجہ ص ۵۷۷، المعجم ص ۱۵۱، السنن ص ۱۷۳، شرح الکبیر ص ۲۹۳،
شرح مع الجلیل ص ۱۷۸، نہایۃ النہای ص ۶۶۵-۶۶۷، مشکوٰۃ القصاب
ص ۵۶۶

بلوغ ۲۴

میں قبول کرنے کا دیریا ہے جب وہ دونوں انبات (موئے زیر ناف) کے ذریعہ بلوغ کا دعویٰ کریں، انبات اور اس کے علاوہ دیگر مذکورہ کی علامات کے درمیان فرق یہ ہے کہ انبات کی واقعیت حاصل کرنا آسان ہے، نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ عقیدہ کے لڑکوں میں سے جن کے بلوغ کا شک ہو ان کے موئے زیر ناف کھول کر دیکھے جائیں، لیکن شرم گاہ کھولنا چونکہ اصلاً حرام ہے، اس لئے فقہاء نے کہا کہ انبات و عدم انبات کے سلسلہ میں مشکوک شخص کا قول قبول کیا جائے گا، لیکن ابن العربی نے اس سے اختلاف کیا ہے اور کہا ہے: اس کے انبات کو دیکھا جانا چاہئے، البتہ یہ اور راستہ نہیں بلکہ تینہ کی مدد سے دیکھا جائے، مالکیہ میں سے ابن اھنظان نے ان کی تردید کی ہے، اور کہا ہے کہ اسے نہ تو یہ اور راستہ دیکھا جائے گا اور نہ تینہ کی مدد سے، اور اگر وہ انبات کے ذریعہ بلوغ کا دعویٰ کرے تو اس کی بات قبول کی جائے گی۔

فقہاء کے نزدیک احکام شرعیہ کے لزوم کے لئے بلوغ شرط ہے:

۲۴- فقہاء کی رائے ہے کہ شارع نے واجبات اور محرمات کے احکام اور احکام کے آثار مرتب ہونے کوئی انجملہ بلوغ کی شرط سے ثابت کیا ہے، اور انہوں نے اس پر استدلال چند دلائل سے کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ" (۱) اور جب تم میں سے لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں تو انہیں بھی اجازت لینا چاہئے جیسا کہ ان کے اگلے لوگ اجازت لے چکے ہیں) اس آیت

(۱) سورہ نور ۵۹۔

میں بلوغ کی وجہ سے اجازت طلب کرنے کو، جب تر رد کیا گیا۔

ب۔ ارشاد باری ہے: "وَابْتَغُوا الْيَنَامَىٰ حَتَّىٰ يَذُوقُوا الْعَذَابَ" (۲) (اور قہقہوں کی جانچ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ عذبات کو پہنچ جائیں تو آخر تم ان میں ہوشیاری، کیونکہ ان کے خوالہ ان کا ماں کر رہا ہے، اس آیت میں بھی نکاح کی عمر تک پہنچ جانے کو یتیم سے مالی ولایت ختم ہو جانے کا جب تر ارد یا یا بشر طیبہ اور شد (عقل و رشد والا) ہو۔

ج۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو یس بھیجتے ہوئے فرمایا: "عَلَّامٌ مِنْ كُلِّ حَالٍ دِينًا لَوْ عَدَّ لَهُ مَعَاظِرًا" (۳) (ہر بالغ سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری (یعنی کپڑا) لو، اس میں بھی اتمام کوثر کا سبب بتایا گیا۔

د۔ ایک دلیل واقعہ یہ ہے کہ جن قیدیوں کے ہوش میں شبہ ہو ان کے بارے میں دیکھا گیا کہ اگر ان کے موئے زیر ناف نکل آئے تو انہیں قتل یا یا، اگر ریر ناف میں تھلے تو قتل میں کیا گیا، اس واقعہ میں بھی انبات کو قیدی کے قتل کے جواز کی علامت بتایا گیا۔

و۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ" (۴) (اللہ تعالیٰ کسی حیض آنے والی عورت کی نماز بغیر پٹے کے قبول نہیں کرتا)، اس میں حیض کو عورت کی نماز کے فاسد ہونے کا سبب بتایا گیا اگر وہ بغیر پٹے نماز پڑھتی ہے۔

و۔ حدیث ہے کہ "عَمَلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ" (۵) (جمعہ کے دن کا غسل ہر احتلام والے پر واجب ہے)،

(۱) سورہ نساء ۶۱۔

(۲) حدیث مسند احمد من کل حال... کی تخریج (نمبر ۱۹) میں گذر چکی ہے۔

(۳) حدیث مسند احمد لا یقبل اللہ... کی تخریج (نمبر ۱۵) میں گذر چکی ہے۔

(۴) حدیث مسند احمد یوم الجمعة... کی روایت بخاری (صحیح ۵۷۷۷ طبع

التلخیص) اور مسلم (۵۸۱/۲ طبع التلخیص) نے کی ہے۔

عام بخاری نے اس حدیث کا عموم قائم کیا ہے: ”بچوں کے بلوغ اور ان کی کوئی قلوب“، جس خبر کہتے ہیں: ”مقصود عموم یعنی بچوں کی کوئی اہلیہ حتام پر قیاس سے مستثناء ہوتی ہے اس کیفیت سے کہ وجوب حتام سے متعلق ہوتا ہے (۱)۔“

ز۔ حدیث ہے: ”رفع القلم عن ثلاثة عن الصغير حتى يكبر“ (۲) (تین اشخاص سے قلم اٹھایا گیا ہے۔ بچہ سے یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جائے)، اس حدیث میں بچپن کی حد سے نکل جانے کو ”سناہ کرنے“ پر سناہ کہتے ہیں اس کا سبب بتایا گیا۔

مذہبات ہونے کے سلسلہ میں وہ یہ امر ان جیسے لاطل سے ثابت ہوتا ہے کہ شمارت نے عموم پابندی حتام و رزم حتام کو بلوغ کی شرط سے مستثنا کیا ہے، پس جو ہونے کی علامتوں میں سے کسی ملامت کی وجہ سے بالغ قرار پائے وہ مکمل مرد یا مکمل عورت ہے، اور اگر عاقل ہے تو، غیر مردوں و عورتوں کی طرح تکلف پابند حتام ہے، اس پر دوسرے حتام لازم ہوں گے جو ان لوگوں پر ہوتے ہیں، اور اسے وہ حق ملے گا جو دوسروں کو ملتا ہے، بغض فقہاء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے، چنانچہ ابن المنذر نے کہل فقہاء کا اجماع ہے کہ فرائض اور احکام حتام والے عاقل پر واجب ہوں گے (۳)، ابن حجر کہتے ہیں: ”عملاء کا اجماع ہے کہ مردوں اور عورتوں پر احکام کی وجہ سے عبادت، حد و اور سارے احکام لازم ہوں گے (۴)۔“

(۱) صحیح ۲۷۶۵ طبع استنبیہ۔

(۲) حدیث ”رفع القلم“ کی روایت ابو ذر (۵۵۸/۳) طبع عزت عبید دھاس (اور حاکم (۵۹۲/۲) طبع دائرۃ المعارف العلمانیہ) نے کی ہے حاکم کی روایت میں ”الصبي حتى يكمل“ کے الفاظ ہیں حاکم نے اس کو صحیح بتایا ہے اور بھی نے اس کی موافقت کی ہے۔

(۳) کشف القناع ۳۳۳

(۴) فتح الباری ۲۷۷

جن احکام کے لئے بلوغ شرط ہے:

الف۔ جن کے وجوب کے لئے بلوغ شرط ہے:

۲۵۔ فرائض و عبادت کی بجا آوری اور محرمات کے ترک کے احکام کے لئے بلوغ شرط ہے، مبالغہ پر یہ واجب نہیں ہیں، اس لئے کہ نبی ﷺ کا قول ہے: ”رفع القلم عن ثلاثة عن الصغير حتى يكبر“ (۱) جیسے نماز (۱)، روزہ (۲) اور حج کے احکام (۳)، البتہ زکاة میں اختلاف ہے۔

لیکن اس کے باوجود بچہ کے ولی کو چاہئے کہ سے محرمات سے بچائے اور نماز وغیرہ کا حکم دے تاکہ وہ اس کا عادی ہو جائے، اس نے کہ نبی ﷺ کا قول ہے: ”امروا أبناءکم بالصلاة لسبع، واصرہوہم علیہا لعشر، ولفروا بہم فی المضامع“ (۴) (اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں نماز کا حکم دو، دس برس کی عمر میں نماز کے لئے انہیں مارو، اور ان کے سونے کے بستر علاحدہ کر دو)۔

اس کے باوجود اگر بچہ عبادت کرے یا مستحبات انجام دے تو وہ اس کی جانب سے صحیح ہوں گے اور اسے ان پر اجر ملے گا، درتصاص اور

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۲۳۵-۲۳۶، بدائع ۱/۱۸۹، حامیہ البدوتی علی شرح الکبیر ۱/۲۰۰، نہایہ المحتاج مع حاشیہ ۱/۳۷۳-۳۷۴، شرح منہاج الطالبین ۱/۱۲۰-۱۲۱، کشف القناع ۱/۱۵۔

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۲۳۵، بدائع المنافع ۲/۸۷۲، حامیہ البدوتی علی الشرح الکبیر ۱/۵۰۹، شرح المرقاۃ فی ۲/۲۰۸، نہایہ المحتاج ۳/۱۸۰، شرح منہاج الطالبین ۲/۳۳، کشف القناع ۲/۳۰۸۔

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۱۳۱، بدائع المنافع ۲/۱۲۰، ۱/۶۰، مع تجلیں ۱/۳۳۶، حامیہ البدوتی ۲/۵۲، نہایہ المحتاج ۳/۲۳۳، ۲/۲۳۵، شرح منہاج الطالبین ۲/۸۵، کشف القناع ۲/۳۷۵، ۳/۳۷۹۔

(۴) حدیث ”امروا أبناءکم بالصلاة لسبع“ کی روایت (۳۳۳/۳) طبع عزت عبید دھاس) نے کی ہے اور ذوی نے یہاں خاص حصص (۱، ۲، ۳) میں اس حدیث کو حسن ظاہر ہے۔

بلوغ ۲۶-۲۸

طرح نذر (۱)

ان میں سے ہر ایک کی تکمیل اپنے مقام پر اور اصطلاح "صفر" میں دیکھی جائے۔

حدہ جیسے چوری و حد (۱) و قذف (۲) (تہمت لگانے) کی حد وہب نہیں ہوں، امتہ اس فی تاویب کرنا جائز ہے۔

ب۔ تن حکام کی صحت کے لئے بلوغ شرط ہے:

۲۶۔ بلوغ ہر اس عمل کی صحت کے لئے شرط ہے جس میں مکمل اہلیت کی شرط ہوتی ہے، ان میں ساری مملایات ہیں جیسے عارت، قننا (۳)، ولایت علی اشتر (۴)، ورش، دست فی جملہ (۵)، اور ان ہی میں دو تصرفات ہیں جن میں صرف ضرری ہے جیسے مہ (۶)، عاریت (۷)، وقف (۸)، و کفایت (۹)، و ان ہی میں ہے: طلاق، ہرجو اس کے معنی میں ہے، جیسے تلبر، و ریاء (۱۰)، و خلع (۱۱)، و رجن، و رانی

بلوغ سے ثابت ہونے والے احکام:

۲۷۔ یہ ایک حد تک دشوار امر ہے کہ ان تمام حکام کا حاطہ کیا جائے جو شخص بلوغ آنے سے ثابت ہوتے ہیں، ذیل میں ان احکام کی بعض مثالیں ہیں جو شخص اس وجہ سے ثابت ہوتے ہیں کہ لڑکا یا لڑکی کو انتہام آیا یا اسوں نے بلوغ کی حد متوں میں سے کوئی حد امت، نیچولی۔

اہل۔ طہارت کے باب میں:

احادیث: تخیم:

۲۸۔ ثانیہ، در حجابہ کے ہر ایک مرد باوقف کی حالت میں تخیم یا چہ ایسی چیز سے باغ ہو جو خود یا قاضی غواہیں ہے جیسے عمر کے درمیان بلوغ تو اس پر لازم ہے کہ تخیم کا عاودہ کرے، و فرض نماز پڑھنا چاہتا ہے، اس لئے کہ بلوغ سے پہلے تخیم نفل نماز کے لئے تھا، کیونکہ اگر اس نے مشا ظہر کے لئے تخیم یا قاضی غواہ کی نماز اس کے حق میں نفل تخیم، بلکہ "یہ تخیم سے فرض کی" ہوگی، درست نہیں ہوگی، اس کے برعکس اگر کسی نے غصو یا یا غسل یا پھر باغ ہو تو غصو، غسل کا عاودہ لازم نہیں ہوگا، اس لئے نفل کے لئے غصو، غسل بھی مایہ کی کوہرے سے تخیم کر دیتے ہیں، جہاں تک تخیم کا تعلق ہے تو وہ بااحت، جو زکوٰۃ عید آرد تا ہے، مایہ کی کوہرے نہیں کرنا، مالکیہ کا مشہور قول بھی یہی ہے

(۱) بدائع الصنائع ۵/۸۲، حلیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۶/۶۱، نہیۃ المحتاج ۱۶۳/۸، شرح منہاج الطالبین مع حلیۃ التعلیل ۳/۴۷۰، کتاب القناع ۲۷۳/۱

(۱) بدائع الصنائع ۷/۱۷۷، حلیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۳/۳۳۳، نہیۃ المحتاج ۷/۲۱۷، شرح منہاج الطالبین ۱۹۶/۳، کتاب القناع ۲۹۶/۱

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ۳/۱۶۸، حلیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۳/۳۳۳، نہیۃ المحتاج ۷/۲۱۷، کتاب القناع ۱۰۳/۱

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ۳/۲۹۹، بدائع الصنائع ۷/۲۳۳، حلیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۳/۲۹۹، الخرش علی مختصر فلیل ۷/۱۳۸، فلیل علی شرح الحج ۷/۳۳۷، نہیۃ المحتاج ۳/۲۶۱، کتاب القناع ۲۹۳/۱

(۴) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۴۹۵، ۲/۴۹۶، ۱۱/۱۲، نہیۃ المحتاج ۱/۲۳۱، حلیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۳/۲۳۰

(۵) حلیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۳/۱۶۵، ۱۸۳، ۱۸۴، رد المحتار علی الدر المختار ۳/۱۹۹، نہیۃ المحتاج ۷/۲۷۷، شرح منہاج الطالبین ۱۸۳، کتاب القناع ۱۶/۱

(۶) کتاب القناع ۳/۲۹۸، ۲۹۹

(۷) معنی و شرح الکبیر ۵/۵۵۵

(۸) نہیۃ المحتاج ۵/۵۱۵، کتاب القناع ۳/۲۵۱، رد المحتار ۳/۵۵۷، ۳/۶۰

(۹) بدائع الصنائع ۵/۵، الدسوقی ۳/۲۲۹، ۳۰، شرح منہاج الطالبین مع حلیۃ التعلیل ۲/۱۳، کتاب القناع ۳/۶۲

(۱۰) رد المحتار علی الدر المختار ۳/۳۶۳، ۳/۳۶۴

(۱۱) رد المحتار ۳/۵۵۸، نہیۃ المحتاج ۸/۸۸، کتاب القناع ۳/۳۳۳

کہ تیمم باحت پیدا رہتا ہے رفع پاکی نہیں رہتا۔

حنفی کا مسلک اور یہی مالکیہ کا ایک قول ہے کہ تیمم پاکی کو اس وقت تک کے لئے رفع کرتا ہے جب پانی مل جائے اور اس کے استعمال کی قدرت ہو، اس کا تقاضا یہ ہے کہ پچھلے ار تیمم یا پچھلے رفع ہو تو اس پر تیمم باعد نہیں ہے^(۱)۔

دوم۔ نماز کے باب میں:

۲۹۔ بڑا بڑا ٹوٹا ہوا نماز دلائل جماعت و سبب ہے جس نماز کے وقت میں وہ باطل ہوئے ہوں، اور اس نماز کو وہ نہیں کر چکے ہوں، حتیٰ کہ مالکپہنوں نے کہا ہے کہ نماز کو اس کے مقتضی یعنی عصر کی نماز اس کے بالکل آخری حصہ تک مؤخر کرنا حرام ہے، اور اسی طرح صبح کی نماز بھی بالکل آخری وقت تک مؤخر کرنا حرام ہے، انہوں نے بھی یہ کہا ہے کہ اگر وقت صبح میں باطل ہوتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ نماز دکرے، اور اس کے لئے پینا خیر حرام نہیں ہوگی^(۲)۔

۳۰۔ اگر اس نے وقت کی نماز پڑھ لی، پھر اس نماز کا وقت نکلنے سے پہلے باطل ہو تو اس نماز کا عاود لازم ہوگا، اس لئے کہ بلوغ سے پہلے جو نماز اس نے پڑھی ہے وہ اس کے حق میں نفل ہے، کیونکہ وہ نماز اس پر واجب نہیں ہوئی تھی، لہذا پہلی نماز واجب کی طرف سے کافی نہیں ہوں، یہ حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے، مالکیہ نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ اگر ظہر کی نماز پڑھی پھر جمعہ کی نماز سے پہلے باطل ہو گیا تو اس پر لوگوں کے ساتھ جمعہ کی نماز واجب ہوگی۔

اسی طرح اگر جمعہ کی نماز پڑھ لی، پھر باطل ہو اور دوسرا جمعہ اسے

دلائل ان لوگوں کے ساتھ دوبارہ جمعہ پڑھنا اس پر واجب ہے، اور اگر جمعہ فوت ہو جائے تو ظہر کی نماز اس کے لئے کافی ہے کہ اس کا پابا عمل ہو تو وہ جمعہ کی نماز ہو، نفل باطل ہو جائے تو فرض کی طرف سے کافی نہیں ہوگا^(۱)۔

ثانیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر نماز پڑھ لی اور وقت کے بعد باطل ہو تو اس پر عاود نہیں ہے، وہ کہتے ہیں: اس سے کہ اس نے وقت کی عاوداری اور اسی ہے اور اگر وہ درمیان نماز باطل ہو تو جو نماز وہ پڑھ رہا ہے اسے پورا کرنا لازم ہوگا، اس کا عاودہ جب نہیں ہوگا مگر عاودہ واجب ہے^(۲)۔

۳۱۔ جس نماز کے وقت میں وہ باطل ہوا ہے وہ نماز اس پر واجب ہوگی جیسا کہ مذکور ہوا، اسی کے ساتھ اس پر یہ بھی واجب ہوگا کہ متصل پہلے کی دو نماز بھی پڑھے جو وہ نماز کے ساتھ جمع کی جاتی ہے، مثلاً، اگر غروب شمس سے قبل باطل ہو تو ظہر، عصر، دنوں پڑھے، اور اگر فجر سے پہلے باطل ہو تو مغرب، عشاء، دنوں پڑھے، بن قدامہ کہتے ہیں: یہ قول عبدالرحمن بن عوف، ابن عباس، طاہس، مجاہد، یحییٰ، زہری اور ریحہ کا ہے، یہی امام مالک، امام شافعی، لیث، یحییٰ، ابو ثور اور عام ہاشمیں کا ہے، ابویہ امام مالک نے کہا: پہلی نماز اس وقت واجب ہوتی جب اتنا وقت مل جائے جس میں پانچ رکعت پڑھی جاسکتی ہوں، یعنی پہلی نماز مکمل اور دوسری نماز کم سے کم ایک رکعت کا وقت مل جائے، حنابلہ کے نزدیک اگر تکبیر تحریر کے بعد اہر وقت مل جائے تو بھی، دنوں نمازیں واجب ہوں، ثانیہ کے نزدیک ایک رکعت کا وقت پالیسے پر واجب ہوگی۔

اس قول کی دلیل یہ ہے کہ مذکور حالت میں دوسری نماز کا وقت ہی

(۱) ابن ماجہ بن ابی ۱/۱۶۱، رد المحتار ۱۲۰/۱ طبع محمد مصطفیٰ، دار الفکر، دمشق ۱۵۵۵ھ

بہار ۲/۵۳، کتاب القضاء ۱/۲۶۱، المجموع للحووی ۱/۲۲۱ طبع

بہار ۲/۵۳، کتاب القضاء ۱/۲۶۱، المجموع للحووی ۱/۲۲۱ طبع

(۲) جوہر الاکلیل ۱/۳۳

(۱) شرح فتح القدیر ۲/۳۳۲، جوہر الاکلیل ۱/۶۱، کتاب القضاء ۱/۲۲۶

(۲) المجموع ۳/۱۲

پہلی نماز کا بھی وقت ہوتا ہے، یعنی سرفیہ میں خیر کو ہر تک اور مغرب کو عشائے تک موخر کرنا ممکن ہوتا ہے تو اس اعتبار سے عصر کا وقت ہی خیر کا بھی وقت ہے، ورنہ ہی طرح مغرب اور عشاء کا معاملہ ہے۔ تو دوسری نماز کا وقت پانے سے کیا اس نے پہلی نماز کا بھی وقت پایا۔ اس مسئلہ میں حنفیہ، شافعی، حنبلی، مالکی اور حنفی نے اختلاف کیا ہے، چنانچہ ان حضرات کی رائے ہے کہ وہ صرف وہی نماز پڑھے گا جس کے وقت میں باطل ہو جائے (۱)۔

سوم - روزہ:

۳۲- مگر بچہ نے رمضان میں رات سے روزہ رکھا پھر ان میں وہ باطل ہو گیا جب کہ وہ روزہ سے ہے تو اس پر اس روزہ کی تکمیل بد ختلاف واجب ہے، اس لئے کہ جیسا کہ رٹی ثانی نے کہا: دوران عبادت وہ باطل و وجوب میں سے ہو گیا تو یہ ایسا ہی ہوا جیسے کوئی باطل شخص نفل روزہ شروع کرے پھر اس کو تکمیل کرنے کی نذر مان لے (تو اس پر اسی روزہ کی تکمیل واجب ہوتی ہے)۔

مگر اس نے اسی حال میں روزہ رکھا تو اس پر قضا نہیں ہے، بلکہ حنا بلہ کے نزدیک ایک قول کے مطابق اس پر قضا واجب ہوگی۔

مگر بچہ سے رات سے روزہ نہیں رکھا پھر دن میں باطل ہو گیا تو اس مسئلہ میں، جہوں پر فقہاء کا اختلاف ہے، ان کے بقیہ حصہ میں کھائے پینے سے گریز کرنا "راہوں کے روزہ" کی قضا کرنا۔

۳۳- مساک (بقیہ حصہ ۱ میں نہ لکھا گیا) کے مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف درج ذیل ہے:

حنبلہ و حنا بلہ کا مذہب و ربی ثانی کا ایک قول ہے کہ ان کے بقیہ حصہ میں اس پر مساک واجب ہے، اس لئے کہ اگرچہ وہ روزہ رکھا

وقت نہیں پایا لیکن اس کا وقت اس نے پایا ہے۔

ان حضرات نے فرضیت رمضان کے، ورنہ منسوخ کئے جانے سے پہلے فرض عاشوراء کے سلسلہ میں، روایت سے استدلال کیا ہے، جس میں نبی ﷺ نے فرمایا: "من کان منکم أصبح معطراً فلیمسک بقیۃ یومہ، ومن کان أصبح صائماً فلیتم صومہ" (۱) (تم میں سے جس نے بغیر روزہ کے صبح کی ہو وہ بقیہ ان اساک کرے، اور جو روزہ سے ہو وہ پورا روزہ کرے)۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ حکم (امر) وجوب کا متنازعہ ہوتا ہے، اور یہ مہینہ کی خدمت و احترام کے لئے ہے۔

ثانیہ کا مذہب جو ان کے نزدیک صحیح ہے یہ ہے کہ اس حال میں اساک مستحب ہے، واجب نہیں ہے، صرف وقت کی حرمت کی وجہ سے اسوں نے مستحب قرار دیا ہے، مساک اس حال میں واجب نہیں ہوتا ہے، اس لئے کہ عذر یعنی بچپن کی وجہ سے وہ بے روزہ تھا، تو یہ اس مسافر کے مشابہ ہوا جو سفر سے واپس آجائے اور اس مریض کے مشابہ ہوا جو شفا یاب ہو جائے۔

مالکیہ کا مذہب ہے کہ اس وقت اساک نہ واجب ہے نہ مستحب، جیسے کہ صاحب عذر کے لئے اگر عذر کی وجہ سے اسے رخصت ہو تو اساک نہ واجب ہوتا ہے اور نہ مستحب (۲)۔

۳۴- روزہ کی قضا کے مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف درج ذیل ہے:

ثانیہ کا مذہب ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ قضا واجب ہے، حنا بلہ نے تفصیل کی ہے کہ جس نے بے روزہ صبح کی پھر دن میں باطل ہو تو اس پر قضا واجب ہے، اس لئے کہ اس نے وقت وجوب کا ایک

(۱) حرمۃ من کان أصبح منکم... کی روایت بخاری (صحیح ۴۰۰) طبع استیعاب اور مسلم (۲/۴۸۲ طبع المکتب) نے کی ہے۔

(۲) شرح فتح القدیر لابن ابی شامہ ۲/۴۸۲، جوہر المکمل ۱/۴۶۱، الحدائق ۱/۵۱۳، نہایۃ المحتاج ۳/۱۸۳، الفی ۳/۵۳، کتاب القضا ۲/۴۰۹۔

بلوغ ۳۵

نصاب کا مالک ہو، بین غیر حنفیہ کے نزدیک بلوغ سے قبل شروع ہونے والا سال ہی بلوغ کے بعد ورازا رہے گا۔

غیر حنفیہ کے نزدیک ایک بچہ اگر رشد کے ساتھ بلوغ ہو ہے تو اس پر یہ بھی لازم ہوگا کہ جب سے اس کی طہست میں ماں کو ہے اس کا وہی اس کی طرف سے زکاۃ نہ کا تا رہا ہو تو گزرے ہوئے تمام سالوں کی بھی زکاۃ ادا کرے (۱)۔

لیکن اگر لڑکا اس حال میں بلوغ ہو کہ دوسریہ ہے اور اس کے نتیجے میں اس پر حرم پابندی برقرار ہے تو حنفیہ کے نزدیک نیت شرط ہونے کی وجہ سے وہ خود سے زکاۃ ادا کرے گا، اس کی جانب سے ولی انجام نہیں دے گا، فقہاء حنفیہ کہتے ہیں: "الذی قاضی صرف بقدر زکاۃ ماں اس کے پر ادا کرے گا تاکہ وہ اس سے ادا کرے، بین ساتھ میں ایک امین بھی جیسے گا تاکہ وہ زکاۃ کی رقم غیر مصرف میں نہ صرفی ادا کرے، سہیہ پر واجب منکات ہیستے اس کے رہتے، رہا کا نفع اس کے برعکس ہے، ان منکات کی ادائیگی کے لئے پندرہ نیت شرط میں ہے، اس سے اس کا ولی اس کی ادائیگی کرے گا (۲)۔

ہماں تک شامیہ قاضی ہے، تو رٹی نے کہا ہے: سہیہ بذات خود رکاۃ ادا نہیں کرے گا، بین ادا ولی اس کو جارت دے دے، مستحق رکاۃ خمس کی تعیین کرے تو اس کے سے "رکعتی ہوگا، جیسے کہ انجی کے لئے درست ہے کہ سہیہ کو ادائیگی کا مکمل بنائے، اس کی جانب سے رکاۃ کی ادائیگی ولی یا اس کے نائب کی موجودگی میں ہونی چاہیے، اس لئے کہ اگر سہیہ تنہا ہوگا تو خمس ہے ماں ضابطہ ردے یا اس کی ادائیگی کا جھوٹا دعویٰ کرے، رٹی نے اس مسئلہ پر مشکوٰۃ میں کی کہ ولی آیا رکاۃ ادا کرے گا یا اس کے رشد تک موثر کرے گا (۳)۔

جز پالیہ و اس کی انجام دہی ایک مکمل روزہ کے بغیر ناممکن ہے، لیکن جس نے رات سے روزہ رکھا اور صبح روزہ کی حالت میں رہا پھر بلوغ ہو، تو اس پر قضا نہیں ہے، حنا بلہ میں سے ابو الخطاب کو اس سے اختلاف ہے۔

حنفیہ مالکیہ نیز شامیہ نے اپنے صحیح قول میں کہا ہے کہ ایسے شخص پر قضا واجب نہیں ہے اس سے کہ وہ پورا وقت نہیں پاتا، ان حضرات نے روزہ و نماز میں فرق یہ یوں نکال دیا کہ، ایک نماز کے وقت میں بلوغ ہونے پر روزہ واجب ہو جاتی ہے، اس لئے کہ نماز میں وجوب کا سبب اس کی ادائیگی سے متصل وقت کا ہے، لہذا اس کے حق میں اہمیت پائی گئی، بین روزہ میں وجوب کا سبب دل ہے، اس لئے میں اہمیت نہیں پائی گئی ہے، یہ مسئلہ حنفیہ نے بتائی ہے۔

معنی میں ہے کہ امام اوزاعی کی رائے یہ ہے کہ لڑکا اگر ماہ رمضان کے دوران بلوغ ہو جائے تو بلوغ کے قبل رمضان کے گزرے ہوئے دنوں کی قضا کرنی ہوگی، اگر ان دنوں میں روزہ نہ رکھا ہو، یہ رائے عام اہل علم کی رائے کے خلاف ہے (۱)۔

چہا رم - زکاۃ:

۳۵ - بلوغ پر وجوب زکاۃ کے مسئلہ میں فقہاء میں اختلاف ہے، صہبہ فقہاء کے نزدیک اس پر رکاۃ واجب ہے، اس لئے کہ وجوب زکاۃ کا تعلق مال سے ہے۔

حنفیہ کے نزدیک بلوغ پر زکاۃ واجب نہیں ہے، اس لئے کہ رکاۃ ایک عبادت ہے جو مکلف شخص پر لازم آتی ہے اور بچہ مکلف لوگوں میں شامل نہیں ہے، پس جب بچہ بلوغ ہو جائے تو حنفیہ کے نزدیک اس کی زکاۃ کا سال اس کے بلوغ کے وقت سے شروع ہوگا اگر وہ

(۱) صہبہ مرجع۔

(۱) ابن ماجہ ج ۴ ص ۴۴۲، رکاۃ ۲ ص ۴۴۲۔

(۲) ابن ماجہ ج ۵ ص ۹۳، فتح القدیر ج ۸ ص ۱۹۸۔

(۳) نہایۃ المحتاج ج ۳ ص ۳۶۱۔

بلوغ ۳۶-۳۷

مالکیہ و حنابلہ نے جہاں تک دم ان کا حکام، نیچے سے ہیں اس مسئلہ پر گفتگو نہیں کی ہے۔

پنجم- حج:

۳۶- اگر صغیر حج کرے پھر بالغ ہو تو اس پر دم واجب ہوگا۔ جو اس کے حق میں حج لازم ہوگا۔ اگر بلوغ سے پہلے یا حج اس کے لئے ہائی نہیں ہوگا اس پر ترمذی ہر ابن الحرمہ نے اجماع نقل کیا ہے۔ اس سے کہ بنی کریم علیہ السلام کا ارشاد ہے: "اسی اویہد لی اجدد فی صدور المؤمنین عہذا، ایما مملوک حج بہ اہلہ فمات قبل لی یعنی فقد قضی حجه، وإن عقی قبل لی يموت لمصحح، وإیما غلام حج بہ اہلہ قبل ان یدرکہ فقد قضی حجه، وإن بلغ للمصحح" (۱) (میں چاہتا ہوں کہ مومنین کے سینوں میں عہد کی تجدید کرے، جس غلام کو اس کے گھر والوں نے حج کر دیا اور وہ مرے سے پہلے مر گیا تو اس نے اپنا حج ادا کر لیا، اور اگر مرے سے پہلے مر گیا تو وہ حج کرے، اور جس بچہ کو اس کے گھر والوں نے ہونٹ سے پہلے حج کر دیا اس نے اپنا حج پورا کر لیا، اور اگر بالغ ہو جائے تو چاہے کہ حج کر لے، اور اس لئے بھی کہ حج چاہئے عبادت ہے جسے اس نے جو ب کے وقت سے پہلے انجام دیا تو وقت پر جو ب سے وہ حج بالغ نہیں ہوگا، ہائی کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ حج پوری رہی کا عمل ہے جو تکرر نہیں ہے، تو حاکم مال میں اس کی مائتبی معتبر ہوئی (۲)۔

(۱) حدیث: "ایما مملوک... کو امام شافعی (درائع لہی ۱۲۹۰ طبع دار الانوار) اور امام حواوی (۲۵۷/۳ طبع مطبعہ الانوار لکھنؤ) نے ابن عباس پر موقوف نقل کیا ہے ان مجر نے فتح الباری (۷۰۳ طبع استغبر) میں سے منقول کیا ہے۔

(۲) مسند احمد ۲۲۸، نہایۃ الحاج ۳۳۳، شرح التہذیب ۲/۲۲۲

۳۷- اگر مرد بالغ لڑکا (یا مرید لڑکی) اس حال میں بالغ ہو کہ وہ میقات کے اندر احرام کی حالت میں ہے، تو اگر اس کا بلوغ اس وقت ہو اسب و دمید اس عرفہ میں مقیم ہے یا قوف عرفہ سے قبل بالغ ہو، یا قوف عرفہ کے بعد بالغ ہو، بین اسویں کی عید کی فجر سے پہلے لوٹ کر عرفات میں قوف کر لیا اور تا سب حج مکمل کے تو اس کا فرض حج واجب ہے۔

امام شافعی اور امام احمد کا مسلک یہ ہے کہ اس کا فرض حج واجب ہو جائے گا۔ اس پر دم واجب نہیں ہوگا ورنہ اس حج کے سے احرام کی تجدید کرے گا، اس لئے کہ حضرت بن عباس سے مروی ہے، کہتے ہیں: "اگر ماہام قوف عرفات میں تیرے ہو، تو اس کا وہ حج کافی ہوگا، لیکن اگر جمع یعنی عرفہ میں آئے ہو تو حج فرض کی طرف سے یہ حج کافی نہیں ہوگا"۔ اور اس مسئلہ پر قیاس یہ کیا ہے کہ تمام کے مدد و دم، کوئی آئے بالغ شخص عرفات میں احرام باندھے اور حج کے مناسک پورے کر لے تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا، تو اسی طرح جو لڑکا عرفہ میں بالغ ہو اس کا فرض حج ادا ہو جانا چاہئے۔

حنبلہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر بلوغ کے بعد قوف عرفہ سے قبل احرام کی تجدید کر لے تو حج فرض ادا ہو جائے گا، اور اگر احرام کی تجدید نہ کرے تو فرض حج واجب نہیں ہوگا، اس سے کہ اس کا احرام غل منعقد ہو ہے تو یہ احرام فرض میں نہیں بدلے گا، فقہاء حنبلیہ کہتے ہیں: احرام اگر چہ حج کے لئے شرط ہے لیکن وہ رکن کے مشابہ ہے، اس لئے ہم نے عبادت میں احتیاط کے بطور احرام کو شرط رکن نہیں کیا۔

امام شافعی سے ایک روایت ہے، جیسا کہ مختصر مزی میں ہے کہ اس صورت میں اس پر دم واجب ہوگا، یعنی اس سے دم واجب ہوگا کہ وہ بغیر احرام میقات سے گزرے، لے لی طرح ہے۔

امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ اس سے حج فرض دئی نہیں ہوگا، وہ

بلوغ ۴۰-۴۲

اگر صغیر دی شادی تافضی کے کو میں نہ ہو اور اس کا باپ یا ۱۰۰ فاسق ہو تو امام ابوحنیفہ کی فقہ روایت میں اسے خیار حاصل ہوگا۔ اور یہی امام محمد کا قول ہے (۱)۔

۴۰- مالکیہ کے نزدیک اگر صغیر کے ولی نے خود وہ باپ ہو یا کوئی اور، اس کا عقد ایسی شرائط پر رد ہے جو عقد میں لگائی گئی ہوں اور وہ شرائط ایسی ہوں کہ مکلف کی جانب سے واقع ہونے پر لازم ہوتی ہوں، مثلاً لڑکی کے لئے یہ شرائط لگائی گئی کہ اگر لڑکے سے اس لڑکی کے رہتے ہوئے وہ دوسری شادی کی تو اس لڑکی کو یا اس دوسری بیوی کو طلاق ہوتی۔ یہ صغیر نے اپنا عقد نکاح خود سے شرط پر کیا اور اس کے ولی نے ان شرائط کی اجازت دے دی پھر وہ بالغ ہوا اور بلوغ کے بعد ان شرائط کو پسند کرتا ہے، اور حال یہ ہو کہ اس نے بیوی سے دخول نہ کیا ہو، نہ بلوغ سے پہلے نہ بلوغ کے بعد، شرائط کو جانتے ہوئے، تو صغیر کو اختیار ہوگا کہ یا تو نکاح کو باقی رکھ کر شرائط کی پابندی کرے یا شرائط کی پابندی نہ کرے اور ایک طلاق دے کر نکاح فسخ کر دے، اور اس کی ثوبت اس وقت آئے گی جب شرائط ختم کرنے پر عورت راضی نہ ہو، اس مسئلہ میں صغیر کا حکم وہی ہے جو صغیر کا ہے، تفصیل کتب فقہ کے باب الولایۃ میں دیکھی جائے (۲)۔

اگر صغیر نے ولی کی اجازت کے بغیر اپنا عقد نکاح کر یا تو اس کے ولی کو اختیار ہوگا کہ ایک طلاق سے اس کا عقد فسخ کرے، اس لئے کہ یہ نکاح صحیح ہے، صرف اتنی سی بات ہے کہ نکاح لازم نہیں ہے، مالکیہ میں سے اس اموار نے کہا ہے کہ اگر ولی نے بچہ کا عقد نکاح نہیں کیا جب کہ فسخ نکاح ہی منافی مصلحت کا تقاضا تھا، یہاں تک کہ لڑکا نہ ہو گیا، ولی کی ولایت سے نکل گیا تو نکاح جائز ہو گیا، اب تو لڑکے

کو غور کا اختیار حاصل ہونا چاہئے کہ نکاح کو باقی رکھے یا رد کر دے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بلوغ کے بعد لڑکے کو اختیار کا حق ملے (۱)۔
تفصیل باب "الولایۃ" میں دیکھی جائے۔

۴۱- شافعیہ اپنے ایک قول میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ اگر صغیر کی شادی اس کے باپ نے کسی عیب والی عورت سے کیا ہو تو نکاح صحیح ہوگا۔ رافعہ ہونے پر اس کو خیار حاصل ہوگا لیکن مذہب شافعیہ یہ ہے کہ نکاح صحیح نہیں ہوگا، اس لئے کہ یہ نکاح دہندہ خوش حالی کے خلاف ہے (۲)۔

اگر صغیر کی شادی اس کے باپ نے غیر کفو میں کر دی تو صحیح قوس کے مطابق یہ نکاح اس صورت میں درست ہے، اس لئے کہ مرد کو اپنے غیر کفو کو فراش بنانے میں کوئی عار نہیں ہوتا، البتہ اسے خیار حاصل ہوگا، ایک قول یہ ہے کہ عقد صحیح نہیں ہوگا، اس لئے کہ ولایت مصلحت سے وابستہ ہے، اور غیر کفو میں شادی کا مصلحت کے خلاف ہے (۳)۔

اگر باپ یا ۱۰۰ نے صغیر کی شادی غیر کفو میں کر دی تو برفع ہونے پر صغیر کو خیار حاصل ہوگا، اس لئے کہ یہ شادی خلاف فقہ قوس کی رو سے صحیح واقع ہوئی ہے، اور عدم کفو کے نقص کی وجہ سے خیار ثابت ہوگا۔

فقہ قول کے مطابق یہ شادی باطل ہے (۴)۔

۴۲- حنابلہ کے نزدیک باپ کے علاوہ کسی اور کو صغیر کی شادی کرنے کا جواز نہیں ہے، پس اگر باپ نے صغیر کی شادی کی تو اس صورت میں صغیر کو خیار حاصل نہیں ہوگا، لیکن باپ کے علاوہ کسی اور

(۱) مہدۃ المدسوق علی الشرح الکبیر ۲۳۱/۲۔

(۲) نہایۃ النکاح ۲۵۵/۲ طبع المکتبۃ الاسلامیہ المریض۔

(۳) نہایۃ النکاح ۲۵۶/۲۔

(۴) نہایۃ النکاح ۲۳۹/۲۔

جامع المقصولین ۲۹۰ طبع مولیٰ المطبعۃ الامریہ۔

(۲) مہدۃ المدسوق علی الشرح الکبیر ۲۳۱/۲، الشرح علی مختصر ظہل ۱۹۹/۳۔

ہفتم۔ بلوغ کی وجہ سے ولایت ملی انفس کا ختم:

۴۳۔ حنفیہ کے نزدیک آزاد عورت پر ولایت نکاح کے تحقق سے ولایت ملی انفس مکلف ہونے (یعنی بلوغ و عقل) سے ختم ہو جاتی ہے، لہذا مکلف آزاد عورت کا نکاح ولی کی رضا مندی کے بغیر درست ہے، اور اس پر طلاق و ورثت وغیرہ حکام مرتب ہوں گے۔

ننداری لڑکی کی پرورش اس کے بالغ ہونے پر ختم ہو جائے گی جس طرح عینس وغیرہ سے عورتیں بالغ ہوتی ہیں، اگر وہ لڑکی نو عمر ہو تو باپ اسے اپنے ساتھ رکھے گا خود اس پر نسب کا اندیشہ نہ ہو، والد مہر نہ ہو تو بیٹی اور چچا بھی رکھ سکتے ہیں بشرطیکہ ان دونوں کی جانب سے لڑکی پر اندیشہ نہ ہو، ورنہ کاغذی کسی قاطعی اعتماد عورت کو متعین کر کے یہ لڑکی اس کے سپرد کر دیگا، اور عورت پر باپ کی ولایت اس وقت ختم ہوگی جب وہ اچھی عمر والی ہوگئی ہو اور اس کی رائے میں چٹنگی آگئی ہو، تو پھر وہ جہاں چاہے رہ سکتی ہے جب کہ اس پر اندیشہ نہ ہو، اور اگر وہ لڑکی شیبہ ہو تو والد اپنے ساتھ نہیں رکھے گا والا یہ کہ اسے اپنے نفس پر اطمینان نہ ہو تو باپ اور والد ساتھ رکھیں گے، ان دونوں کے علاوہ ہرے لوگ عینس جیسا کہ ابتدا میں ہے۔

لڑکے پر باپ کی ولایت اس وقت ختم ہوگی جب وہ بالغ و عاقل اور صاحب رائے ہو جائے، والا یہ کہ اس کے نفس پر اطمینان نہ ہو مثلاً وہ فساد ملامت ہو، اس پر اندیشہ ہو تو والد کو اسے اپنے ساتھ رکھنے کی ولایت حاصل ہوگی تاکہ ختم ہر کار کو وہاں رہ سکے اور اس سے کوئی ایسا عمل سرزد ہو تو اس کی تادیب کر سکے، کنواری، شیبہ اور لڑکے کے حق میں داد کے لئے بھی یہی احکام ہیں جو باپ کے لئے اوپر مذکور ہوئے^(۱)۔

مالکیہ کے نزدیک صغیر کے حق میں ولایت ملی انفس اس کے

نے اس کی شادی یا تو نکاح باطل ہوگا، اور ایک روایت میں ہے کہ باپ کے علاوہ کسی ورثہ برائی شادی بھی درست ہے، اور بالغ ہونے پر صغیر کو اختیار حاصل ہوگا جیسا کہ امام ابوحنیفہ کا مسلک ہے، اور بایا ہے کہ نوہر کی عمر ہونے پر اختیار حاصل ہوگا اس سے پہلے اگر طلاق دے دی تو طلاق واقع ہو جائے گی، اور اس کا اختیار باطل ہوگا، اسی طرح اگر نو سال پورے ہونے پر اس کے شوہر نے بیٹی کی اس نے اختیار استعمال نہیں کیا تو اختیار باطل ہو جائے گا^(۲)۔

صغیر کے ولی کو یہ حق نہیں ہے کہ اس کی شادی ہی معیوب خاتون سے کرے جس کے عیب کی وجہ سے نکاح رد کر دیا جاتا ہے، اسی طرح صغیرہ کے ولی کو بھی ایسے معیوب مرد سے اس کی شادی کرے کا اختیار نہیں ہے جس عیب کی وجہ سے نکاح فسخ کر دیا جاتا ہے، اس لئے کہ ولی کی ذمہ داری ہے کہ ان دونوں کے مفاد و رہنمائی کے مطابق کام کرے، اور ایسے نکاح میں ان دونوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے، پس اگر غیر مکلف بڑے یا بڑی کے ولی سے قاطعی رو عیب مرد و عورت سے شادی عیب کو جانتے و جانتے کر دی تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوگا، اس لئے کہ ولی سے ان دونوں کے سے ایسا مفاد یا ہے جو جائز نہیں ہے، اور اگر ولی کو علم نہ ہو کہ شوہر معیوب ہے تو عقد صحیح ہو جائے گا، عین عیب کا علم ہوے پر عقد کو فسخ کرنا، جب ہوگا، عین "مستحبی" میں اس کے برعکس تحریر ہے جس سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ فسخ مباح ہوگا، مبالغہ میں سے پیش نے کہا کہ نکاح صحیح نہیں کیا جائے گا، اور ان دونوں کے اختیار کے لئے بلوغ کا اثر کیا جائے گا^(۳)۔

تفصیلات باب النکاح اور ولایت میں دیکھی جائیں۔

(۱) شرح منہجی الامارات ۱۸۵۲ طبع مکتبہ دارالمطرب مطالب ولی النکاح شرح غایۃ المستقی ۱۳۹۵ھ

(۲) اسی ۸۹۹ھ ۵۳۶۵ھ مطالب ولی النکاح شرح غایۃ المستقی ۱۵۳ھ

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ج ۱ ص ۳۱۲، ۳۱۳۔

بجول کر سام پیچہ آیا تو وہ اپنی نماز پر بناء (نی نماز کو مکمل) کرے گا اور تجدد ہو کر لے گا۔

اگر نمازی کو نماز میں تلخیر پھوٹ جانے میں خوب کٹریں بدست میں نہ گئے وہ اپنی نماز کی بناء کرے گا (یعنی نماز پوری کرے گا)۔

اگر سوائے نے اذان کے دوران عمدہ یا سہواً بات کر لی تو بناء کرے گا اور مردہ، دوبارہ نہیں لے گا۔

اگر خطبہ جمعہ کے دوران مسجد سے لوگ نکل جائیں پھر طویل فصل سے پہلے لوٹ آئیں تو امام اسی خطبہ کو جاری رکھے گا جو اس کی موجودگی میں رہے رہا تھا۔ پھر سے شروع نہیں کرے گا۔

اسی طرح لفظ بناء کا استعمال فقہی تقاضہ و پرتغریٰ یعنی اس پر مسئلہ کی تخریج کے لئے بھی ہوتا ہے۔

متعلقہ الفاظ:

الف- ترمیم:

۲- ترمیم عمارت کی اصلاح کو کہتے ہیں (۱)۔

ب- عمارۃ:

۳- عمارۃ موغنی ہے جس سے جگہ کو تباہ یا بجا ہے، اس لفظ کا اطلاق گھر کی تعمیر پر بھی ہوتا ہے، عمارۃ کی ضد خراب یعنی میران ہے، شراب اس جگہ کے لئے بولتے ہیں جو تباہ رہنے کے بعد دیرینہ مٹائی ہو جائے (۲)۔

ج- اصل:

۴- ”اصل“ لغت میں نی چیز کے نچلے حصہ کو کہتے ہیں۔

(۱) اساس الملائع، مادۃ ”نک“۔

(۲) الصحاح، المصباح، تہذیب اللغۃ، مادۃ ”خریب“۔

بناء

تعریف:

۱- ”بناء“ لغت میں ایک شئی کو دوسری شئی پر اس طرح رکھنے کو کہتے ہیں جس سے اس کو پائیدار کرنا مقصود ہو (۱)۔

اس کا اطلاق گھر وغیرہ کے بناء پر ہوتا ہے، اس کی ضد دم (ٹرنا) اور غرض (توزنا) ہے۔

لفظ ”بناء“ کا اطلاق بیوی کے ساتھ ازواجی تعلق پر بھی ہوتا ہے، کہا جاتا ہے: ”ہنسی علی اہلہ“، ”ہنسی باہلہ“ (اپنی زوجہ سے جہاں کیا، ان دونوں میں پہلا جملہ زیادہ فصیح ہے اور اس سے عقد نکاح کے بعد جماع مراد ہوتا ہے، اس کی اصل یہ ہے کہ مرد جب شادی کرتا ہے تو دلہن کے لئے نیا خیمہ بناتا ہے اور اسے تمام ضروریات سے سروسامان دیتا ہے (۲)۔

فقہاء اس لفظ کا استعمال گھر وغیرہ کے لئے کرتے ہیں، نیز عبادت میں ایسا خلل آجائے جس سے اس کی تجدید ضروری نہ ہو تو پہلی نیت سے ہی اس عبادت کو مکمل کر لینے کے لئے بھی بناء اس لفظ کا استعمال کرتے ہیں۔

اس کی مثال مندرجہ ذیل ہے:

مستوبق (جس کی رکعت چھوٹی ہوئی ہے) نے امام کے ساتھ

(۱) الکلیت، اردو ۱۷۱۔

(۲) اساس الملائع، مادۃ ”نک“۔

بعض مالکیہ نے اسے مکروہ بتایا ہے، اور بعض مالکیہ سے مرہی ہے کہ یہ ولیمہ مباح ہے۔
تفصیل اصطلاح ”ولیمہ“ میں دیکھی جائے۔

بناء کے حکام:

نف۔ کیا عمارت منقولہ اشیاء میں ہے؟

۸۔ حنفیہ نے صریحت کی ہے کہ عمارت منقولہ سامانوں میں سے ہے (۱)۔

بقیہ مالک میں عمارت کا شمار غیر منقولہ سامانوں میں ہے (۲)۔
تفصیل کے لئے اصطلاح ”عمارت“ دیکھی جائے۔

ب۔ عمارت پر قبضہ:

۹۔ حج میں عمارت پر قبضہ اس طرح ہوگا کہ اگر یہ ار کے لئے عمارت کو خالی کر دے، ورنہ یہ رکوس میں تصرف پر قہر ہے۔
جیسا کہ حنفیہ اور شافعیہ صریحت کی ہے، یہ متباہر فرماتے ہیں: تصرف پر قہر ہے دپے کی ایک طرف یہ ہے کہ مکان کی کچھ اس کے حوالہ کرے، بشرطیکہ فروخت کنندہ نے عمارت کو اپنے سامان سے خالی کر دیا ہو، اور کوئی شری یا حسی رکاوٹ بھی نہ ہو، فقہا فرماتے ہیں: اس سے کہ عمارت سے قبضہ کو مطلق رکھا، اس سے احکام ثابت کئے، میں قبضہ کی کیفیت یہ نہیں کی، ”رفت میں قبضہ کی تعریف متعین نہیں ہے، اہل عرف کا اعتبار کیا جائے گا،“ و عرفہ میں قبضہ کی وہ فعل ہے جو ہم سے بکر کی (۳) تفصیل کے لئے اصطلاح ”قبضہ“ دیکھی جائے۔

حج سفر و خست شدہ مکان میں شفعہ:

۱۰۔ اگر زمین کے ساتھ مکان بھی مسافر و خست یا جا رہا ہو تو یہ مکان میں شفعہ جاری ہوگا، بین اگر تمام مکان ہی فروخت کیا جائے تو اس میں شفعہ ثابت نہیں ہوگا، یہی جمہور فقہاء کا مسلک ہے۔

امام مالک اور عطاء کے نزدیک اور یہی امام احمد کی ایک روایت ہے کہ مکان میں بھی شفعہ ثابت ہوگا خواہ اسے تہہ فروخت کیا جائے (۱)۔
یہی اصطلاح ”شفعہ“۔

د۔ مباح زمینوں میں تعمیر:

۱۱۔ جمہور فقہاء کی رائے میں مباح زمین پر تعمیر جائز ہے، خود حاکم سے اجازت نہ لی تھی، صرف عمارت کی اجازت کافی ہے، ورنہ اس لئے بھی کہ یہ مباح ہے جس طرح کسری کاٹا اور شکار کرنا مباح ہے، لیکن چند بعض علماء نے اس کے لئے حاکم کی اجازت ضروری قرار دی ہے، اس لئے اختلاف سے بچنے کے لئے اجازت لے لینا مستحب ہے (۲)۔ یہ رائے شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ حنفیہ میں سے امام ابو یوسف و امام محمد کی ہے۔

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں: حاکم کی اجازت کے بغیر تعمیر جائز نہیں ہے (۳)۔ ان کی دلیل وہ حدیث ہے: ”لیس للممرء الا ما طاعت به نفس امارتہ“ (۴) (انسان کو صرف اس چیز کا حق ہے جس پر اس

(۱) روح المعانی ۶/۵، البحر الرائق ۷/۲۱۶، المغنی ۵/۱۵۵، قدیمہ ۵/۱۶۳، جلد ۲، ۲۲۸-۲۲۹۔
(۲) مغنی المحتاج ۲/۳۶۱، کافی ۱/۳۳۵۔
(۳) فتح القدر ۳/۳۸۔

(۴) حدیث ”لیس للممرء الا ما طاعت به نفس امارتہ“ کو طبرانی نے حضرت سہاذ سے روایت کیا ہے جیسا کہ نصب الرایہ (۳/۲۹۰) مجمع المکس (۱/۱۸۱) میں ہے و علی نے فرمایا: اس میں صحت ہے۔

(۱) البحر الرائق ۷/۲۱۶، حاشیہ من جلد ۲، ۳۸/۳۔
(۲) مغنی المحتاج ۲/۳۶۱، جلد ۲، ۲۲۸-۲۲۹، حاشیہ من جلد ۲، ۳۶۳/۳۔
(۳) مغنی المحتاج ۲/۳۶۱، حاشیہ من جلد ۲، ۳۳/۳۔

کے حکم کی رضا مندی ہو۔

دیکھئے اصطلاح ”احیاء الموات“۔

۵- زمین کو تعمیر کے سے قبضہ میں لینا:

۱۲- اگر کسی شخص نے زمین کو تعمیر کے لئے قبضہ کیا اور اس میں اتنی مدت تک تعمیر نہیں کی جس مدت میں تعمیر ممکن ہے، اور نہ ہی کسی اور شکل میں اس زمین کو تودید یا تو اس زمین پر اس کا حق قائم ہو جائے گا۔ اس سے کہ قبضہ کرنا تعمیر کا درجہ ہے لہذا قبضہ سے تعمیر ہی قدرہ بخیر کی جائے گی جس قدر اس کے اسباب متقاضی ہوں، بعض فقہاء کی رائے ہے کہ یہی صورت میں معاملہ کو قاضی کے پاس لے جایا جائے گا، اور اصول مدت سے اس کا حق باطل نہیں ہوگا، بعض فقہاء نے یہ مدت تین سال بتائی ہے، اس لئے کہ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے: ”قبضہ کرے و لے کے سے تین سال کے بعد حق نہیں ہے“، ثانیہ لے اس کی صورت کی ہے، نیز مالک میں کچھ اختلاف اور تفصیل ہے^(۱) جس کے لئے اصطلاح ”احیاء الموات“ دیکھی جائے۔

۶- غصب کی ہوئی اراضی میں تعمیر:

۱۳- اگر کسی نے غصب شدہ زمین پر مکان بنایا اور زمین کے مالک سے مکان توڑے کا مطالبہ کیا تو مکان توڑ دیا جائے گا، اس قدر کہ کہتے ہیں: اس مسئلہ میں ہمارے علم کے مطابق فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، اس سے کہ حدیث یہی ہے: ”لیس لعرق ظالم حق“^(۲) (ظالم شخص کی لگائی ہوئی چیز کا کوئی حق نہیں ہے)، اور اس

(۱) فتح القدیر ۵/۱۵۸، معنی المحتاج ۲/۶۷۷، رد المحتار ۵/۲۸۷۔

(۲) حدیث: ”لیس لعرق ظالم حق“ کی روایت ابو داؤد (۳/۲۵۳) طبع عزت عید (جاس) نے حضرت سعید بن جبیر سے کی ہے ابن حجر نے فتح الباری (۵/۱۹۵) طبع المنقیر میں اسے قوی بتایا ہے۔

لئے بھی کہ اس نے دوسرے کی ملکیت میں اپنی ملکیت شامل کر دی ہے جو اپنی ذات میں دوسرے کی اجازت کے بغیر قابل احترام نہیں ہے۔ اس پر لازم ہوگا کہ اس دوسرے شخص کی ملکیت کو خالی و فارغ کرے، اور اگر زمین کا مالک بغیر عوض مکان لینا چاہے تو اسے یہ حق نہیں ہوگا^(۱)۔

غصب کے یہاں اس صورت میں تفصیل ہے جب درخت یا مکان ایسی شے ہو جس کا مالک اس کے بنایا ہو جس کی وجہ سے بنانے والا معذور قرار پاتا ہو، ایسی صورت میں ایک چارے: اگر زمین کی قیمت مکان کی قیمت سے زیادہ ہو تو غاصب کو مکان توڑنے کا حکم دیا جائے گا، لیکن اگر زمین کی قیمت کم ہو تو توڑنے کا حکم نہیں دیا جائے گا، بلکہ مکان و زمین کے مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا، اگر مکان غصب بنایا گیا ہو تو زمین کے مالک کو اختیار ہوگا کہ یا تو مکان بنانے کا حکم دے یا ایسی عمارت کو اپنی ملکیت میں لے لے جس کے توڑے جانے کا حق ثابت ہو یا ہو^(۲)۔

مدت غصب کے دوران زمین کی منفعت کے ضمانت و اس سلسلہ میں فقہاء کی آراء کے لئے اصطلاح ”غصب“ دیکھی جائے۔

۷- کرایہ کی زمین پر تعمیر:

۱۴- اگر کرایہ دہنے والی کی زمین پر مکان تعمیر کر یا تو مدت کرایہ دہی ختم ہونے پر مکان بنانا اور زمین خالی کر کے مالک کو حوالہ کرنا ریدہ پر لازم ہوگا، اس لئے کہ مکان کی کوئی آخری نہت نہیں ہوتی، اور مکان باقی رکھنے میں زمین کے مالک کا نقصان ہے لہذا یہ کہ زمین کا مالک اس بات پر راضی ہو کہ توڑی ہوئی حالت میں مکان کی جو قیمت ہو

(۱) المنی لابن قدامہ ۵/۸۹، معنی المحتاج ۲/۲۹۱۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۵/۳۱۸۔

کر یہ رو کر دے اور مکان اپنی ملکیت میں لے لے تو صاحب مکان کی رضامندی سے وہ رہا نہ رہتا ہے، بشرطیکہ مکان توڑنے سے زمین کو نقصان نہ ہو، اور مکان توڑنے سے زمین کو نقصان ہو تو مالک زمین ٹوٹی ہوئی حالت میں مکان کی جو قیمت ہو، اس کے مکان کا مالک بن جائے گا، اس میں مالک مکان کی رضامندی ضروری نہیں ہوگی۔

حصبہ کے نزدیک مطلق کر یہ رو کر دے، اور ایسی کر یہ رو کر دے جس میں توڑنے کی شرط لگا دی گئی ہو، دونوں کے درمیان فرق نہیں ہے (۱)۔

مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کسی نے طویل مدت جیسے توڑے سال (نہ حضرات کے مطابق جو اسے درست سمجھتے ہیں) کے لئے زمین کر یہ پر لی تاکہ اس میں تعمیرات کرے اور ایسا کیا، پھر مدت پوری گذر گئی، اور مالک چاہتا ہے کہ کر یہ رو کر دے اور اس کی تعمیرات کی منہدم شدہ حالت کی قیمت اسے لے کر دے تو اس کی بات قبول نہیں کی جائے گی، بلکہ اس پر واجب ہوگا کہ اپنی زمین میں تعمیرات کو باقی رہنے دے اور آئندہ کے لئے اجرت مثل وصول کرے، خود یہ کر یہ رو کر دے، یعنی زمین اس کی ملکیت ہو، کسی صرف پر وقف ہو (۲)۔

شافعیہ و حنابلہ کے نزدیک مدت اجارہ ختم ہونے کے بعد مکان بنانے کی شرط لگائی گئی ہو تو کر یہ رو کر دے، اور پر لایم ہوگا کہ شرط پوری کرتے ہوئے مکان بنالے، تو اسے سے مکان کو بچنے والے نقصان کا تاوان زمین کے مالک پر نہیں ہوگا، اور نہ ہی زمین کو برائیدار درست کرے کی ذمہ داری کر یہ رو کر دے، اس لئے کہ مکان توڑنے پر وہ فوٹو راضی ہوئے ہیں، اور اگر معاملہ میں کوئی شرط نہیں لگائی گئی ہو

بلکہ دونوں نے معاملہ کو مطلق رکھا ہو تو یہی صورت میں کر یہ رو کر دے، مکان ٹالنے کا حق ہوگا، یہ تکہ مکان اس کی ملکیت ہے لہذا اس کو حاصل نہ رہتا ہے، البتہ مکان توڑنے کے بعد زمین کو برائیدار کرنے کی ذمہ داری اس پر ہوتی، اس لئے کہ زمین کا نقصان اس نے دھڑے کی ملکیت میں مالک کی اجازت کے بغیر پہنچایا ہے، اور کر یہ رو کر دے مکان توڑنے سے انکار کرے تو اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا، البتہ مالک زمین توڑنے کے نقصان کے تاوان کی ضمانت دیتا ہو تو یہی صورت میں کر یہ رو کر دے پر مجبور کیا جائے گا۔

جہاں تک مالک کا تعلق ہے تو اسے جس چیز میں کا اختیار ہے، یہ تو کر یہ رو کر دے مکان کی قیمت، اور اسے اور مکان کا مالک ہو جائے، یہ مکان توڑے اور نقصان کے تاوان کا ضامن ہو، یہ مکان باقی رہنے دے، اور کر یہ رو کر دے اسے اجرت مثل وصول کرے، تفصیل اصطلاح "اجارہ" میں دیکھی جائے (۱)۔

ج - عاریتہ لی ہوئی زمین میں تعمیر:

۱۵ - اگر کسی نے عاریتہ کوئی زمین مکان بنانے کے لئے لی تو عاریتہ کی مدت ختم ہونے یا عاریتہ سے رجوع کر لینے کے بعد تعمیر کرنے کے حق نہیں ہے، اگر ایسا کرتا ہے تو اس کا ہٹایا ہوا مکان توڑ دیا جائے گا اور اس کا حکم غاصب کا ہوگا، اور اس پر ضروری ہوگا کہ زمین کو برائیدار کرے اور زمین کے نقصان کا ضمانت لے کرے، اس لئے کہ یہ عمل عداوت میں آتی ہے (۲)۔

اگر اس نے عاریتہ سے رجوع کئے جانے سے قبل تعمیر کی، تو اس پر شرط لگائی گئی ہو کہ رجوع کے وقت بلا معاوضہ مکان توڑ دینا

(۱) فتح القدیر ۲/۵۸، روض الطالب ۲/۲۰۲، انہی ۵/۲۹۰۔

(۲) حاشیہ الدرر فی ۳۳۹۔

(۱) شرح روض الطالب ۲/۲۰۲، انہی ۵/۲۹۰۔

(۲) روض الطالبین ۵/۲۳۷، انہی ۵/۲۲۹۔

عی اہل ہے (۱)۔

ی۔ مساجد کی تعمیر:

۱۔ شہر میں، گاؤں اور ملکوں میں حسب ضرورت مساجد کی تعمیر فرض ہے (۲) اور وہ ان بڑے اعمال خیر میں سے ہے جن کی شارح نے زنجبیری ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”فِي تَبْيُوتِ اَبْنِ النَّاسِ مَوْفِعٌ وَبَدَلٌ لِّهَا اسْمُهُ“ (۳) (وہ) یہ گھر میں ہیں جن کے لئے اللہ نے اجازت دی ہے کہ ان میں بندیا جائے (بنایا جائے) اور ان میں اس کا نام لیا جائے، اور صحیح حدیث میں ہے: ”مَنْ مَسِيَ مَسْجِدًا مَبْنِيًّا بِهِ وَحَمْدَ اللَّهِ، سَيِىَ اللَّهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ“ (۴) (جس نے اللہ کی خوشنودی کے لئے مسجد کی تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی جیسا گھر جنت میں تعمیر کرے گا)، مساجد کی تعمیر میں جو امور ملحوظ رکھے جائیں گے ان کے لئے مسجد کی اصطلاح دیکھی جائے۔

ک۔ نجاست آمیز اینٹ سے تعمیر:

۱۸۔ شافعیہ نے صراحت کی ہے کہ نجاست آمیز موم، شی، سے گھر میں بنیدہ کی تعمیر نہ درست کی وجہ سے جائز ہے جس طرح نجاست کو زمین میں بٹا رکھا، نہ نہ درست کی وجہ سے جائز ہے، اور یہی کہتے ہیں: ایسی چیز کے فروخت کرنے کی صحت پر عملی اعتبار ہے (۵)۔

(۱) ابن ماجہ ۵/۵، کتاب الخراج ۱۱/۲۔

(۲) کتاب الخراج ۲/۳۳ طبع عالم الکتاب بیروت۔

(۳) سورہ نور ۳۶۔

(۴) حدیث حسن بنی اللہ۔۔ کی روایت بخاری (انتخاب ۵۳۴ طبع مشکوٰۃ)

اور مسلم (۳/۲۲۸ طبع المکتبۃ) کی ہے۔

(۵) اہلبیہ ۵۵/۲، منی الخراج ۱۱/۲، الخراج ۲۵/۳۔

ہوگا تو شرط پر عمل کرتے ہوئے توڑنا ضروری ہوگا۔

گر توڑنے کی شرط نہ لگائی گئی ہو تو مفت نہیں توڑے گا، خواہ عاریت مطلقا ہو یا کسی وقت تک کے لئے مفید ہو، اس لئے کہ مکان قائل احترام مال ہے، لہذا ۱۱ سے مفت میں توڑا نہیں جائے گا، اس صورت میں عاریت پر دینے والے شخص کو ان تین باتوں میں سے کسی ایک کا اختیار ہوگا جو مطلق اجارہ کے سلسلہ میں مذکور ہوئیں، یہ تفصیل غیر حقیقہ کافی جملہ مسلک ہے (۱)۔

حنفیہ نے مطلق عاریت اور موقت (ی متعین وقت تک کے لئے) عاریت کے درمیان فرق کیا ہے، اگر عاریت موقت ہو اور مالک وقت سے قبل واپس لے لے تو توڑنے کی وجہ سے مکان کو پہنچنے والے نقصان کا وہ ضامن ہوگا، اس لئے کہ عاریت پر لینے والے کو مالک کی طرف سے دھوکا ہوا ہے، لیکن عاریت مطلق ہو تو اس صورت میں مالک پر کوئی ضمانت نہیں ہوگا، اس لئے کہ عاریت پر لینے والے کو دھوکا ہوا ہے، دھوکا یہ نہیں پایا ہے، یہ تک اس کے معاملہ کے مطلق ہونے پر متماکز کرتے ہوئے یہ مان کر یا کہ مالک اسے بدل عرصہ تک چھوڑ دے گا (۲)۔

ط۔ موقوفہ اراضی میں تعمیر:

۱۶۔ اگر کسی نے کر یہ پر لی ہوئی وقف لی زمین میں متولی وقف کی اجازت کے بغیر تعمیر کر لی تو اس کا مکان توڑا جائے گا اور توڑنے سے زمین کو نقصان نہ پہنچتا ہو، اور وہ زمین کے ان منافع کا ضامن ہوگا جو اس کے ماتحتوں تم ہوئی ہیں، اس مسئلہ میں ایسی صراحت فقہیہ کی ہے، غیر حنفیہ کے نزدیک ہر غصب شدہ شئی کی منفعیت میں ضمانت (۱) روض الطالب ۲/۳۳۴-۳۳۳، روح المصنوع ۳/۳۳۸-۳۳۹، انہی ۳/۳۳۹، الدر المنثور ۳/۳۳۹۔

(۲) فتح القدیر ۷/۶۷۷، حاشیہ ابن ماجہ ۳/۵۰۳، ۵۰۵۔

ل-قبروں پر تعمیر:

۱۹- قبر کو پختہ کرنا اور اس پر تعمیر کرنا اس صورت میں مکروہ ہے جب قبر کسی زمین میں ہو جو میت کی ملکیت رہی ہو یا غیر آما، زمین میں ہو، اس عمل سے فخر، مہمات، مقصود نہ ہو، بین اُردو قبر ہی موقوفہ قبرستان میں ہو تو تعمیر کرنا حرام ہوگا، اور تعمیر روئی نئی ہو (۱) سے منہدم کر دیا جائے گا، اس لئے کہ اس عمل سے دوسرے لوگوں کو تنگی ہو جائے گی، اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ قبیہ کی محل میں ہو یا گھر ہو یا مسجد ہو (۲)۔

قبروں پر مساجد تعمیر کرنے کی ممانعت اتنی ہے ایک متعلق علیہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا: "لن یبنا علیہ ایہود و النصارى، اتحدوا، فبورد ایہا بہم مساجد" (۳) (اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے مہیا، بنی قبروں کو مساجد بنالیا، اس کی تعمیل اسطلاح "قبر" میں یکجہا جاتے۔

م-مشترکہ مقامات پر تعمیر:

۲۰- یہ مقامات پر مخصوص شخصی قبیہ جاری نہیں ہے جن مقامات سے عام لوگوں کے حقوق متعلق ہوں جیسے عام رات، صحراء میں عید گاہ، حج کے مقامات جیسے میدان عرفات، رمزا، اند، اس لئے کہ اس سے لوگوں کو تنگی ہوگی، اور اس لئے بھی کہ یہ مقامات تمام مسلمانوں کے ہیں، لہذا اسی ایک کا انفرادی حق بنالیا درست نہیں ہوگا (۴)۔

ن-حمام کی تعمیر:

۲۱- امام احمد کی رائے ہے کہ حمام کی تعمیر مطلقاً مکروہ ہے، اور عورتوں کے لئے حمام بنانا مزید سخت مکروہ ہے، امام احمد کا قول متفقوں ہے کہ: جس نے عورتوں کے لئے حمام تعمیر کیا، وہ دل نہیں ہے (۱)، بقیہ نذر کے نذر، ایک حمام کی تعمیر جائز ہے (۲)۔

دوم-عبادات میں بناؤ:

یہاں پر "بناؤ" سے مراد عبادت "تضع ہو جانے کے بعد اسے نہیں کرنا ہے۔

۲۲- اگر کسی نے پاکی کی حالت میں نماز کی نیت باندھی، پھر اس نے بالتعمد وضو توڑ دیا تو باقی فتناء اس کی ماز باطل ہو جائے گی (۳)، لیکن اس کے اردو کے حیرت، بخو، وضو ٹوٹ جائے تو اس صورت میں فتناء اختلاف ہے۔

جنبہ کے، ایک اس کی ماز باطل نہیں ہوگی، لہذا وہ پاک ہو کر اسی ماز پر "بناؤ" (بچی ہوئی ماز کی تشکیل) کرے گا، یہی امام شافعی کا قول قدیم ہے (۴)۔

مالیہ کے، ایک نماز میں بنا صرف وہ شخص کرے گا جس کا وضو نکسیر پھونکنے کی وجہ سے ٹوٹا ہو (۵)۔

شافعیہ کے جدید قول میں نماز باطل ہو جائے گی، بنا نہیں کی جائے گی، یہی حنابلہ کا مسلک ہے (۶)۔

(۱) کشاف الفتاویٰ ۱/۱۵۸۔

(۲) جوہر الاکلیل ۳/۵۹۵، من حجابہ ۵/۳۲۔

(۳) روحہ الطالبین ۱/۲۷۵، البدائع ۱/۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۳، جامعہ الدوسقی ۲۰۷۔

(۴) البدائع ۱/۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۳۔

(۵) جامعہ الدوسقی ۱/۲۰۷۔

(۶) روحہ الطالبین ۱/۲۷۵، کشاف الفتاویٰ ۱/۳۲۱۔

(۱) مفتی الکناج ۱/۳۶۵، مسند احمد ۱/۳۲۷۔

(۲) حدیث: "لن یبنا علیہ ایہود و النصارى" کی روایت بخاری (فتح ۳۰۰/۳) طبع

مترجمہ (اور مسلم ۱/۳۶۱ طبع اعلیٰ) نے کی ہے۔

(۳) بحسب ۵/۵۷۶، مفتی الکناج ۲/۳۶۵، البدائع ۱/۲۶۵۔

بناء ۲۳-۲۵، بناء بالزوجه، بناء فی العبادات، بنان

تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح ”حدث“ اور ”رعاف“۔ مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، دیکھئے: اصطلاح ”طواف“۔

بناء بالزوجه

دیکھئے ”ذول“۔

بناء فی العبادات

دیکھئے ”استئناف“۔

بنان

دیکھئے ”جمع“۔

نماز میں بھول جانے والے کا اپنے یقین پر بناء کرنا:

۲۳- اگر کوئی شخص نماز میں رعاف یا تعد یا کسی رکن کی ”انگی کے بارے میں بھول جائے تو اصل یہ ہے کہ اس نے وہ عمل نہیں کیا، لہذا یقین جتنی کم تعد پر بناء ریاضہ وری ہوگا^(۱)، دیکھئے اصطلاح ”شک“۔

جموعہ کے خطبہ میں بناء:

۲۴- جموعہ کی نماز پر جسے والے گرامیوں نماز منتشر ہو جائے اور طویل اصل سے قبل وہ اس میں تو خطیب اپنے خطبہ پر بناء کرے گا (یعنی نماز جموعہ کرے کے لئے دوبارہ خطبہ دینے کی نہ مرت نہیں ہوگی)^(۲)، دیکھئے اصطلاح ”خطبہ“۔

طواف میں بناء:

۲۵- فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر کسی نے طواف شرم یا چہ فرض نماز شروع ہوئی تو وہ طواف کو رک رک جماعت کی نماز میں شامل ہو جائے گا، پھر (نماز کے بعد) اپنے طواف پر بناء کرے گا (یعنی آگے طواف جاری رکھے گا)، اس لئے کہ نماز پر حنا ایک شرم عمل ہے، اس سے طواف منقطع نہیں ہوگا جس طرح معمولی عمل سے منقطع نہیں ہوتا ہے^(۳)۔

گرم نماز فرض کے علاوہ ہوتا ہے چھٹے طواف پر بناء کے صحیح ہونے کے

(۱) روضۃ اللہ میں ۱۹۹۵ء، حلیۃ النبوی ۱/۵۷۵، کشاف الفتاویٰ ۱/۳۰۱۔

(۲) روضۃ اللہ میں ۱۸۸۸ء، کشاف الفتاویٰ ۲/۳۳۔

(۳) ہمیں ۱۹۹۵ء، حلیۃ النبوی ۱/۵۸۵، النبوی ۲/۳۲، کسی الطالب

حرم ہے^(۱)۔

ثانیہ کے نزدیک اپنے نانا کے قطرہ منی سے پیدا ہونے والی لڑکی اس کے لئے حلال ہے، اس لئے کہ قطعہ زنا قابل احترام نہیں ہے۔ لیکن اثناف سے جسے کی خاطر ایسا نکاح مکروہ ہے^(۲)۔
تیسرے اصطلاح ”نکاح“۔

بنت

تعریف:

۱- بنت اور اہلۃ کے الفاظ ”اہل“ (بیٹا) کی مؤنث ہیں۔ لہذا ”ولدہ“ وہوں (لڑکا لڑکی) کے لئے ہوتے ہیں^(۱)۔

جہاں حکم اور بحث کے مقامات:

بنت (بیٹی) سے تعلق نکاح و رزق میں جن میں ام مندرجہ ذیل ہیں:

سب- نکاح:

۲- بیٹی کا نکاح: بیٹی بیٹی سے نکاح سراسر کے لئے حرم ہے۔ بیٹی سے کیا یہ عقد بطل ہے^(۲)، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”حُرِّمْتُ عَلَيْكُمْ اَمْهَاتِكُمْ وَاَبْنَاتِكُمْ“^(۳) (تمہارے) پر حرام کی غی میں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں)۔ اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے۔

۳- زنا سے پیدا ہونے والی بیٹی سے نکاح: حنفیہ مالکیہ اور حنبلیہ کا مذہب ہے کہ زنا سے پیدا ہونے والی بیٹی بیٹی سے بھی نکاح حرام ہے، اس لئے کہ وہی (حما) جڑیت کا سبب ہے، اور اپنے جڑ سے استحصاء

(۱) المصباح المنیر، مادة ”اہل“، اور مادة ”ولدہ“، المغرب، مادة ”ولدہ“، مختار الصحاح، مادة ”بی“۔

(۲) فتح القدیر ۴/۵۷۷، کشاف ۴/۴۸، حطب ۴/۱۶۸، المعانی ۱/۱۶۸۔

۳ سورۃ بقرہ ۲۳

نکاح میں ولایت:

۴- فتا کا اتفاق ہے کہ باپ کو بیٹی کی ماویغ بیٹی و ماویغ پگل یا بے قہر بیٹی کا نکاح کرنے کا حق حاصل ہے خواہ بیٹی پر ہر کر کے ہو^(۲)۔

ماویغ ثیبہ بیٹی کے نکاح کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔
تواری ماویغ بیٹی کے نکاح کا جہاں تک تعلق ہے تو حضور کے نزدیک باپ کو اس پر اجازت حاصل ہے، حنفیہ کا اس سے اختلاف ہے۔
ماویغ ثیبہ (شوبہ ویدہ) بیٹی کا نکاح باپ غیر اجازت کے کرے گا۔
تفصیل ”نکاح“، ”ولایت“ میں دیکھی جائے۔

ب- بیٹی کی ولایت:

۵- بیٹی اگر تنہا ہو تو میراث کا نصف حصہ سے ملے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَلَا يَكُنْ لِلنِّسَاءِ وَالْحَدِثَةِ مِنْهُنَّ الْيَتَامَى“^(۳) (اور اگر ایک عورت لڑکی ہو تو اس کے لئے نصف (حصہ) ہے)، اگر بیٹیاں دو یا دو سے زائد ہوں تو ان میں، تنہائی حصہ ملے گا، ارشاد ہے: ”فَلَا يَكُنْ

(۱) اہدایہ مع فتح القدیر ۲/۲۶۵، الررکانی شرح مختصر طیل ۳/۳۰۳، شافعی

فتح ۲/۵۷۷۔

(۲) لکھنؤ شرح الفی ۳/۳۱۸۔

(۳) فتح القدیر ۲/۳۵۷۔

(۴) سورۃ بقرہ ۱۱۔

بنت الابن

تعریف:

۱- "بنت الابن" وہ بیٹی ہے جو بیٹے کے والد سے متونی سے نسبت رکھتی ہو، خود اس کے باپ کا سلسلہ سب (متونی سے) کتنا ہی دور ہو، اس میں بیٹے کی بیٹی (پوتی) اور بیٹے کے بیٹے کی بیٹی (پاپوتی) اور اس سے نیچے کی بھی آجائیں گی (۱)۔

اجمانی حکم اور بحث کے مقامات:

بنت الابن (پوتی) کے لئے فقہ اسلامی میں مخصوص احکام ہیں، جن میں ان میں سے کچھ اہم کا ذکر ہم اجمالاً کرتے ہیں:

نکاح:

۲- اپنی پوتی اور اس سے بیٹے کی پوتیوں سے نکاح کرنا حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ (۲) بنت سے مراد موٹ فرع (ولاد) ہے خواہ وہ دور یا قریب ہو، لہذا اس میں بیٹے کی بیٹی اور بیٹی کی بیٹی دونوں شامل ہیں، اور اس لئے بھی کہ اس پر مجتہدین کا جماع ہے (۳)۔

مساءً فَوْقَ اُنَّسِ بْنِ شَدَّادٍ مَرَكٌ (۱) (اور انروہ سے زائد عورتیں (بی) ہوں تو ان کے لئے وہ پہلی (حصہ) اس (مال) کا ہے جو مورث چھوڑ گیا ہے)، یہ حکم عام صحابہ کرام کے نزدیک ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ بیٹیوں کا حکم ہی ہے جو ایک بیٹی کا ہے اگر بیٹی کے ساتھ کوئی بیٹا بھی ہو تو بیٹا کو وہ بیٹیوں کے برابر دے گا، اور بیٹا نہیں عصبہ بنا، گا، ارشاد ہے: "يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلَّذِيْكَرُ مِثْلُ حَظِّ الْاُنثٰى" (۲) (لہذا تمہیں تمہاری ولاد (کی میراث) کے بارے میں حکم دیتا ہے مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے)۔
تفصیل اصطلاح "ارث" میں دیکھئے۔

ج- نفقہ:

۶- فقہاء کا اتفاق ہے کہ غیر شادی شدہ غریب بیٹی کا نفقہ اس کے باپ پر واجب ہے اگر وہ مالدار ہو، اگر بیٹی خود بھی مالدار ہو تو اس کے لئے نفقہ واجب نہیں ہوگا۔
اگر بیٹی بالغ اور غریب ہو تو اس کا نفقہ بھی بعض شرائط کے ساتھ واجب ہوگا (۳)۔
تفصیل کے لئے اصطلاح "نفقہ" دیکھی جائے۔

(۱) سورۃ النساء ۱۱۔

(۲) سورۃ النساء ۱۱۔

(۳) فتح القدیر ۴/۳۳۳-۳۳۴ کتاب النکاح ۸۱۸، لکھنؤ، علی السہاح ۸۳، ۸۴، شرح علی مختصر فیصل ۴/۳۰۳، ۳۰۵۔

(۱) نظام القرآن لابن العربی ۲/۳۷۲۔

(۲) سورۃ النساء ۳۳۔

(۳) اہدایع المتابعین فتح القدیر ۲/۵۸۲، کتاب النکاح ۵۶۹۔

بنت، ابن ۳-۴، بنت لبون، بنت مخاض

تفصیل کے لئے اصطلاح ”بکاح“ دیکھی جائے۔

ج۔ صلبی بنیاں ہوں تو عام صحیحہ نرہ نرہ کے نزدیک پوتیاں
و ارث نہیں ہوں گی، والا یہ کہ اس پوتیوں کے ساتھ رشتہ میں س کے
برہہ یا ان سے نیچے کوئی نرہہ والا ہو تو اس وقت وہ پوتیوں کو عصہ
بنائے گا، اور عورتوں کے برہہ یک مرد کے حساب سے حصہ
ملے گا (۱) تفصیل کے لئے اصطلاح ”فرعش“ دیکھی جائے۔

زکاۃ:

۳- خلیفہ اور حنبلیہ کے نزدیک پوتی کو زکاۃ دینا جائز نہیں ہے، اس
لئے کہ س کے درمیان ملاک کے منافع ایک دوسرے سے جڑے
ہیں (۱) مثلاً خلیفہ کے نزدیک پوتی کو زکاۃ دینا اس حالت میں جائز نہیں
ہے جب پوتی کا نفقہ اوپرہ اسب ہو (۲)۔
مالکیہ نے پوتی کو زکاۃ دینا جائز قرار دیا ہے اس لئے کہ پوتی کا
نفقہ اس کے اوپرہ جب نہیں ہوتا ہے (۳)۔

بنت لبون

فرعش:

دیکھئے ”ابن لبون“۔

۴- پوتی کے سے میرے میں چند حالات ہیں جو ایما الامندرچہ میں
ہیں:

ا۔ ایک پوتی کے لئے نصف ہے۔

ب۔ وہ وہ سے مرد پوتیوں کے لئے، و تہانی ہے۔

ن۔ انوں حالتوں کے لئے یہ شرط ہے کہ صلبی بنیاں موجود نہ
ہوں، صلبی بنیوں کی عدم موجودگی میں پوتی ان کے کام مقام
ہوتی ہے۔

ج۔ اگر پوتیوں کے ساتھ کوئی والا نرہہ ہو تو مردانہ عصہ
بنائے گا، اور اس وقت یک مرد کو عورتوں کے برہہ حصہ ملے گا۔
د۔ یک صلبی بیٹی کے ساتھ انہیں چھ حصہ ملے گا تاکہ صلبی بیٹی کا
نصف اور پوتی کا سب (چھ حصہ) مل کر آٹھ (۸) ہو (تہانی)
ہو جائیں۔

بنت مخاض

دیکھئے ”ابن مخاض“۔

(۱) الہدیمع فتح القدیر ۴/۳۳، المعنی ۲/۳۷۷۔

(۲) المجموع ۲/۲۲۹، المغنی علی المہاج ۳/۳۳۳۔

(۳) طہودۃ الکبریٰ ۱/۳۹۷، ۳۹۸۔

(۱) شرح اسرعیہ ۲/۳۳۳۔

جسم کو توڑ کر پیلا ہوتا ہے، سے بے ہوش کر دینے والا نہیں ہوتا،
پھر اس پر استدلال کرتے ہوئے بڑی نفیس "تنگو فرمانی" ہے جو اس کی
کتاب "الفرق" میں لکھی جاسکتی ہے (۱)۔

بخ

بھنگ استعمال کرنے کا شرعی حکم:

۴- جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ تین مقدموں میں بھنگ کا استعمال جس
سے نشہ آجائے حرام ہے، اور بغیر عذر اس سے نشہ لینے پر تحریر کی
جائے گی (۲)، فقہاء کے نزدیک علاج معالجہ میں اس کا استعمال اور کسی
ماکارو عضو کو کاٹنے کی غرض سے از قوت عقل (بے ہوشی) کے لئے اس کا
استعمال جائز ہے (۳)۔

خفیہ کے نزدیک غیر علاج میں بھنگ کے استعمال اور اس سے نشہ
آجانے پر اجتہاد کے حکم میں مختلف آراء ہیں (۴)۔

بھنگ استعمال کرنے کی ممانعت:

۵- جس چیز کا استعمال حرام ہے، اس کے استعمال کرنے پر
حد ثابت ہوتی ہے اس کی تعریف فقہاء کے نزدیک یہ ہے: "نشہ پیدا
کرنے والا مشروب"۔ اس تعریف کی بنیاد پر فقہاء کا مذہب
ہے کہ بھنگ اور اس جیسی دیگر جامہ شہاء سے نشہ پینے والے پر حد
جاری نہیں کی جائے گی، خود بھنگ استعمال کے وقت سیاں، کچھلا ہو
ہو، یا تو ایسے شخص کو توغیر کی ممانعت ہی جائے گی (۵)۔

(۱) الفروق لعماد، ۱/۲۱۸، ۲۱۷ (فرق ۲۰)۔

(۲) الخرشنی، ۱/۸۳، منشی لکھا ج ۲/۱۸۷، نحو لکھا ج ۱/۶۹۔

(۳) الخرشنی، ۱/۸۳، طبع ۱۵۶۸ھ، ابن ماجہ، ۵/۲۹۳، طبع بلاق،
مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، ۳۳/۲۳۳۔

(۴) ابن ماجہ، ۵/۲۹۳، مختصر فتاویٰ البحر، ۵/۳۹۹، فتح القدیر، ۳۰/۳۰،
۳۳/۸۸، ۱۶۰۔

(۵) الخرشنی، ۱/۸۳، منشی لکھا ج ۲/۱۸۷، نحو لکھا ج ۱/۶۹۔

تعریف:

۱- بخ (بھنگ) (ب پر زمرہ کے ساتھ) لغت اصطلاح میں ایک
نشہ آور پودہ ہے، یہ شیش کے مادہ ہوتا ہے اور درمیان آرام پہنچاتا
ہے (۱)۔

متعلقہ الفاظ:

سب - فیون:

۲- ششاش سے کشید کردہ نرم مادہ ہے، یہ تین قسم کے ہیں: آم، مود، اور
مجموع ہے جن میں ایک مورفین ہے (۲)۔

ب - شیشہ:

۳- شیشہ آب سردی کا ایک قسم کا پتہ ہے، اس میں سے ایک
درم کے قدر استعمال کیا جائے تو بہت زیادہ شہید آرماتا ہے (۳)،
یہ بوتل، تیسیر، اور دیگر شیشی اور اس عابدین کے تانی ہے، لیکن
قرنی سے نشہ لائے والا اور بے حس کرے والا کے درمیان فرق بیان
کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شیشہ

(۱) القاسمی، لکھا، ابن ماجہ، ۵/۲۹۳، طبع بلاق۔

(۲) اصطلاح فی فہم وعلوم۔

(۳) ابن ماجہ، ۵/۲۹۵، طبع بلاق، منشی لکھا ج ۲/۱۸۷، مجموع فتاویٰ
ابن تیمیہ، ۳۳/۲۱۳۔

پنج ۶-۷، بندق، بنوۃ، بہتان، بہیمۃ، بول

بھنگ کی طہارت کا حکم:

۶- فقہاء کا اتفاق ہے کہ بھنگ پاک ہے، اس لئے کہ مہلک کے
بروہیک نشہ و رشی کے نہیں ہونے کے لئے شرط ہے کہ وہ سیال
ہو^(۱)۔

بہتان

بحث کے مقامات:

دیکھئے "فقہاء"۔

۷- فقہاء اس کا "ر" کو ب ل ثر سے "نجاسات" اور "خلاق" میں
کرتے ہیں۔

بہیمۃ

بندق

دیکھئے "دیوان"۔

دیکھئے "صید"۔

بول

بنوۃ

دیکھئے "قضاء الحاجۃ"۔

دیکھئے "ہاں"۔

(۱) محمد الحجاج ۸۹، مفتی الحجاج ۷۷، الخرش ۸۳، اسی الطالب ۹۹،
حاشیہ جامعۃ الشیخ ۹۹۔

بیات

دیکھئے "بیوتہ"

بیان

تعریف:

۱۔ بیات: لغت میں اظہار اور توضیح کو کہتے ہیں، اور پوشیدہ و مبہم کی وضاحت کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "عَلَّمَ الْبَيَانَ" (۱) اس کو کوپائی سکھلائی (یعنی ایسا حکام سکھایا جس سے وہ اپنے مافی الضمیر اور اپنی بیانیہ خصلتوں کو بیان کرتا ہے، اس صفت بیات کے وسیعہ انسان کو تمام حیوانات پر متیاری حاصل ہے (۲)۔

اہل اصل اور عقلاء نے "بیات" کی جو تعریف کی ہے وہ اس لغوی مبہم سے بالحدہ میں ہے (۳)۔

چنانچہ اصولیوں کے نزدیک بیان کی تعریف ہے: کسی ایسے شری حکم کی مراد کو بتانے والا کہ وہ حکم بذات خود مراد کو نہ بتاتا ہو، کبھی اس لفظ کو منطق بول رہہ لول (وہ مفہوم جس کی وضاحت کی جارہی ہے) مراد یا جاتا ہے، اور کبھی اس لفظ کا اطلاق وضاحت کرنے والے کے عمل پر بھی کیا جاتا ہے، اس میں معانی میں اس لفظ کے استعمالات کی وجہ سے اس کی تفسیر میں اختلاف کا اتفاق ہو ہے، چنانچہ مختلف مسالک و آراء نقل کرنے کے بعد عبدری کہتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ "بیان" ان



(۱) سورہ الرحمن ۸۵

(۲) المعردات للراغب ۶۹، المصباح للمبر، ترتیب القاسم الحدید، المعربہ کشف الاسرار عن اصول المعربوی ۳۴ ۱۹۲ طبع دار کتاب العربی، ادبہ دہلوی ۱۶۷-۱۶۸ طبع اعلیٰ۔

(۳) اعریضات للجر جانی۔

ہو کر مجموعہ کا نام ہے (۱)۔

اصولیین کے نزدیک بیان سے متعلق احکام:

۴- قول اور فعل کے ذریعہ بیان:

فقہاء اور اکثر متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فعل سے بھی بیان اسی طرح حاصل ہوتا ہے جس طرح قول سے حاصل ہوتا ہے۔

فعل سے بیان حاصل ہو جانے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ میں وہاں رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھائی، اور اسی طرح نبی ﷺ کے لئے نماز کے اوقات کی وضاحت و بیان عمل سے کی (۱)، اور جب رسول اللہ ﷺ سے نماز کے اوقات دریافت کئے گئے تو آپ ﷺ نے پوچھنے والے سے فرمایا: "صل معنا" (۲) (ہمارے ساتھ نماز پڑھو)، اور جب آپ ﷺ نے فرمایا: "صلوا کما راہتمونی اہللی" (۳) (نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو)، پھر آپ ﷺ نے دو دن دو مختلف اوقات میں نماز پڑھی، اور اسی طرح عمل سے اوقات نماز کی وضاحت فرمائی، حج میں آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: "خلوا عینی مناسککم" (۴) (مجھ سے مناسک حج حاصل کرو)، اور اس لئے بھی کہ بیان اطہار "کا نام ہے، تو یہ ظہار سے اوقات قول کے بجائے فعل و عمل سے زیادہ واضح ہوتا ہے، اس سے کہ

متحدہ الفاظ:

غ- تفسیر:

۲- تفسیر لغت میں شرف و فہم کو کہتے ہیں ثمر میں تفسیر کا مطلب ہے سمیت کے معنی، اس کے شان نزول، قصہ و واقعہ، اور اس کے مرادوں کے سبب کی وضاحت ایسے اسلوب میں کرنا جس سے اس کا معنی واضح ہو جائے۔

یہ اپنے عموم کے ساتھ تفسیر سے مختلف ہے، اس لئے کہ بیان کبھی بولنے والے کی دلائل حال جیسے خاموشی، سے بھی ہوتا ہے، جب کہ تفسیر ہمیشہ یہ الفاظ سے ہی ہوگی جو معنی پر واضح دلائل کرتے ہوں (۳)۔

ب- تاویل:

۳- تاویل کا مطلب لفظ کو اس کے معنی ظاہر سے کسی اور سے ایسے معنی کی طرف پھیرنا ہے جس کا احتمال ہو بشرطیکہ دو احتمال قرآن اور حدیث کے مطابق ہو (نکھنے: تاویل)، تاویل اور بیان کے درمیان فرق یہ ہے کہ تاویل ایسے کلام میں ہوتی ہے جس سے اول جملہ میں معنی مراد سمجھ میں نہیں آتا، اور بیان ایسے کلام میں ہوتا ہے جس سے اس کا معنی مراد اس کے بعض حصہ کی نسبت سے ایک نوع کے الفاظ کے ساتھ سمجھ میں آتا ہے (۴)، لہذا بیان تاویل سے زیادہ عام ہے۔

(۱) حدیث "امامت جبریل" کو ترمذی نے حضرت ابن عباس سے مصلح نقل کیا ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے (سنن ترمذی ۱/۲۸۰، طبع انجلی، نصاب الراہیہ ۲۲۱)۔

(۲) حدیث "صل معنا" کی روایت مسلم (۲/۲۲۸ طبع النسخ) نے مصلح کی ہے۔

(۳) حدیث "صلوا کما راہتمونی" کی روایت بخاری (صحیح ۱/۲۸ طبع التلخیص) نے کی ہے۔

(۴) حدیث "خلوا عینی مناسککم" کی روایت مسلم (۴/۳۳ طبع النسخ) اور احمد (۳/۳۱۸ طبع میریہ) نے کی ہے الفاظ امام احمد کے ہیں۔

(۱) ارشاد راجس ۶۸۔

(۲) دستور العلماء ۱/۲۵۹، ۲۵۹، ۲۳۰، تاریخ کردہ مؤسسہ لاطینی مکتوبات۔

(۳) دستور العلماء ۱/۲۵۹، تحریکات للخرجاتیہ "المیان"۔

بیان تقریر:

۶- بیان تقریر: حقیقت ہے جو مجاز کا احتمال رکھتی ہو وہ عام جو
شخص کا احتمال رکھتا ہو اس کے ساتھ کوئی شے اس احتمال کو
متم کرے وہ بیان تقریر ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "لَسَجَدَ
الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ" (۱) (پناچی سارے کے سارے
فرشتوں نے سجدہ کیا)، اس آیت میں جمع کا صیغہ تمام، مگر کو عام
ہے۔ مگر اس میں یہ احتمال ہے کہ بعض ملائکہ مراد ہوں، لیکن "كُلُّهُمْ
أَجْمَعُونَ" کے الفاظ نے اس احتمال شخص کو متم کر دیا، یہ بیان
تقریر ہے (۲)۔

بیان تفسیر:

۷- بیان تفسیر: ایسی چیز کا بیان ہے جس میں خدا ہو جیسے شتک در
مجلس غیہ، مثلاً اللہ تعالیٰ کا رٹا ہے: "الْقِمُوا الصَّلَاةَ وَاتَّقُوا
الزَّكَاةَ" (۳) (اور مارتا م کر، اور زکوٰۃ یاد کر)، یہ آیت مجمل ہے،
اس لئے کہ اس کے ظاہر کی حکم پر عمل ناممکن ہے، اس پر عمل کرنے کے
لئے م "سے" اقیست بیان سے ہوئی، پھر اس آیت کا بیان حدیث
میں ملتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے چنے توں "عمل سے نماز کی
وضاحت کی اور راقی کی وضاحت کے سے فرمایا: "هَاتُوا رُبْعَ
الْعَشُورِ" (۴) (چالیسواں حصہ) کر، تو یہ بیان تفسیر ہو (۵)۔

حدیث ہے: "أَمْرُ أَصْحَابِهِ بِالْحَلْقِ عَامٌ الْحَلِيَّةُ، فَلَمَّا
يَفْعَلُوا ثُمَّ لَمَّا رَأَوْهُ حَلَقَ بِنَفْسِهِ حَلَقُوا فِي الْحَالِ" (۱)
(نبی ﷺ نے حدیسیہ کے سہل اپنے اصحاب کو حلق (مرمہ دانی)
کا حکم دیا تو کسی نے نہیں کیا پھر سب صحابہ نے دیکھا کہ آپ ﷺ
نے خود حلق فرمایا ہے تو انہوں نے بھی فوراً حلق کر لیا)، اس واقعہ سے
معصوم ہو کہ ظہر امر و فعل سے بھی ان طرح حاصل ہوتا ہے جس طرح
قول سے حاصل ہوتا ہے۔

کرنی ابو حنیفہ مری، بعض تکلمین کہتے ہیں بیان صرف
قول سے ہوتا ہے، ان حضرات کے نزدیک اصول یہ ہے کہ مجمل کا
بیان متصل ہی ہوگا، اور فعل قول سے متصل نہیں ہوتا ہے (۲)۔
تفصیل کے لئے اصولی ضمیمہ دیکھئے۔

بیان کے انواع

۵- ہر وہی کہتے ہیں: بیان کی چند قسمیں ہیں: بیان تقریر،
بیان تفسیر، بیان تبدیلی، بیضا مرمت، یہ پانچ قسمیں ہیں (۳)۔
یہ امارہ مناسب ہے کہ بیان کی مضافت تقریر، تفسیر، تبدیلی کی
طرف جنس کی مضافت چنے نوع کی طرف کی قبیل سے ہے جیسے علم
طب، یعنی یہاں جو تقریر ہے، اسی طرح، مگر میں، مرثہ مرمت کی
جانب بیان کی مضافت ہی کی اپنے سب کی جانب مضافت کی قبیل
سے ہے۔

(۱) سورہ حج ۳۰۔

(۲) کشف الاستر ۳/۱۰۵، ۱۰۷، اصول السنن ۲/۲۸۔

(۳) سورہ نور ۵۶۔

(۴) حدیث: "هَاتُوا رُبْعَ الْعَشُورِ" کی روایت ابو داؤد (۳/۲۲۸) شیخ عزت علیہ
رحمہ اللہ (۵) نے حضرت علی سے کی ہے بخاری نے اس کو صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ
ابن حجر کی التلخیص (۳/۲۲۷) طبع شرک الحدیث وغیرہ میں ہے۔

(۵) کشف الاستر ۳/۱۰۷، اصول السنن ۲/۲۸۔

(۱) حدیث: "أَمْرُ نَبِيِّ ﷺ" کی روایت بخاری (صحیح ۲/۲۳۲) طبع
الترغیب (۱) نے کی ہے۔

(۲) اصول السنن ۳/۷۷، ارشاد مولیٰ ص ۷۳۔

(۳) اصول السنن ۳/۱۰۵۔

بیان تفسیر:

۸- بیان تفسیر و بیانات جس میں موجب کلام کی تبدیلی ہو، اس کی وہ قسمیں ہیں:

۱۔ تخیل بشرطہ: جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فَاِنْ اَرَصْتُمْ لَكُمْ فَاتَوَهَّنْ اُجُودَهُنَّ" (۱) (پھر وہ اگر تمہارے لئے دودھ پلانے میں تو تم نہیں اس کی اہمت دے دو)، اس آیت سے واضح ہو رہا ہے کہ مرضعہ (دودھ پلانے والی عورت) سے اہمت کا معاملہ کرنے کے بعد اس کی اہمت کی ہوائیگی اس وقت تک، جب تک کہ وہ دودھ پلانے کا کام کرے، اور جب اہمت کا آثار ۴۰۰ سے پائے کے وقت سے ہوگا، تو یہ بیان اس حکم کی تبدیلی ہے جس کی رو سے نفس عقیدہ و روحانہ سے ہی بدل و اہمت واجب ہو جاتی ہے (۲)۔

دوم: استثناء اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فَلَبِثَ لِيَهُمْ اَلْفَ مَسْبَةِ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا" (۳) (تو وہ ان کے درمیان پچاس سال کم ایک ہزار برس رہے)، "الف" (ہزار) ایک مقررہ تعداد کو بتاتا ہے، جو تعداد اس سے کم ہو وہ یقیناً "الف" کے علاوہ کچھ اور ہوگا، لہذا اگر استثناء نہ ہوتا تو ہمیں یہی علم ہوتا کہ وہ ایک ہزار برس رہے، لیکن استثناء کے ذریعہ ہمیں معلوم ہو گیا کہ وہ ان میں نو سو پچاس برس رہے، اس طرح یہ استثناء اس مفہوم میں تبدیلی کر دیتا ہے جو لفظ "الف" (ہزار) سے صریح ہو رہا تھا (۴)۔

بیان تبدیلی:

۹- بیان تبدیلی کلام ہے، یعنی کسی حکم شرعی کو جحد کی حیثیت پر

سے ختم کر دینا (۱)، فتح ثار کے حق میں محض بیان ہے اس بات کا کہ یہ حکم ختم ہو گیا ہے، اس میں منسوخی کا مفہوم نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ کو تو یہ معلوم تھا کہ فلاں وقت میں وہ حکم دوسرے حکم سے ختم ہو جائے گا، لہذا اللہ تعالیٰ کی نسبت سے وہ مانع محض بیان ہے، منسوخ کرنے والا نہیں (۲)۔

اصولیں کے ایک رائج یہ ہے کہ یہ امر غیبی میں شائبہ ہے، جو ثابت بھی ہو سکتا ہے، اور نہیں بھی، بعض اصولیں نے فرمایا: شائبہ نہیں ہے، یہاں تک کہ یہ بھی کہا: کسی میں شائبہ ہو ہی نہیں ہے (۳)۔
تفسیرات اصطلاح "شائبہ" اور اصولی ضمیر میں لکھی جا میں۔

بیان ضرورت:

۱۰- بیان ضرورت کیا بیان ہے جو میر لفظ کے معنی حاصل ہوتا ہے، اس کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ پہلی قسم: وہ بیان جو منطوق کے حکم (الفاظ میں بیان کئے گئے حکم) میں ہوتا ہے، جیسے مذکور حکم کی خاموش حکم پر لاوت کرے، اس کی مثال میں قراء نے قرآن کریم کی یہ آیت ٹیٹا کی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ اَبُوهُ فَلَا تُمْنَةُ التُّنْتُ" (۴) (میر مورث کے کوئی املا دیتا ہو اور اس کے والدین ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کا ایک تہائی ہے)، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہتدے کلام میں میراث کی اضافت ماں اور باپ دونوں کی جانب فرمائی، پھر ماں کے حصہ کا بیان کیا، تو یہ اس بات کا بیان ہو کہ حقہ حصہ باپ کا ہے، یہ باپ کے حصہ کی صراحت کے ترک کا بیان نہیں ہے بلکہ

(۱) تحریقات البحر جالی۔

(۲) کشف الاستر ج ۳/ ۱۵۷۔

(۳) اصول المستر ج ۲/ ۵۳۔

(۴) سورہ بقرہ ۱۱۔

(۱) سورہ طلاق ۱۔

(۲) اصول المستر ج ۲/ ۵۳۔

(۳) سورہ نکلوت ۱۳۔

(۴) اصول المستر ج ۲/ ۵۳۔

بیان ۱۱

ایک سو اور ایک دینار ہے تو اس میں عطف کو پہلے لفظ (یعنی "یک سو") کے لئے یاں بنایا گیا اور اسے بھی معطوف کی جنس سے قرآن ر دیا گیا (یعنی "ایک سو" کے لفظ کی وضاحت حرف عطف "و" کے بعد والے لفظ "ایک سو" سے کرتے ہوئے "یک سو" کو جنس درم سے تسلیم کیا گیا۔ اور ایک سو درم اور ایک درم یہ ایک سو دینار اور ایک دینار کا قرآن مامایا) یہ دے خفیہ کی ہے۔

مام ثانی کہتے ہیں: ایسی صورت میں قرآن کرنے والے پر صرف معطوف (حرف عطف کے بعد کا لفظ یعنی یک درم یا یک دینار) مام ہوگا، اور "ایک سو" کی جنس کی وضاحت میں قرآن کرنے والے کا قول مجتہد ہوگا، اس لئے کہ وہ لفظ مبہم ہے تو اسی شخص سے اس کا بیان طلب کیا جائے گا اور عطف بیان کے لئے لائق نہیں ہوتا، اس لئے کہ عطف کو یاں کے لئے میں بنایا ہے (۱)۔

ضرورت کے وقت سے بیان کی تاخیر:

بہر وقت جس میں بیان کی ضرورت ہو جیسے محفل اور عام، مجوز اور مشقہ کے محفل میں اور مطلق، اگر اس کا بیان مؤخر ہو جائے تو اس کی دہرورتیں ہیں:

۱۱- پہلی صورت: ضرورت کے وقت سے مؤخر ہو جائے، یہ وہ وقت ہے کہ اگر اس وقت بیان نہ ہو تو تکلف کے سے حکم کے مقصد کی معرفت ممکن نہ ہو، یہ صورت فوری اجابات میں ہوتی ہے، تو ایسی تاخیر جائز نہیں ہے، اس لئے کہ کسی کو جانے بغیر انجام دینا ان تمام لوگوں کے نزدیک ممتنع ہے جو تکلیف مالا یطاق (ضرورت سے بالاحکام) کی ممانعت کے قائل ہیں، لیکن ان علماء نے ضرورت سے بالاتر کام کا تکلف بنانے کو درست قرار دیا ہے، وہ مذکورہ صورت کے

بند سے کلام میں باپ کی درشت کے ذکر کی وجہ سے باپ کا حصہ منصوص (الفاظ میں مذکور) کی مانند ہو گیا (۱)۔

دوسری قسم: ایسا سکوت جو منظم کی ولایت حال سے بیان ہوتا ہو، جیسے صاحب ثروت کی و نقد کو دیکھ کر خاموش رہیں، اسے بدلنے کا حکم نہ دیں تو یہ باعتبار حال اس کے حق ہونے کا بیان ہوگا، مثال کے طور پر ہی علیہ السلام نے لوگوں کو مختلف قسم کے معاملات اور شریعہ فرہمیت کرتے دیکھ کر یہاں پر نہیں فرمائی انہیں وہ عمل کرتے رہنے دیا تو یہ اس وقت کی دلیل ہوتی کہ وہ سارے معاملات شریعت میں مباح ہیں کیونکہ ہی علیہ السلام کے لئے جائز نہیں ہے کہ لوگوں کو کسی غلط و ممنوع عمل پر دقتی رہے، یہ (۲)۔

تیسری قسم: وہ کمات جسے جھوٹ قسم کرنے کی ضرورت کی وجہ سے بیان دینا کیا ہے، جیسے باپ اپنے باپ کو بیٹے کو تیرہ مرتبہ کرتے دیکھتا ہے لیکن ممتنع نہیں کرتا ہے تو اس کی خاموشی بیٹے کے لئے تجارت کی جائزت ہوگی تاکہ معاملہ کے دوسرے فریق کو جھوٹ سے محفوظ رکھا جاسکے، اس سے کہ جھوٹ سے نہیں بچتا، وہاں نقصان پڑے، دفع کرنے کا حکم ہے، یہ بات مضیغے کی ہے، مام ثانی نے فرمایا: خاموشی جائز تصور نہیں کی جائے گی، اس لئے کہ باپ کے ممتنع نہ کرنے میں ہی احتمالات ہیں، کبھی خاموشی بیٹے کے تصرف پر رضامندی کی وجہ سے ہوتی ہے، کبھی سخت غصہ کی وجہ سے ہوتی ہے یا لاپرواہی کی وجہ سے ہوتی ہے، مرقاٹل قتال ہر حجت نہیں ہی سنا (۳)۔

چوتھی قسم: ایسا سکوت جسے ضرورت کلام کی وجہ سے بیان قرار دیا گیا ہو، جیسے کوئی شخص کہنے لڑے گا مجھ پر ایک سو اور ایک درم ہے، یا

(۱) کشف الاسترار ۳/۱۳۷، حوالہ سرخسی ۵۰/۲۔

(۲) کشف الاسترار ۱/۱۳۸، حوالہ سرخسی ۵۰/۲۔

(۳) کشف الاسترار ۳/۱۵۱، حوالہ سرخسی ۵۱/۲۔

(۱) کشف الاسترار ۳/۱۵۲، حوالہ سرخسی ۵۲/۲۔

احکام کے مراتب بیان اور دیگر متعلقہ تفصیلات کے لیے اصولی ضمیمہ دیکھا جائے۔

فقہاء کے نزدیک بیان سے متعلق حکام

اقرار کردہ مجہول فی کابیان:

۱۳- اگر کسی شخص نے کسی مجہول فی کاترکیب اور سے مطلق رکھا، مثلاً کہا: مجھ پر ایک مٹی ہے، یا ایک حق ہے، تو اقرار کرنے والے پر وہ لازم ہوگا، اس لئے کہ حق مجہول صورت میں بھی لازم ہوتا ہے جیسے کوئی ایسا مل ضائع کر دے جس کی قیمت وہ نہ جانتا ہو یا ایسا زخم لگا دے جس کے تاوان کی معرفت اسے نہ ہو، یا اس پر کسی حساب کا کچھ باقی رہ گیا ہو جس کی مقدار اسے نہ معلوم ہو، اور وہ "اقرار کے پابندی کر کے اپنا مدعا ثابت کرنے کا جتن ہے، تو اقرار کردہ مٹی کی جہالت اقرار کے صحیح ہونے میں مانع نہیں ہوتی، اور اقرار کرنے والے سے کہا جائے گا کہ مجہول مٹی کی وضاحت کرو، اگر وہ وضاحت نہ کرے تو حاکم اسے وضاحت پر مجبور کرے گا، اس سے کہ اس کے صحیح اقرار کے نتیجے میں اس پر لازم جو چیز واجب ہوتی ہے اس سے عہدہ رہتا ہوتا ضروری ہے، اور یہ بیان وضاحت کے درجہ میں ہوگا، پس وضاحت میں مدعی تین بتائے گا جو وہ میں ثابت ہوتی ہو تو وہ کم ہو یا زیادہ، اگر وہ وضاحت میں مدعی تین کا نام لے جو وہ میں ثابت نہیں ہوتی تو اس کی بات قبول نہیں کی جائے گی، جیسے وہ یہ کہے کہ میری مراد اسد م کا حق یا ایک مٹھی مٹی وغیرہ ہے، یہ رائے خفیہ، مالکیہ اور حنبلی کی ہے، اور یہی ثانیہ کا ایک قول ہے۔

ثانیہ کا قول یہ ہے کہ اگر مسمیٰ تر جواب دعویٰ میں، قیام ہو اور وہ وضاحت نہ کرے تو یہ اس کی جانب سے نکار مانا جائے گا، اور اس پر یحکم پیش لی جائے گی، اگر پھر بھی تر پر مصر رہا تو اس کو یحکم

عقد جو ز کے قائل ہیں، اس کے قوت پر پیش آنے کے قائل نہیں ہیں، تو عدم قوت دونوں طرف علماء کے نزدیک متفقہ ہے، ان لئے ابو بکر قاضی نے مذکورہ صورت کے ممتنع ہونے پر تمام مراتب بیعت کا جہالت قائل کیا ہے۔

۱۲- دوسری صورت: حکم دے جانے کے وقت سے پہلے جو عمل کی ضرورت کے وقت بیان ہے یہ صورت اس وجہات میں ہوتی ہے جو فوری نہیں ہوتیں جس حکم کا کوئی خلاف نہیں ہوتا جیسے متاعی اور مشتہرک، یہ حکم کا خلاف تو ہو بین خلاف خلاف میں اس کا استعمال ہوا ہو جیسے جمعیوں کے ذریعہ بیس کی تانچہ، اور اسی طرح سب کی تانچہ وغیرہ، اس صورت کے سلسلہ میں یہ رہنمائی ہیں، جن میں انہم رہنمائی مندرجہ ذیل ہیں:

الف۔ مطلقاً جو ز کا رتق، رتق نہ مان کتے ہیں: اسی کے قائل ہمارے عام علماء و فقہاء و متکلمین ہیں، قاضی نے یہی رائے امام شافعی سے نقل کی ہے، اسی کو رازی نے "المسائل" میں اور ابن المنجب سے اختیار کیا ہے، اباجی نے کہا: اسی پر ہمارے ائمہ اصحاب ہیں، اور قاضی نے یہی رائے امام مالک کی بتائی ہے۔

ب۔ مطلقاً ممانعت کا رتق، یہ رائے ابو اسحاق مروزی، ابو بکر میرنی، ابو حامد مروزی، ابو بکر قاتق، واؤد ظاہری اور ابہری سے نقل کی گئی ہے، قاضی نے کہا: یہی معتزلہ اور ائمہ حنفیہ کا قول ہے۔

ج۔ تیسرا وجہ یہ ہے کہ اگر مجلس کا بیان نہ تبدیل ہو اور نہ تغیر تو مقارن (ساتھ ہوگا) طاری (بعد میں آنے والا ہوگا)، دونوں درست ہیں، اور اگر یہ یہاں تغیر ہو تو مقارن درست ہے، طاری کسی حال میں درست نہیں ہے، سمعانی نے حنفیہ میں سے ابو زید سے یہ رائے نقل کی ہے (۱)۔

(۱) دلائل و اسرار ص ۲۳، ۲۵، طبع مجلس، تیسری بار طبع، اصول فقہ الشریعہ تحقیق ص ۲۰۷، طبع دار الفکر، مکتبہ اسلامیہ، اصول السنن ص ۲۸۴۔

» بیان تک دونوں بیویوں کے نفقہ لازم ہونے کے مسئلہ میں،
بیان کے الفاظ »رودہ افعال من سے بیان ثابت ہوتا ہے جیسے مٹی
اور اس کے باقی، اس معاملہ میں نفقہ کے رد کی تفصیلات میں جو
اصطلاح »طلاق« میں دیکھی جائیں۔

غلام کی مہم آزادی کا بیان:

۱۵- اگر کوئی شخص اپنے غلاموں سے کہے تم میں سے ایک آزاد
ہے، یا تم میں سے ایک کو میں نے آزاد کیا، اور کسی ایک متعین غلام کی
نیت کرتا ہے تو واجب ہے کہ اس کی وضاحت کرے، اور اگر ان
غلاموں میں سے کوئی حاکم کے سامنے معاملہ پیش کرے تو حاکم آزاد کو
وضاحت پر مجبور کرے گا، اور وہ غلاموں میں سے ایک غلام کی
آزادی کی وضاحت کرے تو ہر غلام کو حق ہوگا کہ آقا سے حلف
اٹھوائے کہ اس نے اس دوسرے غلام کی آزادی کا ارادہ نہیں کیا تھا،
اور اگر آقا یوں کہے میں نے اس کا ارادہ کیا تھا بلکہ اس کا ارادہ کیا تھا،
تو اس کے قرار پر اس کی گرفت کرتے ہوئے دونوں آزاد
ہو جائیں گے (۱) تفصیل کے لئے دیکھئے اصطلاح »حق«۔

سے نکول کر یہ مقرر ہو جائے گا، »رہتی سے طلق یا جائے گا (۱)۔
اگر اس سے کوئی مجہول مٹی کا تہرہ یا اس سبب کی وصایت نہ ہو
دیکھا جائے گا، اگر سبب ایسا ہو کہ جماعت اس کے لئے مضرت ہو جیسے
غصب و ریت، مثلاً اس نے کھلے میں نے فلاں کامل غصب کیا یا
میرے پاس مدد کی امانت ہے تو اس کا تہرہ صحیح ہوگا، اور اسے
مصبوب شدہ سہ ماہیہ مجہول امانت کے بیان اور ان دونوں کی تعیین پر
مجبور کیا جائے گا مگر سبب ایسا ہو جس کے لئے جماعت مضرت ہو
جیسے نفع و ہرجا تو تہرہ صحیح نہیں ہوگا، اور اسے بچی ہوئی یا کرایہ پر لی
ہوئی مٹی کے بیان پر مجبور نہیں کیا جائے گا (۲)۔

مہم طلاق میں بیان:

۱۴- اگر شوہر نے اپنی بیویوں سے کہا: تم دونوں میں سے ایک
کو طلاق ہے، ورنہ میں سے ایک متعین بیوی کا ارادہ کیا تو اس پر
طلاق پر جائے گی، اگر شوہر پر بیان لازم ہوگا اور اس کی تصدیق کی
جائے گی، اس لئے کہ شوہر اس پر طلاق واقع کرے گا ملک ہے وہ اس
کا بیان بھی درست ہوگا، اور جو کچھ اس کے دل میں ہے اس سے
»گاہی خود اسی کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے تو اس بابت اس کا قول قبول
کیا جائے گا، اور اس کے بیان کے وقت تک دونوں بیویاں اس سے
محدود رہیں گی، کیونکہ حرام و مباح بیوی متعین نہیں ہے۔

اگر شوہر پر فوراً یہ لازم ہوگا، اگر وہ دائیہ کرے تو گناہ ہوگا، اور اگر
بیان سے کرے تو قید یا جائے گا اگر تعزیری بی جائے گی (۳)۔

(۱) فتح القدیر ۳۸۵/۱-۳۸۶ طبع الامیر بیروتیہ شرح الہدایہ ۵۳۹/۷۔
۵۳۰، المرقیہ ۵/۳۵، المغنی لابن قدامہ ۵/۷۸، طبع المریضہ الامیر بیروتیہ
۴/۳۳ طبع المجلد، جوہر الاکلیل ۲/۱۳۷، مہم ابواب الاکلیل ۲۳۱/۵۔

(۲) المرقیہ ۵/۳۵، رد المحتار ۴/۸۲۔

(۳) نہایت المحتاج ۱/۳۴۳، شرح المجلد علی المحتاج ۳/۳۳۳-۳۳۵، رد المحتار

= = =
فتح القدیر ۳۸۵/۱-۳۸۶، المرقیہ ۵/۳۵، المغنی لابن قدامہ ۵/۷۸، طبع المریضہ الامیر بیروتیہ
۴/۳۳ طبع المجلد، جوہر الاکلیل ۲/۱۳۷، مہم ابواب الاکلیل ۲۳۱/۵۔

(۱) کسی الطالب ۳/۵۳۳-۵۳۴، الفتاویٰ الہدیہ ۲/۷۸-۷۹، الفتاویٰ
النجفیہ بمطبع النجفیہ ۱/۵۷۳، الاشیاء والظہار لابن نجیم ص ۱۶۹، مغنی
لابن قدامہ ۵/۷۸، طبع المریضہ الامیر بیروتیہ۔

ہوتا ہے جیسے مکان کا ایک کمرہ^(۱)۔

گھر خواہی سے بنا ہو یا اینٹ اور گار اور پتھر سے یا لکڑی سے
بنایا یا اہل سے یا پوتھن یا بدل سے یا کھال سے بنایا ہو، اور
مختلف نوٹ کے ٹیموں سے بنے گھر، گھوٹ کے سے "بیت" کا لفظ
بولا جاتا ہے^(۲)۔

اس کا اصطلاحی معنی لغوی معنی سے الگ نہیں ہے۔

بیت

تعریف:

۱۔ لغت میں "بیت" کا ایک معنی گھر ہے، گھر وہ ہے جس کی دیوار اور
چھت ہو خواہ اس میں کوئی رہنے والا نہ ہو اس لفظ کا اطلاق غایت کے
گھر پر بھی ہوتا ہے، "بیت" کی جمع "بیات" اور "بیوت" آتی ہے۔

"بیت" کا اطلاق محل پر بھی ہوتا ہے، اسی معنی میں حضرت تہرکیل
عیدہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: "بشروا علیہ بیت
فی البیت من لصب"^(۱) (حضرت خدیجہؓ کو بخت میں موتی کے
ایک محل کی خوش خبری، وہ بتیجئے) اسان العرب میں ہے یعنی انہیں
ایک جوہر موتی سے ہے گھر کی خوش خبری بتیجئے۔

لفظ "بیت" مسجد کے لئے بھی بولتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
"فی بیوت ادن اللہ ان ترفع"^(۲) ((و))، یہ گھر میں ہیں
جن کے لئے اللہ نے اجازت دی ہے کہ انہیں بلند کیا جائے۔

زجاج نے کہا: اس سے مراد مساجد ہیں^(۳)۔

"بیت" کبھی مستقل ہوتا ہے، "کبھی کسی مستقل مسکن کا ایک حصہ۔

(۱) حدیث: "بشروا علیہ بیت" کی روایت بخاری (صحیح ۶۱۵) طبع
مستطیع (اور مسلم ۸۸۳) طبع عینی (مابلی) نے کی ہے الفاظ بخاری
کے ہیں۔

(۲) سورہ نور ۳۶۔

(۳) لسان العرب، المصباح الممیر، العربی فی ترتیب العربیہ الکلیات لابن ابقاء
۱۳۳۵ھ ۲۱۴ھ مؤرخہ تصوف کے ساتھ۔

متعلقہ الفاظ:

الف-دار:

۲۔ دار لغت میں اس کا نام ہے جو بیوت، منازل اور غیر مستطیع محن
پر مشتمل ہو، "دار" کا لفظ مکان اور خالی حصہ دونوں کو شامل ہوتا ہے۔
بیت اور دار کے درمیان فرق یہ ہے کہ "دار" بیوت اور منازل پر
مشتمل ہوتا ہے^(۴)۔

ب-منزل:

۳۔ منزل لغت میں نزول (اترنے) کی جگہ کا نام ہے، کچھ جگہوں کا
عرف یہ ہے کہ منزل وہ ہے جس میں بیوت، چھت، صحن اور مطبخ ہو
جس آبی اپنے بال بچوں کے ساتھ رہتا ہے^(۵)۔

"منزل" دار سے چھٹا اور بیت سے بڑا ہوتا ہے، منزل میں کم از
کم دو یا تین بیت ہوتے ہیں۔

ان الفاظ کے معانی کے سلسلہ میں لگ بگ حقائق اور زمانوں

(۱) الموطوط للسرخی ۱۶۰/۸-۱۶۱/۸ طبع الحداد۔

(۲) روح المعانی ۳۰/۸ طبع المکتب الاسلامی۔

(۳) الکلیات لابن ابقاء ۱۳۳۵ھ ۲۱۴ھ لسان العرب، المصباح الممیر،
۱۶۰/۸-۱۶۱/۸۔

(۴) الکلیات لابن ابقاء ۱۳۳۵ھ لسان العرب، المصباح الممیر، ۱۶۰/۸۔

گھر کی چیزوں میں پڑوسی کے حق کی رسالت:

۹- حدیث شریف میں پڑوسی کے حق کی بڑی تاکید آئی ہے، اس کے حق کی رعایت اور حفاظت کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "عمارال جہیل یوصفی بالجار حتی طست آہ سبورلہ" (۱) (مجھے حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ پڑوسی کو وارث بنادیا جائے گا)۔

اور ارشاد ہے: "واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن قیل: من یا رسول اللہ؟ قال: الذی لا یامن جارہ بوائفہ" (۲) (خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتا، خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتا، خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتا، کون یا رسول اللہ؟ فرمایا: جس کے شر سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں)۔

اسی لئے جائز نہیں ہے کہ گھر کا مالک گھر میں کوئی ایسا قدم اٹھائے جس سے اس کے پڑوسی کو نقص ہو، جیسے پڑوسی کی دیوار کے پہلو میں بیت لٹا، کے سے رُحاح خورے، یا ملاں پہ تمام بنائے یا در بنائے یا لوماری کی کابڑاں جیسا کوئی ایسا پیشہ شروع کرے جس سے گھر کے پڑوسی کو اذیت ہو۔

یسے مور جو، دنوں گھر میں کے درمیان انجام دے جائیں، جیسے دنوں کے درمیان تھیری، یا رقام کرا، تو اس کی حالتیں ہیں: یا تو وہ پڑوسی ایک کی ملک میں محبوس ہو، اور دوسرے کے لئے صرف پردہ بن جائے، تو ایسی حالت میں دوسرے کو اس دیوار میں ضرور سب تصرف کا حق مطلقاً نہیں ہوگا، چنانچہ دوسرے کے لئے

(۱) حدیث: "عمارال جہیل۔۔" کی روایت بخاری (صحیح ۲۳۱/۱۰ طبع انتخب) اور مسلم (۲۰۲۵/۴ طبع مکتبۃ المدینہ) نے کی ہے۔
(۲) حدیث: "واللہ لا یؤمن۔۔" کی روایت بخاری (صحیح ۲۲۳/۱۰ طبع انتخب) نے کی ہے۔

حرام ہوگا کہ اس پر ٹکریاں رکھے یا اس پر پل بنائے یا مخاب بنائے یا ایسے تصرفات کرے جو پڑوسی کو نقص پہنچیں، اس کی مضبوطی کو متاثر کریں، اس مسئلہ میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے (۱)، اس لئے کہ فقہی قاعدہ بالکل عام ہے کہ "لا ضرر ولا ضرار" (نہ دتداء، نقصان پہنچانا ہے اور نہ بدلہ میں نقصان پہنچانا ہے)، اور اس لئے کہ نبی ﷺ کا قول عام ہے: "لا یجحد مال امرئی مسلم الا بطلب نفس منہ" (۲) (کسی مسلم کا مال اس کی خوش دلی کے بغیر حائل نہیں ہے)۔

۱۰- تصرف ایسا ہو جو پڑوسی کو نقصان پہنچائے اور نہ غمزہ کرے تو جائز ہے، بلکہ مالک کے لئے مستحب بہتر ہے کہ پڑوسی کو دیوار کے استعمال اور اس میں تصرف کی اجازت دے، اس لئے کہ اس میں پڑوسی کو آرام اور قاعدہ پہنچانا ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح "ارتفاق" اور "جوار"۔

گھروں میں داخل ہونا:

۱۰- مقابہ کا اتفاق ہے کہ دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر حرام فرمایا ہے کہ دوسرے کے گھروں میں باہر سے جھانکیں، یا ان میں ان کے مالک کی اجازت کے بغیر داخل ہوں، تاکہ کوئی شخص کسی کی پوشیدہ چیز نہ دیکھے، یہ حرمت ایک حد تک ہے اور وہ حد اجازت طلبی ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے گھروں کو لوگوں کی رہائش کے لئے خاص فرمایا ہے، اور

(۱) انصاری ۳۶۵/۵ روح المعانی ۲۱۱/۴۔

(۲) حدیث: "لا یجحد مال۔۔" کی روایت احمد (۲۰۵/۵ طبع مکتب الاسلامی) ورنیکی (۱۰۰/۱ طبع دار المعرفہ) نے کی ہے، عینی نے اس کو دارقطنی کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند جدید ہے (دیکھئے نصب الرایۃ ۱۶۹/۴ طبع دارالمطبعون)۔

گھروں کے اندر جھانکنا بھی حرام ہے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "لو أن امرؤاً اطلع عليك بغير إذن، فحدفته بحصاة لفساد عيہ لم یکن عليك حرج" (۱) (اگر کوئی شخص تمہارے گھر میں بغیر اجازت جھانکے، تو تم اسے تھری سے مار کر اس کی ستر تک پھوڑ دو تو تم پر کوئی باز پرس نہیں ہے)۔

گھر میں داخل ہونے کی باحت:

۱۱- اللہ تعالیٰ نے یہ ایت گھر میں بغیر اجازت داخل ہونا مباح قرار دیا ہے جس میں کوئی عین رتہ ہو، ارشاد ہے: "لنفس علیکم حرج أن تدخلوا بیوتا غیر مسکونہ لعلھا مناع لکم واللہ یغفم ما قبلون وما یتکلمون" (۲) (تم پر کوئی گناہ اس میں نہیں ہے کہ تم ان مکانات میں داخل ہو جاؤ (جن میں) کوئی رتہ نہ ہو) اور ان میں تمہارا کچھ سامان ہو اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو، کیونکہ اجازت طلب کرنے کی سلسلہ یہ تھی کہ حرمت پر نظر پڑ جانے کا اندیشہ تھا، تو جب یہ سلسلہ نہیں رہی تو حکم بھی نہیں رہا (۳)۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: "مسند ان"۔

عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے گھر میں کسی کو اپنے کی اجازت سے جب تک شوہر سے اجازت نہ لے لے، یہاں سے ظن (۱) حدیث ۳۳۰۰ ان امرؤ... کی روایت بخاری (طبع ۱۲۳۳ھ طبع ۱۹۹۳ء) اور مسلم (۱۹۹۳ء طبع عیسیٰ الماری) نے کی ہے، لفظ بخاری کے ہیں۔

(۲) سورہ نور ۲۹۔

(۳) آیت میں وارد لفظ مناع سے مراد تمام قسم کا اشغال ہے اس لئے کہ داخل ہونے والا اپنے کسی اشغال کے لئے داخل ہوگا، بہت غیر مسکونہ سے مراد ظلم کے لئے مدارس، ہوٹل، دکان، اشغال خانہ اور وہ جگہ ہے جہاں اس سے منہ منہ کے لئے جایا جاتا ہے (تفسیر اقرمی ۲/۲۳۰)۔

لوگوں کو گھروں سے لطف و نرم حاصل کرنے کا فقرہ "ی نور پر مالک بنایا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "یا ایہا النبی امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر یتوکم حتی یتأذنوا ولسنوا علی اہلہا، دنکم حیو لکم لعلکم مد شکرؤن" (۱) (اے ایمان والو تم اپ (خاص) گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل مت ہو جب تک کہ اجازت حاصل نہ کرو اور ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو تمہارے حق میں یہی بہتر ہے تاکہ تم خیال رکھو)۔

فقہاء نے جنگ کی حالت کو اس حکم سے مستثنیٰ رکھا ہے، لہذا ایسے گھر میں داخل ہونا جائز ہے جہاں سے دشمن سامنے ہو جاتا ہو، مجاہدین ایسے گھر میں داخل ہو سکتے ہیں تاکہ وہ دشمن سے مقابلہ کریں (۲)۔ یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب ظلم یا ظن غائب ہو کہ اس گھر میں نہ ہو، بلکہ موجود ہے چنانچہ امام یا اس کے نائب کے لئے جائز ہے کہ اس گھر پر چھاپہ ماریں، حضرت عمرؓ نے ایک لوحہ کرنے والی عورت کے گھر پر چھاپہ مارا اور اس کو درود سے مارا یہاں تک کہ اس کا وہ بیٹہ مر گیا، حضرت عمرؓ سے اس سلسلہ میں پوچھا گیا تو کہا کہ یہی عورت کے لئے حرمت نہیں ہے، یعنی اس لئے کہ وہ حرام کام میں مشغول ہے (۳) اور وہ باندیوں کے حکم میں ہوگئی، حضرت عمرؓ نے گھر کی حرمتوں کو توڑنے پر تعزیری سزا جاری فرمائی، یہ تھا ایسے شخص کے ساتھ ہو، جو رات کی تاریکی کے بعد دوسرے کے گھر میں کپڑے میں لپیٹا لپیٹا پایا گیا تو حضرت عمرؓ نے سو کوڑے مارے (۴)۔

جس طرح بغیر اجازت گھروں میں داخل ہونا حرام ہے اسی طرح

(۱) سورہ نور ۲۹، تفسیر اقرمی ۲/۲۱۳-۲۱۴۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۱۲/۵، اسئل المذاکر ۳/۵۳-۵۵ طبع عیسیٰ الماری مصر۔

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ۳/۱۸۰-۱۸۱۔

(۴) مصنف عبد الرزاق ۲/۲۰۱۔

غالب ہو کر جائزہ و رت کی وجہ سے شوہر اس بات سے راضی ہوگا^(۱)، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "لا یحل للمراۃ ان تصوم وروجھا شاهد إلا یدہ، ولا تلدن فی بیتہ إلا یدہ" (۲) (کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ روزہ رکھے اور اس کا شوہر موجود ہو جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لے، اور نہ شوہر کی جارت کے بغیر اس کے گھر میں ہی کوآنے کی اجازت دے)۔

اپنے گھر میں داخل ہونے پر اس سے نکلنے کی دعا:

۱۲- رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے آداب میں سے گھر میں داخل ہوتے وقت، گھر سے نکلنے وقت، عار سے ہے۔

چنانچہ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے گھر سے باہر نکلتے تو یہ دعا پڑھتے: "باسم اللہ ونوکلک علی اللہ اللہم انی اعوذ بک ان أصل، أو أنصل أو أدل أو أدل أو أنظلم أو أنظلم أو أجھل أو یجھل علی" (۳) (شروع اللہ کے نام سے، میں سے اللہ پر بھروسہ کیا، اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں، یا پھسل جاؤں یا پھسل دیا جاؤں، یا ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا جہالت کا کام کروں یا میرے ساتھ جہالت مانائی کا معاملہ کیا جائے)۔

گھر میں داخل ہونے کی دعا حضرت ابو مالک اشعرؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل

ہو تو یہ دعا پڑھے: "اللہم انی أسألك خیر المولج وخیر المخرج باسم اللہ ولجاء، وباسم اللہ خوجاء، وعسی اللہ ربنا توکلنا" (۱) (اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں بہتر داخل ہونا اور بہتر نکلنا، اللہ کے نام سے ہم داخل ہوئے اور اللہ کے نام سے ہم نکلے، اے اپنے رب اللہ پر ہم نے بھروسہ کیا) پھر پ گھر والوں کو سلام کرے۔

گھر میں مرد اور عورت کی فرض نماز:

۱۳- فقہاء کا اتفاق ہے کہ گھر میں مرد اور عورت کے لئے فرض نماز کی ادائیگی درست ہے، اور حنبلیہ کا مذہب یہ ہے کہ مرد فرض نماز تہہ گھر میں پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی، لیکن وہ گنہگار ہوگا، اس نے کہ حنبلیہ کے نزدیک جماعت کی نماز مرد، مرد قنوت رکعت والے لوگوں پر واجب ہے۔

ثانفیر کی رائے ہے کہ جماعت فرض کنایہ ہے، مانندیہ و حصہ کے نزدیک جماعت سنت مکتدہ ہے، بین فقہائے مذہب کا اتفاق ہے کہ جماعت نماز کی صحت کے لئے شرط نہیں ہے، صرف حنبلیہ میں سے ان میں قنوت والوں سے مستثنیٰ ہے۔

فقہاء کا اتفاق ہے کہ مسجد میں جماعت سے باہر گھر میں تہہ نماز سے افضل ہے، اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صلاۃ الجماعة افضل من صلاۃ أحدکم وحده بخمیس وعشورین درجة" (۲) (جماعت کی نماز

(۱) حدیث: "مدا ولج"۔ کی روایت ابو داؤد (۳۲۸/۵ طبع عید دہاس) نے کی ہے اس کی سند میں شرح ابن عیاضی و درویشی حدیث ابو مالک کے درمیان اختلاف ہے لہذا حدیث ضعیف ہے دیکھئے تہذیب العیال (۳۲۹/۳۲۸/۳ طبع دار صادر)۔

(۲) حدیث: "صلاۃ الجماعة" کی روایت بخاری (۱/۲۱۲ طبع مستقر) اور مسلم (۳۲۹/۱ طبع مجلس) نے کی ہے الفاظ مسلم کے ہیں۔

(۱) مطابق ابی ایسی ۲۵۸/۵ شرح فتح القدیر ۳۰۷/۳۔
(۲) حدیث: "لا یحل للمراۃ"۔ کی روایت بخاری (۱/۲۱۲ طبع مستقر) نے کی ہے۔
(۳) حدیث: "کان ادا عرج"۔ کی روایت ابو داؤد (۳۲۸/۵ طبع عزت عید دہاس) اور ترمذی (۳۹۰/۵ طبع مصطفیٰ لمبانی) نے کی ہے ورنہ مذی نے کہا ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تہ نماز سے پچیس گنا افضل ہے) اور ایک روایت ہے: ”سبع وعشرین درجة“ (ساتتیس درجہ افضل ہے)۔

عورتوں کے حق میں گھر ہی میں نماز افضل ہے، اس لئے کہ حضرت ام سلمہ کی مرفوع حدیث ہے: ”حیر مساجد النساء فھر بیوتھن“^(۱) (عورتوں کی سب سے بہتر مسجد ان کے گھروں کا اندرون ہے) اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث ہے: ”ما تے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صلاة المرأة في بيتها افضل من صلاتها في حورتها، وصلاتها في محرابها افضل من صلاتها في بيتها“^(۲) (گھر میں عورت کی نماز گھر میں نماز سے افضل ہے، اور گوشہ میں نماز گھر میں نماز سے افضل ہے)۔ اور حضرت ام حمید ساعدیہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ”پ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قد علمت وصلاتك في بيتك خير لك من صلاتك في حورتك وصلاة في حورتك خير لك من صلاتك في دارك، وصلاتك في دارك خير لك من صلاتك في مسجد قومك وصلاتك في مسجد الجماعة“^(۳) (مجھے معلوم

ہے کہ خوابگاہ میں تمہاری نماز گھر میں نماز سے بہتر ہے، اور گھر میں تمہاری نماز مکان میں تمہاری نماز سے بہتر ہے، اور مکان میں تمہاری نماز اپنی قوم کی مسجد میں تمہاری نماز سے بہتر ہے، اور اپنی قوم کی مسجد میں تمہاری نماز جامع مسجد میں تمہاری نماز سے بہتر ہے)۔

نام نہادی کہتے ہیں: شہر کے لئے منتخب ہے کہ پٹی بڑی کو مسجد کی جماعت میں شرکت کی اجازت ہے اس سے کہ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لا تسمعوا اداء اللہ مساجد اللہ، ولكن ليحرجن وهن تفلتن“^(۴) (اللہ کی بندہ یوں کو اللہ کے گھروں سے مت روکو، لیکن وہ اس طرح باہر نہیں کہ وہ خوشبو ترک کئے ہوئی ہوں)، اور حضرت ابن عمر کی مرفوع حدیث ہے: ”اذا استاذنکم نساؤکم بالبعث الى المسجد فاذنوا لهن“^(۵) (جب تم سے تمہاری عورتیں رات میں مسجد جانے کی اجازت چاہیں تو انہیں اجازت دے دو)۔

لیکن اگر عورت کے گھر سے باہر نکلنے اور جماعت میں شامل ہونے سے قہر پیدا ہوتا ہو تو مسجد کی جماعت میں شامل ہونا عورت کے لئے حرام ہوگا، اور شوہر کو اس سے روکنے کا اختیار ہوگا اور اس پر اسے گناہ نہیں ہوگا، حدیث میں وارد عورت کو روکنے کی ممانعت کوئی چیز یہی پر محمول آیا گیا ہے، اس لئے کہ گھر میں رہنے کا عورت پر شوہر کا حق واجب ہے وہ اس واجب کو وہ فضیلت کے لئے ترک نہیں کرے گی^(۶)۔

(۱) حدیث حضرت ام سلمہ: ”حیر مساجد النساء“۔ کی روایت احمد (۲۹۷/۱) طبع (بیروت) نے کی ہے مگر وہی نے بعض میں وہی سے نقل کیا ہے نہیں نے فرمایا کہ اس کی سند کو ٹھیک ہے (فیض القدیر ۳/۲۹۷ طبع مکتبۃ الجارید)۔
(۲) حدیث ”صلاة المرأة في بيتها“۔ کی روایت ابوہریرہ (۳۸۳/۱) طبع (بیروت) نے کی ہے مگر وہی نے انجوع میں کہا ابوہریرہ نے مسلم کی شرط پر صحیح سند سے اس کو روایت کیا ہے (۱۹۸/۳ طبع دارالاحیاء التراث العربیہ)۔
(۳) حدیث: ”ام حمید“۔ کی روایت احمد (۳۷۱/۱) طبع (بیروت) نے کی ہے اور ابن حجر نے اس کو حسن بتایا ہے جیسا کہ ثل لاوطار (۱۶۱/۳) طبع دارالکتب العلمیہ ہے۔
(۴) حدیث: ”لا تسمعوا اداء اللہ“۔ کی روایت ابوہریرہ (۳۸۱/۱) طبع (بیروت) نے کی ہے اور نووی نے انجوع (۱۹۹/۳) طبع (دارالاحیاء التراث العربیہ) میں کہا کہ اس کی سند صحیح کی شرط پہنچ ہے۔
(۵) حدیث: ”اذا استاذنکم نساؤکم“۔ کی روایت بخاری (۳۳۷/۲) طبع (بیروت) نے کی ہے اور مسلم (۳۲۷/۱) طبع (بیروت) نے کی ہے۔
(۶) روضۃ الطالبین ۱/۳۳۱، الشرح المفید ۱/۲۳۳، وقایہ ۱/۵۵، شافعی ۵۵۵/۱، انجوع ۵۵۵/۱، ۱۸۹/۱۔

(۱) حدیث: ”لا تسمعوا اداء اللہ“۔ کی روایت ابوہریرہ (۳۸۱/۱) طبع (بیروت) نے کی ہے اور نووی نے انجوع (۱۹۹/۳) طبع (دارالاحیاء التراث العربیہ) میں کہا کہ اس کی سند صحیح کی شرط پہنچ ہے۔
(۲) حدیث: ”اذا استاذنکم نساؤکم“۔ کی روایت بخاری (۳۳۷/۲) طبع (بیروت) نے کی ہے اور مسلم (۳۲۷/۱) طبع (بیروت) نے کی ہے۔
(۳) روضۃ الطالبین ۱/۳۳۱، الشرح المفید ۱/۲۳۳، وقایہ ۱/۵۵، شافعی ۵۵۵/۱، انجوع ۵۵۵/۱، ۱۸۹/۱۔

گھر میں نفل نماز:

۱۴- گھر میں نفل نمازیں پڑھنا مستنون ہے (۱)۔

حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”صلوا ایہا الناس فی بیوتکم، فإن أفضل صلاة الموء فی بیتہ إلا المكتوبة“ (۲) (لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو، انسان کی سب سے افضل نماز اس کے گھر کے اندر کی ہے، سوائے فرض نمازوں کے)۔

گھر میں نفل نماز کی افضلیت کی وجہ یہ ہے کہ گھر کی نماز اخلاص سے زیادہ قریب اور ریا دکھاوے سے دور ہوتی ہے، اس لئے کہ اس میں عمل صالح کو پوشیدہ رکھا جاتا ہے جو عمل صالح کا اعلان کرنے سے افضل ہے۔

گھر میں نوافل ادا کرنے کی ایک ملت ارشاد نبوی ﷺ میں اس طرح آئی ہے: ”اجعلوا فی بیوتکم من صلاتکم، ولا تتعلموها قبوراً“ (۳) (اپنی کچھ نمازیں اپنے گھروں میں پڑھو اور آئیں قبورستان نہ بنادو) تو جس گھر میں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا اور جس میں نماز نہیں پڑھی جاتی وہ گھر دیران قبر کی طرح ہے، اس لئے یہ نیکی بات ہے کہ انسان اپنی نماز کا ایک حصہ اپنے گھر میں ادا کرے تاکہ گھر کو اللہ کے ذکر اور تقرب سے آباد رکھے، یہ مفہوم حضرت جابرؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”إذا قضی أحدکم الصلاة فی مسجده، فلیجعل لیثہ نصیباً من

صلاته، فإن الله جاعل فی بیتہ من صلاتہ خیراً“ (۴) (جب تم میں سے کوئی شخص اپنی مسجد میں نماز پوری کر لے تو اپنی نماز کا ایک حصہ اپنے گھر کے لئے رکھے، اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں خیر فرما دے گا)۔

گھر میں اعتکاف:

۱۵- اعتکاف کا اتفاق ہے کہ مرد کے لئے اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا جائز نہیں ہے، یعنی گھر کی وہ جگہ جو نماز کے لئے تیار و عطا شدہ کرہاً فیہ ہو۔

مالکؒ، شافعیہ اور حنابلہ کی رائے ہے کہ عورت کے لئے بھی اسی طرح اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف جائز نہیں ہے، ان حضرات کا استدلال حضرت ابن عباسؓ کی حدیث سے ہے: ”سئل عن امرأة جعلت علیہا - فی منزل - فی تعتكف فی مسجد بیتہا، فقال: بدعة، وأنقص الأعمال إلى الله البدع، فلا اعتکاف إلا فی مسجد تقام فیہ الصلاة“ (ان سے یک یک خاتون کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا رمانی تھی تو آپؓ نے فرمایا: یہ بدعت ہے، اور اللہ کو سب سے ریا دو ما پسند یہ عمل بدعات ہیں، لہذا اعتکاف صرف اسی مسجد میں ہونا جس میں مارتقام کی جاتی ہے)، اور اس لئے بھی کہ گھر کی مسجد حقیقتاً رحماً مسجد نہیں ہے۔

اور اگر ایسا جائز ہوتا تو امہات المؤمنین سے یوں جواز کے سے ایک باری ہی ایسا یا ہوتا۔

حنفیہ کے نزدیک عورت کے لئے اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف

(۱) المجموع ص ۸۰

(۲) حدیث: ”صلوا ایہا الناس۔“ کی روایت بخاری (صحیح ۲۱۲) طبع مترجم (۱) ہے دیکھئے: المنی لابن قدامہ ۳۱/۲۔

(۳) حدیث: ”اجعلوا فی بیوتکم۔“ کی روایت بخاری (صحیح ۱۲۳) طبع مترجم (۱) اور مسلم (۵۳۸) طبع ابن ابی شیبہ (۱) کے ہے۔

(۱) حدیث: ”إذا قضی“ کی روایت مسلم (۵۳۸) طبع ابن شیبہ (۱) کے ہے۔

بیت ۱۶، البیت الحرام ۱

کرنا جائز ہے، اس لئے کہ عورت کے حق میں اعتکاف کی جگہ یہی ہے جہاں اس کی نماز افضل ہے، جیسا کہ مرد کے حق میں یہ بات ہے، اور عورت کی افضل نماز اس کے گھر کی مسجد میں ہے، لہذا اعتکاف کی جگہ بھی اس کے گھر کی مسجد ہوئی، جیسا کہ فقہاء حنفیہ نے یہ بھی کہا کہ عورت کے لئے گھر میں اعتکاف کی جگہ سے باہر گھر میں ہی نکلتا جا رہا نہیں ہے، جیسا کہ حسن کی روایت میں ہے (۱)۔

البیت الحرام

تعریف:

۱- "البیت الحرام" کا اطلاق کعبہ پر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو "البیت الحرام" کہا ہے، ارشاد ہے: "جَعَلَ اللَّهُ الْكَبْئَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ لِقَوْمٍ يُذَكِّرُونَ" (اللہ نے کعبہ کے مقدس گھر کو ان لوگوں کے باقی رہنے کا یاد دہانہ بنا دیا ہے)۔

کعبہ کو اس کی عظمت و شرف کے اظہار کے لئے "بیت اللہ" بھی کہا جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَوَهَبْنَا لَهُنَّ لِكُلِّ مَنزِلَةٍ ذِكْرًا وَرَحْمَةً" (۲) (ہر پروردگار کو پاک رکھنا اور ان کے لئے ہر منزلہ کی یاد دہانی اور رحم کے لئے)۔

اطلاق مسجد حرام، حرم مکہ، اور اس کے رد و رد کے مناسبات تک پہنچتا ہے جن کے مناسبات معروف ہیں (۳)۔

گھر میں رہنے کی قسم کا حکم:

۱۶- اگر کسی نے قسم کھانی کہ گھر میں نہیں رہے گا، اور اس کی کوئی نیت نہیں ہے، پھر وہ بالوں کے گھر، یا کیمپ یا خیمہ میں رہتا ہے تو اس قسم کھانے والا شخص شہروں کا رہنے والا ہے تو وہ حائث نہیں ہوگا، اور اگر قسم کھانے والا یہاں دکان کا رہنے والا ہے تو حائث ہو جائے گا، اس سے کہ بیت (گھر) اس جگہ قائم ہے جہاں رات نہ اڑی جاتی ہے، درمیان میں کھانے والے شخص کے عرفی مقصود سے "بیت" ہوتی ہے، اور یہاں کے رہنے والے بال کے بنے گھر میں ہیں، جے میں تو اگر قسم کھائے، الا شخص دیہاتی ہو تو حائث ہو جائے گا، نہ خلاف اس کے کہ قسم کھائے، الا شخص شہری ہو (کہ وہ حائث نہیں ہوگا) (۴)۔



(۱) سورۃ مائدہ ۹۷۔

(۲) سورۃ حج ۲۶۔

(۳) القرطبی ۸/۱۰۲، تفسیر آیت ۳۳ ایھا الذین آمنوا ائما للمشرکون فیجئ سورۃ توبہ ۲۸، دستور العلماء ۲۲/۳۰۲، ۳۱، (علامہ الساجد للرحمۃ رحمہ ۵۹۵۸، تفسیر القرطبی ۱۳/۱۳۷ اور اس کے بعد کے صفحات، تفسیر آیت ۳۳ من اول یتب و وضع (سورۃ آل عمران ۱۹)، الاحکام السلطانیۃ لا ماوردی رحمہ ۱۵۷، ۱۵۸۔

(۴) مع تقدیر ۴۰۹/۲، شرح التفسیر ۲۵/۱، المجموع ۸۰/۱، کتاب القناع ۳۵۲۔

۲۔ یہاں طبرسی ۱۷/۸۱ رد یکھتے "مساکین"۔

جہاں حکم:

۲- امیت الحرام زمین میں اللہ کی عبادت کے لئے بنائی جانے والی پہلی مسجد ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ" (سب سے پہلا مکان جو لوگوں کے لئے وضع کیا گیا وہ وہ ہے جو مکہ میں ہے) (سب کے لئے) (مکہ) (اللاہ) (سارے جہاں کے لئے) (نما ہے)۔

حضرت ابو ذرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زمین پر بنائی جانے والی پہلی مسجد کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مسجد حرام" (۲)۔

کعبہ اور مسجد حرام کے مقام کے لئے دیکھئے: اصطلاح "کعبہ" اور "مسجد حرام"۔

بیت الزوجیہ

تعریف:

۱- "بیت" لغت میں گھر کو کہتے ہیں، "بیت الزوجیہ" آدمی کا گھر (۱)۔

"بیت الزوجیہ" ایسا متعین انفرادی مقام ہے جو بیوی کے سے مخصوص ہو، جس میں شوہر کے باشعور افراد خانہ میں سے کوئی دوسرا شخص نہ رہتا ہو، گھر کا اپنا مخصوص دروازہ ہو، اور دیگر گھریلو سہولیات ہوں خواہ بیت کے اندر ہوں یا دار کے اندر، اور ان میں کسی دوسرے فرد کی شرکت بیوی کی رضا مندی کے بغیر نہ ہو (۲)۔ یہ شرط غریب لوگوں میں نہیں ہے جو بعض گھریلو سہولیات میں مشہک ہوتے ہیں (۳)۔

بیت الخلاء

بیوی کی رہائش میں ملحوظ امور:

۲- حنفی فقہی پر رے (۴)، حنبلی پر رے (۵)، شافعی پر رے (۶)۔

دیکھئے: "فتاویٰ ابن قیم"۔

(۱) لسان العرب، المصباح المہیر، المغرب، مادۃ: بیت۔

(۲) بیت الزوجیہ، بعض قوانین میں اس کے لئے "بیت الطاہر" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۶۶۴-۶۶۳ طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

المختصر علی قرب المسائل ۲/۳۳۳، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹۔

(۴) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۶۶۴، ۶۶۳ طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

المختصر علی قرب المسائل ۲/۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹۔

(۵) المصنف لابن قیم ۵/۵۶۹ طبع مطبعۃ المدینۃ العلمیۃ، شرف القناع۔

۲/۶۰۷ طبع مکتبۃ انصار الحدیث، طالب ابوالحسن ۵/۱۶۔

(۶) سورۃ آل عمران ۹۶۔

۲- حدیث حضرت ابو ذرؓ "منازل رسول اللہ ﷺ" علی روایت بخاری

صحیح ابن ماجہ ۲/۴۰۷ طبع مکتبۃ المدینۃ العلمیۃ (۳۷۰ طبع المکتبۃ) نے کی ہے۔

بیت الزہدیت ۳

عموماً عورت کی حالت کے نمایاں ہو اس لئے کہ وہ سماں زندگی ہے
خو لو مکان ہو یا کمرہ ہو یا کچھ اور (۱)۔

خفیہ کی خام روایت یہ ہے کہ صرف شوہر کی حیثیت کا اعتبار یہ
جائے گا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ”أَسْكُوهُمْ مِنْ حَيْثُ
سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ“ (۲) (ان (مطلعات) کو اپنی حیثیت کے
موافق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو)، اس آیت میں خطاب
شوہروں سے ہے۔ حبیب میں سے علماء کی بڑی تعداد اسی کی قائل ہے،
اور امام محمد نے اسی کی سراست کی ہے (۳)۔

ثانیہ کا تیسرا قول بھی یہی ہے کہ بیوی کا گھر شوہر کی مالی
وسعت، تنگی اور متوسط حالت کے اعتبار سے ہوگا جس طرح نفقہ میں
ہوتا ہے (۴)۔

بیوی کے گھر کے لئے شرط:

۳- فقہاء کی رائے ہے کہ (۵) بیوی کے گھر میں مندرجہ ذیل امور کی
رعایت کی جائے گی:

(۱) شرح منہاج الطالبین و جامعہ الترمذی ۳/۳۲ طبع مکتبہ المصنوع
الکتاب ۱۸۶۷ء طبع المکتب الاسلامی المبرک۔

(۲) سورہ طلاق۔

(۳) ابن ماجہ ۲/۶۶۲-۶۶۳، فتح القدیر ۳/۵۳۵-۵۳۶۔

(۴) الحبیب ۲/۱۳۳ دارالمعرفہ۔

(۵) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱

بیت الزہدیت ۳

لے۔ شوہر کے بے شعور بچے کے علاوہ شوہر کے دوسرے افراد خاندان سے خالی ہو، اس لئے کہ بیوی کو اپنے مخصوص گھر میں دوسرے کی شرکت سے ضرور پہنچے گا، نیز اسے اپنے سامانوں کے تین اطمینان نہیں ہوگا، دوسروں کی شرکت اس کے لئے اپنے شوہر کے ساتھ رہنے پہنچنے میں رکاوٹ بنے گی، ”بیت الزہدیت“ (بیوی کے خصوصی گھر) کے تحقق سے اس سے پرہیز، اتفاق ہے۔

بیت دوم مکاب جس میں بیوی کا مخصوص گھر بھی واقع ہے۔ اس مکاب میں شوہر کے اقارب و شوہر کی دوسری بیویاں رہتی ہوں اور یہ بیوی ان کے ساتھ رہنے پر راضی نہ ہو تو فقہائے حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر مکان کے اندر بیوی کا ایسا علاحدہ گھر ہو جس کو بند کرے اور وہ مرد اور اس گھر کے ساتھ دیگر سہولیات فراہم ہوں تو ایسا گھر بیوی کے لئے کافی ہوگا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایسی صورت میں مکان کے بقیہ حصہ میں شوہر کے اقارب کے رہنے پر بیوی کو اعتراض کا حق نہیں ہوگا، بشرطیکہ ان میں سے کوئی فرد بیوی کو اپنے اندر نہ چھوڑتا ہو، فقہاء حنفیہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں شوہر اپنی دوسری بیوی کو بھی اس مکان میں رکھ سکتا ہے بشرطیکہ سہولیات (یعنی جن میں استیخانہ غسل خاندان وغیرہ) مشترک نہ ہوں، کیونکہ یہ سہولیات ہی منکر ہے۔ حسب حق ہیں (۱)۔

عائقی مسک بھی فی جہد یہی ہے (۲)۔

بعض حنفیہ کا یہ قول جسے ابن عابدین نے پسند لیا ہے، یہ ہے کہ برتہ اور کم رتہ بیوی کے درمیان فرق پایا جائے گا، یعنی حیثیت اور مالہ رتہ کی کو تو پورے مکاب علاحدہ دینا ہوگا، لیکن متوسط حیثیت کی بیوی کے لئے مکان کا ایک گھر کافی ہوگا (۳)۔

مالکیہ نے اس کی تفصیل ذکر کی ہے، وہ اسی جیسی ہے، جیسا کہ صاحب الشرح المالکیہ نے اس کی صراحت کی ہے، وہ کہتے ہیں: بیوی کو حق ہے کہ شوہر کے اقارب مثلاً شوہر کے والدین کے ساتھ ایک مکان میں رہنے سے انکار کر دے، اس لئے کہ ایک ساتھ رہنے میں شوہر کے اقارب بیوی کی حالت سے آگاہ ہوں گے جس سے بیوی کو ضرر ہوگا، لیکن کم رتہ بیوی ان کے ساتھ رہنے سے انکار کرنے کا حق نہیں رکھتی ہے، اسی طرح اگر ذی حیثیت بیوی پر شوہر کے گھر والوں نے اپنے ساتھ رہنے کی شرط لگا رکھی ہو تو اسے بھی انکار کا حق نہیں ہوگا، لیکن یہ اس صورت میں ہے جب اس قارب کی نظر بیوی کی پوشیدہ چیزوں (ستر وغیرہ) پر نہیں پڑتی ہو، مالکیہ نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ شوہر اس کے ساتھ دوسری بیوی سے پتی چھوٹی اہلاد کو رکھ سکتا ہے، اس صورت میں کہ بیوی کو بوقت دخول اس بچہ کا علم ہو، یا اس بچہ کی پرورش کرنے والا اس کے باپ کے علاوہ کوئی نہ ہو تو وہ بیوی کو بوقت دخول بچہ کا علم نہ ہو (۴)۔

حنابلہ کہتے ہیں: اگر شوہر نے اپنی دو بیویوں کو یک مکان میں سمجھ لیا، ہر ایک کو علاحدہ گھر میں، تو یہ درست ہے بشرطیکہ ان میں سے ایک کا گھر اس جیسی عورتوں کی رہائش کے مثل ہو، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اس جیسی عورت کی رہائش کے لئے پورا مستقل مکان ہوتا ہو تو شوہر نہ پورا مکان، نہ تالار ہوگا (۵)۔

شوہر یا بیوی کا خاںم خود اور خاںم بیوی کی جانب سے ہو یا شوہر کی جانب سے، مکان میں رہتا ہے، اس سے کہ اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے، اور خاںم ایسا ہی فرہم ہوتا ہے جس کے سے بیوی کو اچھا جائز ہے جیسے کہ آراء عورت (۶)۔

(۱) الشرح المالکیہ ص ۵۱۲، ۵۱۳۔

(۲) المغنی ۲/۲۶۷-۲۷۷، کتاب النکاح ۵/۱۹۷۔

(۳) حاشیہ ابن عابدین ۲/۶۵۳-۶۵۵، شرح فتح القدر ۳/۱۹۹، ۲۰۱، حاشیہ

(۴) رد المحتار ۲/۶۳۳۔

(۵) فہمۃ الجاح ۲/۵۵۷۔

(۶) رد المحتار ۲/۶۳۳۔

مخصوص گھر میں رکھے (۱)۔

بیوی کے لئے اپنے مخصوص گھر سے نکلنے کی اجازت؟
اصل یہ ہے کہ بیوی کو شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے مخصوص گھر
سے باہر نکلنے کا حق نہیں ہے، بین مخصوص حالات اس حکم سے مستثنیٰ
ہیں، ان حالات کے سلسلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، ایسی ہم حالتیں
مندرجہ ذیل ہیں:

الف- اپنے گھر والوں سے ملاقات:

۵- حنفیہ کے نزدیک رائج یہ ہے کہ عورت اپنے مخصوص گھر سے
۶- ہفتہ اپنے والدین سے ملاقات کے لئے اور ہر سال اپنے محرم رشتہ
داروں سے ملاقات کے لئے نکل سکتی ہے خواہ اس کا شوہر اجازت نہ
دے (۲)۔

نیز بیوی اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی عیادت اور
جنازہ میں شرکت کے لئے نکل سکتی ہے (۳)۔

امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ بیوی اپنے والدین سے ملاقات
کے لئے ۴ ہفتہ اپنے گھر سے اس صورت میں نکل سکتی ہے جب
والدین اس سے ملاقات کی قدرت نہ رکھتے ہوں، ورنہ والدین
ملاقات کر سکتے ہوں تو بیوی میں کھلے گی (۴)۔

مالکیہ نے جائز قرار دیا ہے کہ عورت اپنے والدین سے ملاقات
کے لئے اپنے گھر سے نکل سکتی ہے، اور ہفتہ میں یک بار والدین سے

ب- بیوی کا گھر اس کی سوکن کی رہائش سے خالی ہو، اس لئے کہ
وہ ان کے درمیان غیرت ہوئی ہے، اور انھار بننے سے وہ ان میں
اختلاف و جنگ پیدا ہوگا، الا یہ کہ وہ دونوں ایک ساتھ رہنے پر راضی
ہو جائیں، اس لئے کہ حق انہی دونوں کا ہے (وہ اس پر راضی ہو سکتی
ہیں)، البتہ اس رضامندی کے بعد پھر رجوع (یعنی ملاحد و رہائش
کے مطالبہ) کا انہیں حق ہوگا۔

ج- بیوی کا گھر اچھے دینک پڑا بیویوں کے درمیان ہو، ایسے
پڑا بیوی کی شہادت قبول کی جاتی ہے تاکہ بیوی کو اپنی جان و مال
کا اطمینان حاصل ہو، اس کا مطلب یہ ہوا کہ بغیر پڑا بیویوں کے گھر
شہری رہائش نہیں ہے اگر سے پڑا بیوی کا اطمینان نہیں۔

۱- بیوی کے گھر میں وہ تمام چیزیں ہوں جو ان جیسی عورتوں کی
زندگی کے سے عموماً ضروری ہوتی ہیں، جیسا کہ گذرا، اگر گھر کی تمام
ضروری سہولیات ہوں۔

بیوی کے گھر میں شیر خوار بچہ کی رہائش:

۴- فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر عورت پر اپنے بچہ کو دودھ پلانا متعین
ہو جائے، یا اس سے شامی سے قبل ۱۰۰۰ پلائے کے لئے خود کو اجازت
پر دیا ہو پھر شامی کی ہوتو شوہر کو حق نہیں ہے کہ ۱۰۰۰ پلائے کے حاملہ
کو فیج کرے، اسی طرح اگر شوہر نے بیوی کو ۱۰۰۰ پلائے کی
اجازت دے رکھی ہو تو بھی معاملہ فیج کرے کا حق نہیں ہے، ان
دونوں صورتوں میں بیوی کا حق ہے کہ اپنے ساتھ شیر خوار بچہ کو اپنے

(۱) ابن ماجہ بن ۲/۳۷، جامعہ الدوسلی ۳/۱۳۱، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱،
کشاف القناع ۵/۱۹۱۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ بن ۲/۳۵۹۔

(۳) البحر الرائق ۳/۲۱۲-۲۱۳ طبع دار المعرفہ۔

(۴) حاشیہ ابن ماجہ بن ۲/۱۶۳۔

۱۔ المدنی علی الشرح المکیر ۲/۵۱۰-۵۱۳، شرح الفرقانی ۳/۲۶۳-۲۶۷،
الخرشی ۳/۱۸۶-۱۸۷، نہایۃ الحاج ۷/۱۸۶، شرح منہاج الطالبین
۳/۷۲-۷۳، المہذب ۳/۱۶۳، کشاف القناع ۵/۱۹۱، ۱۶۳-۱۶۴،
مطالب الولی ۵/۱۶۰، النبی ابن قدامہ ۷/۵۶۹-۵۷۰۔

بیت الزوہدیت ۶

شہد ہو، ان طرح اس کی عیادت اور ان کے جنازہ میں شرکت کر سکتی ہے خود شوہر سوچتا ہو، اور اس نے اپنے جانے سے پہلے نہ جازت دی ہو اور منع کیا ہو، اور اگر اس نے جانے سے قبل منع کر دیا ہو تو عورت کے لئے نکاح جائز نہیں ہے اور باہر نکلنے سے مراد سفر کے لئے نکاح ہے، اور مرد سوچتا ہو، اور شوہر سے مراد شوہر سوچتا ہو، ہے۔

مثالہ نے اجازت دی ہے کہ بیوی اپنے شوہر کی اجازت سے اپنے والدین سے ملاقات کے لئے جاسکتی ہے، شوہر کی اجازت کے بغیر جانے کا حق نہیں ہے، اس لئے کہ شوہر کا حق واجب ہے جسے کسی غیر واجب امر کی وجہ سے ترک کرنا جائز نہیں ہوگا، خواہ ملاقات کا جو بھی جب ہو، اور شوہر کی اجازت کے بغیر صرف ضرورتاً نکل سکتی ہے، اور شوہر کو حق نہیں ہے کہ بیوی کو اپنے والدین سے ملاقات کرنے سے منع کرے، بلکہ یہ کہ اس کو کثر اُن احوال سے اس بات کا اندازہ ہو کہ بیوی سے والدین کے ملاقات کرنے سے ضرر حاصل ہوگا، تو ایسی صورت میں شوہر کو حق ہوگا کہ دفع ضرر کے لئے والدین کو بیوی سے ملاقات کرنے سے منع کرے (۲)۔

ب۔ عورت کا سفر کرنا اور رہائشی گھر سے باہر رات گزارنا:
۶۔ تنقیہ، مالک، مثالہ کے نزدیک عورت فرض حج کی نیکی کے لئے اپنے رہائشی گھر سے باہر نکل سکتی ہے، اور شوہر کو حق نہیں ہوگا کہ اسے روک دے، اس لئے کہ حج اصل شرع کی رو سے فرض ہے، اور

(۱) شرح منہاج طالبین وحاشیہ عمیرہ ۹/۳۷۲، روح المعانی ۱۰/۱۹۸، تنقیہ المحتاج ۱/۱۹۸۔

(۲) کتاب الفتاویٰ ۵/۱۹۸، (اس کتاب میں طاعت کی غفلت سے مہموم الٹ گیا ہے اور والدین کی نیابت سے بیوی کو روکنے کا مہموم ۲/۱۹۸ ہے جب کہ صحیح روایات ہے جو ہم نے پر ذکر کی ہے جیسا کہ مسلک حنفی کی نگہ تمام کتب مراجع میں ہے، انہی میں ۱۱/۲۰۰، طبع مطبوعہ المیزان، شرح منہاج ختمی ۱۱/۲۰۰، طبع مطبوعہ المیزان، ۱۱/۲۰۰۔

ملاقاتیں اجازت دی جانے میں شریک اس کی دلت پر اطمینان ہو تو خود نوہوں ہو اور اس کی حالت کو ممانعت پر ہی محمول کیا جائے گا یعنی اس پر اطمینان ہی کیا جائے گا جب تک کہ اس کے خلاف ظاہر نہ ہو جائے، اور اگر شوہر نے قسم کھائی کہ بیوی اپنے والدین سے ملاقات نہیں کرے گی تو شوہر کو پٹی قسم میں حائث بنایا جائے گا باہر نکل کر تاحی بیوی کو ملاقات کے لئے نکلنے کا حکم دے گا، اور جب وہ عملاً نکلے گی تو شوہر حائث ہو جائے گا، یہ اس صورت میں ہے جب اس کے والدین انی شہر میں رہتے ہوں، اگر وہ دور رہتے ہوں تو بیوی کو ملاقات کا حکم نہیں دیا جائے گا، اور بیوی کو والدین سے ملاقات کے لئے جانے کا حق اس صورت میں نہیں ہوگا جب شوہر نے اللہ کی قسم کھائی ہو کہ بیوی نہیں نکلے گی، اور اس جملہ کو مطلق رکھا ہو یعنی مخصوص ملاقات سے ممانعت کے بجائے مطلق نکلنے سے ممانعت کی قسم کھائی ہو، اور یہ اطلاق لفظ میں بھی ہو اور نیت میں بھی، پس شوہر کے خلاف فیصلہ کر کے اس کے نکلنے کا حکم نہیں دیا جائے گا خواہ وہ اپنے والدین سے ملاقات کی درخواست کرے، اس سے کہ جس صورت میں اس کے مخصوص ملاقات کی ممانعت کی اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شوہر بیوی کو نہ پہنچانا چاہتا ہے، لہذا شوہر کو حائث بنایا جائے گا، یہ حدف اس کے کہ اگر اس نے قسم میں عہدیت رکھی تو اس سے بیوی کو نہ پہنچانے کا مقصد خلع نہیں ہوتا ہے، لہذا شوہر کے حدف اس کے نکلنے کا فیصلہ کر کے شوہر کو حائث نہیں بنایا جائے گا، اور اگر اس کی دلت کے بارے میں اطمینان نہ ہو تو دوبارہ اس میں نظر نہ خواہ وہ باہر نکلنے والی ہی بیوی نہ ہو، مرنے کی تکلیف، اعتناء، خاتون کے ساتھ نظر نہ، اس لئے کہ نکلنے سے مفسد کا شکار ہوگی (۱)۔

ثانیہ سے اپنے مقصد قول میں بیوی کو اجازت دی ہے کہ اپنے گھر والوں سے ملاقات کے لئے خود و دھارم ہوں جاسکتی ہے جہاں

(۱) حاشیہ المدنی علی الشرح الکبیر ۱۲/۵۱۲، شرح المنہاج فی ۱۲/۲۲۸۔

بیت انزویہ ۷-۹

صورت میں شوہر کے لئے مستحب ہے کہ بیوی کو جانے کی اجازت دے، تاکہ اس میں صدر جمی ہے اور شرکت سے بیوی کو روکنا قطع جمی ہے۔ نیز شوہر کی عدم اجازت یا اوقات اس کی مخالفت پر بیوی کو آمادہ کر سکتی ہے، بسبب کہ اللہ تعالیٰ نے پیچھے طریقہ سے زندگی گزارنے کا حکم دیا ہے لہذا شوہر کو چاہئے کہ بیوی کو نہ روکے نہ کہ نہالہ نے اس صورتوں کے حکم کی سرکشتی نہیں کی ہے۔

۷- ضروریات کی تکمیل کے لئے مکان:

۹- جمہور فقہاء کی رائے میں بیوی کے سے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے رہائشی گھر سے نکلا اس صورت میں جائز ہے جب بیوی کو کوئی اچانک ضرورت پیش آجائے اور قابل اعتماد شوہر یا بیوی کا کوئی محرم اس کو پورا نہ کرے۔

اسی طرح اپنی بعض لازمی ضروریات پوری کرنے کے سے بھی نکل سکتی ہے جیسے مکان کے کسی حصہ سے یا مکان کے باہر سے پانی لانا، اسی طرح کھانا لانا وغیرہ ایسی ضروریات جن سے انسان بے نیاز نہیں ہوتا، اور شوہر اس ضروریات کی تکمیل نہ کرے، اسی طرح شوہر نے بیوی کو بُری طرح مارا ہو، یا اسے قاضی کے پاس جا کر پناہ طلب کرنے کی ضرورت ہو تو بھی نکل سکتی ہے (۲)۔

حنفی نے صراحت کی ہے کہ اگر عورت کا گھر غصب کردہ ہو تو وہ اس گھر سے نکل سکتی ہے، اس لئے کہ مقصود گھر میں رہائش حرام ہے،

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۲/۳۵۹، ۶۶۳، الخوارزمی ج ۲/۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴،

بیت الزودیہ ۱۰

معتی ہے جب گھریا اس کا کچھ حصہ انہدام کے قریب ہو اور اس کا
اشارہ مقررینہ پایا جا رہا ہو نیز شوہر کی اجازت سے وہ کسی علمی
مجلس میں شرکت کے لئے جاسکتی ہے شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں
جاسکتی ہے۔

رباٹھی گھر میں رہائش سے بیوی کے نکاح کے ثروت:
۱۰۔ فقہاء کی رائے ہے کہ عورت اگر رہائشی گھر میں رہائش سے
ملاوہ نکاح کرے۔ خود گھر سے باہر نکلنے کے بعد وہاں رہائش سے
انکار ہو یا بدلتا ہی اس گھر میں جانے سے انکار کرے۔ جب کہ اس
نے اپنا مہر متخل وصول کر لیا ہو ورنہ رہائش کا مطالبہ کیا ہو
تو عورت کو عقد اور رہائش کا حق اس وقت تک نہیں ملے گا جب تک کہ
وہ وہاں رہے۔ لہٰذا اس لئے کہ عورت نے انکار کر کے شوہر کا حق
میں فوت کر دیا جس کی وجہ سے عقد واجب ہوتا ہے، لہٰذا ایسی عورت
مافرمان قرار پائے گی (۱)۔



۱۱۔ حرام سے زبرد جب ہے، اور اس صورت میں اس کا عقد مانتا
نہیں ہوگا، یہی حکم اس صورت میں ہے جب عورت اپنے گھر میں
جانے سے انکار کر دے (۲)۔

ثانیہ (۳) ۱۱۔ حنا بد (۳) نے صراحت کی ہے کہ عورت اپنے
رباٹھی گھر سے باہر کام کرنے کے لئے نکل سکتی ہے اگر شوہر نے اس
کی اجازت دی ہو، اس لئے کہ یہ حق خود ان دونوں کا ہے۔ اور ان
دونوں سے نہیں نکل رہا ہے۔ عورت نے عقد نکاح سے قبل اپنے کو
وہ دھپانے کے سے ثروت پر دیا ہو پھر اس نے ثانی کی بیوی سے
پلہ نے کے لئے وہ باہر نکل سکتی ہے، اس لئے کہ یہ عقد اجارہ صحیح ہے،
اور شوہر اس اجارہ کو فسخ کرنے یا عورت کو رضاعت سے روکنے کا حق
نہیں رکھتا جب تک کہ اجارہ کی مدت ختم نہ ہو جائے، اس لئے کہ عقد
چارہ کے منافع کی ملکیت عورت نے شوہر سے نکاح سے قبل حاصل کی
ہے اور ساتھ ہی شوہر کو اس کا علم تھا۔

ثانیہ نے صراحت کی ہے کہ عورت اپنے رہائشی گھر سے نکل سکتی
ہے اگر سے کسی ناسق دیور سے اپنی جان یا مال کا اندیشہ ہو یا ماریت پر
گھر، اپنے والا شخص عورت کو گھر سے نکال دے، اسی طرح ثانیہ نے
صرحت کی ہے کہ عورت شوہر کی مطلقاً اجازت سے کسی خرم کے
ساتھ باہر اور سفر پر نکل سکتی ہے (۴)۔

حنفیہ (۵) اور ثانیہ (۶) نے صراحت کی ہے کہ عورت اپنے
رباٹھی گھر سے شوہر کی اجازت کے بغیر بھی اس صورت میں نکل

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۶۳۶-۶۳۷، بحر الرائق ۳/۹۵، شرح فتح
الہدیٰ ۲/۱۹۶، بدائع الصنائع ۱۹/۳، حامیۃ الدینی علی الشرح
الکبیر ۲/۵۱۳، شرح الترغیب ۳/۲۵۱، مواہب الجلیلیں ۳/۱۸، نہیۃ
المکناج ۷/۹۶، منهاج العالمین مع حامیۃ التقدیسی ۳/۸،
روحۃ العالمین للہوئی ۹/۵۸-۵۹، مطالب ولی الص ۵/۶۲۴،
کشاف القناع ۵/۳۶۷، ۳۷۱، انہی و بین قد امر ۷/۶۲، ۶۴۔

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۳۷۷، شرح فتح الہدیٰ ۳/۹۶۔
(۳) تحفۃ المکناج بشرح المسماج ۱۸/۳۳۱۔
(۴) کشاف القناع ۵/۹۶، مطالب ولی الص ۵/۲۷۲، ۲۷۳۔
(۵) بحر الرائق شرح کفر بدقائق ۳/۳۱۲-۳۱۳۔
(۶) نہیۃ المکناج ۷/۹۶۔

بیت المال ۱-۲

ملک میں قبضہ و ثابت ہو، لیکن اس کا مالک متعین نہ ہو بلکہ وہ تمام لوگوں کا مال ہو، قاضی ماوردی اور قاضی ابو یعلیٰ کہتے ہیں: یہ وہ مال ہے جس کے مستحق مسلمان ہوں، بین مسلمانوں میں سے کوئی اس کا مالک متعین نہ ہو، ایسا مال بیت المال کے حقوق میں سے ہے۔ پھر کہتے ہیں: ”بیت المال کی جگہ کا میں بلکہ اس شعبہ کا نام ہے“^(۱)۔

بیت المال

تعریف:

۱- بیت المال، لغت میں ایسی جگہ ہے جو مال کی حفاظت کے لئے بنائی گئی ہو خواہ وہ جگہ خاص ہو یا عام۔

جہاں تک اصطلاح کا تعلق ہے تو ”بیت مال المسلمین“ اور ”بیت مال اللہ“ کے لفظ بتدائے اسلام میں ایسے مقام یا مکان کے لئے استعمال ہوتے تھے جن میں اسلامی حکومت کے ”قواعد عمومی ممول“ جیسے بی، خمس، غنائم وغیرہ ان کے مصارف میں صرف کرنے تک حفاظت کے لئے رکھے جاتے تھے، پھر اس مفہوم کو بتانے کے لئے صرف ”بیت المال“ کا لفظ بولا جانے لگا، اور منطق ”بیت المال“ ہونے سے یہی مفہوم مراد ہونے لگا^(۲)۔

بعد کے اسلامی ادوار میں اس لفظ ”بیت المال“ کا مفہوم مزید وسیع ہوا، اور اس جہت و شعبہ کے لئے استعمال ہونے لگا جو مسلمانوں کے عمومی مال جیسے نقد، سامان اور اسلامی اراضی وغیرہ کا مالک ہوتا ہے۔

یہاں پر عمومی مال سے مراد ہر وہ مال ہے جس پر مسلمانوں کے

(۱) کتاب الخراج ص ۲۲ پر قاضی ابو یوسف کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دور میں ارضی امیر بہ بیت المال کے اموال میں شمار نہیں ہوتی تھیں، لیکن ابن ماجہ بن اور حاکم بن حنفیہ کے کلام میں صراحت ہے کہ یہ ارضی ہے۔ مال کے اموال میں چہ دیکھتے اصطلاح ”ارض خود“ اور اصطلاح ”ارضاد“۔

خلیفہ وغیرہ کے مخصوص ممول کے خزانے ”بیت مال الخلفہ“ (مخصوص بیت المال) کہلاتے ہیں۔

۲- ”یونان بیت المال“ اور ”بیت المال“ میں فرق ملحوظ رکھنا چاہئے۔ ”یونان بیت المال“ وہ ادارہ ہے جہاں آمد و رفتی و عمومی ممول کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے، یہ ماوردی و ابو یعلیٰ کے نزدیک خدمت کا ایک یون (محکمہ) ہے، اس وقتوں حضرت کے عہد میں چار یون ہوا کرتے تھے، ایک قوت کا، یون، دوسرا اعمال کا، یون، تیسرا آوریوں کا، یون، اور چوتھا بیت المال کا، یون^(۳)، دوسرا ان کو بیت المال کے ممول میں تصرف کا اختیار نہیں ہوتا، اس کا کام صرف ریکارڈ رکھنے تک محدود رہتا ہے۔

یون، دراصل بیت یا جسر کو کہتے ہیں، ہند سے سام میں سے جسر کو کہتے تھے جس میں بیت المال سے خلیفہ پانے والوں کے کام درج

(۱) الاحکام اسلامیہ، لاہوری پبلیشنگس ص ۲۳۵، لکھنؤ ۳۵ھ، الاحکام اسلامیہ لکھنؤ، ابی الحسن ماوردی ص ۲۱۳ طبع لکھنؤ، اس میں یہ ملاحظہ ہے کہ بیت المال کی اعتباری فصاحت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ اس کے ماحدوں کے توسط سے طبی شخص کا معاملہ کیا جائے گا، اس کا اپنا مالی ذمہ ہوگا جس کی مدد سے اس کے حق میں اور اس کے ویر حقوق ثابت ہوں گے، اس کی جانب سے اور اس کے خلاف دعویٰ دائر کیا جائے گا، اس کا ناکدہ پہلے امام المسلمین ہونا تھا یا دوسرا شخص جس کے ذمہ وہ کیا گیا ہو، اور اب اس کا ناکدہ ویر مالیت یا متعلقہ ذمہ دار ہوتا ہے۔

(۲) ماوردی ص ۲۰۳، ابو یعلیٰ ص ۲۲۲۔

بیت المال ۳

پرنیکس یا جانا ہوتا، یونان میں اس کے ساتھ مقدمہ مصاحبت و راس سے لے جانے والے پرنیکس کی مقدمہ رکھا، کرنا۔

اسلام میں بیت المال کا آغاز:

۳۔ بعض مراجع سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عمر بن خطابؓ نے بیت المال قائم کیا، ابن ہاشم نے اس کا ذکر کیا ہے (۲)، لیکن بیشتر مراجع میں مذکور ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے مسلمانوں کے لئے بیت المال قائم کیا تھا۔

چنانچہ ابن عبد البر کی "الاستیعاب" اور ابن حجر کی "تہذیب التہذیب" میں معتبیب بن ابو قاطمہ کی سوانح میں مذکور ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے "بیت المال" کا وعدہ کر دیا تھا (۳)، بلکہ ابن ہاشم نے ایک دوسرے مقام پر ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کا ایک بیت المال خ کے مقام پر (مدینہ کے فضائل میں) تھا، اور آپؓ میں سکنت رکھتے تھے، یہاں تک کہ جب وہ مدینہ منتقل ہو گئے تو ان سے کہا گیا کہ کیا وہاں اس کی نگرانی کے لئے کسی کو مامور کر دیا جائے، آپؓ نے کہا: نہیں، چنانچہ آپؓ کے مہول مسلمانوں پر شرف کرتے تھے تاکہ اس میں کچھ بھی باقی نہیں بچتا، جب آپؓ مدینہ منتقل ہو گئے تو بیت المال اپنے گھر میں بنایا، جب حضرت ابو بکرؓ انتقال ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے امانت و رس کو جمع کیا اور بیت المال کو کھولا تو اس میں ایک دینار کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا جو تیلے سے رزیا تھا تو سمجھوں نے حضرت ابو بکرؓ کے سے

ہوتے تھے (پھر اس کے مفہوم میں توثیق پیدا ہوا جیسا کہ مذکور ہوا۔

قاتب و یون کے فرض میں سے یہ ہے کہ بیت المال کے قوانین کی حفاظت کا لائن پرنیکس کے مطابق کرے، نہ تو زائد ہو نہ رعایا پر ظلم ہو ورنہ کم ہو کہ بیت المال کا حق متاثر ہو (۴)۔

بیت المال سے متعلق امور میں قاتب و یون کی ذمہ داری ہے کہ بیت المال کے قوانین و اس کے ٹیکسوں کی حفاظت کرے، قاضی ماہر کی و قاضی البویعلی نے قاتب کی ذمہ داریوں میں چھ کام بتائے ہیں جو مختصر و رفتہ ذیل میں:

۱۔ کام کی سبکی تیسرے کے دوسرے سے متاثر ہو جائے، اور کام کے گوشوں کی تفصیل جن کے کام مختلف ہوتے ہیں۔

۲۔ ملک کی حالت کا ذکر آیا وہ حالت کے درمیان ہو جائے یا صبح کے ذریعہ، اور ملک کی زمین کے مشرق یا غربی ہونے کی بابت تقابلی طور پر یا تمام ملے پڑے ہیں۔

۳۔ ملک کے شرف کے تمام کار، ملک کی ارضیاتی بابت ملے شدہ امر، یا و شرف مقدسہ ہے یا شرف طیبہ (رہمن پر متعین و راس کی شکل میں وظیفہ)۔

۴۔ برعلاقہ کے بل و مدد و مقدمہ یہ میں ان پر جو کچھ متاثر کیا گیا اس کی تفصیل ذکر کرے۔

۵۔ اگر ملک میں معدنی و ساحل میں تو معدنی جہاز اور حصص فی نقد و کا ذکر تاکہ اس سے نکلنے والے و ساحل پر لی جائے و ملی مقدمہ معلوم ہو۔

۶۔ اگر ملک کی مرحدہ راجہ ب سے ملتا ہو، اور ان کے ساتھ یونی مصاحبت کی رہ سے، والا سلام میں ان کے مہول کے داخل ہونے

(۱) الماوردی ص ۴۰۷، ابو بکر ص ۲۴۸، ۲۴۹۔

(۲) الکامل لابن الاثیر ۲/۲۹۰ دار الفکر المیر یہ مقدمہ ابن خلدون: ۱۰۱۔

دیون الاعمال والجنایات ص ۲۲۲ طبع القاہہ۔

(۳) الاستیعاب بمائش ص ۳۵۵ طبع المکتبۃ النجاریہ ص ۱۲۵۔

(۴) حاشیہ التبعی (علی شرح لکھنؤی ص ۱۹۰ طبع مکتبۃ النجلی۔

(۵) ابو بکر ص ۳۳۔

بیت المال ۳-۵

رحمت کی دعا کی (۱)۔

کہتے ہیں: حضرت ابو بکرؓ نے حکم دیا تھا کہ ان کے نقد کے لئے بیت المال سے جو کچھ لیا گیا ہے ان کی وفات کے بعد وہ سب واپس مروا جائے (۲)۔

امام ابو یوسفؒ کی ”کتاب الخراج“ میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے اہل حیرہ کے ساتھ اپنے معبود دمامہ میں گئے: میں نے اس کے لئے طے کیا کہ یہ حاجتیں جو کام کرنے کے قابل نہیں ہو جائے یا وہ کسی مسیبت کا شکار ہو جائے یا جو پلٹے تو مالہ رتھ بقیہ ہو جائے اور اس کے اہل نہ بھاس پر صدقہ کرنے لگیں، میں نے اس کا یہ معاف کر دیا اور ان کی نیز ان کے اہل و عیال کی کفالت بیت المال سے کی جائے کی جب تک وہ ویرالاسام اور رالخرقہ میں مقیم ہیں۔ اور میں نے اس پر شرط لگائی کہ ان تیرہ دن پر ان سے صلح ہوئی ہے وہ وصول کی جائیں یہاں تک کہ وہ سے بیت المال میں جمع کرا دیں (۳)۔

۴- جس تک وہ زبوی کا قتل ہے تو کتب سنت وغیرہ کے دن مرتب تک ہماری رسائی ہوگی اس میں عہدہ بروت میں اس فقہ بیت المال کے نام کا استعمال نہیں ملتا، بین متعدد احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بیت المال کے کچھ کام اس وقت موجود تھے، اس سے کہ لی، خمس غنایم، صدقات کے امول، مدفون کے لئے اطمینان و سامان وغیرہ عمومی امول باضابطہ منجھے جاتے، اور صرف خراج کے بہت تک محفوظ رکھے جاتے تھے (۴)۔

(۱) الکامل ۲/۲۹۰۔

(۲) الکامل ۲/۲۹۱۔

(۳) کتاب الخراج ص ۳۲-۳۵ طبع المکتبۃ ۱۳۸۲ھ۔

(۴) مسند احمد ۵/۵۹۹، الخراج لابن یوسف ص ۶۱، الترتیب دارالحدیث

۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲

حضرت عمرؓ کے دور کے بعد سے تمام اسلامی دور میں بیت المال کا عمل جاری رہا، یہاں تک کہ سب سے موجودہ جدید نظام کیا تو موجودہ دور میں بعض اسلامی ممالک میں بیت المال کا کام صرف کشیدہ دور لاوارث امول کی حفاظت تک محدود رہ گیا اور بیت المال کے دورے کام وزارت مایات اور وزارت خزانہ انجام دینے لگے۔

بیت المال کے اموال میں تصرف کا اختیار:

۵- بیت المال میں تصرف کا اختیار صرف خلیفہ یا اس کے نائب کو ہے (۱)، اس لئے کہ امام ان امور میں مسلمانوں کا نائب ہے جن میں کوئی متعین شخص صاحب تصرف نہیں ہوتا، بیت المال کے حقوق میں تصرف کرنے والا ہر شخص امام کے اختیار سے اپنا اختیار حاصل کرتا ہے، ضروری ہے جیسا کہ رواج بھی ہے کہ خلیفہ کسی مانت در اور قدرت رکھنے والے شخص کو بیت المال کا ذمہ دار متعین کرے، خلیفہ کی نیابت میں بیت المال میں تصرف کرنے والا شخص ”صاحب بیت المال“ کہلاتا ہے، اور وہ خلیفہ کی جانب سے مفوضہ اختیار کے مطابق تصرف کرتا ہے۔

بیت المال کے اموال میں خلیفہ کو تصرف کے اختیار حاصل ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی و خواہش سے تصرف کرے گا جس طرح اپنے ذاتی مال میں تصرف کرتا ہے، اگر وہ ایسا کرتا ہے تو کہا جائے گا کہ بیت المال میں فساد آگیا ہے یا اس کا نظام درست نہیں رہا، اور ایسی صورت حال کے لئے مخصوص احکام ہیں جن کی تفصیل آ رہی ہے، ان امول میں خلیفہ کا تصرف اس طرح ہوگا جس طرح خلیفہ کے مال میں ملی یتیم تصرف کرتا ہے، جیسا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا: اس مال میں میری حیثیت یتیم کے ملی کی ہے، اگر مجھے ضرورت میں رہی تو

(۱) جوہر الکلیل ۱/۲۶۰۔

بیت المال ۶

نہیں لوں گا، ورنہ رست ہوئی تو معرفت کے مطابق کھاؤں گا اور جب خوش حالی ہو تو وہ روہں گا^(۱)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مال میں وہ پتی صوبہ کے مطابق ایسا تصرف کرے گا جو مسلمانوں کے لئے بہتر ہو۔ اس کے یہ وہ منافع میں ہو، محض خواہش مرضی اور خود مرضی سے تصرف نہیں کرے گا^(۲)۔

قاضی ابویعلیٰ نے وضاحت کی ہے کہ امت کے امور میں امام کی وہ ذمہ داریاں ہیں، ان میں لینی اور صدقات کی حسب شرع وصولی، وظائف و بیت المال سے دیگر اشراجات کی تعمیر و مرافقہ پر پختہ ہوئے اور تقدیم و تاخیر کے بغیر ان کی اپنے وقت پر وصولی^(۳)، و ہام کو یہ حق ہے کہ بیت المال سے ایسے لوگوں کو خدمات دے جن سے مسلمانوں کو کھانا، نامہ دیوار، شمن کے خلاف قوت حاصل ہو، و اس جیسے دیگر امور جن میں ممانعت ہو۔

ابتداءً اسلامی حکومت میں طریقہ یہ تھا کہ کسی شہر یا صوبہ کا عامل (گورنر) امام کی جانب سے مقرر ہو کر بیت المال کے لئے وصولی اور خرچ میں امام کا نائب ہوتا تھا، اور اس کے لئے ضابطہ مقرر تھا کہ معتبر شرعی طریقہ پر تصرف کرے، یہ اختیار قاضیوں کو حاصل نہیں تھا^(۴)، اور بعض شہروں میں صاحب بیت المال شہر کے گورنر کے بجائے برہمن رست خلیفہ کے ماتحت ہوتا تھا۔

بیت مال کے ذرائع آمدنی:

۶- بیت المال کے ذرائع آمدنی مندرجہ ذیل اصناف میں، ان میں سے ہر ایک پر قبضہ کی نوعیت علاحدہ ہے جس کی تفصیل آ رہی ہے:

(۱) الخراج لابن یوسف ۱۷۱ طبع انتقادیہ۔

(۲) الخراج لابن یوسف ۱۷۰۔

(۳) الاحکام السلطانیہ لابن یوسف ۱۱۲۔

(۴) الاحکام السلطانیہ لابن یوسف ۵۲۔

الف۔ زکاۃ اور اس کی انوار جسے امام مصلوں کرے گا خود اس مال کا ایک حصہ ہوگا، جیسے چھپنے والے جانور، پیداوار، نقد اور سامان تجارت، مسلم تاجروں کے مقرر جب وہ عاشر کے پاس سے پتی تجارت کا سامان لے کر گزریں۔

ب۔ منقولہ خزانہ کاٹس، و غنیمت راضی و جب یہ اس کے خط و دم و مال ہے جو قال کے، ریہ کنار سے حاصل ہو، چنانچہ اس غنیمت کاٹس (پانچواں حصہ) بیت المال میں داخل کیا جائے گا تاکہ اس کے مصارف میں خرچ کیا جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ“^(۱) (اور جانے رہو کہ جو کچھ تمہیں حاصل ہو سواں کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کے لئے اور (رسول کے) قرابت والوں کے لئے یتیموں کے لئے اور مسکینوں کے لئے اور مسافروں کے لئے ہے)۔

ج۔ زمین کے معادن سے نکلنے والے سونا، چاندی و لوہا وغیرہ کا ٹیس^(۲)، و رہا یا ہے کہ سمندر سے نکالے گئے موتی، غیر وغیرہ میں بھی اس کے مشابہت کاٹس^(۳)۔

د۔ رکار (خمس) کاٹس، رکار و مال ہے جسے کسی انسان نے زمین میں کھنڈیا ہو، یہاں اس سے مراد مال جاہلیت اور کفار کے وہ خزانے ہیں جو کسی مسلمان کو ملیں، تو اس کاٹس بیت المال کو دیا جائے گا و ٹیس کے بعد بقیہ مال پانے والے شخص کا ہوگا۔

هـ۔ لٹی: یہ ہر وہ منقولہ مال ہے جو بغیر قتال اور بغیر گھوڑوں و سواروں سے حملہ کے کفار سے حاصل ہو^(۴)۔

(۱) سورۃ انفال ۱۳۱۔

(۲) ابن ماجہ ۴۳۳۔

(۳) الخراج لابن یوسف ۱۷۰، ۱۷۱۔

(۴) الاحکام السلطانیہ لابن یوسف ۲۳۵، ابن ماجہ ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱۔

بیت المال ۶

لی کی چند قسمیں ہیں:

(۱) وہ راضی و جامد^(۱) جو مسلمانوں کے خوف سے غنہ چھوڑ کر آئے ہیں، یہ راضی و جامد ہوتا ہے۔ ہفت ہوں لی جس طرح قتال کے ذریعہ غنیمت میں حاصل راضی ہوتی ہیں، اور ان کے منافع ہر سال تقسیم کئے جائیں گے، شافعیہ نے اس کی صراحت کی ہے^(۲)، اس مسئلہ میں اختلاف بھی ہے (دیکھئے جلی)۔

(۲) وہ منقولہ اشیاء جو وہ چھوڑ کر چلے جائیں، ان اشیاء کو فوری تقسیم کر دیا جائے گا ہفت نہیں کیا جائے گا^(۳)۔

(۳) کفار سے حاصل یا شایع یا ایسی اراضی کی اہل بیت جن کے مالک مسلمان ہوں، وہ نہیں کر دیا جائے، یہی مسلمان یا دینی کو یا کیا ہو، یا ایسی اراضی کی اہل بیت جنہیں ان کے مالک مال و مر کے قبضہ میں برقرار رکھ گیا ہو خواہ صلح برقرار رکھا گیا ہو یا نہ، وراثت ان پر قبضہ کرنے کے بعد انہیں مالکان ہوں، مر کو دیا جائے ہو کہ وہ نہیں شریعت اور کریں گے۔

(۴) جرینہ جہیز یہ وہ مال ہے جو مسلمانوں کے ملک میں رہائش کی وجہ سے کفار پر لازم ہوتا ہے، یا فسخ اور قنوت رکھنے والے مرد پر ایک متعین مقدمہ مال بطور ہبہ واجب ہوتا ہے، یا پھر بے شرعہ لازم کیا جاتا ہے کہ ایک متعین مقدمہ راضی ہوا جائے، اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اس پر جریمہ کر کے جس پر جریمہ کی ہوگی، واجب نہیں ہے تو اس کی حیثیت ہبہ کی نہیں بلکہ مدیہ کی ہوگی^(۴)۔

(۵) اہل ذمہ کے شرعاً یہ وہ ٹیکس ہے جو اہل ذمہ سے ان کے یہ ممال پر کیا جاتا ہے، جن کو تجارت کے لئے وہ دارالحرب لاتے

ہیں یا جنہیں لے کر وہ دارالحرب سے دارالاسلام آتے ہیں، یہ دارالاسلام میں ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرتے ہیں، ان اہل ذمہ سے یہ ٹیکس سال میں ایک مرتبہ یا جائے گا جب تک کہ دارالاسلام سے نکل کر پھر دارالاسلام نہ آئیں۔

ان طرح یہ شرعاً حربی مالاہل سے بھی یا جائے گا جو مال لے کر سامان تجارت ہمارے ملک میں لائیں^(۱)۔

(۶) وہ مال جو حربی صلح کی رو سے مسلمانوں کو ادا کریں۔

(۷) مرتد کا مال اگر قتل کر دیا جائے یا مر جائے، ورنہ قتل کا مال اگر قتل کر دیا جائے یا مر جائے، ان دونوں کا مال وراثت میں نہیں تقسیم ہوگا بلکہ وہی ہوگا، حنفیہ کے نزدیک مرتد کے مال کے مسئلہ میں تفصیل ہے^(۲)۔

(۸) وہی مال اگر مر جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو، وہی طرح وہی مال اس کے وارث کو دینے کے بعد جو بیچ جائے وہ بھی لی ہے^(۳)۔

(۹) قتال کے ذریعہ غنیمت میں حاصل اراضی، یہ ذرائع اراضی ہیں، ان حضرات کی رائے کے مطابق جو ان کو مستحقین غنیمت میں تقسیم کئے جانے کے قابل ہیں ہیں^(۴)۔

۱۰۔ بیت المال لی اراضی اور اس کی مالک کی بیوہ، وراثت و معاملہ کے منافع۔

۱۱۔ بیوہ، یتیم، ۱۲۔ صایہ جو جہیز یا غیر منفعہ عام کی خاطر بیت

(۱) الدر المختار مع حاشیہ ابن عابدین ۳۹۴ اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۲) الدر المختار مع حاشیہ ۳۰۰ شرح المصباح ۱۸۸، جوہر الاکلیل ۲۹۴، ۲۹۸، ۳۰۱۔

(۳) شرح المصباح ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۲۹۶، ۲۹۷۔

(۴) جوہر الاکلیل ۲۶۰، حاشیہ الدر منقوی علی المشرح الکبیر ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴

بیت المال ۶

لمال کو پیش کئے جائیں^(۱)۔

چوروں وغیرہ کے پاس سے ٹکس اور اس کا دغیرہ کوئی نہ ہو، یہ سے
اموال کو بیت المال میں داخل کر دیا جائے گا^(۱)۔

ک۔ ایسے مسلمان کا ترک جو مر جائے اور اس کا کوئی ورثہ نہ
ہو یا اس کا وارث تو ہو مین و دو پورے ماں کا ورثہ نہ بنتا ہو (ب
اہل علم کے ہر ایک جو "را" کے قائل نہیں ہیں) اسی طرح وہ مقتول
جس کا وارث نہ ہو اس کی اہمیت بیت المال میں داخل کی جائے گی،
اور اسے ثنی کے مصارف میں شریعاً کیا جائے گا۔

اس نوٹ میں بیت المال کا حق شامیہ اور مالکیہ کے ایک طور
میراث ہے، یعنی بیت المال عصبہ بنتا ہے، حنفیہ و حنبلیہ کہتے ہیں کہ
ایسے مال کو بیت المال میں طوراً داخل یا چائے گا بطور میراث
نہیں^(۲) (یعنی وارث)۔

ل۔ مال و در صدقہ مال، زکوٰۃ مال، یہ مال سے اس کے مال
کا ایک حصہ بطور مال یا جانا حدیث میں منقول ہے، سہل بن ربیع
اور ابو ہریرہ اہل بیت کے قائل ہیں، یہ منقول ہے کہ ایک شخص لٹکا ہوا
پھل یا در چائیا اس سے اس کی قیمت کا مال نامہ ان یا ثیا، یہ مال
مالک و اسحاق بن راہوی کی ہے^(۳)، ظاہر بات ہے کہ اس نوع کے
مال جب رسول کے جائیں گے تو میں مصالح عامہ پر شرف
نیا جائے گا، اس طرح یہ اموال بیت المال کا حق تر رہے گا۔

منقول ہے کہ حضرت عمرؓ نے بعض گورنروں کے کچھ مالوں پر دیکھ کر
ضبطہ کر لئے تھے کہ ان کی گورنری کے جب ان کے یہاں خوشحالی آتی
تھی، اس طرح کے اموال بھی بیت المال میں داخل کرنے چاہئیں گے۔

ح۔ وہ ہدایا جو ایسے تھپیوں کو پیش کئے گئے ہوں جنہیں منصب
تقاضا کرتے سے پیشہ مدینہ پیش کے جاتے ہوں، یا اس منصب سے
پیشہ پیش تو کئے جاتے ہوں مین مدینہ پیش کرنے والے کا کوئی مقدمہ
اس قاضی کے پاس رہی، صحت ہو، اسے مدایا کر دیا، یہ مالے کو
واپس نہیں کئے گئے تو بیت المال میں واپس کے جائیں گے^(۴)، اس
سے کہ نبی کریم ﷺ نے من المصلیہ کو دیا یا مدینہ واپس لے
لیا^(۵)۔

سی طرح وہ ہدیہ جو اہل حرب کی جانب سے امام کو پیش کئے
جائیں، یہ ہدیہ جو حکومت کے مال و گورنروں کو پیش کئے جائیں،
یہ حکم اس صورت میں ہے جب اس نے بھی ہدیہ دینے والے کو اپنے
خاص مال سے ہدیہ نہ دیا ہو^(۶)۔

ط۔ وہ ٹیکس جو رعایا پر ان کے مفاد کی خاطر فرض کئے گئے ہوں
خود و وجہ کے سے ہوں یا کسی اور مقصد کے لئے، لیکن ایسا ٹیکس
لوگوں پر ہی وقت لگایا جائے گا جب بیت المال سے مدونہ مدت
پوری نہ ہوتی ہو، اور وہ کام ضروری ہو، ورنہ بصورت دیگر یہ آمدنی
غیر شرعی ہوگی^(۷)۔

ی۔ لا وارث مال، یہ ہر وہ مال ہے جس کا مالک معلوم نہ ہو جیسے
گھر کے پرے سامان، امانت، رہن، ایسی قسم میں وہ مال بھی ہیں جو

(۱) انیس ۸/۵۰۷۔

(۲) روح المعانی، صفحہ ۳۳۰، شرح المعانی و معنی القلیلی، ص ۳۰۳، سماوی
۸۷۷۔

(۳) حدیث: "ان نسی احد من اس اللیة" کی روایت بخاری (فتح
۲۴۰/۲ طبع المکتبہ) اور مسلم (۳۳۳/۳ طبع المکتبہ) نے کی ہے۔

(۴) الدر المنثور، ص ۲۸۰، الاطاب و المراق، ص ۳۵۸، دیکھتے فتاویٰ امین
۱۵/۳۱۵، تاریخ کردہ مکتبہ فقہی، ص ۱۳۵۶۔

(۵) ابن ماجہ، ص ۱/۵۷۳، الاحکام السلطانیہ، ص ۲۳۰۔

(۱) روح المعانی، ص ۳۷۹، متن غلیل و ۶۱، الاطاب، ص ۵۹۰، ابن ماجہ
۲۸۲/۲۔

(۲) ابن ماجہ، ص ۸۸/۵، فتح القدیر، ص ۷۷، شرح المعانی، ص ۳۶۳، ص ۱۳۷،
انیس ۵/۶۸۳، الاحکام السلطانیہ، ص ۲۱۵، حدیث القاضی، ص ۹۰۔

(۳) انیس ۲/۵۷۳، ص ۸۸/۲، تفسیر الاحکام، ص ۵۶۔

بیت المال ۷-۹

بیت المال کے شعبے اور ہر شعبہ کے مصارف:

۷- بیت المال میں آنے والے اموال کے مصارف مشوع ہیں۔ اس میں سے بیشہ احناف ایسے ہیں کہ ان کو دوسری قسم کے مصارف میں خرچ نہیں کیا جاسکتا، اس لئے ضرورت ہوتی کہ بیت المال کے اموال کو ب کے مصارف کے لحاظ سے مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تاکہ اس مصارف میں خرچ کی ضرورت ہو، امام ابو یوسف نے صریحت کی ہے کہ بیت المال میں خرچ کے اموال زکاۃ سے علاحدہ رکھے جائیں گے، چنانچہ وہ کہتے ہیں: صدقہ (زکاۃ) اور عشر کے اموال کو خرچ کے مال میں نہیں مایا جائے گا، اس لئے کہ تمام مسلمانوں کے لئے لپی ہے اور زکاۃ صرف ان لوگوں کا حق ہے جن کی تعیین اللہ نے قرآن کریم میں فرمادی ہے (۱)۔

حنفیہ نے صریحت کی ہے کہ امام کی ذمہ داری ہے کہ بیت المال کی مدد کو چارہ دوں میں تقسیم کرے، دوسرے مسالک کے فقہاء بھی فی الجملہ تقسیم اموال کے خلاف نہیں ہیں، حنفیہ نے کہا ہے کہ امام بیت المال کے چارہ دوں میں سے کسی ایک مد سے قرض لے کر دوسرے مدوں کے مصارف پر خرچ کر سکتا ہے، لیکن جس مد سے قرض یا یا ہے اسے واپس کرنا ضروری ہے بشرطیکہ جس مد سے قرض لے کر دوسرے مد میں خرچ کیا گیا ہے قرض ۱۰ پے ۱۰ لے دے گا مال اس دوسرے مد میں خرچ کرنا جائز نہ ہو (۲)۔

دو چاروں مد (شعبے) ملت ہیں:

پہلا شعبہ: زکاۃ کا شعبہ:

۸- اس مد کے حقوق ہیں: چھ لے والے جانوروں کی زکاۃ، شری

اراضی کے عشر، عاثر کے پاس سے گذرنے والے مسم ناجروں سے وصول یا یا عشر، اموال بائعہ کی زکاۃ اگر عام نے اسے وصول کیا ہو۔ اس مد کے مصارف وہ آٹھ مصارف ہیں جن کی صریحت قرآن کریم نے فرمائی ہے۔ اس مسئلہ میں اختلاف ورنہیں ہے جس کے لئے اصطلاح زکاۃ یکھیں جائے۔

مادری نے اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف نقل کیا ہے کہ اس اموال کی بابت کس نوع کا اختیار حاصل ہوگا، چنانچہ انہوں نے نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی رائے میں یہ اموال بیت المال کا حق ہیں، یعنی بیت المال کے ایسے ملاک ہیں جن میں امام کو اپنے اختیار و موصوبہ سے تصرف کا اختیار حاصل ہے جس طرح فی مال میں سے اختیار تصرف حاصل ہے، اس لئے امام ان اموال کو مال فی کی طرح مصالح عام میں خرچ کر سکتا ہے، امام ثمالی کی رائے یہ نقل کی ہے کہ بیت المال میں زکاۃ کا مال مستحقین زکاۃ کے سے منفی محفوظ رکھا جاتا ہے، جب مستحقین آجائیں گے تو انہیں زکاۃ کا مال دینا ضروری ہے، اگر مستحقین نہیں ملے تو مال زکاۃ کو بیت المال میں محفوظ رکھا جائے گا، نہ بقدیم کی مد سے محفوظ رکھنا واجب ہے، جب کہ حد یہ قول کے مطابق جائز ہے، انوں مذہب میں فرق اس سے ہے کہ زکاۃ امام کو یا قرض ہے یا جائز، اس میں ان کی دو رائیں ہیں۔

ابو یعلیٰ حنبلی نے نقل کیا ہے کہ اس مسئلہ میں امام احمد کا قول امام شافعی کے قول کی مانند ہے، انہوں نے اموال ظاہرہ کی زکاۃ میں یک رائے قول امام ابو حنیفہ کی مانند کر لیا ہے (۳)۔

دوسرا شعبہ: خمس کا شعبہ:

۹- خمس سے مراد مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) الاحکام السلطانیہ للامور دوسری حصہ ۲۱۳ طبع ۱۳۲۷ھ الاحکام السلطانیہ

اولیٰ جلد دوم ۲۳، ۲۴۔

(۲) الخراج حصہ ۸۰۔

(۳) الدر المنثور و حاشیہ ابن ماجہ ج ۲، ۵۷۲، ۲۸۲، ۲۸۳۔

بیت المال ۱۰-۱۱

لعنہ منقولہ اموال غنیمت کا جس، ایک قول یہ ہے کہ غنیمت میں
لےنے والی جائیدادوں کا بھی خمس مراد ہے۔

ب۔ پائے جانے والے خزانہ جاہلیت کا جس، اور ایک قول میں
سے رفاۃ کہا گیا ہے۔

ج۔ اموال فی خمس، یہ امام شافعی کا ایک قول اور امام احمد کی
ایک روایت ہے، امام احمد کی دوسری روایت اور مسلک حنفیہ و مالکیہ
یہ ہے کہ فی میں سے خمس نہیں نکالا جائے گا۔

ا۔ مد کے مصرف میں پانچ حصے ہوں گے، اللہ اور اس کے رسول
کا حصہ، قرابت داروں کا حصہ، یتیموں کا حصہ، مساکین کا حصہ،
بن ہشیل (مسافر) کا حصہ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَأَعْلِمُوا
أَنَّمَا عُشْمَتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي
الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ" (۱) (اور جانے
رہو کہ جو کچھ تمہیں حاصل ہو سو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول
کے لئے اور (رسول کے) قرابت داروں کے لئے یتیموں کے لئے
اور مسکینوں کے لئے اور مسافروں کے لئے ہے)، پانچواں حصہ نبی کریم
ﷺ کی حیات میں لیتے تھے، آپ ﷺ کے بعد یہ حصہ امام کی
رہنے کے مطابق مسلمانوں کے مصالح میں خرچ کیا جائے گا، پناہ
اس حصہ کو زندہ و کرہوئے والے فی کے مد میں منتقل کر دیا جائے گا،
بقیہ چاروں حصے ان کے مستحقین کے لئے بیت المال میں محفوظ رکھے
جائیں گے تاکہ ان پر خرچ ہو جائیں، ان حصوں کو امام مصالح عامہ
میں خرچ نہیں کرتا ہے (۲)۔

تیسرے شعبہ: رث موال کا شعبہ:

۱۰۔ یہ وہ وقف (سری پزی چیز) ہے، بغیر دلاوارث موال میں جس کے

(۱) سورۃ انفار ۳۔

(۲) ابن ماجہ ۵۷۲، ابی داؤد ۴۰۶۱، الاحکام السلطانیہ لابی یحییٰ رحمہ اللہ ۱۲۱،

۴۳۵، ۴۳۶، لاوردی رحمہ اللہ ۱۲۔

مالک کا علم نہ ہو، یا چوری کا مال جس کا مالک معلوم نہ ہو، وراس جیسے
اور۔ موال ذن کا پیچھے کر ہو، یہ موال بیت المال کے اس مد
میں اس کے مالکان کے لئے محفوظ رکھے جائیں، اگر مالکان کے علم کی
امید قائم ہو جائے تو ان میں اس کے مصرف میں خرچ کر دیا جائے گا۔

ا۔ مد کے موال کا مصرف، جیسا کہ ابن عابدین نے زیلعی سے
نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ حنفیہ کا مشہور مسلک یہی ہے، یہ ہے کہ یتیم
فقیر (لا وارث فقیر) اور ایسے فتنہ و فتن کے وینہ ہوں، اس مد سے
ان لوگوں کے نفقہ، (۱) میں، اس کے فتن کے اثرات و اثرات کی
جناحت کی دیمت ادا کی جائے فی، ماوردی نے کہا: امام ابو حنیفہ کے نزدیک
ان لوگوں پر اصل مالکان کی جانب سے طور صدقہ خرچ کیا جائے گا۔

غیر حنفیہ کے رو، ایک اس مد کے موال کو کسی مخصوص مصرف کے
ساتھ خاص کرنے کا، نہ ہمیں نہیں ملا، لہذا ظاہر ہے کہ ان کے
رو، ایک ان موال کو فی کی طرح مصالح عامہ میں خرچ کیا جائے گا،
ابو یعلیٰ اور ماوردی نے لا وارث مرنے والے کے مال کے بارے
میں بھی صراحت کی ہے (۱)، اس طرح ان حضرات کے نزدیک
بیت المال کے مدات تین رو جاتے ہیں، چار نہیں۔

چوتھا شعبہ: فی کا شعبہ:

۱۱۔ اس مد کے امام رکن آمد فی مندرجہ ذیل ہیں:

الف۔ فی فی قسام ذن کا، پیچھے گذر۔

ب۔ خمس میں اللہ اور اس کے رسول کا حصہ۔

ج۔ وہ اراضی جو مسلمانوں کو غنیمت میں حاصل ہوئی ہوں، اس
قول کی رو سے کہ ان میں تقسیم نہیں کیا جائے گا، ورنہ وہ صلہ حق
مستحق ہیں۔

(۱) الاحکام السلطانیہ لابی یحییٰ رحمہ اللہ ۳۱۵، لاوردی رحمہ اللہ ۹۳۔

بیت المال ۱۲-۱۳

و۔ اس زمیں کا خرچ جو مسلمانوں کو غنیمت میں ملی ہو، خواہ اسے ہفت شمار کیا جائے یا غیر ہفت۔

ح۔ سب خزانوں کا جس جن کے مالک کا علم نہ ہو یا جن پر طویل زمانہ گزر گیا ہو۔

و۔ زمین سے نکلنے والے معدنی وسائل یا پٹرول، گیس، اور ایک قول یہ ہے کہ اس نوع سے وصول کی جانے والی فنی زکوٰۃ ہوگی۔ اس کی مقدار چار سو حصہ ہے، اور اس سے زکوٰۃ کے مصارف میں صرف کیا جائے گا۔

ز۔ لا وارث مرنے والے مسلمان کا مال اور اس کی وصیت۔
ح۔ رعایا پر رکائے گئے ٹیکس جو کسی متعین مقصد کے لئے نہیں کائے گئے ہوں۔

ط۔ تافسیوں، گورنروں اور امام کو پیش کئے گئے ہدایا۔
ی۔ غیر حنفی کی رائے کے مطابق سابقہ کے اموال (لا وارث اموال کا مد)۔

مال فی کے مصارف:

۱۲۔ اس کے اموال کا مصرف مسلمانوں کے عمومی مصالح ہیں، یہ اموال امام کے قبضہ میں رہیں گے اور وہ اپنی صواب و احتیاط کے مطابق اس میں سے عمومی مصالح میں خرچ کرے گا۔

فقہاء جب ملی الاطلاق بولتے ہیں کہ ناں فقہ بیت المال سے دیا جائے گا، تو فقہاء کی مراد یہی چوتھا ہوتی ہے، اس لئے کہ صرف یہی عمومی مصالح کے لئے مخصوص ہے، برخلاف دوسرے مصارف کے، کہ ان میں خرچ کے مصارف متعین ہیں، ان کے علاوہ مصارف میں انہیں خرچ نہیں کیا جائے گا، ذیل میں بعض وہ مصالح ذکر کئے جاتے ہیں جن میں اس کے اموال صرف کئے

جائیں گے جیسا کہ فقہاء کے کلام میں مذکور ہوا ہے، اس میں تمام مصالح کا احاطہ واسطہ نہیں کیا گیا ہے، اس لئے کہ مصالح کی جماعت لا تعدلو ہیں، جو ہر زمانہ میں اور ہر شہر و ملک میں بدلتی رہتی ہیں۔

۱۳۔ چند اہم مصالح جن میں اس کے اموال خرچ کئے جائیں گے مندرجہ ذیل ہیں:

الف۔ عطیہ، یہ بیت المال میں ایک حصہ ہے جو ہر مسلمان کو دیا جائے گا خواہ وہ فوجی خدمت کے قائل ہو یا نہ ہو، یہ نایابہ کا ایک قوت ہے جسے صاحب معنی نے پیش کیا ہے، یہی شافعیہ کا ایک قوت ہے جو ان کے نزدیک خلاف اظہر ہے، امام احمد نے فرمایا کہ فی میں ہفتی فقیر مسلمان کا حق ہے۔

اس قول کی ایک دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "مَّا أَكْفَأَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَاللَّسُّوْلِ" (جو کچھ اللہ اپنے رسول کو (دوسری) بستیوں والوں سے بطور نفع دلو، وہ اللہ ہی کا حق ہے اور رسول کا)، پھر فرمایا: "لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ إِذَا حَرُّوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالُهُمْ يَتَتَّبِعُونَ أَفْصَحًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا، وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْقَادِقُونَ" (۲) (ان حاجت مند مہاجرین کا (یہ خاص طور پر) حق ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے جدا کر دئے گئے ہیں، اللہ کے فضل اور رضامندی کے طلبکار ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ ذائق ہیں)، پھر فرمایا: "وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يَحْتَوُونَ مِنْ هَاجِرٍ لِّيهِمْ" (۳) (اور (ان کا بھی حق ہے) جو درالامام و ریاء میں ان کے

(۱) سورہ ہشر ۷۔

(۲) سورہ ہشر ۸۔

(۳) سورہ ہشر ۹۔

بيت المال ۴۳

قبل سے ترہ پکڑے ہوئے ہیں محبت کرتے ہیں اس سے جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے، پھر فرمایا: "وَاللَّيْنِ جَاءَ وَآمَنَ بِهِمَا" (اور ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو ان کے بعد آئے)۔ سہیت میں تمام مسلمانوں کو شامل کیا گیا ہے، اس لیے حضرت عمرؓ نے سورہ ہشر کی سہیت کو پڑھنے کے بعد کہا: یہ یعنی ہشر کی سہیت نے تمام مسلمانوں کا لحاظ لیا ہے، اور اگر میں زہد و ریا تو "سہجمیر" سے یک چہ و ماتر رہیں میں سے اپنا حصہ لے گا۔ جس کے سے سے پسینہ نہیں بہا پڑا (محبت نہیں رہتی پڑی)۔

جواب: ہاں، قول جو ثانیہ ہاں، قول بھی ہے، یہ ہے کہ ان کے مستحقین سرحدوں پر مورچہ بہرہ جہان، مسلم افواج اور ان کے مصالح پر رے کرے، لے لے، ہیں، یہ ان مصالح کے علاوہ ہیں جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

عربی وغیرہ جو واحد میں جنما کے لئے تو کوئی نہیں رکھتے اس کا
اس میں کوئی حق نہیں ہے جب تک کہ وہ علماء جنما میں شریک نہ ہوں۔
اس قول کی دلیل صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت یحییٰ بن زکریاؑ کی حدیث ہے
کہ "اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ عَلٰی حِجْرٍ لَوْ سَمِعَهُ
أَوْعَاهُ فِي حَاضِرَتِهِ يَتَّقِي اللَّهَ..." (نبی کریم ﷺ جب کسی
شکریہ سر یہ کہ امیر کسی کو مقرر فرماتے تو اسے اپنی ذات کے بارے میں
اللہ سے ڈرنے کی وصیت فرماتے...) اس حدیث میں آپ ﷺ
نے فرمایا: "ثُمَّ ادْعُهُم إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ أَحَابُوكَ فَأَقْبِلْ
مَعَهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ، ثُمَّ ادْعُهُم إِلَى التَّحْوِيلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى
دَارِ الْمُهَاجَرِينَ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ فَلَهُمْ مَا
تَمُتُّهُمْ جَرِينَ، وَعَنْهُمْ مَا عَلَى الْمُهَاجَرِينَ، فَإِنْ أَبَوْا أَنْ
يَتَحَوَّلُوا مَعَهُ، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ

— ۱۰۱ —

المسلمين، يحجروا عليهم حكم الله الذي يحجروا على المؤمنين، ولا يكون لهم في الغيصة والشيء شيء، ولا أن يحاثلوا مع المسلمين“ (۱) (پھر نہیں اس اسم کی دعوت دو، نہ قبول کریں تو تم اس سے قبول نہ کرو، نہ نہیں چھوڑ دو، پھر نہیں پہلے سے مباہلہ میں منتقل ہو جانے کی دعوت دو، نہ نہیں بتاؤ کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو نہیں وہ سارے حقوق ملیں گے جو مباہلہ میں کے حقوق ہیں اور اس پر وہ وہاں رہیں گی جو مباہلہ میں پر ہیں، اگر وہ منتقل ہونے سے انکار کریں تو نہیں بتاؤ کہ تب وہ مسلمان اور اپنی کی مانند ہوں گے، اب پر اللہ کے وہ احکام جاری ہوں گے جو وہ زمین پر جاری ہوتے ہیں، نہ نہیں غنیمت اور کی میں کوئی حصہ نہیں ہوگا، لہذا یہ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد کریں)۔

اور کہا گیا ہے کہ شافعیہ کے نزدیک فی کا پورا مال ان تمام لوگوں کے مابین تقسیم نہ ہوا۔ مری ہے جن کے وظائف اس سال بیت اہمال میں متر میں اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا جائے گا، اور نہ ہی مصالح کے لئے کچھ خرچہ کیا جائے گا۔ ۴۰ سے ۴۱ اس (یعنی اللہ اور اس کے رسول کا حصہ) کے، بین شافعیہ کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ بیت اہمال میں جن کے وظائف متر ہیں ان کی حصہ ورت کے بعد بچا جائے گا، اور بچا ہوا مال فی مصالح میں خرچ کیا جائے گا (۴۱)۔

ب۔ اسلئے، جنگی سامرو سامان، حفاظتی شیا، چپ، اور مسدود نوں کے ملن سے وفات کے اثرات۔

ج۔ ان اداروں کی تحریکیں ان کی ضرورت مسدودوں کو اپنے عمومی معاملات میں ہوتی ہے، جیسے تنہا، محسوس، حدود و مائد

(۱) حضرت ریحہؓ کا مکان تھا اکثر امیر اہل انصاری کی روایت مسلم (۳۵۷) طبع
الطبعی (۱) کے ہے۔

(۲) شرح المصباح و صراحة القليوبي ۲/ ۲۱۳، ص ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، المعنى ۶/ ۳۳۴.

بيت المال ۴۳

نہر جائے تو اسے اس سال کا حصہ دیا جائے گا، لیکن جو سال کے عشر
میں یا سال مکمل ہونے کے بعد انتقال کر جائے تو اس کا خلیفہ اس کے
وارث کو، پانچ سو روپیہ ہے^(۱)۔

۱۔ بے بس، لاوارث اور قیدی وغیرہ ایسے محتاج مسکینوں کی ضروریات کی تکمیل، جن کے پاس نہ پناہ ہو جس سے ال پر شرف کیا جائے۔ نہ ال کے رشتہ دار ہوں جن پر ال کا نفقہ واجب ہو تو بیت المال کی جانب سے ال کے نفقہ کپڑے، اور دیگر ضروریات جیسے دوا، علاج کے اخراجات، «رمیت کی تیغ پوری کی جائے گی، اسی طرح ایسے شخص کی حمایت کی، بیت بیت المال سے» کی جائے گی جس کے مسلمانوں میں عاقلہ نہ ہوں، یا اس کے عاقلہ تو ہوں مگر وہ مکمل یا بعض انتہائی کم ہوں۔ تو بیت المال بقیہ بیت «سرے گا، کافر کی طرف سے عاقلہ کی دہری پوری نہیں کی جائے گی، بعض مافیہ نے مناسبت کی ہے کہ حمایت سرتے والے کا اثر بیت المال کے خلاف قبول نہیں کیا جائے گا، جس طرح عاقلہ کے خلاف قبول نہیں پایا جاتا ہے (۲)۔

۷۔ بیت اہل سے اہل ذمہ پر خرچ: ذمی یا غیر ذمی کانز کا مسلمانوں کے بیت اہل میں حق نہیں ہے، لیکن اُردی پتی کمزری کی وجہ سے محتاج ہو گیا ہو تو اسے اس قدر دیا جائے گا جس سے وہ پین بھوک نہ جائے (۱۴) امام ابو یوسفؒ کی ”کتاب الخراج“ میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے اہل حیرہ کو معاہدہ نامہ میں لکھ کر دیا تھا کہ جو بزرگ شخص کام کے کامل نہ رہے، یا وہ کسی آفت کا شکار ہو جائے، یہ وہ

رنے والے لوگ، مفتیس، امر، مودعین، مدرسین اور اس طرح کے دو تمام لوگ جو اپنے آپ کو مسلمانوں کے مصالح کے لئے فارغ کر لیتے ہیں، ان حضرات کی اور ان کے اہل و عیال کی کدلت بیت المال سے کی جائے گی، اور اس کی مقدار میں زمانہ اور ملازمت کے فرق سے فرق ہوتا رہے گا، اس لئے کہ حالات اور نرخ بدلتے رہتے ہیں^(۱)۔

یہ متخوف ہیں، زمین کی حفاظت سے اہل تشیع نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ اہل تشیع کی طرح ہو کی اس سے کہ تشیع وہاں جیسی جماعت ہے اہل تشیع کی حمایت سے جاری نہیں ہے۔^(۲)

پھر اگر زمین کے لئے مقدس متعین کر دی گئی ہو تو وہ اسی مقدس اور
مستحق ہوگا، ورنہ وہ بچے جیسے، زمین کے بڑے کا مستحق ہوگا بشرطیکہ
اس بچے لوگ صرف مدت کے ساتھ کام کرتے ہوں (۳)۔

[illegible]

»غنیہ کے نزدیک رنج یہ ہے کہ، ہل و خاف جیسے فاضلی، مسمی، مدرس وغیرہ میں سے کوئی شخص سالِ ختم ہوئے سے پہلے امتحان

() ابن ماجه ۳۰۸۰-۳۰۸۱، المعجم ۶/۱۷۱-۱۷۲

(۳) ابن ماجہ ۲۸۲۸۔

(۳) انجمن روحانیاتہ اقلیتی ۱۴۸ھ، ۱۴۵۵ھ، ۱۴۵۶ھ۔

(۴) الف حكايم مسند الشيخ ابی بکر بن ابی شیبہ، ج ۳، شرح المساجد، ص ۲۹۶، جوید
الاکلیل، ۱۴/۲، الخراج للابی یوسف، ص ۱۸۷، روح الطائین للنووی

— 378 —

(1) المرسوم رقم ٢٨٢/٣

(۲) ابن ماجه بن ۵/۳۱۳، جوهر الاكليل ۲/۲۷۱، التلخیص ۲/۲۹۲، ۳/۲۵،

[illegible]

المطالب ٧٦٨٣ =

۵۸۲/۳۷۲ (۲)

بیت المال ۳۳

۱۔ بیت میں، ان سے اگر ان کے موقوفہ کاموں میں غلطی ہو جائے جس کے نتیجے میں جان، عضو یا مال کا نقصان ہو جائے مثلاً تعمیر میں زیادتی کی وجہ سے مجرم کی موت ہو جائے تو اس کی دیت کا ضامن بیت المال سے لایا جائے گا۔

۲۔ اگر موقوفہ کام نام یا کسی اور سے دھوکہ دہی کی غرض سے متعلق ہو تو ایسی صورت میں ضمان اس کے عاقلہ پر یا اس کے خاص مال میں جیسی صورت ہو واجب ہوگا، اس لئے کہ ان کی غلطیوں مساوات زیادتیوں میں تو ضرور خواہ ان کے عاقلہ اس کا بوجھ اٹھائیں تو یہ ان کے لئے مہلک ثابت ہوگا۔

یہ دے حنفیہ اور مالکیہ کی ہے، یہی حنبلیہ کی اصح رائے ہے، اور ثانیہ کا قول یہ ظہر ہے، ثانیہ کا ظہر قول اور حنبلیہ کے نزدیک صحیح کے بالمقابل قول یہ ہے کہ ضمان اس کے عاقلہ پر ہوگا، لیکن عہد نقصان لایا یا نہ ہو بالاتفاق نقصان کرنے والے پر ضامن ہوگا (۳)۔

۳۔ اس حقوق کی دینی جہتیں شرع سے اس کے مستحقین کے لئے تسلیم یا ہو نہ تو حد شرع کی رہ سے ان کی دینی سی متعین نہ ہو نہ اتنی ہو۔

اس کی مثال یہ ہے کہ اگر خوف کے رجحان میں یہ مسجد عام میں یا نہ کی ثواب اور کسی شخص کا قتل ہو جائے، رفاقل کا پتہ نہ چلے تو ایسے مقتول کی دیت بیت المال پر، جب ہوں، اس سے کہ حضرت علیؑ نے کہا: ”اسلام میں کوئی خون رائگاں میں جائے گا“ (۴)۔

(۱) ابن ماجہ ص ۳۳۹، ابوداؤد حلی ص ۳۵۵، مسند ابی یوسف ص ۳۰۸، مسند احمد ص ۳۲۸، ۳۱۲، ۳۱۸۔

(۲) یہ مسئلہ لا یبطل فی الاسلام دم حضرت علی بن ابی طالب کا قتل ہے صاحب المغنی (۷/۹۱) طبع المیزان نے بغیر کسی کی جانب منسوب کے ذکر کیا ہے اس میں شک ہے کہ مکہ میں ازہر عام میں ایک شخص کا قتل ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ”اسلام میں کوئی خون“

غنی رہا ہو پھر فقیر ہو جائے، اور اس کے مذہب کے لئے اس پر صدقہ کرنے لگیں تو اس کا جز یہ معاف ہو جائے گا، اور اس کی بیعت اس کے گھر والوں کی کفالت بیت المال سے کی جائے لی سب تک وہ درالجز و درالمدام میں مقیم رہے۔ اسی کے مثل ابو سعید نے ”کتاب الاموال“ میں نقل کیا ہے (۱)۔

۱۔ بیت المال کے لئے کے کے مصارف میں کافروں کے ہاتھوں میں قید مسلمانوں کی رہائی بھی ہے، امام ابو یوسفؒ نے ”کتاب الخراج“ میں حضرت عمر بن خطابؓ کا قول نقل کیا ہے کہ ہر مسم قیدی جو کافروں کے ہاتھوں میں قید ہو اس کی رہائی کے لئے بیت المال سے خرچ کیا جائے گا، ثانیہ کا یہ قول یہ ہے کہ اس کی رہائی خود اس کے اپنے مال سے کرنی جائے گی، دیکھئے: ”اسری“۔

اسی کے مثل یہ ہے: ثانیہ نے کہا ہے کہ اگر غیر ماکول اللحم جانوروں کا، لک جانوروں کو چار ہزار اہم نہ کرے، اور اس کے فتر کی وجہ سے اس کو بچہ بھی نہیں لایا جاسکتا ہو تو ان جانوروں پر بیت المال سے مفت خرچ کیا جائے گا، اسی طرح موقوفہ جانور کا چار دہیت المال سے دیا جائے گا اگر اس جانور کی آمدنی سے اس کا خرچہ پورا نہ ہوا (۲)۔

۲۔ مسم ممالک کے عمومی مصالح جیسے مساجد، راستے، پل، بنیادیں اور مدرسے وغیرہ کی تعمیر اور نقصانات کی مرمت، اصلاح (۳)۔

۳۔ حکومتی ادارہ کے فرائض کی غلطی سے ہونے والے نقصانات کا صحت:

جیسے سربراہ، قاضی اور اسی طرح وہ تمام فرائض جو عمومی کام انجام

(۱) الخراج ص ۱۳۳، واسطی ص ۵۵۔
(۲) الخراج لابن یوسف ص ۱۹۶، الخراج ص ۸۷، جوہر الاکلیل ص ۴۶۰، ۴۷۰، ۴۷۲، تھیبی ص ۸۶، ۸۷، ۹۳، ۲۱۵، کتاب الخراج ص ۵۵۔
(۳) مسند احمد ص ۹۱، شرح المساجد ص ۹۵۔

بیت المال ۱۳-۱۵

فقراء اور زبیا و ضرورت مند ہوں تو یہی صورت میں امام کچھ مال تو اس شہر والوں پر خرچ کرے گا جہاں سے جمع کیا گیا ہے اور اگر مال ان امرتہمتا ہوں پر خرچ کرے گا (۱)۔

مقابلہ کی رائے ہے کہ اگر بیت المال پر حق کٹا ہو جائے اور بیت المال کی استطاعت انہوں حق سے کم ہیں اس میں سے ایک حق سے زائد ہو تو انہوں حقوق میں سے یہ حق پر صرف کیا جائے گا جس پر اگر اس وقت صرف نہ کیا جائے تو وہ بیت المال پر قرض ہو جائے گا جیسے فوج کے وظائف، جنگی سہاں اور سبھی وغیرہ کی قیمت، اس حق پر صرف نہیں کیا جائے گا جو سہوت و مصیبت کے بطور واجب ہوتا ہے جیسے راستہ وغیرہ (۲)۔

بیت المال میں زائد اموال:

۱۵- بیت المال پر واجب حقوق کی ادائیگی کے بعد بچے ہوئے زائد اموال کے بارے میں علماء کے تین رجحانات ہیں:

اول: شافعیہ کا مسلک ہے کہ زائد اموال کو ان لوگوں پر خرچ تقسیم کر دیا جائے گا جن سے مسلمانوں کو عام فائدہ پہنچتا ہے، زائد اموال کا خیر نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ مسلمانوں کو کوئی ضرورت پیش آجائے تو اس وقت مسلمانوں پر وہ لازم ہو جاتی ہے، فقہ شافعی کی ”المہبات“ اور اس کی شرح میں ہے: زائد اموال ان بالغ مردوں پر تقسیم کر دیا جائے گا جن کے وظائف بیت مال میں مقرر ہیں، ان کے علاوہ وہ اس پر یا ان کی اولاد پر نہیں خرچ کیا جائے گا۔

قلیوبی کہتے ہیں: مقصد یہ ہے کہ بیت مال میں کچھ باقی نہ رہے۔

اور نبی کریم ﷺ نے عبد اللہ بن سہل انصاری کی دیت اور فرمائی جب نہیں خیر میں قتل رو دیا گیا ورتاغل کا پتہ نہیں چلا کا تھا، انصار نے قسمت کا نصف پینے سے انکار کر دیا تھا اور یہودیوں کی قسم کو انہوں نے قبول نہیں کیا تھا تو نبی ﷺ نے اس کی دیت اپنے پاس سے اور فرمائی اس لئے کہ اس کا خون رائگاں جانا آپ کو پسند نہیں تھا (۱)۔

اس قسم میں غلطی کے طرز کی دیت ہے خاصی اس سامان کے طرز کی دیت بیت المال سے اس طور پر: ”اگر اے گاکہ وہ دیت صاحب سہاں پر قرض ہوگی (۲)۔“

بیت المال کے اخراجات میں ترجیحات:

۱۴- مالکیہ اور شافعیہ کی رائے ہے کہ آل نبی (سادات) پر سب سے پہلے خرچ کرنا مستحب ہے، جن پر صدقہ حرام ہے، اس میں حضرت عمرؓ کی قیداء ہے، کہ انہوں نے بیت المال سے آل نبی ﷺ کو سب سے پہلے دیا، پھر اس کے بعد ان مایان شہ کے عیالات پر خرچ کیا جائے گا جن سے مال جمع کیا گیا ہے، جیسے ان کی مساجد کی تعمیر، ان کی سرحدوں کی بازگاری، ان کے قساقہ موہ میں کے وظائف، ان کے قرضوں کی ادائیگی، ان کی جنایات کی دیت کی ادائیگی، اور ان میں سب بھر کی ضرورت کے قدر دیا جائے گا۔

جس شہ سے مال جمع کیا گیا ہے، اس کے علاوہ وہ شہ کے رائگاں نہیں ہے، تو حضرت عمرؓ نے بیت المال سے اس کی دیت اور فرمائی، اس واقعہ کو مدللہ الزاوی نے ”مستط“ (۱۵/۱۰ طبع مجلس اعلیٰ الہند) میں نقل کیا ہے لیکن یہ حضرت علیؓ کا مہل نہیں ہے۔

(۱) حدیث ”مجموع حید اللہ“ کی روایت بخاری (۲۷۵/۶) طبع (۱۳۹۳) اور مسلم (۱۳۹۳) طبع (۱۳۹۳) نے کی ہے دیکھئے: انہی ۸۸/۸، اللہ ربنا مع حاشیہ ۲۰۶/۵
۲- اشراج مع شرح ۳۰/۳۸، ۱۳۸۰۔

(۱) جوہر الکلیل ۲/۶۰، قلیوبی ۱۹۰/۳، شرح الکبیر ۱/۲۰۷، ۹۰/۲۔
(۲) الاحکام السلطانیہ لابی یعلیٰ ص ۲۳۷۔

بیت المال ۱۶

فوری ۱۱۔ انگلی نہ دہری ہوئی ہے، جسے کہ خوش حال شخص پردہ کی فوری ۱۱۔ انگلی نہ دہری ہوئی ہے، اور مال موجود نہیں ہے تو انگلی کا وہوب تو ہوگا لیکن ملت کی جانے کی جس طرح شک دست پر ہیں کی ۱۱۔ انگلی میں ملت کی جاتی ہے۔

۱۲۔ ہری نوٹ کے صرف وہیں جو بدل کے طور پر نہیں بلکہ مصدق اور سہوت کے طور مستحق ہوتے ہیں یہ اتقاق اس وقت ہوگا جب مال موجود ہو، لہذا جب مال موجود ہو تو یہ مصرف وہوب ہوگا، اور مال موجود نہ ہو تو بیت المال سے اس مصرف کا وہوب ساٹا ہو جائے گا، پھر اگر اس کا نہ رعایا ہو تو وہ مسلمانوں پر فرض کنیز کی قبیل سے ہوگا یہاں تک کہ کوئی شخص اسے انجام دے دے جس سے کفایت ہو جائے، جیسے حنا پر فرض کفایہ ہے، اور اگر اس کا ضرر عام نہ ہو جیسے قرعہ میں راستہ شاہ ارگندہ ہو لیکن لوگوں کو دھرو اور کار راستہ چھل جانا ہو یا کوئی کھانا ختم ہوگئی ہو لیکن دہری گھاٹ موجود ہو، تو جب مال نہ ہونے کی وجہ سے بیت المال سے اس کا وہوب ساٹا ہو جائے گا تو تمام لوگوں سے بھی اس کا وہوب ساٹا ہو جائے گا، اس سے کہہیں موجود ہے (۱)۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ کبھی کسی حد ثانی بیت المال میں کسی تنگی کی صورت پیدا ہوتی ہے، یعنی امام کے تحت کسی صوبہ کے بیت المال میں، تو اگر حلیہ نے اس صوبہ پر کسی کو کورز مقرر کیا ہو اور وہاں کے مال شرف سے فوج کے وظائف پورے نہ ہو سکیں تو کورز خیفہ سے درخواست کرے گا کہ وہ بیت المال سے فوجات مکمل کرائے نہیں اور صدقات کے اموال سے اس کے حلقہ میں ان کے مصرف پورے نہ ہو میں تو ایسی صورت میں ان کی تکمیل کے لئے خیفہ سے

۱۳۔ خیفہ کا مسلک ہے کہ زائد اموال کو بیت المال میں آئندہ مسلمانوں کو پیش آنے والے کسی حادثہ کے لئے محفوظ رکھا جائے گا۔ سوم: امام کی صواب دید پر ہوگا، شافعیہ میں سے قلیوبی نے کہا: محققین نے کہا ہے کہ امام کو اختیار ہوگا کہ زائد اموال محفوظ رکھے، ”جوہر الاظہار“ کے مصنف نے ”للمدوۃ“ سے نقل کیا ہے کہ لئی میں مسلمان فقرہ سے غار یہاں جائے گا پھر جو کچھ باقی بچے اسے لوگوں میں بٹا دے اور تقسیم کر دیا جائے گا، لایکہ امام اسے مسلمانوں کی ”نہ دہری“ کے لئے ضروریات کے لئے محفوظ رکھنا چاہئے (۱)۔

۱۴۔ بیت المال سے حقوق کی دہنگی نہ ہو سکے:

۱۶۔ دہری اور ابولعلی۔ اس صورت حال کی مناسبت کی ہے جس میں بیت المال سے حقوق کی دہنگی نہ ہو سکتے، ان دونوں کی شکوہ حاصل یہ ہے کہ بیت المال پر تقسیم کے استحقاقات ہیں: اول: جس میں بیت المال کا رول صرف حفاظت ہے، جیسے خمس اور زکاۃ، اس مال پر استحقاق اس وقت ہوگا جب مال موجود ہو، لہذا اگر مال موجود ہے تو اس کے مصرف کو استحقاق ہوگا، اگر موجود نہیں ہے تو اس کا استحقاق نہیں ہوگا۔

۱۷۔ جس میں ثوب بیت المال مستحق ہوتا ہے، یعنی وغیرہ مال ہے، اس کے مصرف وہونٹ کے ہیں:

یک وہ مصرف جو بدل کے طور پر مستحق ہوتا ہے، جیسے فوجیوں کی تنخواہیں، وشریہ گئے سبجہ تنگی سامان کی قیمت، اس مصرف کے استحقاق میں مال کی موجودگی کا متنازعہ نہیں ہے، بلکہ یہ بیت المال پر لازمی حق ہے خواہ مال موجود ہو یا نہ ہو، لہذا اگر مال موجود ہوگا تو

(۱) الاحکام السلطانیہ للصادر فی رمضان ۱۲۱۵ھ لابی یحییٰ ص ۷۳، دیکھئے شرح المنہاج وحاویہ اقلیوبی ۱۹۱۳، ۲۱۵ ص۔

(۲) دہری ص ۵۵ طبع معطلی لکھنؤ، ابو یعلیٰ ص ۷۳، شرح المنہاج ص ۷۳، حاشیہ قلیوبی ۱۹۱۳، جوہر الاظہار ۲۶۰۔

بیت المال ۱۷-۱۸

(اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک من قرض لی پھر صدقات کے امت سے ان جیسا کہ اس فرمایا) یہ بیت المال کے صدقات کی آمدنی پر قرض ہوتا ہے^(۱)۔

مظاہر نہیں رہے گا، اس لئے کہ افواج کی تنخواہوں میں اس کی قدر کن بیت ضرورت ملحوظ ہوتی ہے، اور مال صدقات کے حقوق کا تعلق و اعتبار اموال صدقات کی موجودگی سے ہے^(۱)۔

بیت المال کے اموال کا فروغ اور ان میں تصرف:
۱۸- بیت المال میں اخراجات کے مذکورہ بالا اختیار کے علاوہ امام کو بیت المال کے اموال میں تصرف کا اختیار ہے، اس مسئلہ میں فقہی نقطہ یہ ہے کہ بیت المال کے اموال میں امام کی حیثیت یتیم کے مال میں ولی کی ہے، جیسا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا: میں نے اس مال میں اپنی ذات کو ولی یتیم کے مرتبہ میں رکھا ہے^(۲)، لہذا بیت المال میں امام کو وہ تصرفات حاصل ہوں گے جو یتیم کے مال میں اس کے ولی کو حاصل ہیں۔

لیکن یہ قاعدہ بالکل مطلق نہیں ہے، لہذا دونوں میں ہر رخ سے مشابہت ضروری نہیں ہے^(۳)، اس کی دلیل یہ ہے کہ امام کو یہ بھی اختیار ہے کہ بیت المال سے عینت عطا کرے یا اس سے جاگیر

بیت المال پر دیون کے سلسلہ میں امام کے تصرفات:
۱۷- اگر بیت المال پر دیون آجائیں اور بیت المال میں ادائیگی کے سے مول نہ ہو تو امام کو اختیار ہوگا کہ بیت المال کے ایک حصہ سے دہرے دے دے قرض لے حسب اس کی ضرورت کی ہے، کہتے ہیں: اگر اس مد میں جس کے لئے قرض یا ہے آمدنی آجائے قرض بندہ مذکورہ ایس کر دیا جائے گا، الا یہ کہ صدقات یا اس غنائم سے اہل بیت پر صرف کیا گیا ہو اور غریب ہوں تو اس صورت میں قرض نہیں کیا جائے گا، اس سے کہ اہل بیت (نہ پرتق یا یا ہے) اثر کی وجہ سے خود بھی صدقات کے مستحق ہیں، اسی طرح اہل بیت کے علاوہ دہرے لوگ مستحق مصرف ہوں تو ان پرتق کی صورت میں بھی قرض، بندہ مذکور قرض واپس نہیں کیا جائے گا^(۴)۔

امام کو یہ بھی اختیار ہے کہ رعایا سے بیت المال کے لئے قرض یا عاریت حاصل کرے: "وفد استعار السبی منہ دروعا لمحہاد من صفواں بن امیہ"^(۵) (نبی کریم ﷺ کے لئے صفواں بن امیہ سے زرین عاریت لی تھیں)، "وامتسلف علیہ انصلاۃ والاسلام بعیر" ورد مثله من اہل الصلفہ"^(۶)

(۱) الاحکام السلطانیہ لابی بٹلی دس ۷۱، لہذاوردی دس ۱۳۰

(۲) ابن ماجہ ۲۷، ۵۷، ۳۸۲، ۳۸۳

(۳) حدیث: "استعار السبی منہ دروعا لمحہاد من صفواں بن امیہ" کی روایت ابوداؤد (۳۲۸) طبع عزت حمید دہلی (۳۸۳) اور حاکم (۳۸۳) طبع درۃ المعارف اصفہان (۷) کے ہے حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے اور وہ بھی ۷۱ کی موافقت کی ہے

(۴) حدیث: "امتسلف علیہ انصلاۃ والاسلام بعیر" کی روایت مسلم (۱۲۲۳) طبع بکری کے حضرت ابودریس سے کی ہے

(۱) الاحکام السلطانیہ لابی بٹلی دس ۲۲۷

(۲) طبقات ابن سعد ۱۹۸، اخبار عمر بن الخطاب لابن الجری ص ۳۳۰

اخبار عمر بن الخطاب للطحاوی وادیر دس ۱۳

(۳) نہایہ الکتاب ج ۵/۱۱۸

بیت المال ۱۹

۱۷۔ قرض دینا: ابن اثیر نے فرمایا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے بندہ بنت حبیبہ کو چار ہزار قرض دیا تاکہ وہ اس سے تجارت کرے اور اس کی ضمانت ہو^(۱)۔

قرض دینے کے قائم مقام ہی واپس لینے کی نیت سے شرف کرنا بھی ہے۔ ان میں سے لا وارث جانور وغیرہ پر شرف کرنا بھی ہے تاکہ اسے ضائع ہونے سے محفوظ رکھا جائے، پھر جانور کے مالک سے اجازت بیت المال کو واپس دلایا جائے گا، اور اگر مالک معلوم نہ ہو تو جانور کفر و خست کر دیا جائے گا اور اس کی قیمت سے بیت المال کا حق لے لیا جائے گا^(۲)۔

چاہیہ دے کر مالک بنا دینا:

۱۹۔ خلیفہ کی رائے ہے کہ امام ایسی راضی ہو سکی کی حدیث نہ ہو ورنہ کسی وارث کے قبضہ میں ہو ظلم، ثوب غرضی کے بغیر مناصبت کے پیش نظر ایسے شخص کو جس سے مسلمانوں کو فتنہ نہ پھیلے ہو بطور جاگیر دے سکتا ہے جس طرح امام کو اختیار ہے کہ بیت المال کے دھرمے موال سے عطا کرے، اس لئے کہ زمین اور مال ایک قسمی ہے، قاضی ابو یوسف نے ایسا ہی کہا ہے، اور دلیل یہ دی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے کسریٰ اور اہل کسریٰ کے موال کو بیت المال کے لئے خاص کر دیا، اور جب اس شخص کا مال جو جنگ میں قتل کیا گیا ہو یا دار الحرب سے جلا ہوا یا غلاب یا جھاڑی میں مر گیا ہو اس کو خاص کر دیا، اس کا شراج ستر لاکھ تھا تو اس میں سے جاگیر کچھ لوگوں کو عطا کی جاتی تھی، ابو یوسف کہتے ہیں: اس کی حیثیت ایسے مال کی ہے جو نہ کسی کا ہو اور نہ کسی وارث کے قبضہ میں ہو، تو امام عادل کو اختیار ہے کہ اس

بیت المال میں مذکور عمل صرف ضرورت کی بنا پر جائز ہے، بخلاف اہل حق میں یہ صاف ہے کہ متاخرین کے معنی بقول کے مطابق اس صورت میں ضرورت رہنا جائز ہے جب جاگیر کو اس کی واقعی قیمت پر خریدنے کی پیشکش نہ کی ہو^(۳)۔

ب۔ جارود بیت المال کی زمین پر، انگی ہفتہ کے اتمام جاری ہوں گے لہذا نہیں مدت پر دیا جائے گا جس طرح ہفتہ کو اتھرت پر دیا جاتا ہے^(۴)۔

ج۔ مساقات: امام کی طرف سے بیت المال کے باغات پر مساقات (نیل پر درست دینا) درست ہے، جس طرح اپنے زیرِ ولایت بچہ کے سے تصرف کا اختیار رکھے، لے کی طرف سے درست ہے^(۵)۔

د۔ جارود اس مسئلہ میں ثانیہ کا قول مختلف ہے کہ امام بیت المال کے موال میں سے کوئی چیز عاریت پر دے سکتا ہے یا نہیں۔ اسنوی نے اس بنیاد پر اس کے جواز کی رائے دی ہے کہ جب امام بیت المال سے کسی کو حدیث دے سکتا ہے تو عاریت پر دینا بدرجہ اولیٰ درست ہوگا، اور اہل سے کہا: امام کے لئے مطلقاً جائز نہیں ہے کہ بیت المال کے موال کو عاریت پر دے جیسے کہ ملی کو اپنے زیرِ ولایت بچہ کے مال میں یہ اختیار نہیں ہے^(۶)، بقیہ بی بی نے کہا: بچہ اگر کسی سے بیت المال سے کوئی چیز عاریت پر لی ہو وہ اس کے ہاتھ میں ملاک ہوئی تو اس پر عہد نہیں ہوگا، اگر بیت المال میں اس کا حق ہو، اور اس کو عاریت کا نام دینا صحیح رہے^(۷)۔

(۱) ابن ماجہ ص ۲۵۵، ۲۵۸۔

(۲) ابن ماجہ ص ۳۷۷۔

(۳) حاشیہ القس علی شرح المسماح للعلوی ص ۶۱۔

(۴) مہیۃ المحتاج ص ۱۱۸۔

(۵) حاشیہ شرح المسماح ص ۲۰۔

(۱) اکال ص ۲۹۔

(۲) جوہر الاکلیل ص ۲۲۰۔

بیت المال ۲۰

ج۔ وہ اراضی جن کے مالکان فوت ہو گئے ہوں اور کوئی ایسا وارث نہ ہو جو صاحب فرض یا عصبہ ہونے کی حیثیت میں اس اراضی کا مستحق ہوتا ہو، امام شافعی کے اصحاب کی اس مسئلہ میں دو رائیں ہیں:

پہلی رائے یہ ہے کہ ایسی اراضی وقف ہوتی ہے، اس رائے کی رو سے اس اراضی کو بیچنا اور جائیداد بنا کر نہیں ہے اور یہ رائے یہ ہے کہ اس وقت تک وقف نہیں ہوں گی جب تک امام انہیں وقف نہ کرے، اس رائے کے مطابق امام کے لئے جائز ہے کہ انہیں مالکانہ جائیداد سے جس طرح ان کو فروخت کرنا جائز ہے۔

ایک تیسرا قول یہ ہے کہ اس کو بطور جائیداد بنا کر نہیں ہے، اگرچہ اس کو فروخت کرنا جائز ہے، اس سے پہلے ایک مقدمہ ہے اور جائیداد بنا کر ایک صلہ و انعام ہے، اور قیمتیں جب نقد ہو جائیں تو ان کا حکم عھایا کے سلسلہ میں اصول ثابتہ (غیر منقولہ اشیاء) کے حکم سے ملاحدہ ہوتا ہے، اس طرح دونوں میں فرق ہو گیا، اگرچہ ان دونوں میں فرق بہت معمولی ہے (۱)۔

مالیہ کے ایک یہی حکم اس کو زمین کا ہے جو جبر حاصل کی گئی ہو، ایسی زمین کو مالکانہ جائیداد بنا کر امام کے لئے جائز نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمین میں محض قبضہ و غلبہ سے ہی وقف ہوئی (۲) کہ مالکانہ کے لئے ایک ہمیں یہ مسئلہ میں ہے کہ جو اراضی مالکان کے فوت ہو جانے کی وجہ سے بیت المال میں آتی ہو، کیا ان میں مالکانہ جائیداد بنا کر جائز ہے یا نہیں؟

انتفاع ۱۰ استفادہ کے لئے جائیداد دینا:

۲۰۔ امام کے لئے جائز ہے، اگر وہ مصلحت سمجھتا ہو کہ بیت المال کی

میں سے نفعات و رعا یہ لوگوں کو دے جن سے امام کو نفع و ہوا ہو، اس عادیہ سے یہ بات غل کی ہے اور کہا ہے: یہ اس بات کی صراحت ہے کہ جائیدادیں بھی تو غیر آباد اراضی سے ہوں گی اور کبھی بیت المال سے، ایسے لوگوں کے لئے جو بیت المال کے مصارف میں سے ہوں، جیسا کہ امام جہاں مصلحت محسوس کرے مال دے سکتا ہے اور جسے جائیداد دینی گئی ہے وہ زمین کا مالک ہو گا، ان لئے اس زمین سے خریدا جائے گا، اس لئے کہ وہ صدقہ کے درجہ میں ہے (۳)۔

ثامنیہ و رعا جہ کی رائے جیسا کہ ماوردی اور ابو یعلیٰ نے اس کی تفصیل کی ہے یہ ہے کہ اراضی بیت المال کی زمین قسمیں ہیں:

الف۔ ایک وہ اراضی جو امام نے خمس کے طور پر یا اہل نیست کی رضا مندی سے بیت المال کے لئے اپنا یا ہو جیسا کہ حضرت عمرؓ سے کسریٰ اور اس کے اہل کی اراضی خاص کر لیا تھا، اور اس میں کسی کو جائیداد نہیں دی، پھر جب حضرت عثمان غنیؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس میں سے جائیدادیں اور اس میں سے فی کا حق وصول کیا، ماوردی نے کہا: اس کی حیثیت قطعاً جارہ (بطور رایہ جائیداد دینے) کی تھی نہ کہ قطعاً تصدیک (بطور عہدیت جائیداد دینے) کی، اور اس کو بطور عہدیت جائیداد میں دینا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اس سے بیت المال کے لئے حاصل کے جائے کے بعد وہ تمام مسلمانوں کی ملکیت ہوئی، لہذا اس پر نئی وقف کا حکم جاری ہو گا۔

ب۔ راضی شریعتی کو اس کا مالک بنانا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اراضی خرچ کا کچھ حصہ وقف ہے، جس کا خرچ اہمیت ہے، اور کچھ حصہ ان کے مالکان کی ملکیت ہے جس کا خرچ ہز یہ ہے۔

(۱) الاحکام السلطانیہ لا ماوردی ص ۱۹۳-۱۹۵، لا بی یعلیٰ ص ۵۱۳۔

(۲) الشرح الکبیر صحیحہ الدسولی ص ۶۸۳۔

(۳) الشرح لا بی یوسف ص ۵۷، ۵۸۔

(۴) رد المحتار ص ۲۹۵۔

بیت المال ۲۱-۲۴

بیت المال کے حقوق بیت المال میں لائے سے قبل ملکیت میں دے دینا:

۲۲- خلیفہ کا مذہب یہ ہے کہ امام کو اختیار ہے شریعت کو مالک کے لئے چھوڑ دینا۔ بشرطیکہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ شریعت مالک کے لئے حال ہوگا بشرطیکہ مالک اپنے لوگوں میں شامل ہو جو بیت المال سے کچھ بھی استحقاق رکھتے ہیں۔ ورنہ مالک اس کو صدقہ کر دے گا۔

۲۳- امام نے مشرور وغیرہ اسواہ زکاۃ چھوڑ دیا ہو اور وصول نہ کیا ہو تو اس کے لئے بالاجہات جاز نہیں ہوگا، اور مالک خود سے انہیں فتنہ وغیرہ مصارف زکاۃ پر خرچ کرے گا (۱)۔

بیت المال کے دیون:

۲۴- بیت المال کے دیون افراد کے ذمہ میں ثابت ہوتے ہیں، جس امر امام نے عام رعایا پر یا کسی خاص طبقہ یا کسی شہر والوں پر ان کی معاہدہ کی خاطر کچھ وصول لازم یا ہو، جیسے انج کی تیاری یا قیدیوں کی رہائی اور جیسے پوزیکوری وغیرہ کی کھدائی کی امداد، تو امام کی طرف سے لازم ہے کہ مال کو جس نے "ذیہ ہو اس کے ذمہ میں" وہ مال بیت المال کے واجب دین کے بطور باقی رہے گا، ورنہ اس مال کی ادائیگی سے سبب ان کے لئے جائز نہیں ہوگا (۲)۔

بیت المال کا انتظام اور اس کا بگاڑ:

۲۵- بیت المال کا انتظام درست تسلیم کیا جائے گا جب امام عادل ہو، مال کو حق کے ساتھ وصول کرنا ہو، مستحق جگہ پر خرچ کرنا ہو، اور

راضی یا اس کی جامدات میں سے کچھ لوگوں کو تعاون کے طور پر یا نفع حاصل کرنے کے لئے جائیداد، مالک نے کہا: پھر امام نے جبراً حاصل کردہ زمین جو جائیداد میں دی ہو، انہیں متعین شخص کو دیا ہو تو اس کی موت سے جائیداد ختم ہو جائے گی، ورنہ انہیں متعین ہر اس کی ملا، ورنہ اس کی نسل کے سے دیا ہو تو اس کے مرنے کے بعد اس کی ملا، اس جائیداد مستحق ہوگی عورت کو مرد کے ہم نام ملے گا۔

وردی کہنے: "رفاق رضاء رض حوزہ" اور بعض مالک نے اس جیسی راضی کو وقف بتایا ہے (۳)۔

بیت المال کی جائیداد کا وقف:

۲۶- حنفیہ نے ذکر کیا ہے کہ امام کے لئے بیت المال سے وقف کرنا جائز ہے، پھر انہوں نے کہا: اگر سلطان نے بیت المال کے وکیل سے راضی اور حکمت خرید لیا ہو تو اس کی شرائط کی رعایت ضروری ہے، اور اگر بیت المال ان کو وقف کر دیا ہو تو شرائط کی رعایت واجب نہیں ہے (۴)۔ شافعیہ نے جیسا کہ عمیرہ مدنی نے نقل کیا ہے، بیت المال سے امام کے وقف کرنے کی رائے دی ہے، وہ کہتے ہیں: اس لئے کہ امام کو بیت المال سے کسی کو ملکیت دینے کا حق ہے، اور جیسا کہ حضرت عمرؓ نے عراق کی راضی میں کیا تھا کہ انہیں مسلمانوں پر وقف کر دیا تھا (۵)۔

وردی کہنے: "رضاء"

(۱) ابن ماجہ ص ۳۶۱، ۳۵۹، الفہرست ص ۲۵۲، ۱۶۵، رسالہ الخیرۃ المال فی حکم ما وجب وأرصد من بیت المال للحموی، المشرح الکبیر وجامعہ الدینی ص ۱۸، جامعہ اسلامیہ علی شرح المسماح ص ۹۲، الفہرست ص ۵۲۶، جامعہ المسماح ص ۵۶۳، ۵۶۴، حکام السلطانیۃ للماوردی ص ۹۶، ۱۱۸، بیانی ص ۹۔

(۲) ابن ماجہ ص ۳۸۸۔

(۳) حاشیہ عمیرہ وقلیوب علی شرح المسماح ص ۱۸، ۹۷، ۱۰۹، الخیرۃ المسماح ص ۱۱۸۔

(۱) ابن ماجہ ص ۵۷۳۔

(۲) ابن ماجہ ص ۵۷۳۔

بیت المال ۲۵

یہ انتظام ٹاسد قرار پائے گا جب امام غیر عادل ہو یا حق لوگوں سے مال وصول کرتا ہو، یا وصول تو حق کے مطابق کرتا ہو لیکن اس کو مسلمانوں کے منہ و کے مذہب میں، وغیرہ شرعی طریقہ پر شریعت کرتا ہو، جیسے کہ بے مخصوص منہ و میں شریعت کرتا ہو یا صرف اپنے اقارب و رشتہ و رہوں کو دیتا ہو یا اپنی خواہش کے مطابق اپنے لوگوں کو دینا دیتا ہو جو اس کے مستحق نہ ہوں، اور مستحق لوگوں کو نہ دیتا ہو، بیت المال کا منہ و یہ بھی ہے کہ امام بیت المال کی منہ و داری ہی عید عادل کے عید و کردے، اور بیت المال کے مبادل میں اس کے تصرفات پر نظر نہ رکھے، جس کی وجہ سے غلط تصرف، و نقصانات واقع ہوں۔

بیت المال کے فساد کی صورت دو بھی ہے جس کی طرف ابن عابدین نے اشارہ کیا ہے کہ امام بیت المال کے چاروں مد کے مبادل غلط مدظر کردے، و مدنگ لگ نہ ہو (۱)۔

۲۵- اور جب بیت المال میں فساد آجائے تو اس پر چند انتظام مرتب ہوں گے جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

الف۔ جس شخص پر بیت المال کا حق ہو۔ اور اس کی اطلاع نہ ہو۔ اس کے لئے درست ہے کہ اگر بیت المال میں خود اس کا اپنا حق ہو جو اسے نہ ملتا ہو تو وہ اپنے حق کے بقدر اپنے، و پر، حسب حق میں سے روک لے، اور اگر بیت المال میں اس کا حق نہ ہو تو اسے اختیار ہوگا کہ اپنے، و پر، حسب حق کو برہور راست بیت المال کے مصارف میں شریعت کرے جیسے مسجد یا رباط کی تعمیر میں شریعت کرے، بعض شافعیہ نے اس کا تذکرہ باخصوص ایسے لفظ کے بارے میں کیا ہے جس کا مالک معصوم ہونے کی امید ختم ہوگئی ہو یا ایسے کپڑے وغیرہ کا ذکر کیا ہو جسے ہوائے اڑا کر اس کے گھر میں لا ڈالا ہو، اور اس کا مالک معلوم نہ ہو، و معلوم ہونے کی امید بھی نہ رہے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ مدی

کا پانی اتر جانے سے جوز میں کھل جائے اس میں اگر کوئی پھینکتی کرے تو اس پر اس کی احمیت مسلمانوں کے مصالح کے لئے لازم ہوگی، اور اگر مصالح کے مبادل میں اس کا حصہ ہو تو اس کے حصہ کے بقدر اس سے ساقط ہو جائے گا (۱)، انہوں نے اس پر استدلال حضرت عائشہ سے مروی اس روایت سے کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ سے کہا: مجھے ایک ثرا نہ ملتا تو میں نے سے سب کو پیش کیا حضرت عائشہ نے اس سے فرمایا: تمہارے منہ میں خاک (۲)۔

ب۔ اگر سلطان مستحق لوگوں کا حق نہ ادا کرے، اور اس سے کسی کو بیت المال کا کوئی مال ہاتھ لگ جائے تو بعض فقہاء نے اجازت دی ہے کہ مستحق شخص اپنی مقدار ملے ملے جو امام اسے دینا کرتا تھا، یہ ان چار اقوال میں سے ایک قول ہے جنہیں امام غزالی نے ذکر کیا ہے۔

ان میں سے دوسرا قول یہ ہے کہ ایسے مستحق کو اختیار ہے کہ ہر دن اپنی غذائی ضرورت کے بقدر ملے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ ایک سال کی ضرورت کے بقدر ملے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی بھی ایسی چیز لینے کا جواز نہیں ہے جس کی اجازت اسے نہ دی گئی ہو۔

مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ بیت المال سے چوری جائز نہیں ہے خود بیت المال کا انتظام درست ہو یا نہ ہو، اس سے معصوم ہونا ہے کہ مالکیہ امام غزالی کے نقل کردہ اقوال میں سے چوتھے قول سے اتفاق کرتے ہیں۔

حنفیہ نے جو کچھ کہا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ایسا شخص اس صورت حال میں اپنے حق کے بقدر پائے لے سکتا ہے مگر سے حق

(۱) کلیلی ۸۹/۳۔

(۲) ابن ماجہ ۵۶/۳۔

(۱) ابن ماجہ ۵۶/۳۔

بیت المال ۲۶

اس پر وہ سب ہو گیا اس کا شل، اس نے گھر و بیڑ مشی ہو، اس کی قیمت وہ اس نے گھر و بیڑ مشی ہو۔
بیت المال سے چوری کرنے والے کے ہاتھ کاٹنے کے مسئلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، اس میں اس کے دو رہنمائی تین:

ایک رہنمائی وہ ہے جو حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنبلیہ کا مذہب ہے کہ بیت المال سے چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، اس حضرات نے اپنی اس رائے پر حضرت ابن عباسؓ سے مروی ایک روایت سے استدلال کیا ہے کہ "خمس کے ماموں میں سے ایک غلام نے خمس میں سے چوری کر لی، اسے حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا یا تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا، اور فرمایا: "مال اللہ سرق بعضہ بعضاً" (۱) (وہ اللہ کا مال ہے، اللہ کے مال میں سے بعض نے بعض کی چوری کی)۔

تین: اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جس نے بیت المال سے چوری کی تھی، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: "میں نے اس میں ہر شخص کا حق ہے" (۲)۔

دوسرا رہنمائی جسے مالکیہ نے اختیار کیا ہے یہ ہے کہ بیت المال سے چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا، اس رائے پر استدلال آیت قرآنیہ: "وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا" (۳)

(۱) حدیث "مال اللہ سرق بعضہ بعضاً" کی روایت ابن ماجہ (۲/۸۶۳ طبع الطبعی) کے کی ہے بھری نے کتبہ اس کی سند میں ایک راوی کا نام ہے اور وہ ضعیف ہے۔

(۲) قول حضرت عمرؓ "لو سرق لهما من احد"۔ "کو عبد اللہ راقی نے پی معصوف (۲۱۲/۱۰ طبع مجلس الطبعی) میں روایت کیا ہے۔

(۳) سورہ مائدہ ۳۸۔

نہیں ہے کہ جس میں اس کا تحقیق ہے اس کے علاوہ، ہر سے وہ لے، والا یہ کہ ضرورت ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہے، کہ اس وقت گھر پر کے علاوہ سے سب جائز نہ ہو تو اس کا قیض ہوگا کہ ہمارے زمانہ میں کسی کا حق باقی نہ رہے گا، اس لئے کہ ہر کے اموال کا حصہ نہیں رہتے، بلکہ وہ لوگ تمام اموال کو غلط ملط کر، لیتے ہیں، گروہ اس مال میں سے نہ لے جو اس کے ہاتھ لگ گیا ہے تو وہ کچھ بھی حاصل نہ کرتے گا جیسا کہ ابن عابدین نے اس کا فتویٰ دیا ہے (۱)۔

ن۔ ایک حکم یہ ہے جس کا فتویٰ متاثرین شافعیہ (جون ۴۰۰ھ کے بعد کے ہیں) نے بعض متقدمین سے اتفاق کرتے ہوئے دیا ہے، اور متاثرین مالکیہ بھی اسی کے قائل ہیں، کہ اگر بیت المال کا انتظام درست نہ ہو تو تقسیم میراث کے بعد جو بچ جائے اسے زمینین کے علاوہ اہل فرض پر (جن کے حصے قرآن میں متعین ہیں) ۱۰ بار تقسیم کر دیا جائے گا، اور اگر ذوی القروض نہ ہوں تو ذوی الارحام پر تقسیم کیا جائے گا۔

بیت المال کا انتظام درست ہونے کی صورت میں شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک اصل حکم یہ ہے کہ بچے اہل میراث میں رہیں (۱۰ بار تقسیم میراث) اور ذوی الارحام پر تقسیم جاری نہیں ہوگی، بلکہ تمام ترکہ یا ذوی القروض سے بچنے کے بعد ترکہ اگر عصبہ نہ ہوں تو بیت المال کا ہوگا (۲)۔

بیت المال کے اموال پر زیادتی:

۲۶۔ اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف نہیں ہے کہ اگر کسی نے بیت المال کی کوئی چیز ناحق ضائع کر دی تو وہ اپنے گھر کے بے نقصان کا ضمان ہوگا، اگر کسی نے بیت المال سے کوئی چیز ناحق لے لی تو اس کا لوٹانا (۱) اور (۲) لیا جائے گا۔

بیت المال ۲۷-۲۸

بیت المال سے طرف لے گا، اور عامل سے ماواں یا جانے گا۔

ولایۃ کی نگرانی اور محصلین کا محاسبہ:

۲۸- امام اور اس کے ولایۃ کی ذمہ داری ہے کہ وہ زکاۃ وغیرہ بیت المال کے حقوق کی وصولی پر مقرر کئے گئے ہزاروں کی نگرانی کریں، بیت المال کے مال میں ان کے تصرفات پر گہری نظر رکھیں اور اس کا پورا پورا حساب لیں۔

چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابو حمید ساعدی کی حدیث ہے کہ "استعمل النبی ﷺ رجلاً من الأزد علی صدقات بنی سلیم یدعی ابن النبیۃ، فلما جاء حاسبہ" (۱) (نبی ﷺ نے قبیلہ ازد کے ایک شخص کو جس کا نام ابن النبیۃ تھا، بنو سلیم کے صدقات کی وصولی پر مقرر فرمایا تھا، جب وہ آیا تو آپ ﷺ نے اس سے حساب لیا)۔

قاضی ابو یعلیٰ فرماتے ہیں: صدقات کی وصولی کے سلسلہ میں امام ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ کاتب دیوان کے سامنے اس کا پورا حساب پیش کرنا واجب ہے، اور کاتب دیوان پر واجب ہے کہ پیش کئے گئے حساب و کتاب کی صحت کی جانچ پڑتال کرے، یہ اس نے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک مقرر و شرع دونوں کے مصارف یک ہیں۔

امام ثنائی کے مسلک کے مطابق ان پر مقرر حساب پیش کرنے کی ذمہ داری نہیں ہے، اس لئے کہ مقرران کے نزدیک صدقہ ہے، اس کا مصرف ولایۃ کے اجتہاد پر موقوف نہیں ہے۔

شرائع کے قتال پر دونوں مسالک کی رو سے حساب پیش کرنا

(۱) الاحکام السلطانیۃ لابن یعلیٰ ص ۲۲۹۔

(۲) نہایۃ الواجب للشیخ ۱۹۲/۸ طبع، دارالکتب المصریہ، حدیث ابو حمید الساعدی کی تخریج (خبرہ نمبر ۶ میں) گذر چکی ہے۔

(اور چوری کرنے والا مرد و چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دلو) کے عموم سے یہ نیا ہے کہ یہ حکم عام ہے جس میں بیت المال وغیرہ بیت المال دونوں سے چوری کرنے والے شامل ہیں، ورنہ یہ کہ اس چور نے بھی ایک محفوظ مال کو یا ہے، اور اس میں کوئی قوی ثبوت نہیں ہے لہذا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جس طرح کہ کوئی دہر، اگر ایسا مال چوری کرتا جس میں قوی ثبوت نہیں ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا (۱)۔

بیت المال کے اموال کے سلسلہ میں مقدمہ:

۲۷- اگر بیت المال پر کسی حق کا دعویٰ کیا جائے یا بیت المال کا کوئی حق کسی دہر سے ہو، اور رافضیہ میں مقدمہ پیش کیا جائے تو قاضی جس کے روئے مقدمہ پیش کیا ہے، اس مقدمہ میں فیصلہ کا حق زیہوگا تو وہ بھی مستحقین میں سے یک ہو۔

میں اگر وہ قاضی خود ہی مدعی یا مدعا علیہ ہو تو اس سے اس پر یا اس کے صاحب پر دعویٰ قائم ہی نہیں ہوگا بلکہ وہ دہر ہوگا کہ اس کی طرف سے کسی کو کیل مقرر یا جائے جو اس قاضی یا دہر سے قاضی کے پاس مدعی یا مدعا علیہ ہے (۲)۔

نہ مسئل میں دعویٰ یا جائز نہیں ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ بیت المال کی مدد فی پر عامل سے تو قبضہ فرمایا ہو، لیکن صاحب بیت المال عامل سے وصول پاے کا انکار کرے یا تو ایسی صورت میں عامل سے مطالبہ کیا جائے گا کہ صاحب بیت المال کے قبضہ کرنے پر ثبوت پیش کرے، اگر اس کے پاس ثبوت نہ ہو تو وہ صاحب

(۱) فتح القدیر لاس ۵/۳۸۵، مشرح الکبیر بحالیۃ المدوکی ۱۳۸/۳، شرح

المنہاج للکلی بحالیۃ ۱۸۹/۳، المنہاج لابن قدامہ ۲۷۷/۸۔

(۲) شرح المنہاج للکلی ۳۸۳/۳، نہایۃ المحتاج ۳۲۳/۸۔

بیت المال ۲۹

و جب ہے، و کاتب دیون کے لئے پیش کردہ حساب کی صحت کو جانچی بیاضہ وری ہے۔

پھر جن عمال کا محاسبہ و سبب ہے وہ وہ حال سے خالی نہیں ہوں گے:

ہل: اگر اس کے ہر کاتب دیوان کے درمیان حساب میں اختلاف نہ ہو تو کاتب دیوان کا حساب درست تسلیم کر لیا جائے گا، اور گروہی الامر (سربراہ) کو اس میں شبہ محسوس ہو تو وہ اسے واپس پیش کرنے کا حکم دے گا، اگر اس طرح شبہ ختم ہو جائے تو حلف نہیں لیا جائے گا، اور اگر شبہ باقی رہے اور وہی الامر اس پر حلف لیا چاہے تو عامل سے حلف لیا جائے گا، کاتب دیوان سے نہیں، اس لئے کہ مطالبہ عامل سے نہ کاتب دیوان سے نہیں۔

دوم: اگر عامل و کاتب دیوان میں حساب میں اختلاف ہو جائے:

تو اگر ان دونوں کا اختلاف آمدنی میں ہو تو عامل کا قول معتبر ہوگا، اس لئے کہ وہ منکر ہے۔

ور اگر ان دونوں کا اختلاف خرچ میں ہو تو کاتب کا قول معتبر ہوگا، اس لئے کہ وہ منکر ہے۔

و اگر اس دونوں کا اختلاف خرچ میں ہو، جیسے کہ کسی پیش کش کے اندر دونوں کا اختلاف ہو جائے جس کی بار دہ پیاش ممکن ہو تو بار دہ پیاش کی جائے گی اور جو نتیجہ نکلے اس کے مطابق عمل کیا جائے گا، و اگر بار دہ پیاش ممکن نہ ہو تو رب المال سے حلف یا جائے گا، پیاش کرے و لے سے نہیں^(۱)۔

۲۹- وری و ربو یعنی اس سلسلہ میں محاسبہ کا طریقہ تفصیل سے

بتایا ہے، اور ان امور کا جائزہ لیا ہے جو مصلحتیں سے ولایت کے قبضہ کر لینے میں حجت قرار پائیں گے، اور یہ کہ اس میں قبضہ کے اقرار پر عمل کیا جائے گا، و وہ خط تحریر کا انکار کر دے یا اس کا اعتراف نہ کرے تو وہ اس کا عرف یہ ہے کہ اس پر اکتفا کیا جائے گا، اور وہ حجت ہوگا، لیکن فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اگر وہ اہل اعتراف نہ کرے کہ یہ اس کا خط ہے یا اس کا انکار کرے تو وہ خط اس پر لازم نہیں ہوگا، ورنہ قبضہ میں حجت قرار پائے گا، و رجس اس پر لازم قرار دینے کے سے اس کی تحریر سے موازنہ کرنا جائز نہیں ہوگا، بلکہ محض اصرار دینے کے لئے اس کے خط سے مقابلہ کیا جائے گا تا کہ وہ اپنی خوشی و رضا مندی سے اعتراف کر لے۔

بسا اوقات وہی خط کا اعتراف تو کرنا ہے لیکن قبضہ سے انکار کرنا ہے، ایسی صورت میں عرف کا اعتبار کرتے ہوئے مخصوص حقوق سلطانیہ کے اندر اس کو عالمین کے حق میں ادائیگی کی حجت و ولایت کے خلاف قبضہ کی حجت قرار دی جائے گی، و وری نے اس کا ذکر یہاں ہے چہ کہا ہے: امام شافعی کے مسلک میں یہی ظاہر رائے ہے، امام ابوحنیفہ کے ظاہر مذہب میں یہ نہ تو وہی کے خلاف حجت ہے اور نہ عامل کے حق میں حجت ہے، یہاں تک کہ وہ الفاظ میں اس کا اقرار کرے، جیسے کہ وہ اپنی قرضوں میں ہوتا ہے، و وری کہتے ہیں: ان دونوں کے درمیان جو فرق ہم نے ذکر کیا وہ طینت پیش ہے (ک)۔

مسلمانوں کے عمال کے پاس مال عام میں سے جو کچھ آتا ہے جو کچھ شرف ہوتا ہے اس آمد صرف پر بیت المال کے حکام جاری ہوں گے، اس لئے اس پر محاسبہ جاری ہوگا^(۲)۔

(۱) نہایت واجب ۲۸/۲۹ اور المکتب العصریہ الاحکام السلطانیہ لابی بعلی ص ۲۳۸

(۲) الاحکام السلطانیہ لابی بعلی ص ۲۳۵۔

(۱) الاحکام السلطانیہ لابی بعلی ص ۲۳۰ دیکھئے نہایت واجب فی آداب الحرب مکتوبہ ۲۸/۲۹ ص ۲۱۹۔

بیت المقدس ۱-۲، بیت النار، بیتوتہ

اس کے ساتھ ساتھ "بیت المقدس" کی مسجد اقصیٰ کے کچھ
خصوص احکام ہیں جو دوسری مساجد کے لئے نہیں ہیں (دیکھئے:
المسجد الاقصیٰ) (۱)۔

بیت المقدس

تعریف:

۱- بیت مقدس: سر زمین فلسطین میں مہات کے ایک معروف مقام
کا نام ہے مقدس کا اصل معنی تہیہ و پاک کرنا ہے۔ ارض مقدسہ
پاک زمین کو کہتے ہیں۔

بن منظور نے کہا: بیت مقدس کی طرف نسبت کر کے عقد کی اور
مقدس ہی کہا جاتا ہے، صاحب معجم البلدان نے اس کے بارے میں منگو
کرتے ہوئے بعض مقامات پر اس کا نام "البیت المقدس" رکھا ہے۔

جہاں حکم:

۲- "بیت المقدس" کا نام اب اس شہر کے لئے استعمال ہوتا ہے
جس میں مسجد اقصیٰ ہے، مخصوص مقام مہات کے لئے اس کا استعمال
نہیں ہوتا ہے، فقہاء اور مؤرخین کے کلام میں یہاں دونوں معانی میں
مستعمل رہا ہے، جیسا کہ صاحب معجم البلدان وغیرہ نے استعمال کیا
ہے، اب اس شہر کو "القدس" بھی کہتے ہیں، یہ نام بھی عربوں کے
کلام میں آیا ہے، چنانچہ سب العرب میں ہے، شاعر نے کہا:

لا نوم حسی نهبطی ارض القدس

ونشرب من خیر ماء بقلنس

(اس وقت تک نید نہیں آئے لی جب تک تم عرس کی سرزمین

میں نہ آؤ اور قدس کا بہترین پانی نہ پی لو)۔



(۱) لسان العرب: مادة "قدس"، معجم البلدان۔

بیض

تعریف:

۱- بیض (مڑے) معروف چیز ہے، کہا جاتا ہے: "باض الطائر بیض بیضا" (پرندہ نے انڈا دیا)، واحد لفظ "بیضة" ہے، "بیضة" کا لفظ "خصیہ" کے لئے بھی بولتے ہیں (۱)، "خصیہ" کے احکام مطاع "خصیہ" میں دیکھ جائیں۔

مڑے سے متعلق احکام:

۱- ماکول اللحم، اور غیر ماکول اللحم جانوروں کے انڈے:
۲- انڈا کھانے کی علت و حرمت سے متعلق تفصیل اصطلاح "سطح" میں گزر چکی ہے، یعنی فی الجملہ ماکول اللحم جانور کا انڈا کھانا حلال ہے، اور جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے ان کا انڈا کھانا بھی حرام ہے (۲)۔

جلالہ (نجاست کھانے والا جانور) کے انڈے:

۳- جلالہ کے انڈے کھانے کے حکم میں فقہاء کا اختلاف ہے (جلالہ وہ (مرئی) ہے جو نجاست، شربتی، اور کھاتی ہے اور کھلی ہوئی ہو تو گندگیوں میں کھوتی ہے)۔

(۱) المصباح المیر: ۱۰۰، "بیض"، حاشیہ الدسوقی ۱/ ۶۰، روح المعانی ۴/ ۵۹۳، امس لابن قدامہ ۱/ ۵۷۔

(۲) دیکھئے مسود جلد ۵، اصطلاح "سطح" فقہرہ مرقیہ ۱/ ۵۷۔

خصیہ اور ثانیہ نے اپنے صحیح قول میں حکم کی بنیاد اس کے گوشت میں تغیر اور بدبو پر رکھی ہے، لہذا اگر گوشت میں تغیر پیدا ہو جائے اور اس سے بدبو آنے لگے تو اس کے مڑے کھانا حنفیہ کے نزدیک حرام ہے، اور ثانیہ کے صحیح قول میں حرام ہے اس سے کہ وہ نباتات میں سے ہو یا۔ اور اس لئے بھی کہ بنی کریم علیہ السلام نے جلالہ کا گوشت کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے (۱)۔

مثالہ: بعض ثانیہ نے جلالہ کے مڑے کھانے کی حرمت کے لئے قید لگائی ہے کہ اس کی غذا کا ذائقہ نہ نجاست ہو تاکہ اس کے بارے میں حدیث وارد ہے۔

بعض ثانیہ نے کہا: جلالہ کے مڑے کھانا مکروہ و تنزیہی ہے، اس لئے کہ منافعت صرف گوشت میں تغیر کی وجہ سے ہے جو موجب حرمت نہیں ہے، فقہاء ثانیہ نے کہا: درجی صحیح تو ہے "درجی مناجدہ کے نزدیک ایک روایت ہے، اور مالکیہ کے نزدیک قول مختار یہ ہے کہ جلالہ کے انڈے کھانا حلال ہے، اس لئے کہ وہ ایک زندہ سے پیدا ہو ہے، اور مرد و پاک ہے، اور اگر جلالہ کے گوشت میں تغیر نہ ہو، مرد و پاک ہو جائے، اور گندنی بھی کھاتی ہو بین اس کی غذا کا ذائقہ نجاست نہ ہو تو اس کے مڑے کھانا بالاتفاق حلال ہے (۲)۔

نجس پانی میں انڈے ابالنا:

۴- اگر نجس پانی میں انڈے ابالے جائیں تو جمہور (حنفیہ،

(۱) حدیث: "لم یحییٰ من أكل لحم الحیة وحب لبھا" کی روایت ابوداؤد (۳۸/ ۳۸) طبع عزت عبید دغاس نے کی ہے ابن حجر نے فتح (۳۸/ ۴۸) طبع انتقیر میں اسے مستقر اور دیا ہے۔

(۲) البدائع ۵/ ۵۰، ابن ماجہ ۵/ ۱۹۵، ۲۱۶، عراقی الفلاح ص ۱۸، الاطیاف ۱/ ۹۲، الدسوقی ۱/ ۵۰، نہایہ المحتاج ۱۸/ ۴۲، مغنی المحتاج ۲/ ۳۰۳، المروضة ۳/ ۴۸، شرح ختمی ۱/ ۵۰، دولت ۳/ ۹۹، امس ۱/ ۵۹۳، ۵۹۴۔

بخش ۵-۷

بھی زیادہ صحیح قول ہے، اس لئے کہ اب وہ اٹھ ایک جہ اگانہ دوسری
چیز ہو گیا ہے، لہذا اس کا کھانا حلال ہوگا۔
حنفیہ کے نزدیک اس کا کھانا حلال ہے خواہ اس کا چھلکا سخت نہ
ہو ہو۔ یہ مٹافعیہ کا ایک قول ہے اس لئے کہ وہی سہ یک پاک فنی
ہے۔

مالکیہ کے نزدیک فنگلی کا ایک جانور جس میں بہت خوب ہو اگر اس
کو ذبح نہ کیا یا ہو تو اس کا اٹھ کھانا حلال نہیں ہے، الا یہ کہ وہ ایک
جانور ہو جو مردہ بھی بغیر ذبح کے پاک ہوتا ہے جیسے مڑی و گھڑیل،
اس کا اٹھ کھانا حلال ہے^(۱)۔

اندھے کی فز ونگلی:

۷- اٹھ کے فز ونگلی میں میٹھ میں جو دوسری چیزوں کے
مرمت کرنے میں ہیں، یعنی یہ کہ دوسرا ہو، قیمت والا ہو، پاک
ہو، قابل اتفاق ہو اور اس کی حوصلی پر قدرت ہو، دیکھئے:
”فقہ“۔

اور اسی لئے گندے اٹھ کے بیچ جائز نہیں ہے، اس لئے کہ وہ
اتفاق کے قابل نہیں ہے، اور مرفی کے پیٹ میں موجود اٹھ کے بیچ
جائز نہیں ہے، اس لئے کہ وہ معدوم کے حکم میں ہے۔^(۲)

اس کے ساتھ ساتھ اٹھ کے کو ربوی اشیاء میں شمار کرنے اور نہ
کرنے کے مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

حنفیہ، حنابلہ نیز مالکیہ میں سے ابن شعبان کا مذہب ہے، اور
بھی مٹافعیہ کے نزدیک قول قدیم ہے کہ اٹھ کے کو سوال ربویہ میں
شمار نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ ان حضرات کے نزدیک ربو کی

(۱) البدائع ۵/۳۳۳ مختصر الحاوی میں ۳۳۰ الحد سوتی ۵۰/۱، اس کی کتاب ۱۳،
المجموع ۴۸۳، اقلیہ ۲/۷۲ کتاب اتفاق ۵۰/۵، مسمی ۵۰/۵
(۲) المجموع ۴۸۳، شرح فتنی و روایات ۲/۲۲۔

مٹافعیہ، حنابلہ، و مرجع قول میں مالکیہ) کے نزدیک اس کا
کھانا حلال ہے، مالکیہ کے رجحان قول میں اس کا کھانا حلال نہیں
ہے، اس کے کہ اس کے مسامات میں نجس پانی سرایت نہ جانے کی
وجہ سے وہ نجس ہو جائے گا، اور اس کو پاک رہا ہوگا^(۱)۔

خراب ہڈے (جو عام صورت میں خراب ہو جائے):

۵- اگر ہڈی خون میں تبدیل ہو جائے تو حنیہ، مالکیہ، و حنابلہ کے
صحیح مذہب میں وہ مٹافعیہ کے صحیح مذہب میں نجس ہو جائے گا۔
مٹافعیہ کا وہ قول ہے کہ وہ پاک ہے، ”راہ اٹھ کے میں صرف
بد ہو پیدا ہوئی ہو تو وہ حنیہ، مٹافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک پاک ہے
جیسے کہ بد ہو اور گوشت، لیکن مالکیہ کے نزدیک وہ نجس ہے۔

اگر اٹھ کے کی زروی اس کی سفیدی میں مل جائے لیکن بد بو نہ پیدا
ہو تو وہ پاک ہے^(۲)۔

موت کے بعد نکلنے والے اٹھ:

۶- ایسے ماکول اللحم جانور کی موت کے بعد اس سے نکلنے والا اٹھ
کھانا بلا اتفاق حلال ہے، جس جانور کو ذبح کرنے کی ضرورت نہ ہو،
الا یہ کہ وہ مڑا گندہ ہو گیا ہو۔

اگر جانور کو ذبح کرنا ضروری ہو اور اس کو ذبح نہ کیا ہو تو اس
کی موت کے بعد نکلنے والا اٹھ کھانا اس وقت حلال ہوگا جب اٹھ
کا چھلکا نجس ہو گیا ہو، یہ رائے حنابلہ کی ہے، مٹافعیہ کے نزدیک

(۱) فتح القدیر ۱/۱۸۶، فتح کردہ دار احیاء التراث، الدسوتی ۶۰/۱، مفتی المساج
۳۵۵/۵، مسمی ۵۰/۵۔

(۲) ابن ماجہ ۵۰/۵، الدسوتی ۵۰/۱، فتح الجلیل ۲/۴۷، مفتی المساج
۱۰۰/۵، ۳۰۵/۳، المجموع ۵۱۰/۲، نہایہ المساج ۸/۱۲، کتاب اتفاق
۱۹۱/۱، ۱۹۲/۱، فروع ۲۵۱/۲، ۲۵۲/۲۔

موت ہوتی ہے تو جمہور کے نزدیک زندہ چوزہ کی قیمت لازم ہوگی، اور مالکیہ کے نزدیک اس کی ماں کی قیمت کا دسواں حصہ واجب ہوگا، اور اگر توڑنے سے پہلے چوزہ کی موت کا علم ہو جائے تو کچھ بھی واجب نہیں ہوگا۔

اور اگر حالت اہرام میں کسی شخص نے کوئی بڑا توڑ دیا یا سے بھون یا اور اس کا ٹاٹاں «اگر یا یا کسی غیر محرم شخص نے اس کی وجہ سے ہی حاصل کیا تو یہ بڑا کھانا اس پر حرام ہوگا، اس سے کہ وہ صیغہ کی طرح ہو یا یہ سلسلہ مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کا ہے، حنفیہ کے نزدیک ایسا بڑا کو کھانا حلال ہے۔

حنفیہ «اگر شافعیہ کے نزدیک غیر محرم کے لئے اس کا کھانا حلال ہے، جیسا کہ الحکمۃ میں اس قول کو صحیح بتایا ہے، اور ابن القری نے اس پر یقین کا اظہار کیا ہے، اسی طرح شافعی کے علاوہ حنبلیہ کے نزدیک اور مالکیہ میں سے سند کے نزدیک کھانا حلال ہے۔

سند کے علاوہ مالکیہ کے نزدیک شافعیہ کے ایک قول میں، اور حنبلیہ میں سے شافعی کے نزدیک غیر محرم (حائل شخص) کے لئے اس کا کھانا ہی طرح حرام ہے جس طرح محرم کے لئے حرام ہے۔

جو تفصیل مذکور ہوئی وہ حرم مکہ کے بڑے سے متعلق ہے، جہاں تک حرم مدینہ کے بڑے کا تعلق ہے تو اس پر کوئی نزاع نہیں ہے، اگرچہ وہ حرام ہے اور اس پر گناہ ہوگا (۱)۔

یہ تفسیلات شافعیہ یعنی غیر پاتو پر مدوں کے بڑوں کے سلسلہ میں ہیں، پاتو پر مد (جس کی گھروں میں پرورش کی جاتی ہے جیسے مرغی) کے بڑوں پر کچھ واجب نہیں ہے۔

(۱) البدائع ۲/۲۰۳، ابن ماجہ ۲/۲۱۶، السنن ۲/۲۰۲، شرح
المیجر ۲/۲۰۲ طبع المجلد، مع التلخیص ۲/۲۰۳، مفتی الحداد ۲/۵۲۵، اسی
المطالب ۲/۵۲۳، شرح تفسیر دارالافتاء ۲/۲۱۶، کتب الفتاوی
۲/۲۱۶ مفتی ۲/۵۱۶۔

ہوتی ہے، لہذا احتیاطاً اسے بھی شکار کا حکم دیا جائے گا، صحابہ کرام سے مروی ہے کہ انہوں نے شتر مرغ کے بڑوں کے بارے میں قیمت او کرنے کا فیصلہ کیا، یہ حنفیہ، حنبلیہ اور مزنی کے علاوہ شافعیہ کے نزدیک ہے، مزنی نے نہ یہ حلال ہے اس پر کوئی نزاع ان میں نہیں ہے۔

مالکیہ کے نزدیک ہر ایک بڑے پر اس کی ماں کی قیمت کے دسواں حصہ کے قدر گندم واجب ہوگا یا اس گندم کے بدلہ روزے لازم ہوں گے ہر ایک بڑے کے بدلہ ایک روزہ ہوگا۔ ابن عرفہ نے ظاہر سے سمجھا ہے کہ اس بڑوں میں ایک بکری واجب ہوگی، مالکیہ نے حرم مکہ کے کبیر کے بڑوں کو مستثنیٰ کیا ہے، اس میں ایک بکری کی قیمت کے دسواں حصہ کے قدر گیسوں واجب ہوگا، اس لئے کہ حضرت عثمان نے اس سلسلہ میں ایسی فیصلہ فرمایا تھا۔

خراب بڑوں میں بالاتفاق کوئی ضمان نہیں ہوگا، بشرطیکہ وہ شتر مرغ کا بڑا نہ ہو، اس لئے کہ ضمان اس وجہ سے ہوتا ہے کہ بڑے شکار بن سکتے تھے جب کہ خراب بڑوں میں یہ امکان مفقود ہے۔

خراب بڑے اگر شتر مرغ کے ہوں تو حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ میں سے امام الحرمین اور حنبلیہ میں سے ابن قدامہ کے نزدیک اس میں بھی کچھ واجب نہیں ہوگا، اس لئے کہ جب وہ جاندار نہیں ہے اور نہ آئندہ اس کے جاندار ہونے کی کوئی توقع ہے تو وہ پتھر اور لکڑی کی طرح ہو گیا۔

امام الحرمین کے علاوہ شافعیہ نے اور ابن قدامہ کے علاوہ حنبلیہ نے یہ کہا کہ وہ شتر مرغ کے بڑے کے چھلکے کی قیمت کا ضمان ادا کرے گا، اس لئے کہ اس کے چھلکے کی قیمت ہوتی ہے، لیکن ابن قدامہ نے کہا: صحیح یہ ہے کہ اس میں کچھ بھی واجب نہیں ہے، اور اگر بڑا توڑ دیا اور اس سے مرد چورہ کا تو بڑا توڑنے کی وجہ سے چورہ کی

بڑے کو غصب کرنا:

۱۰- بڑا غصب کرنا بھی دوسرے اہل کو غصب کرنے کی طرح حرام ہے، اور غصب کرنے والے پر ضمان لازم ہوگا، اگر غصب کیا گیا بڑا موجود ہو تو اس کو لوٹانا واجب ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "لا یأخذ من أحدکم مال أخیه لأعیا ولا جادا ومن أخذ عساً أخیه فلیردھا" (۱) (تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کا کوئی مال ہرگز نہ مذاق میں لے اور نہ تنجید میں لے، اور جس نے اپنے بھائی کا عصا یا دوا سے وہیں کرے)، اور وہ غصب شدہ بڑا ختم ہو گیا ہو تو اس کے مثل کا نشان ہوگا، اس لئے کہ جمہور کے نزدیک بڑا مہملیات میں سے ہے، اگر مثل اور اکرا دشوار ہو تو قیمت دیا کرے گا۔

فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ کسی نے بڑا غصب کیا اور سے کسی مرض کے نیچے پینے کے لئے رکھا یہاں تک کہ اس سے بچہ نکل گیا تو حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک غصب کرنے والا شخص اس جیسا بڑا اس کے مالک کو دے گا، اور بچہ غاصب کا ہوگا، اس لئے کہ غصب شدہ چیز بدل گئی ہے اور دوسری چیز میں نئی ہے، ثانیہ اور حناہ کے نزدیک بچہ بڑے کے مالک کا ہوگا، اس لئے کہ وہ عین اسی کام ہے جو مزرعہ اش پچا ہے، اور غاصب کا کچھ نہیں ہوگا (۲)۔

بیطرہ

تعریف:

۱- بیطرۃ لنت میں جانوروں کے علاج کو کہتے ہیں، یہ لفظ "بطور الشیء" سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے اس نے اس کو پھر دیا، اسی سے لفظ "بیطر" بنا ہے، یعنی مہیٹھ؛ کنز (۱)۔
بیطرہ کا اصطلاحی معنی اس سے علاحدہ نہیں ہے (۲)۔

شرعی حکم:

۲- جانوروں کا ایسا علاج معالجہ جس سے جانوروں کا فائدہ ہو خواہ یہ بچھٹا لگانے اور دلنے کی وجہ سے ہو شرعی چارہ ہے (۳) اور شرعی مطلوب بھی ہے، اس لئے کہ یہ حیوان پر رحم و شفقت اور مال کی حفاظت ہے۔

اور جانور کا علاج معالجہ کرنے والا جانور کو تکلیف دے یا اس کے عمل کی وجہ سے جانور مر جائے تو یہ وہ نشان ہوگا؟ حنفیہ، مالکیہ، حناہ و ثانیہ ثانیہ اپنے اس قول میں یہ کہتے ہیں کہ اگر اس کو علاج کی اجازت دی گئی ہو اور اسے اس کا علم و تجربہ حاصل ہو اور اس نے

(۱) الفروق فی الفہم، ابی ہلال عسکری، ص ۲۲۵، العرب فی ترتیب العرب، ابن العرب، المصباح المہیر، القاسمی، المجلد ۱۰، ص ۱۶۹۔
(۲) ابن ماجہ ص ۳۳۵، حنفیہ اقلیہ فی علی منہاج ابن کثیر ص ۱۶۹۔
(۳) رد المحتار علی الدر المختار، ص ۵۹۷، الادب الشرعیہ وفتح المربعہ لاس مفتح المحدثی، المجلد ۳ ص ۳۳، طبع مکتبۃ المیراث العربیہ۔

(۱) حدیث: "لا یأخذ من أحدکم" کی روایت ابو داؤد (۵/۲۷۳) طبع عزت عمید (عاصی) اور ترمذی (۳/۲۶۲) طبع المجلد ۱ ص ۱۶۲، اس کے لیے ابو داؤد کی روایت کو جس کہا ہے۔
(۲) المدنی ص ۱۸۸، حنفیہ الدسوقی ص ۳۷۳، اسی المطالب ص ۵۵۵، ص ۱۶۵، شرح منی الارادات ص ۷۰۷۔

کوئی کوتاہی نہ ہو تو اس پر کوئی ضامن نہیں ہے۔ بین اہل کو طاق کی جازت نہ دی گئی ہو یہ جس قدر جازت دی گئی ہو اس سے جاہز تر کیا ہو یہ اسے آلات سے کاٹا ہو جو کند ہوں جس سے جانور کو تکلیف زیادہ ہوتی ہے یہ اسے ہفت میں کاٹا (آپیشن کیا) ہو جو کانٹے کے لئے مناسب نہ ہو یہ ان قسم کی کوئی کوتاہی پائی جائے تو ان تمام صورتوں میں وہ ضامن ہوگا، اس لئے کہ یہ ایسا استفادہ ہے جس میں قصد اور غلطی سے ضمان میں فرق نہیں آتا لہذا یہ استفادہ مال کے مشابہ ہو۔ اور اس سے نہ یہ کہ مصلح ہے تو اس سے پیدا ہونے والے نقصان کا وہ ضامن ہوگا جس طرح تہہ کانٹے میں ضمان ہے، حدیث میں ہے: "من نطب ولم يعلم منه طب فلیو صام" (۱) (جس نے طاق کیا حالانکہ وہ طب سے واقف نہیں تو وہ ضامن ہوگا) یعنی جس نے طاق کیا حالانکہ اسے اس کا تجزیہ نہیں ہے تو وہ ضامن قرار دیا جائے گا (۲) حدیث کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ جس نے طبابت کی اور انہماک سے طب کا تجزیہ نہیں ہے تو وہ ضامن ہے، اسی طرح ایسا شخص بھی ضامن ہوگا جس کو طب کا تجزیہ نہ ہے بین کوتاہی نہ تھی یا ریہ تھی سے کام لیا۔

اس کی تفصیل متعلقہ مقامات (جاہز، جنازات، حیوان، ضمان) میں دیکھی جائے۔



(۱) حدیث: "من نطب ولم يعلم منه طب فلیو صام"۔ اس کی روایت ابو داؤد (۱۰/۳۲) طبع عزت حیدر عباس (مورخات) ۲۱۲/۳ طبع دار الفکر (معارف اسلامیہ) کے ہے صاحب نے اس کی تصحیح کی ہے اور وہی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔
(۲) رد المحتار علی الدر المختار وحاشیہ حاشیہ ابن ماجہ ج ۵/۳۳، جوہر الاکلیل ۱۹۱/۴، مع الجلیل ۵۵۷/۳، انصاف ۵۳۸/۵ طبع مکتبۃ الریاض عدد ۵، بہار النہج ۱/۱ شرح المسماح ۳۰/۸، فیض القدر ۶/۶ طبع معطفی محمد۔

تراجم فقہاء

جلد ۸ میں آنے والے فقہاء کا مختصر تعارف

بن ابی حاتم

تراجم فقہاء

بن خویز منداد

ابن حجر مکی: یہ احمد بن حجر دمشقی ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۰ میں گذر چکے۔

ابن حزم:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۰ میں گذر چکے۔

الف

بن ابی حاتم: یہ عبدالرحمن بن محمد ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۱ میں گذر چکے۔

بن ابی اسحاق:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۲۸ میں گذر چکے۔

بن تیمیہ: یہ عبدالسلام بن عبداللہ ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۳ میں گذر چکے۔

بن لجوزی: یہ عبدالرحمن بن علی ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۳ میں گذر چکے۔

بن حامد: یہ حسن بن حامد ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۳ میں گذر چکے۔

بن ابی حاتم: یہ محمد بن حاتم ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۳ میں گذر چکے۔

بن حجر العسقلانی:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۳ میں گذر چکے۔

ابن خزیمہ (۲۲۳-۳۱۱ھ)

یہ محمد بن اسحاق بن شریہ بن مغیرہ بن صالح ہیں، ابو بکر کنیت ہے سلمیٰ، خیراپوری، ثانی فی نسبت ہے، یہ فقیہ مجتہد تھے، حدیث کے عام تھے، بعض علم میں ان کی خدمات ہیں، انہوں نے اسحاق بن راہویہ، محمود بن غیاث، حنبیہ بن عبد اللہ، محمد بن مروزی، اسحاق بن موسیٰ لطیفی وغیرہ سے احادیث روایت کیں، اور ان سے روایت کرنے والوں میں بخاری، مسلم، محمد بن عبد اللہ بن عبد الجبار اور احمد بن مبارک مستملی وغیرہ ہیں، انہوں نے مزنی وغیرہ سے فقہ حاصل کیا۔ ابو علی حانفہ نے کہا: ان شریہ اپنی احادیث کے مجموعہ میں سے فقہی روایات کے اسی طرح حافظ تھے جس طرح قاری کو سورۃ یاد ہوتی ہے۔ بن ابی حاتم نے کہا: سندہ رحمٰن کے حفظ میں بن شریہ بے مثال تھے۔

بعض تصانیف: ان حدیث میں "المختصر الصحیح" و "التوحید و اثبات صفۃ الرب" ہیں۔

[تذکرۃ الحفاظ ۵۹۲: شذرات الذہب ۲/۲۶۲: معجم المؤلفین

۹۹۹: اعلام ۶/۲۵۵]

ابن خویز منداد (؟ - ۳۹۰ھ)

یہ محمد بن احمد بن عبد اللہ بن خویز منداد مالکی، عراقی ہیں، فقیہ اور اصولی تھے، ابو بکر ابہری کے شاگرد ہیں، قاضی عیاض نے کہا:

ابن رجب

تراجم فقہاء

ابن القصار

یہ لویدہ جی نے س کے بارے کھام کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نے مدعہ عرق سے س کا ذر نہیں س۔

[الذیاج المذہب ص ۲۴۸: الباب ۳۶۳: معجم المؤلفین

۱۱/۱۴۰]

بعض تصانیف: "خلائیات میں ایک بڑی کتاب"، "کتاب فی اصول الفقہ" اور "احیاء اب فی الفقہ" ہیں۔

ابن حابدین:

[الوائیہ لوفیات ۵۲/۲: معجم المؤلفین ۸/۲۸۰]

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۳۲ میں گزر چکے۔

ابن رجب: یہ عبد الرحمن بن احمد ہیں:

ابن عبد البر:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۳۱ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۶ میں گزر چکے۔

ابن رشد:

ابن عرفہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۳۲ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۳۶ میں گزر چکے۔

ابن سحون: یہ محمد بن عبد السلام ہیں:

ابن عمرہ: یہ عبد اللہ بن عمرہ ہیں:

ان کے حالات ج ۳ ص ۲۵۶ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۷۶ میں گزر چکے۔

ابن میرین:

ابن قدامہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۳۳ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۳۸ میں گزر چکے۔

ابن شعبان (؟ - ۳۵۵ھ)

ابن القصار (؟ - ۳۹۸ھ)

یہ محمد بن قاسم بن شعبان بن محمد بن ریحہ ہیں، ابو اسحاق کنیت اور قرطبی بہت ہے، یہ نسبت "قرطی" (کان کی بانی) کی جانب ہے، مصر کے فقہاء مالکیہ میں سے ہیں، تاریخ، ادب اور فتنہ طوم میں ان کی خدمات ہیں، مصر میں علماء مالکیہ کی رناست ان پر ختم تھی۔

ان کا نام علی بن احمد ہے، کنیت ابو حسن، بہت بغدادی، بہری، شیرازی ہے، ابن القصار سے معروف ہیں، فقیہ، مالکی، اصولی، حافظ ہیں، بغداد میں منصب قضا پر فائز ہوئے، ابو بکر بہری وغیرہ سے فقہ حاصل کیا، اور ان سے ابو ذریعہ، تافسی عبد الوہاب، ابو محمد بن عمر بن وغیرہ نے فقہ حاصل کیا، ابو ذریعہ نے کہا: یہ س تمام علماء مالکیہ میں سب سے بڑے فقیہ ہیں جنہیں میں نے دیکھا، شیرازی نے کہا:

بعض تصانیف: "الراہی الشعبانی" فقہ میں، "کتاب فی احکام القرآن"، "کتاب الرواقہ علی مالک"، "کتاب الماسک" اور "کتاب الس قبل الوصوء" ہیں۔

بن کثیر

تراجم فقہاء

ابو یوسف بن یزید

میرے علم میں اختلافی مسائل پر مالکیہ کی کوئی کتاب ان کی کتاب سے بڑی نہیں ہے، شاید اس سے مراد ان کی کتاب ”عیون لائے“ وایضاح المملکتی لئی امیت“ ہے۔

[شجرۃ النور التزکیہ ص ۹۲؛ المدینات ص ۱۹۹؛ معجم المؤلفین ۲/۴]

ابن الہمام:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۱ میں گذر چکے۔

ابو امامہ: یہ صدیقی بن عجبان لبابی ہیں:

ان کے حالات ج ۳ ص ۴۶۲ میں گذر چکے۔

بن کثیر: یہ محمد بن اسماعیل ہیں:

ن کے حالات ج ۴ ص ۴۴۱ میں گذر چکے۔

بن ماجہ:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۳۹ میں گذر چکے۔

بن المبارک: یہ عبداللہ بن المبارک ہیں:

ن کے حالات ج ۲ ص ۵۶۸ میں گذر چکے۔

بن مسعود:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۷۶ میں گذر چکے۔

بن المقرئ: یہ اسماعیل بن ابی بکر ہیں:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۰ میں گذر چکے۔

بن المنذر:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۰ میں گذر چکے۔

بن نجیم: یہ زین الدین بن امیر انجم ہیں:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۱ میں گذر چکے۔

ابو النضر ی (؟ - ۸۲ھ)

اس کا نام عید بن فیروز ہے، کنیت ابو النضر ی، نسبت ولادہ طائی ہے، فتلاء اہل کوفہ میں ہیں، آپ والدہ بن عباس، ابن عمر اور عبدالرحمن سلمی وغیرہ سے روایت کی ہے، ان سے عمرو بن مرہ، عبداللہ بن علی بن عامر اور عطاء بن سائب وغیرہ نے روایت کی، ابن دبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے، عجمی نے کہا: یہ تابعی تھے ہیں، ابو رزمہ نے کہا: یہ عمر سے روایت مرسلہ کرتے ہیں، صاحب حلیۃ اللہ یاء نے ان کی یہ بات میں کہا: شک کرنے والے پر حمد اور افتاء ابوہار کے مخالف عید بن فیروز ابو النضر ی ہیں، ان کے ساتھ تباہ کے خلاف شرمین یا ابوہار جماعہ میں قتل کرانے گئے۔

[حلیۃ الاولیاء ۴/۹۷؛ شذرات الذہب ۱/۹۲؛ تہذیب

تہذیب ۲/۲۴۷؛ اعلام ۳/۱۵۲]

ابو یزید بن یزید (؟ - ۴۵ھ) کے جد وہ بھی قول ہے)

یہ مائی بن یزید بن عمر بن عید بن کلاب ہیں، کنیت ابو یزید ہے، وہ حارثہ کے حلفاء میں سے مصحابی ہیں، بیعت عقبہ بدر اور قوم غزوہ است میں شریک رہے، بنو مریم علیہ السلام سے روایت کی، ان سے ابوہار عارب، جابر، عبدالرحمن بن جابر وغیرہم نے روایت کی ہے۔

[لاصابہ ۳/۵۹۶، ۳/۱۸؛ استیعاب ۳/۱۵۳؛ تہذیب

تہذیب ۱۲/۱۸؛ الطبقات ۱/۴۵۱]

ابوبکر صدیق

تراجم فقہاء

ابوموسیٰ الاشعری

ابوبکر صدیق:

ابوسعید الخدری:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۲ میں گذر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۵ میں گذر چکے۔

ابوبکر الطرطوشی: یہ محمد بن ولید ہیں:

ابو شامہ: یہ عبدالرحمن بن مالک ہیں:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۷۵ میں گذر چکے۔

ان کے حالات ج ۲ ص ۴۴۵ میں گذر چکے۔

بو ثور:

ابو طلحہ: یہ زید بن سہل ہیں:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۳ میں گذر چکے۔

ان کے حالات ج ۳ ص ۴۶۵ میں گذر چکے۔

بو حنیفہ:

ابو عبید:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۴ میں گذر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۶ میں گذر چکے۔

بو خطاب:

ابو عثمان الخیر بنی (۲۳۰-۲۹۸ھ)

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۴ میں گذر چکے۔

یہ سعید بن مالک بن سعید بن مسور ہیں، کنیت ابو عثمان بہت حیرتی اور نمسا پوری ہے، صداقت گفتار و شیریں بیانی میں مشہور۔ شام میں سے ایک ہیں، ری میں محمد بن مقاتل اور موسیٰ بن نصر سے عراق میں محمد بن اسماعیل احمسی وغیرہ سے حدیث تھی، ان کے اصحاب میں ابو عمر اور اسماعیل بن نجید سلمیٰ جیسے اشخاص ہیں۔

[الہدایہ: ۱۰۱، البیہ: ۱۱۵، المجموع الزہرہ: ۳۷۷، سیر اعلام النبلاء: ۱۳، ۶۴، کتاب: ۲، ۳۷۷]

بو ذر:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۴ میں گذر چکے۔

بو مدردہ: یہ عویمر بن مالک ہیں:

ن کے حالات ج ۳ ص ۴۶۴ میں گذر چکے۔

بو ذر: یہ جنید بن جنادہ ہیں:

ابو قلابہ:

ن کے حالات ج ۲ ص ۵۷۱ میں گذر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۶ میں گذر چکے۔

بو السعد: یہ محمد بن محمد ہیں:

ابوموسیٰ الاشعری:

ن کے حالات ج ۳ ص ۴۶۴ میں گذر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۷ میں گذر چکے۔

ابو ہریرہ

تراجم فقہاء

انس بن مالک

ابو ہریرہ:

اسحاق بن راہویہ:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۷ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۹ میں گزر چکے۔

ابو یوسف:

اسید بن الکھیر (؟ - ۲۰ھ)

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۷ میں گزر چکے۔

یہ اسید بن خضیر بن مالک بن عتیکہ ہیں، کنیت ابو یحییٰ، ورنہ بہت اوی ہے، صحابی ہیں، جاہلیت اور اسلام دونوں میں معزز رہے، اہل

نبی بن عتب:

ن کے حالات ج ۳ ص ۴۶۶ میں گزر چکے۔

مدینہ میں سے ہیں، عقلاء و عرب میں شمار ہوتا تھا نیز وہی رہے مجھے جاتے تھے، نبی ﷺ سے روایت کیا، ان سے ابو حیدر کی، اہل

لابی مرگی (؟ - ۸۲ھ)

یہ محمد بن خلیفہ بن عمر ہیں کنیت ابو عبد اللہ، نسبت قوسی، مثنائی ہے، لابی سے مشہور ہیں، محدث فقیہ، حاد، بفسر، بکرم و تھے، ۸۰ھ میں جزیرہ میں قنفذ کے منصب پر فائز رہے، ابن عرفہ سے علم حاصل کیا اور ان کے ساتھ رہے، ان کی حیات میں قونین میں مہارت ترقی کے لئے مشہور ہوئے، ان کے مشہور محققین شاگردوں میں تھے، ان سے امر کی ایک جماعت جیسے قاضی عمر قلشانی، ابو القاسم بن حاجی، شہابی اور عبد الرحمن مجیدی وغیرہم نے استفادہ کیا۔

ہے، عقیدہ ثانیہ میں ستر انصار کے ساتھ شریک ہوئے، اور بارہ نقباء میں سے ایک تھے، غزوہ احد میں شریک ہوئے جس میں ان کے جسم پر سات رخم آئے، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس وقت ثابت قدم رہے جبکہ لوگ ساتھ چھوڑ گئے تھے، غزوہ خندق اور دوسرے تمام غزوات میں شریک رہے، حدیث میں ہے: "نعم الرجل انس بن الحصیر" (اسید بن خضیر کیا ہی اچھے شخص ہیں)، ان سے (۱۸) احادیث مروی ہیں۔

[أسد الغابہ ۱/۱۱۳: تہذیب الجہدیب ۱/۳۴۷: لأعلام ۳۳۰: ۱]

الاسطخری: یہ یحسین بن احمد ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۰ میں گزر چکے۔

حماد بن حنبل:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۸ میں گزر چکے۔

انس بن مالک:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۷۶ میں گزر چکے۔

مسمیہ

تراجم فقہاء

جامعہ بن عبد اللہ

مسمیہ:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۵۰ میں گذر چکے۔

ابوزہبی:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۵۱ میں گذر چکے۔

ساجی:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۵۱ میں گذر چکے۔

الترندی:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۵۵ میں گذر چکے۔

ت

ب

ممدیہ:

ن کے حالات ج ۲ ص ۵۷۷ میں گذر چکے۔

اثوری:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۵۵ میں گذر چکے۔

ث

البراء بن عازب:

ن کے حالات ج ۶ ص ۲۸۳ میں گذر چکے۔

لیہتی:

ن کے حالات ج ۲ ص ۵۷۸ میں گذر چکے۔

ج

جامعہ بن عبد اللہ:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۵۶ میں گذر چکے۔

ح

حسن البصری:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۵۸ میں گذر چکے۔

الرافعی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۴ میں گذر چکے۔

الحکم بن عتیبہ:

ن کے حالات ج ۲ ص ۵۸۲ میں گذر چکے۔

الرمیانی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۵ میں گذر چکے۔

و

سردیر:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۶۳ میں گذر چکے۔

انزرقانی: یہ عبدالباقی بن یوسف ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۶ میں گذر چکے۔

انزرقشی:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۵ میں گذر چکے۔

زفر:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۶ میں گذر چکے۔

زختری

زختری:

ن کے حالات ج ۶ ص ۳۸۷ میں گذر چکے۔

زہری:

ن کے حالات ج ۱ ص ۳۶۷ میں گذر چکے۔

زید بن ثابت:

ن کے حالات ج ۱ ص ۳۶۷ میں گذر چکے۔

زید بن حنی:

ن کے حالات ج ۱ ص ۳۶۷ میں گذر چکے۔

تراجم فقہاء

سہل بن سعد (؟ - ۹۱ھ)

یہ سہل بن سعد بن مالک بن خالد ہیں، کنیت ابو العباس، نسبت ثررجی، ساعدی انصاری ہے، مشاہیر صحابہ میں سے ہیں۔ نبی ﷺ سے روایت کیا۔ نیز اپنی مائتم بن عدی و عمر و بن مسعود سے روایت کیا، اور ان سے ان کے ساتھ "سے عباس، ابو حازم و زہری وغیرہم نے روایت کیا ہے کہا یا ہے: حدیث میں باقی رو جانے والے و آخری سخانی ہیں۔ ابن عیینہ نے ابو حازم سے نقل کیا ہے، کہتے ہیں کہ میں نے سہل بن سعد کو آتے ہوئے سنا کہ میں مرجاہوں تو تمہیں کوئی دیا غم نہیں ملے گا جو یوں کہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، کتب حدیث میں ان سے ۱۸۸ احادیث مروی ہیں۔

[لڑا ص ۲۸۸: تہذیب المعجم ص ۲۵۲/۲: الاستیعاب ۲: ۶۶۳: خلاصہ ص ۲۱۰]

ایوبی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۶۹ میں گذر چکے۔

س

ش

سعید بن المسیب:

ن کے حالات ج ۱ ص ۳۶۹ میں گذر چکے۔

سفیان بن عیینہ:

ن کے حالات ج ۷ ص ۳۶۹ میں گذر چکے۔

اشاطی: یہ ابوہریرہ بن موسیٰ ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۸ میں گذر چکے۔

اشافعی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۷۰ میں گذر چکے۔

سعد بن لکون:

ن کے حالات ج ۶ ص ۳۸۸ میں گذر چکے۔

شربلانی: یہ حسن بن عمار ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۱ میں گزر چکے۔

شریک: یہ شریک بن عبد اللہ لشعنی ہیں:

ان کے حالات ج ۳ ص ۴۸۱ میں گزر چکے۔

الشعنی: یہ عامر بن شراحیل ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۲ میں گزر چکے۔

لشمنی (۸۰۱ - ۸۷۲ھ)

یہ احمد بن محمد بن محمد بن حسن ہیں کنیت ابو الوباس نسبت شنئی۔
سکندر کی جنگی ہے محدث، مفسر، فقیہ حوی، اصولی ہیں شیخین یہ انی
سے علم حاصل کیا، رفقہ میں مہارت حاصل کی، اور مالہ، بخاری، شمس
شطنی، ورتاضی شمس الدین ہمامی وغیرہم سے علم حاصل کیا، ان
سے ایک بڑی تہذیب، استفادہ کیا، اور ان کے ساتھ راؤے کمند
تہہ کیا، اور ان سے استفادہ باعث فخر تصور کیا، ساتھ ہی ان میں
پاکد مٹی، خیر، تواضع اور وقار، بہادری تھی۔ پھر کتابانی تہذیب کی
ترتبت (مقبورہ) کی معیشت و خدمت سونپی گئی، تہہ و میں ۸۶۸ھ
میں جنگی تہذیب کا منصب پیش کیا گیا میں آپ نے قبول نہیں کیا۔

بعض تصانیف: "کمال الخواہ فی شرح المقایہ" فقہ میں،
"مہج المسالک الی الفیہ ابن مالک"، "أوفق
المسالک لتأدیه المسالک" اور "شرح نظم بحیہ
الفکر" مہم حدیث میں ہیں۔

[شذرات الذہب ۷/ ۳۳۳: انصواء الامام ۴/ ۳۷۴: لا علام

۲۹۹: معجم المؤمنین ۲/ ۳۹۹]

شرب بن حوشب (۲۰ - ۱۰۰ھ)

امام شرب بن حوشب کنیت ابو سعید یا ابو عبد اللہ بہت اشعری ہے، تابعی
ہیں، فقیہ اور قاری ہیں، رجال حدیث میں سے ہیں، پڑھائی، و ہنت
برید، ام المؤمنین حضرت ام سلمہ، ابو ہریرہ، عائشہ، تمیم الدہری اور ابن عمر
وغیرہم سے روایت کیا، اور ان سے عبد الحمید بن بہرہم، قتادہ لکھ،
عبد اللہ بن عثمان بن شمیم وغیرہم نے روایت کیا، بڑھکی نے کہا: امام احمد
نے کہا: شرب کے ۱۰۰ حدیث سے عبد الحمید بن بہرہم کی حدیث میں کوئی حرج
نہیں ہے، بڑھکی نے بخاری سے نقل کیا ہے، شرب کی حدیث حسن ہے،
اور کوئی بتایا ہے، یقینی نے کہا: وہ ضعیف ہیں، ابن ترمذی نے کہا: وہ
ساتویں، ایک عرصہ تک بیت المال کے والی رہے۔

[تہذیب المعجم ۲/ ۳۷۴: لا علام ۳/ ۲۵۹]

شیخین:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۲ میں گزر چکے۔

ص

صاحب روح المعانی: یہ محمود بن عبد اللہ آلوسی ہیں:

ان کے حالات ج ۵ ص ۴۷۹ میں گزر چکے۔

صاحبین:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۳ میں گزر چکے۔

ابو حاتم ہے، ثقفی، بصری بہت ہے تابعی اور ہارناہین میں سے
 ہیں، اپنے والد نیر علی، عبد اللہ بن عمرو بن سود بن سرج سے روایت
 کیا۔ ان سے ان کے چچے ثابت بن عبد اللہ بن ابی بکر و مرال کے
 پوتے بکر بن مرار بن عبد الرحمن اور قتادہ وغیرہم نے روایت کیا،
 ابن ابان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے، عجی نے کہا: بصری تابعی
 ثقہ ہیں۔ ابن جریر نے لاساب میں بصری سے جو نقل کیا ہے اس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ ان میں شرفِ صحبت بڑی حاصل تھی یہن یہ غلط ہے،
 بصری میں پیدا ہونے والے وہ سب سے پہلے بچے تھے۔

[تہذیب المعذیب ۱۳۸/۶: لاسابہ ۳/۱۴: لا علام

۴۳۴]

عبدالرحمن بن سابط (؟ - ۱۱۴ھ)

نام عبدالرحمن بن سابط ہے، اور کہا گیا ہے کہ عبدالرحمن بن عبد اللہ
 بن سابط بن ابی حمصہ بن عمر ہے، تابعی مکی ہیں، نبی ﷺ سے
 مرسلارہایت کیا، نیز عمر، سعد بن ابی وقاص، عباس بن عبد المطلب،
 عباس بن ابی ربیعہ، معاویہ بن جبل وغیرہم رضی اللہ عنہم سے روایت
 کیا۔ ان سے ابن تہتم، لیث بن ابی سلیم، یزید بن ابی زید وغیرہ نے
 روایت کیا، ثم نے عبد اللہ بن عیاش کے واسطے سے کہیں بن عباس
 کے ثائر، فقہاء میں شمار کیا ہے، ان کی احادیث بہت زیادہ ہیں، صحیح
 مسلم میں ان کی ایک حدیث ”الفتن“ میں ہے، ابن حبان نے ثقات
 میں ان کا ذکر کیا ہے۔

[تہذیب المعذیب ۱۸۰/۶]

عبدالرزاق: یہ عبدالرزاق بن ہمام ہیں:

ان کے حالات ج ۷ ص ۲۳۰ میں گذر چکے۔

ط

ط ۱۵:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۷۲ میں گذر چکے۔

الطبری: دیکھتے: محمد بن جریر الطبری:

ن کے حالات ج ۲ ص ۶۰۱ میں گذر چکے۔

ع

ع ۱۵:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۷۵ میں گذر چکے۔

عمر بن ربیعہ:

ن کے حالات ج ۲ ص ۴۵۵ میں گذر چکے۔

عبدالرحمن بن ابی بکرہ (۱۳ - ۹۶ھ)

نام عبدالرحمن بن ابی بکرہ صحیح بن عمارت ہے، کنیت ابو بکر یا

عبداللہ بن الزبیر

تراجم فقہاء

عمر بن عبدالرحمن

عبداللہ بن الزبیر:

عطاء:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۶ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۸ میں گزر چکے۔

عبداللہ بن سلمہ (؟ - ؟)

عکرمہ بن خالد (؟ - ؟)

نام عبداللہ بن سلمہ، نسبت مرادی، کوئی ہے، تابعی ہیں، انہوں نے عمر، معاذ، علی، ابن مسعود اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وغیرہم سے روایت کیا ہے، ان سے ابو اسحاق شیبی اور عمرو بن مرة نے روایت کیا ہے، عجل نے کہا: کوئی، ثقہ ہیں، یقوتوب بن شیبہ نے کہا: ثقہ ہیں، صحابہ کے بعد فقہاء، کوفہ میں طبقہ اولیٰ میں شمار ہوتا ہے، ابو حاتم نے کہا: یعرف وینکر، ابن عدی نے کہا: مجھے امید ہے کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

یہ عکرمہ بن خالد بن عاص بن ہشام بن مغیرہ قرشی ہیں، تابعی ہیں، اپنے والد سے نیز ابو ہریرہ، ابن عباس، ابن عمر اور سعید بن جبیر وغیرہم سے روایت کیا ہے، ان سے ایوب، ابن جریج، عبداللہ بن طاؤس اور حنظلہ بن اوسغیان وغیرہم نے روایت کیا ہے، ابن مہین، ابو زرہ اور نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں، ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ [طبقات ابن سعد ۵/۴۷۵: تہذیب المعجم ۷/۲۵۸]

[تہذیب المعجم ۵/۲۴۱]

علی بن ابی طالب:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۹ میں گزر چکے۔

عبداللہ بن عمر: دیکھئے: ابن عمر:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۶ میں گزر چکے۔

عمر بن الخطاب:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۹ میں گزر چکے۔

عبداللہ بن عمرو:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۶ میں گزر چکے۔

عمر بن عبدالرحمن (۲۳ - ۷۰ھ)

یہ عمر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام بن مغیرہ، مخزومی، مدنی ہیں، ابو ہریرہ، عائشہ، ابو بصرہ غفاری اور صحابہ کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے، ان سے عبدالملک بن عمیر، عامر شعبی اور حمزہ بن عمرو عاصی نے روایت کیا ہے، ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے، ابن زبیر نے کوفہ کا گورنر نہیں بنایا تھا، پھر وہ تاج کے ساتھ ہو گئے۔

[تہذیب المعجم ۷/۴۷۲]

عثمان بن عفان:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۷ میں گزر چکے۔

عروہ بن الزبیر:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۴ میں گزر چکے۔

عز بن عبدالمطلب: یہ عبدالعزیز بن عبدالمطلب ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۴ میں گزر چکے۔

غ

یہ عمر بن عتبہ بن فرقہ سلمیٰ کوئی ہیں، ان کے والد عتبہ صحابی ہیں، عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی، اور ان سے عبد اللہ بن ربیعہ سلمیٰ، حوط بن رافع عبدی اور شعبی نے روایت کیا ہے، زہد و عبادت میں معروف لوگوں میں سے تھے، ابن المبارک نے فضیلت بن عیاض سے، انہوں نے اہمش سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: عمر بن عتبہ بن فرقہ نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں مانگیں، اللہ نے وہ پوری کر دی، تیسری دعا کا میں انتظار کر رہا ہوں، میں نے دعا کی کہ مجھے دنیا سے بے رغبت کر دے کہ مجھے پروا نہ رہے میں نے کیا پایا اور کیا کھویا، اور میں نے دعا کی کہ مجھے نماز کی قوت عطا فرمائے تو خدا نے مجھے نماز سے حصہ عطا فرمایا، اور میں نے شہادت کی دعا مانگی، اس کی میں امید کر رہا ہوں، چنانچہ وہ شہید کئے گئے، اور عاتقہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، وہ ثقہ اور کم احادیث روایت کرنے والے تھے، ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

[تہذیب المعجم ج ۸ ص ۷۴: الطبقات الکبریٰ ۶/۲۰۶]

محمد بن ابی القاسم (۶۳۹ - ۷۱۵ھ)

یہ محمد بن ابی القاسم بن عبدالسلام بن جمیل ہیں، کنیت ابو عبد اللہ، نسبت تونس، مالکی ہے، فقہ، مفسر، اصولی، حافظ ہیں، تیونس اور قاہرہ میں ایک جماعت سے حدیث سنی جیسے ابو الحسن یوسف بن احمد بن محمود دمشقی اور قاضی التفتازان شمس الدین محمد بن ابراہیم بن عبدالواحد المقدسی حنبلی سے سنا، حسینہ قاہرہ میں ایک مدت تک حکومت کی باگ سنبھالی، اسکندریہ میں ۶۰۹ھ میں قضاء کے منصب پر فائز ہوئے، پھر قاہرہ میں قیام پذیر ہو کر علوم میں مشغول رہے۔

آپ کی تصانیف میں "کتاب مختصر التفریع" ہے۔
[الذیاج المذہب ص ۳۲۳]

محمد بن الحسن:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۹۱ میں گزر چکے۔

المرغینانی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۲ میں گزر چکے۔

المزنی: یہ اسماعیل بن یحییٰ ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۲ میں گزر چکے۔

مسروق:

ان کے حالات ج ۳ ص ۴۹۳ میں گزر چکے۔

معاذ بن جبل:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۳ میں گزر چکے۔

ک

الکاسانی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۸۶ میں گزر چکے۔

کعب بن مالک:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۸۶ میں گزر چکے۔

م

مالک:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۸۹ میں گزر چکے۔

الماوردی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۰ میں گزر چکے۔

مجاہد:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۰ میں گزر چکے۔

المعلیٰ

تراجم فقہاء

یحییٰ بن یحییٰ

المعلیٰ (؟ - ۲۱۱ھ)

معلیٰ بن منصور نام ہے، کنیت ابو یعلیٰ، فہست رازی ہے، حدیث کے رواۃ اور اس کے مصنفین میں سے ہیں، ثقہ اور شریف ہیں، ابو حنیفہؒ کے صاحبین ابو یوسفؒ و محمدؒ کے شاگردوں میں ہیں، انہوں نے مالک، سلیمان بن بلال، محمد بن میمون و عنبرانی، یحییٰ بن حمید نساہی، ابو یوسف اور محمد بن حسن وغیرہم سے حدیث سنی، ان سے ان کے صاحبزادہ یحییٰ، ابو غیثمہ، ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو ثور وغیرہم نے روایت کیا ہے، بار بار منصب قضا پیش کیا گیا لیکن انکار کیا۔ بعض تصانیف: "النوادر" اور "الأعمالی" دونوں فقہ میں ہیں۔

[تہذیب المعجم ص ۱۰/۲۳۸: الجوہر المصنوع ۲/۱۷۷:]

النوادر ص ۱۵/۲: الأعلام ۸/۱۸۹]

ی

یحییٰ بن یحییٰ (۱۳۲ - ۲۲۶ھ)

یہ یحییٰ بن یحییٰ بن کبیر بن عبد الرحمن ہیں، کنیت ابو زکریا، فہست تہمی، حنظلی، نيساپوری ہے، امام مالک سے سوطا پرہی اور ایک مدت تک ان کے ساتھ رہ کر ان کی پیروی کی، ان کا شمار امام مالک کے اصحاب میں سے فقہاء میں ہوتا ہے، اپنے دور کے علم و دین، عبادت اور کردار کے اعلیٰ عاملین میں تھے، مالک، سلیمان بن بلال، دونوں حماد، ابو ملاحوس اور ابو قتادہ وغیرہ سے روایت کیا، ان سے بخاری اور مسلم نے روایت کیا، ترمذی نے مسلم کے واسطے سے ان سے روایت کیا ہے، اور دیگر حضرات نے ان سے روایت کیا ہے، عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ ثقہ سے بھی آگے تھے، اور انہوں نے ان کی اچھی تعریف کی ہے نساہی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

[تہذیب المعجم ص ۱۱/۲۹۶: شجرة النور الزكية ص ۵۸:]

الديبان المعجم ص ۳۹/۳: الأعلام ۹/۲۲۳]

ن

النساہی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۹۵ میں گزر چکے۔

نعیم الجحر (؟ - ؟)

نام نعیم بن عبد اللہ جحر، کنیت ابو عبد اللہ، فہست مدنی ہے، عمر بن خطابؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں، تابعی ہیں، ابو ہریرہ، ابن عمر، انس اور جابر وغیرہم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا، ان سے ان کے صاحبزادہ محمد، محمد بن عجلان، علاء بن عبد الرحمن اور داؤد بن قیس فراء نے روایت